گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالب]

(جلد سوم)

مرتب:
رشید حسن خاں

غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد سوم)

گولڈن جبلی تقریبات
۱۹۶۹_۲۰۱۹

گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد سوم)

مرتب:

رشید حسن خاں

غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

(© جملہ حقوق محفوظ)

Ganjeena-e-Maani Ka Tilism
Vol-III
Edited BY :
Rasheed Hasan Khan

ISBN: 81-8172-096-2

بہ اہتمام	:	سید رضا حیدر
اشاعت	:	۲۰۱۹ء
قیمت	:	۵۰۰ / روپے
کمپوزنگ	:	عبدالرشید
مطبوعہ	:	اصیلا آفسیٹ پرنٹرس، نئی دہلی

غالب انسٹی ٹیوٹ،
ایوانِ غالب مارگ، نئی دہلی۔۲
www.ghalibinstitute.org-- email: ghalibinstitue@gmail.com

فہرست

پیش لفظ

غالب انسٹی ٹیوٹ سے رشید حسن خاں کا بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ انہیں جب بھی کسی علمی محفل میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی اپنی تمام مصروفیتوں کے باوجود وہ شریک ہوئے۔ ان کی زندگی کا اہم ترین حصہ کلاسیکی متون کی تصحیح، ترتیب اور تدوین میں صرف ہوا اور یہ بات اردو دنیا کے لئے بہت اطمینان کی ہے۔ یوں تو کئی اہم محققین سامنے آئے جنہوں نے اپنی تحقیقی کاوشوں سے تحقیق کو ثروت مند بنایا اور اسے ایک سمت عطا کی۔ مگر متن کی تصحیح اور ترتیب کا معاملہ بڑی حد تک رشید حسن خاں سے وابستہ رہا۔ انہوں نے اپنی مرتبہ کتابوں کے اخیر میں فرہنگ کا بھی اہتمام کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے ذہن میں متن کے ساتھ مشکل الفاظ بھی گردش کرتے رہے ہیں۔ یہ الفاظ رشید حسن خاں کے لئے مشکل نہیں تھے مگر انہیں اپنے وقت اور آنے والے وقت کے قارئین کا ہمیشہ خیال رہا۔ ان کی ایک کتاب کلاسیکی ادب کی فرہنگ ہے جسے 2003 میں انجمن ترقی اردو، ہند نے شائع کیا۔ اس کتاب پر بطور مرتب ان کا نام شامل ہے لیکن یہ وہ مرتب ہے۔ جس نے الفاظ اور تراکیب کے معنی اور مفاہیم کو یکجا کرنے اور ان پر غور کرنے اور انہیں مرتب کرنے میں ایک طویل مدت گزاری ہے ورنہ تو ادھر ادھر سے چیزوں کو جمع کر کے بہت آسانی کے ساتھ مرتب ہوا جا سکتا ہے۔ رشید حسن خاں نے ایک مرتب کی حیثیت سے ترتیب اور تدوین کے کام کو جو وقار بخشا ہے اس کی اہمیت وقت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔

''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کو شائع کرتے ہوئے مجھے فخر کا احساس ہو رہا ہے۔ اس کتاب میں غالب کی شاعری کے الفاظ و تراکیب کی ایک دنیا ہے جسے دیوان غالب سے الگ کر کے پڑھنا ایک نئے تجربے سے گزرنا ہے اور ان تراکیب کے ساتھ اشعار بھی درج کئے گئے ہیں جن میں یہ ترکیبیں آئی ہیں۔ رشید حسن خاں نے اس کتاب کی تیاری میں عمر کا عزیز ترین حصہ صرف کیا ہے اور انہیں آج کی طرح وہ سہولتیں بھی حاصل نہیں تھیں۔ اپنے وسائل کو استعمال کر کے انہوں نے جو یہ کارنامہ انجام دیا ہے وہ علمی ادبی کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اس کتاب سے واضح ہے کہ رشید حسن خاں نے دیوان غالب کی ایک خاص انداز سے قرأت کی ہے اور قرأت کا یہ انداز عام تنقیدی مطالعے سے بہت مختلف ہے۔ اسے تنقیدی مطالعہ کے بجائے تحقیقی مطالعہ کہنا چاہئے۔ اندازہ کیجئے کہ تحقیقی مطالعہ تنقیدی مطالعے سے کبھی کس قدر اہم ہو جاتا ہے رشید حسن خاں نے دیوان غالب کا جتنی بار مطالعہ کیا ہے وہ ایک واقعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت سے مطالعہ غالب ایک نئی منزل میں داخل ہو جاتی ہے جو غالب کے قارئین کو نئی سمتوں کی طرف لے جائے گی۔ رشید حسن خاں آج ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی یہ کاوش ان کی موجودگی کا ہمیشہ احساس دلاتی رہے گی۔ مجھے اپنے قارئین کو اطلاع دیتے ہوئے بے انتہا خوشی ہو رہی ہے کہ ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کی تیسری اور آخری جلد بھی اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

صدیق الرحمٰن قدوائی

۲۰ رمئی ۲۰۱۹ء

حرفِ آغاز

رشید حسن خاں صاحب مرحوم کی یہ کتاب نہ جانے کتنے حادثات سے گزری، بالآخر شائع ہو رہی ہے۔ یہ کتاب تقریباً 13 برس تک کیوں شائع نہ ہوئی اس کی کہانی نہایت پُر اسرار ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ کتاب اس عبرت ناک انجام کو نہ پہنچی جو حشر میکش اکبرآبادی کی انجمن ترقی اردو (ہند) کی دعوت پر تیار کردہ فرہنگِ نظیرا کبرآبادی کا ہوا تھا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب انجمن علی گڑھ میں پناہ گزیں تھی۔ اس کی اشاعت کسی نہ کسی بہانے سے موخر ہوتی رہی اور آخر میں کہا گیا کہ کتاب کا مسودہ ہی ضائع ہو گیا۔

رشید حسن خاں صاحب کے مزاج کی سخت گیری اور لوگوں کو ناراض کرنے کے ان کے شوق کے باوجود ان کے نیاز مندوں کا ایک ایسا حلقہ بھی تھا جسے ان کے جاں نثاروں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ انجمن میں بھی ایسے لوگ تھے جو رشید صاحب سے بے لوث اور بے پناہ محبت کرتے تھے۔ انھوں نے ہی اس کتاب کو ضائع ہونے سے بچایا۔

میں اپنا شمار بھی رشید صاحب کے نیاز مندوں میں کرتا ہوں۔ رشید صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے پاس آنے والے خطوط فوراً ہی ضائع کر دیا کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی کہ وہ جن لوگوں کے ساتھ بے تکلف تھے ان سے وہ کسی قسم کی رازداری نہیں رکھتے تھے۔ میں نے بھی اس طریقے کو اختیار، مگر جانے کیسے ان کے میرے نام لکھے ہوئے خطوط کی ایک بڑی تعداد جو نہایت ذاتی نوعیت کے تھے اور جن میں خود میری زندگی کے کئی برہنہ باب بھی تھے، محفوظ رہ گئے اور یہ تمام خطوط جنات ٹی. آر. رینا کی کتاب ''رشید حسن خاں کے خطوط'' میں شامل ہیں۔ ان خطوط کو پڑھ کر یہ احساسِ تفاخر ضرور ہوتا ہے کہ اردو کے ایک عہد ساز محقق کی مجھ پر کیسی بے پایاں نوازشات تھیں۔

بہر کیف یہ کتاب رشید حسن خاں صاحب کی دیگر کتابوں کی طرح اردو ادب میں بیش بہا اضافہ ثابت ہوگی۔

کتاب کے بار بار پروف پڑھنے کی ذمے داری ڈاکٹر ارجمند آرا صاحبہ نے اپنے ذمے لی۔ یہ ایک نہایت مشکل کام تھا جو اُن کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کتاب کا آخری پروف جس میں خصوصاً اشعار کی قرأت پر توجہ دی گئی تھی، ڈاکٹر سرور الہدیٰ صاحب نے نہایت دیدہ ریزی کے ساتھ پڑھا۔ انجمن ترقی اردو (ہند) اور میں ذاتی طور پر ڈاکٹر ارجمن آرا صاحبہ اور ڈاکٹر سرور الہدیٰ صاحب کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جب اس کتاب کی اشاعت کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی تو میں نے غالب انسٹی ٹیوٹ سے درخواست کی تھی کہ وہ کسی طرح اس کتاب کو شائع کر دیں جسے انسٹی ٹیوٹ نے قبول فرما لیا تھا۔ اب یہ کتاب غالب انسٹی ٹیوٹ اور انجمن ترقی اردو (ہند) کی مشترکہ اشاعت (تین جلدوں میں) ہے جس کے لیے میں خصوصاً انسٹی ٹیوٹ کے جواں سال ڈائرکٹر ڈاکٹر رضا حیدر صاحب کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی صاحب تو انجمن کے صدر بھی ہیں اور رشید صاحب کے بے تکلف دوست بھی، اس لیے، ان کی فراخ دلی کا شکریہ ادا کرنا کس حد تک صحیح ہے، یہ بات تو رشید صاحب ہی بتا سکتے تھے۔ یہ کتاب تین میں شائع ہوگی۔

ڈاکٹر اطہر فاروقی
جنرل سکریٹری
انجمن ترقی اردو (ہند)

مئی 2017

ع

عاجز[1]: (۱) بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا　صفحۂ نامہ، غلافِ بالشِ پر ہوگیا　ص۲۹
(۲) بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟　بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام　ص۱۳۵
(۳) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو　ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو　ص۱۹۵
(۴) کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ　ننگِ پیری ہے جوانی میری　ص۲۳۱
(۵) لکھ سکا مَیں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی　لاجرم توڑ کے، عاجز، قلم چند رہا　ص۴۳۶
دیکھیے ــــــ: (۶) حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔ (۷) غالبِؔ عاجزِ نیاز آگیں۔

عاجزاں: دیکھیے: نگاہِ عاجزاں۔

عاجزی[2]: (۱) کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام　پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج　ص۳۵
(۲) ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی　عاجزی سے، ظاہرا، رتبہ کوئی برتر نہیں　ص۶۶

عادت[3]: (۱) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ!　کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے　ص۱۲۵
(۲) ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے　بے نیازی تری عادت ہی سہی　ص۲۲۱

عادل[4]: دیکھیے: حاکمِ عادل۔

عار[5]: (۱) کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہائے عزیزاں　خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے　ص۴۷

---

[1] عاجز : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دوبار]۔
عاجزاں : ایک بار [مرکّب]۔
[2] عاجزی : دوبار۔
[3] عادت : دوبار۔
[4] عادل : ایک بار [مرکّب]۔
[5] عار : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔

(۲) کہ گر اپنے کو میں کہوں خاکی — جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار — ص۱۲۵

(۳) کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں — عُشاق کی پُرسش سے اُسے عار نہیں — ص۲۵۴

عارِ بستر: ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی — ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے — ص۲۳

عارِ دل: ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو — ہے عارِ دل، نَفَس اگر آذر فشاں نہیں — ص۱۸۸

عارض[۱]: (۱) صافیِ رُخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال — ص۵۱

(۲) بلا گردانِ تمکینِ بتاں، صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو — ص۶۸

دیکھیے——:(۳) خطِ عارض۔(۴) نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض۔

عارضِ رنگیں: دیکھیے: شرمِ عارضِ رنگیں۔

عارضِ گُل: عارضِ گُل دیکھ، روے یار یاد آیا اسدؔ — جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے — ص۲۱۴

عارضِ یار: دیکھیے: خیالِ عارضِ یار۔

عارضاں: دیکھیے: گوشِ نسریں عارضاں۔

عارفؔ[۲]: ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ — کیا تیرا بگڑتا، جو نہ مرتا کوئی دن اَور — ص۱۷۱

عارف[۳]: (۱) یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات — عارف ہمیشہ مستِ مَےِ ذات چاہیے — ص۲۲۰

(۲) دیکھیے: رفعتِ ہمّتِ صد عارف۔

عارفانہ کلام: چشمِ بد دور! خسروانہ شکوہ — لوحَش اللہ! عارفانہ کلام — ص۱۳۷

عاریت[۴]: مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید — یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی — ص۷۷

عاشق[۵]: (۱) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری — بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر — ص۳۹

(۲) اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ — مالِ سُنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال — ص۵۲

---

۱ عارض : سات بار[مفرد:دوبار، مرکّب:پانچ بار]۔
عارضاں : ایک بار[مرکّب]۔
۲ عارفؔ : ایک بار۔
۳ عارف[۲] : دوبار[مفرد:ایک بار، مرکّب:ایک بار]۔
عارفانہ : ایک بار۔
۴ عاریت : ایک بار۔
۵ عاشق : چھیالیس بار[مفرد:چودہ بار، مرکّب:بتّیس بار]۔
عاشقاں : ایک بار[مرکّب]۔
عاشقوں : دوبار۔
عاشقی : ایک بار۔

(۳) آئینہ نَفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش — عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے ص ۸۰

(۴) عاشق، نقابِ جلوۂ جانانہ چاہیے — فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے ص ۸۲

(۵) جفا شوخ و ہوس گستاخِ مطلب ہے، مگر عاشق — نَفَس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے ص ۱۱۵

(۶) حیف اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت! غالبؔ — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا ص ۱۵۰

(۷) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں — تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر ص ۱۶۸

(۸) غم آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو — چراغ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے ص ۲۱۰

(۹) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اَور شخص پر — آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے ص ۲۱۹

(۱۰) ہو کے عاشق، وہ پری رُخ اور نازک بن گیا — رنگ کھلتا جائے ہے، جتنا کہ اُڑتا جائے ہے ص ۲۲۲

(۱۱) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام — مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص ۲۴۹

(۱۲) خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو — ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے ص ۲۵۰

(۱۳) گُڑگانویں کی ہے جتنی رعیت، وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی ص ۲۶۳

(۱۴) خوشا! عجزے کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلہ خاشش — کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا ص ۴۳۵

دیکھیے ———: (۱۵) آئینۂ جُراتِ عاشق۔ (۱۶) برشکالِ گریۂ عاشق۔ (۱۷) بے سامانیِ عاشق۔ (۱۸) تنِ مجروحِ عاشق۔ (۱۹) جانِ عاشق۔ (۲۰) جراحت دوزیِ عاشق۔ (۲۱) حلِّ مشکلِ عاشق۔ (۲۲) خاکِ عاشق۔ (۲۳) خاموشیِ عاشق۔ (۲۴) خانۂ عاشق۔ (۲۵) دشمنِ حسرتِ عاشق۔ (۲۶) دعویِ عاشق۔ (۲۷) دلِ عاشق۔ (۲۸) رنگِ عاشق۔ (۲۹) سعیِ عاشق۔ (۳۰) سینۂ عاشق۔ (۳۱) شکیبِ خاطرِ عاشق۔ (۳۲) صورتِ مژگانِ عاشق۔ (۳۳) قتلِ عاشق۔ (۳۴) قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔ (۳۵) گدائے عاشق۔ (۳۶) لب ہائے عاشق۔ (۳۷) مشہدِ عاشق۔ (۳۸) ہر ایک ذرّۂ عاشق۔

عاشقِ اہلِ کرم: چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی — سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے ص ۲۲۷

عاشقِ بیمار: مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں ہے ہے! — خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس ص ۱۷۳

عاشقِ دل دادہ: دیکھیے: قتلِ عاشقِ دل دادہ۔

عاشقِ دیوانہ: ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں — معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے ص ۲۱۱

عاشقِ شیدا: دیکھیے: داغِ طرف جگرِ عاشقِ شیدا۔

عاشق کُش: لکھ دیا شاہدوں کو: عاشق کُش — لکھ دیا عاشقوں کو: دُشمن کام — ص۱۳۸

عاشق نوازی: دیکھیے: مانعِ عاشق نوازی۔

عاشقِ ہشت وچار: دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا — ایک مُحبّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک — ص۲۹۷

عاشقاں: دیکھیے: خانمانِ عاشقاں۔

عاشقوں: (۱) جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مُہر سے — یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ — ص۴۸

(۲) لکھ دیا عاشقوں کو: دُشمن کام — [دیکھیے: عاشق کُش]۔

عاشقی: عاشقی صبر طلب اور تمنّا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک — ص۱۷۵

عاصی[۱]: (۱) نام عاصی کا ہے غلام نجف — ص۲۶۸

(۲) دیکھیے: غالبِ عاصی۔

عاصیوں: اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زمرے میں برگزیدہ ہوں — ص۳۰۰

عافیت[۲]: (۱) کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش — عافیت، سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ ہے — ص۱۰۳

(۲) میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی، کہ ہے — عافیت کا دُشمن اور آوارگی کا آشنا — ص۱۳۹

(۳) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج — ص۱۶۵

دیکھیے ——: (۴) برگِ عافیت۔ (۵) سراغِ عافیت۔ (۶) سلکِ عافیت۔

عافیت بیزار: بسمل اس تیغ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ — عافیت بیزار! ذوقِ کعبتین اچھا نہیں — ص۶۵

عاقبت[۳]: کثرتِ جور و ستم سے ہوگیا ہوں بے دماغ — خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے — ص۷۸

عالَم[۴] [۱]: (۱) برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہَوا میں عالَم — اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں — ص۹

(۲) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم — مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے — ص۸۹

(۳) جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم — میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

(۴) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے — کرے جو پرتوِ خرشید عالمِ شبنمستاں کا — ص۱۵۶

---

۱ عاصی : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
عاصیوں : ایک بار۔

۲ عافیت : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔

۳ عاقبت : ایک بار۔

۴ عالَم [۱] : پندرہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب: پانچ بار]۔

(۵) مُنہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں — زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھلا — ص۱۶۱

(۶) جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال — دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے — ص۲۱۱

(۷) ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم — آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے — ص۲۳۸

(۸) کچھ اَور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا — کچھ اَور ہی نقشہ نظر آتا ہے جہاں کا — ص۲۸۳

(۹) شب زلف و رُخ عرق فشاں کا غم تھا — کیا شرح کروں، کہ طرفہ تر عالم تھا — ص۲۵۲

(۱۰) شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ — آج عالم اَور ہے بازار کا — [قادرنامہ]

عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ: کشتیِ عالم بہ طوفانِ تغافل دے کہ ہیں — عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ ہم — ص۵۴

عالمِ پیری: سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ — قامتِ خَم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ص۷۸

عالمِ بے سروسامانیِ فرصت: عالمِ بے سروسامانیِ فرصت مت پوچھ — لنگرِ وحشتِ مجنوں ہے بیاباں میرا — ص۲۱

عالمِ تقریر: آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا — ص۱۳۲

عالمِ تمکین وضبط: ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں — معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے — ۲۱۱

عالَم[۱] [۲]: (۱) عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم — روئے شش جہت آفاق، پُشتِ چشمِ زنداں ہے — ص۸۹

(۲) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح چاکِ جَیب مجھے تار و پود تھا — ص۱۲

(۳) عالم، طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سر بسر — یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا — ص۱۴

(۴) گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں — رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں — ص۱۱۸

(۵) تجھ سے عالم پہ کُھلا رابطۂ قربِ کلیم — تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل — ص۱۲۴

(۶) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا — ص۱۵۷

(۷) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم — لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں — ص۱۸۵

(۸) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ — عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے — ص۲۰۵

(۹) رہا آباد عالم اہلِ ہمّت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے — ص۲۰۹

(۱۰) عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر — کب تک خیالِ طرّۂ لیلا کرے کوئی — ص۲۱۵

---

۱ عالم[۲] : اُنہتّر بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: چوّن بار]۔

(۱۱) نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک — آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۱۲) مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے — جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے — ص۲۲۰

(۱۳) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے — دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم — ص۲۶۵

(۱۴)،(۱۵) نہیں اِس کا جواب عالم میں — نہیں ایسی کتاب عالم میں — ص۲۶۷

دیکھیے——: (۱۶) اجزائے دو عالم دشت۔ (۱۷) اجزائے عالم۔ (۱۸) ایک عالم۔ (۱۹) تشنۂ خونِ دوعالم۔(۲۰) حشرِ دوعالم فتنہ۔(۲۱) خونِ دوعالم۔(۲۲) دردِ دوعالم۔(۲۳)—(۲۹) دوعالم[سات بار]۔(۳۰) دوعالم اوہام۔(۳۱) دوعالم شکار۔(۳۲) دوعالم صفہاں۔(۳۳) دوعالم فریاد۔(۳۴) دوعالم ہستی۔(۳۵) رزقِ دو عالم احتمال۔ (۳۶) سازِ دو عالم۔ (۳۷) سجۂ عرضِ دوعالم۔ (۳۸) سراغ آوارۂ عرضِ دوعالم۔(۳۹) سرمایۂ یک عالم۔(۴۰) شیرازۂ دوعالم۔(۴۱) صورتِ عالم۔(۴۲) غمِ دوعالم۔(۴۳) کشتیِ دوعالم۔(۴۴) گردابِ دوعالم آداب۔(۴۵) مبدعِ عالم۔(۴۶) ناموسِ دوعالم۔(۴۷) نسیہ ونقدِ دو عالم۔(۴۸) ہر عالم۔(۴۹) ہیولائے دو عالم۔(۵۰) یک عالم۔(۵۱) یک عالم۔(۵۲) یک عالم افسردگاں۔(۵۳) یک عالم چراغاں۔(۵۴) یک عالم گلستاں۔(۵۵) یک عالم گریباں چاکیِ گل۔(۵۶) یک عیستاں عالم۔

عالم آرائی: دیکھو اے ساکنانِ خطۂ خاک! — اِس کو کہتے ہیں عالم آرائی — ص۲۵۱

عالم آشنا: بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے؟ — ایک بیکسی تجھ کو عالم آشنا پایا — ص۱۲

عالم آگہی: دیکھیے: دوعالم آگہی۔

عالمِ امکاں: دیکھیے: عرّۂ اوجِ بنائے عالم امکاں۔

عالمِ ایجاد: دیکھیے: سراسر رویِ عالمِ ایجاد۔

عالم تاب: دیکھیے——: (۱) دیکھیے: روکشِ خرشیدِ عالم تاب۔(۲) مہرِ عالم تاب۔

عالمِ تسلیم: اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز — عالمِ تسلیم میں یہ دعویٔ آرائی عبث — ص۳۴

عالمِ نثر: دیکھیے: نظمِ عالمِ نثر۔

عالمِ نقصان وسود: دیکھیے: حیرت متاعِ عالمِ نقصان وسود۔

عالمِ نیرنگ: دیکھیے: آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ۔

عالمِ نیرنگِ نشاط: وحشتِ دل ہے اسدؔ عالمِ نیرنگِ نشاط — خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے — ص ۱۱۰

عالمِ ہستی: سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے — تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے — ص ۲۰۴

عالی[1]: (۱) رتبۂ تسلیمِ خلّت مشرباں عالی سمجھ — چشمِ قربانی، گلِ شاخِ ہلالِ عید ہے — ص ۱۰۴

(۲) تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے — ص ۲۰۹

دیکھیے ـــــ: (۳) بالیدنِ مضمونِ عالی۔ (۴) جنابِ عالی۔ (۵) سافل و عالی۔ (۶) عتبۂ عالی۔ (۷) ہمتِ عالی۔

عالی گہر: دیکھیے: علی بہادر عالی گہر۔

عالی مقام: دیکھیے: صاحبِ عالی مقام۔

عالی نسبوں: کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہائے عزیزاں — خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے — ص ۴۷

عام[2]: (۱) کیا آبروے عشق، جہاں عام ہو جفا! — رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر — ص ۱۶۸

(۲) جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار — رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی — ص ۹۶

دیکھیے ـــــ: (۳) اُمّیدِ رحمتِ عام۔ (۴) پابستگیِ رسم و رہِ عام۔ (۵) صلاے عام۔ (۶) لطفِ عام۔

عامِ عوام: دیکھیے: نشاطِ عامِ عوام۔

عالمی[3]: خراجِ دہِ ویراں: یک کفِ خاک — بیاباں خوش ہوں تیری عالمی سے — ص ۹۱

عبا[4]: دیکھیے: خامسِ آلِ عبا۔

عبادت[5]: (۱) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم، مُہرِ نماز — ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار — ص ۱۳۳

(۲) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا — ص ۱۴۸

دیکھیے ـــــ: (۳) صرفِ عبادت۔ (۴) نفعِ عبادت۔

---

[1] عالی : نو بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سات بار]۔
عالی نسبوں : ایک بار۔

[2] عام : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔
عامِ عوام : ایک بار۔

[3] عالمی : ایک بار۔

[4] عبا : ایک بار [مرکّب]۔

[5] عبادت : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

عبادتِ ہزاراندیشہ: یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر   یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ   ص۱۱۸

عبارت[1]: (۱) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ؟   اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟   ص۸

(۲) روانی موجِ مے کی، گر خطِ جام آشنا ہووے   لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی   ص۹۷

(۳) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر   قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت   ص۱۲۷

(۴) بلائے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات   عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا   ص۱۵۸

(۵) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی   عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے   ص۲۲۵

عبارت آرائی: سالِ ہجری تو ہوگیا معلوم   بے شمولِ عبارت آرائی   ص۲۶۲

عباراتِ قلیل: دیکھیے: رقم آموزِ عباراتِ قلیل۔

عباراتِ نیاز: ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز   جوں مہِ نَو، ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں   ص۸

عبث[2]: (۱) اگر آرزو ہے راحت، تو عبث بہ خوں تپیدن   کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی   ص۱۰

(۲) رسیدن، گلِ باغِ واماندگی ہے   عبث محمل آرائے رفتار ہیں ہم   ص۵۵

(۳) آئنہ، دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث   کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں   ص۵۶

(۴) میں چشمِ وا کشادہ و گلشن نظر فریب   لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں   ص۶۱

(۵) میں بے ہُنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث   پائے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں   ص۶۲

(۶) دلا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی   کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی   ص۱۰۰

(۷) گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے   اِتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی   ص۱۱۶

(۸) گھستے گھستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا   ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا   ص۱۵۹

(۹) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر   خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے   ص۲۰۸

(۱۰) خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی   گلِ از شاخ دور اُفتادہ، ہے نزدیکِ پژمُردن   ص۴۴۹

(۱۱) عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری   مئے الفت سے ہے مینائے سرو بوستاں خالی   ص۴۵۵

---

[1] عبارت : چھے بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: ایک بار]۔
عبارات : دوبار [مرکّب]۔

[2] عبث : اٹھائیس بار
[مفرد: ستائیس بار، مرکّب: ایک بار]۔

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص ۳۳]:

(۱۲)،(۱۳) دودِ شمعِ کشتۂ گل، بزم سامانی عبث   یک شبہ آشفتہ نازِ سُنبلستانی عبث
(۱۴) ہے ہوس محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست   نشۂ مے کے تصوّر میں نگہبانی عبث
(۱۵) بازماندن ہائے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع   عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث
(۱۶) جُز غبارِ کردہ سیر، آہنگیِ پرواز کو؟   بلبلِ تصویر و دعوائے پرافشانی عبث
(۱۷) سرنوشتِ خلق، ہے طغرائے عجزِ اختیار   آرزوہا خار خار چینِ پیشانی عبث
(۱۸) جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جُز موجِ سراب   وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث
(۱۹) دستِ برہم سودہ ہے، مژگانِ خوابیدہ اسدؔ   اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص ۳۴]:

(۲۰)،(۲۱) نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث   رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے مینائی عبث
(۲۲) ناخنِ دخلِ عزیزاں یک قلم ہے نقب زن   پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث
(۲۳) محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب   دعویِ دریا کشی و نشہ پیمائی عبث
(۲۴) جانِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے   دل کو، اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث
(۲۵) یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سرتا پا گداز   بہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث
(۲۶) قیس بھاگا شہر سے شرمندہ ہوکر، سوئے دشت   بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث
(۲۷) اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز   عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث

عبث حاصل: دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل   پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی   ص۱۰۹
عبرت[۱]:   (۱) تپشِ دلِ شکستہ پئے عبرت، آگہی ہے   کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی   ص۹
(۲) عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ   یہ گردِ وہم جز بہ سرِ امتحاں نہیں   ص۵۷
(۳) بس کہ ہے عبرت ادیبِ یاوگی ہائے ہوس   میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری   ص۹۳
(۴) بے دلی ہائے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق   بیکسی ہائے تمنّا! کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں   ص۳۴

---

[۱] عبرت : پندرہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

(۵) ہنگامۂ زبونیِ ہمت ہے انفعال — حاصل نہ کیجے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۴

دیکھیے ——: (۶) پردہ ہائے چشمِ عبرت۔ (۷) صفحۂ عبرت۔ (۸) فرازگاہِ عبرت۔ (۹) لطفِ چشمکِ عبرت۔ (۱۰) نقشِ عبرت۔

عبرت افسوں: دیکھیے: نگاہِ عبرت افسوں۔

عبرتِ انجامِ گل: دیکھیے: محوِ عبرتِ انجامِ گل۔

عبرتِ بینش: تمثال گداز آئنہ، ہے عبرتِ بینش — نظارہ تحیّر، چمنستانِ بقا ہیچ — ص ۳۶

عبرت طلب: عبرت طلب ہے حلِ معمائے آگہی — شبنم، گدازِ آئینۂ اعتبار ہے — ص ۹۰

عبرت نگاہ: دیکھیے: دیدۂ عبرت نگاہ۔

عبیر[1]: شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں — ص ۲۸۰

عتاب[2]: (۱) مدّعی میری صفائے دل سے ہوتا ہے خجل — ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر — ص ۴۰

(۲) لاکھوں لگاو، ایک چُرانا نگاہ کا — لاکھوں بناو، ایک بگڑنا عتاب میں — ص ۱۸۹

دیکھیے ——: (۳) اندازِ عتاب۔ (۴) جاں گدازیِ قہر و عتاب۔

عتبۂ[3] عالی: تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! — غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت! — ص ۱۲۷

عجب[4]: (۱) عجب نہیں پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم — بروئے آب، جوہر موج نقش مسطر ہو — ص ۶۷

(۲) ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے — سبزہ، جوں انگشتِ حیرت دو دہانِ گور ہے — ص ۹۳

(۳) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہوا ہے — ص ۹۴

(۴) عذارِ یار، نظر بندِ چشمِ گریاں ہے — عجب کہ پرتوِ خور، شمعِ شبنمستاں ہے — ص ۱۰۲

(۵) کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل! — صبا خرامیِ خوباں بہار ساماں ہے — ص ۱۰۲

(۶) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا، موجِ شراب — ص ۱۶۳

(۷) میری تنخواہ جو مقرر ہے — اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار — ص ۱۲۶

(۸) یہ لاشِ بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے — حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا! — ص ۱۵۵

---

۱ عبیر : ایک بار [مرکّب]۔

۲ عتاب : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔

۳ عتبہ : ایک بار [مرکّب]۔

۴ عجب : تیرہ بار۔

(۹) ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا | عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے | ص ۲۲۲

(۱۰) عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے | کہ اپنے سایے سے سر، پانْو سے ہے دو قدم آگے | ص ۲۲۷

(۱۱) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں | علی سے آ کے لڑے اور خطا کہیں اُس کو | ص ۲۸۵

(۱۲) عجب اے آبلہ پایانِ صحرائے نظر بازی! | کہ تارِ جادۂ رہ، رشتۂ گوہر نہیں ہوتا | ص ۳۳۵

(۱۳) اے پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب! اِدھر بھی | سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے | ص ۲۱۹

عجز:[۱]

(۱) اے خوشا مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد! | سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار | ص ۳

(۲) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے | جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا | ص ۱۶

(۳) تیز تر ہوتا ہے خشمِ تُند خویاں عجز سے | ہے رگِ سنگ فسانِ تیغِ شعلہ، خار و خس | ص ۴۵

(۴) جز عجز کیا کروں بہ تمنائے بے خودی؟ | طاقت، حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں | ص ۵۷

(۵) عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا | نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا | ص ۱۲۷

(۶) ماہِ نو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے | عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے | ص ۳۰۵

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص ۴۴]:

(۷)،(۸) گو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز؟ | آبلے پا کے، ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز

(۹) ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز | اے دل واے جانِ ناز! اے دیں واے ایمانِ عجز!

(۱۰) بوسۂ پا، انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن | یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز

(۱۱) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز | عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز | ص ۴۴

(۱۲) اضطرابِ نارسائی، مایۂ شرمندگی | ہے عرق ریزیِ خجلت جوششِ طوفانِ عجز

(۱۳) وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو | قامتِ خوباں، ہو محرابِ نیازستانِ عجز

(۱۴) بس کہ بے پایا ہے صحرائے محبت اے اسدؔ! | گرد باد اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز

دیکھیے ——: (۱۵) بساطِ عجز۔ (۱۶)-(۱۸) پُشتِ دستِ عجز [تین بار]۔ (۱۹) تب و تابِ عجز۔ (۲۰)

---

۱ عجز : سینتالیس بار
[مفرد: پانچ بار، مرکّب: بیالیس بار]۔

عجزے : ایک بار۔
عجز نالی : ایک بار [مرکّب]۔

جُراتِ عجز۔(۲۱)حکمِ عجز۔(۲۲)خطِ عجز۔(۲۳)دام گاہِ عجز۔(۲۴)دماغِ عجز۔(۲۵)دستِ عجز۔(۲۶) سامان تراز نازشِ اربابِ عجز۔(۲۷)سراسرِ عجز۔(۲۸)شرحِ نگاہِ عجز۔(۲۹)غمِ عجز۔(۳۰)گرہِ عجز۔(۳۱) نگاہِ عجز۔(۳۲)نیاز و عجز۔(۳۳)ہجومِ عجز۔

عجزے: خوشا عجزے کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلۂ خامش ص۳۳۵

عجز آبادِ وہمِ مدعا: بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم خوشی ہے تغافل کو نہ کر مغرور تمکیں آزمائی کا ص۱۶

عجزِ اختیار: دیکھیے: طغرائے عجزِ اختیار۔

عجزِ اعجازِ ستایش گر: فکر اچّھی، پر ستایش ناتمام عجزِ اعجازِ ستایش گر کھُلا ص۱۴۱

عجزِ بندگی: غالبؔ! ہے رتبہ فہمِ تصور سے کچھ پرے ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں ص۵۶

عجزِ تمنا: کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا؟ سامانِ دُعا وحشت و تاثیرِ دُعا ہیچ ص۳۶

عجزِ تن آسانی: دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی ص۱۰۹

عجزِ تنک حوصلہ: توڑے ہے عجزِ تنک حوصلہ بر روئے زمیں سجدہ تمثال وہ آئینہ، کہیں جس کو جبیں ص۷

عجزِ حوصلہ: بے مَے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی؟ کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا ص۱۴۹

عجزِ دیدن ہا: عجزِ دیدن ہا بہ ناز و نازِ رفتن ہا بہ چشم جادۂ صحرائے آگاہی، شعاعِ جلوہ ہے ص۸۷

عجزِ عرق شرمے: تمثال تماشاہا، اقبال تمناہا عجزِ عرقِ شرمے اے آئنہ حیرانی ص۱۰۸

عجزِ ما و تو: دیکھیے: خطِ عجزِ ما و تو۔

عجز نالی: دیکھیے: ساغرِ عجز نالی۔

عجزِ وفا: وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی! ص۱۱۰

عجزِ و نیاز: عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے ص۱۰۵

عجزِ ہمت: یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا عجزِ ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا ص۱۴۵

عجیب[۱]: عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک، اُس نے کہ جس میں حکمت وطب ہی کے مسئلے ہیں تمام ص۲۶۳

عدالتِ[۲] ناز: دیکھیے: درِ عدالتِ ناز۔

---

۱ عجیب : ایک بار۔ ۲ عدالت : ایک بار [مرتّب]۔

عداوت:[1] (۱) آزادہ رَو ہوں اور مرا مسلک ہے صلحِ کُل — ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۲) وارستہ اِس سے ہیں کہ محبّت ہی کیوں نہ ہو — کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۴

(۳) قطع کیجے نہ تعلق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی — ص ۲۲۰

(۴) جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری — کہتے ہیں وہ مجھ کو رافضی اور دہری — ص ۳۱۳

عداوتِ اغیار: دیکھیے: گنجایشِ عداوتِ اغیار۔

عددِ حرفِ علی:[2] دیکھیے: بقدرِ عددِ حرفِ علی۔

عدل:[3] (۱) فرش اس دشتِ تمنّا میں نہ ہوتا گر عدل — گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار — ص ۵

(۲) وہ کہ ہے والیِ ولایتِ عہد — عدل سے اُس کے، ہے حمایتِ عہد — ص ۱۳۱

(۳) وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی — بنے ہے شعلۂ آتش، انیسِ پرِّ کاہ — ص ۲۷۷

(۴) وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم — بتلاؤ کوئی کہ تھی بُرائی کس میں؟ — ص ۳۱۳

[یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟]

(۵) دیکھیے: غفلت متاعِ کفّۂ میزانِ عدل۔

عدم:[4] (۱) تنگی رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا — میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا — ص ۱۲

(۲) عدم، ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی — خرامِ ناز، برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا — ص ۱۴

(۳) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا — ص ۱۷

(۴) نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مُور ہنوز — تب سے ہے یھاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز — ص ۴۵

(۵) تمثالِ ناز جلوۂ نیرنگِ اعتبار — ہستی عدم ہے، آئنہ گر رو برو نہ ہو — ص ۶۸

(۶) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری — عدم میں بہرِ فرقِ سرو مُشتِ خاک باقی ہے — ص ۱۰۷

(۷) عدم وحشت سراغ و ہستی آئیں بندِ رنگینی — دماغِ دو جہاں پُر سُنبل و گل یک شکنجوں ہے — ص ۱۱۱

(۸) دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو، زنجیرِ رُسوائی — عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا — ص ۱۳۶

(۹) میں عدم سے بھی پرے ہوں ورنہ غافل! بارہا — میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا — ص ۱۵۱

---

[1] عداوت : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔
[2] عدد : ایک بار [مرکّب]۔
[3] عدل : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
[4] عدم : اُنتیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: سترہ بار]۔

(۱۰) ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے — ص۲۱۵

(۱۱) نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے — جو وھاں نہ کھنچ سکے، سُو وہ یھاں آ کے دم ہوئے — ص۲۲۷

(۱۲) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ — آخر تو کیا ہے؟ اے نہیں ! — ص۲۲۹

(۱۳) چنار آسا عدم سے بادلِ پُر آتش آیا ہوں — تہی آغوشیِ دستِ تمنّا کا ہوں فریادی — ص۴۵۱

دیکھیے ــــــ: (۱۴) آں سوے صحراے عدم۔ (۱۵) آہنگِ عدم۔ (۱۶) بُحرانِ عدم۔ (۱۷) پروازِ عدم۔ (۱۸) چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ۔ (۱۹) خمستانِ عدم۔ (۲۰) راہِ عدم۔ (۲۱) رہِ اقلیمِ عدم۔ (۲۲) سوادِ اقلیمِ عدم۔ (۲۳) سیرِ عدم۔ (۲۴) صحراے عدم۔ (۲۵) نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم۔ (۲۶) نغمۂ وجود و عدم۔ (۲۷) وجود و عدم۔ (۲۸) وحشتِ خوابِ عدم۔

عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا: سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا — ناکسی، آئنۂ نازِ توکّل تا چند — ص۳۹

عدو[۱]: (۱) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے — وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے — ص۹۸

(۲) نَفَس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو — زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے — ص۹۹

(۳) سَو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے — پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا — ص۱۵۰

(۴) یہی ہے آزمانا، تو ستانا کس کو کہتے ہیں؟ — عدو کے ہو لیے جب تم، تو میرا امتحاں کیوں ہو — ص۲۰۰

(۵) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا — کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی — ص۲۰۷

(۶) جس زخم کی ہوسکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی — ص۲۲۸

(۷) کس روز تُہمتیں نہ تراشا کیے عدو — کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے — ص۲۴۳

(۸) عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات — کہ جنّ و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۹) دیکھیے: خوفِ بدآموزیِ عدو۔

عدوے مصلحت: اے عدوے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ — کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست — ص۳۳

عدیل[۲]: دیکھیے: جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شِبہ و عدیل۔

عذاب[۳]: (۱) ملتی ہے خوے یار سے نار، التہاب میں — کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں — ص۱۸۸

---

۱ عدو : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: دو بار]۔

۲ عدیل : ایک بار [مرکّب]۔

۳ عذاب : دو بار۔

(۲) جنابِ قبلۂ حاجات! اِس بلاکش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس — ص ۲۶۴

عذار[۱]: دیکھیے: صفحۂ عذار۔

عذارِ سادہ: ہوا جب حُسن کم، خط برعذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافِ مے، ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے — ص ۹۸

عذارِ یار: عذارِ یار نظر بندِ چشمِ گریاں ہے — عجب کہ پرتوِ خور، شمعِ شبستاں ہے — ص ۱۰۲

عذاراں: دیکھیے: وصالِ لالہ عذاراں۔

عُذر[۲]: (۱) عُذر میں تین دن نہ آنے کے — لے کے آیا ہے عید کا پیغام — ص ۳۶ [ماہِ نو سے]

(۲) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا — ص ۱۳۹

(۳) آج وھاں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں — عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاویں گے کیا؟ — ص ۱۵۵

(۴) اِن دل فریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے — روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا — ص ۲۹۳

عذرِ بارش: وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یھاں پنبۂ بالش، کفِ سیلاب تھا — ص ۱۳۵

عذرِ ترکِ صحبت: کروں عذرِ ترکِ صحبت، سُو کہاں وہ بے دماغی — نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی — ص ۱۰

عذرخواہ: ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عذرخواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص ۲۱۲

عذرخواہِ لبِ بےسوال: کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا! — رحمت، کہ عذرخواہِ لبِ بے سوال ہے — ص ۲۰۵

عذرِ شناسائی: شکستِ قیمتِ دل، آں سوے عُذرِ شناسائی — طلسمِ نااُمیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی — ص ۹۲

عذرِ لنگ: عذرِ لنگ آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب! — جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پاے چوبیں — ص ۸

عذرِ مستی: ہم سے کھُل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن — ورنہ ہم چھیڑیں گے، رکھ کر عذرِ مستی، ایک دن — ص ۱۷۹

عذرِ واماندگی: عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! — نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا — ص ۱۵۲

عربدہ[۳]: دیکھیے ـــــ: (۱) عشقِ پُرعربدہ۔ (۲) یک عربدہ میداں۔

عربدہ جُو: دیکھیے: بُتِ عربدہ جو۔

عرش[۴]: (۱) ذوقِ گلچینیِ نقشِ کفِ پا سے تیرے — عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں — ص ۹

---

۱ عذار : تین بار [مرکّب]۔
عذاراں : ایک بار۔
۲ عُذر : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: نو بار]۔
۳ عربدہ : تین بار [مرکّب]۔
۴ عرش : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔

	(۲) عرش پر، تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ	آج تنخواہِ شکستن ہے کُلہ جبریل کی	ص۹۱
	(۳) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا	یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا	ص۱۴۵
	(۴) منظر اک بلندی پر اَور ہم بنا سکتے	عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا!	ص۱۵۹
	(۵) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب	لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے	ص۲۴۰
	دیکھیے ــــــ:(۶) فلک العرش۔(۷) ناصیۂ عرش۔		
عرصہ[1]:	(۱) کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو	عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے	ص۲۲۵
	(۲) در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا!	جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا	ص۱۹۱
عرصۂ آفاق:	وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا	دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے	ص۲۰۵
عرصۂ تپیدنِ بسمل:	جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے	یھاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا	ص۲۰
عرصۂ جولاں:	دیکھیے: یک عرصۂ جولاں۔		
عرصۂ قیل وقال:	مملکتِ کمال میں ایک، امیرِ نامور	عرصۂ قیل و قال میں خسروِ نام دار ایک	ص۲۹۶
عرض[2]:	(۱) کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم، یارب!	موجۂ سبزۂ نوخیز، ہے لبریزِ بہار	ص۳
	(۲) جُز دل، سراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ	آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ	ص۷۰
	(۳) تمثالِ جلوہ عرض کر اے حُسن! کب تلک	آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی	ص۸۷
	(۴) بہزادا! نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر	گر زلفِ یار کھچ نہ سکے، شانہ کھینچیے	ص۱۰۵
	(۵) نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر!	یا علی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں!	ص۱۳۴
	(۶) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں	کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا	ص۱۵۱
	(۷) غالبؔ! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض	ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر	ص۱۶۹
	(۸) کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت!	کہ طاقت اُڑگئی، اُڑنے سے پہلے، میرے شہ پر کی	ص۲۰۷
	دیکھیے ــــــ:(۹) پردازِ عرض۔(۱۰) درخورِ عرض۔		
عرضِ آتشیں پائی:	شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے	ہنوز اے تیشۂ فرہاد عرضِ آتشیں پائی!	ص۹۲

---

[1] عرصہ : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔

[2] عرض : تراسی بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پچھتر بار]۔

عرضِ اظہار: دیکھیے: اوجِ عرضِ اظہار۔

عرضِ اعجاز: حُسن آشفتگیِ جلوہ، ہے عرضِ اعجاز — دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا ص۱۴

عرضِ افسونِ گدازِ دل: نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں — شمع سے جُو عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ ص۴۲

عرضِ بال افشانیِ اُمید: چشمِ گریاں، بسملِ شوقِ بہار دید ہے — اشک ریزی، عرضِ بال افشانیِ اُمید ہے ص۱۰۴

عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی: اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ — جوں پرِ طاؤس، یکسر داغ مشک اندودہ ہے ص۱۰۳

عرضِ بہار: آغوشِ گل ہے آئینۂ ذرّہ ذرّہ خاک — عرضِ بہار، جوہرِ پرواز ہے مجھے ص۹۷

عرضِ بساطِ وجود: عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح، چاکِ جَیب مجھے تار و پود تھا ص۱۲

عرضِ بہارِ صد نگارستاں: خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ — حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل ص۵۲

عرضِ بےدماغی: دیکھیے: تکلیفِ عرضِ بے دماغی۔

عرضِ پریشانیِ بزم: دیکھیے: دمِ عرضِ پریشانیِ بزم۔

عرضِ تپاکِ نَفَسِ سوختہ: یہ مطلع اسدؔ جوہرِ افسونِ سخن ہو — گر عرضِ تپاکِ نَفَسِ سوختہ چاہیں ص۵۹

عرضِ تجمل: لذّتِ تقریرِ عشق، پردگیِ گوشِ دل — جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز ص۴۴

عرضِ تسخیرِ تماشا: ذوقِ تسلیمِ تمنّا سے بہ گلزارِ حضور — عرضِ تسخیرِ تماشا ہے بہ دامِ اظہار ص۵

عرضِ تشنگی: دیکھیے: تابِ عرضِ تشنگی۔

عرضِ تکرار: رشکِ نظارہ تھی یک برقِ تجلی، کہ ہنوز — تختۂ خونِ دو عالم ہوں بہ عرضِ تکرار ص۶

عرضِ تکلیفِ شرارت: نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی — دیا ابرو کو چھیڑ اور اُس نے فتنے کو اشارت ص۹۷

عرضِ تمنا: (۱)، (۲) دیکھیے: حسرتِ عرضِ تمنا [دوبار]۔

عرضِ تمنائے خامشی: زباں سے عرضِ تمنائے خامشی معلوم! — مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے ص۹۹

عرضِ تمنائے رفتگاں: ہر ذرّہ خاک: عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو ص۶۹

عرضِ جراحت خانہ: شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ — صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغ کشتہ ہے ص۸۰

عرضِ جنونِ فنا: خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں — جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں ص۵۵

عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس: ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس — لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے ص۱۱۰

عرضِ حال: (۱) مجھے انفعالِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی — ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی ص۱۰

(۲) بہرِ عرضِ حالِ شبنم ہے رقمِ ایجادِ گل — ظاہرا ہے اِس چمن میں لالِ مادرزادِ گل ص۵۲

(۳) دیکھیے: صلائے عرضِ حال۔

عرضِ حسرت: جوہرِ آئنہ، فکرِ سخن موے دماغ — عرضِ حسرت پسِ زانوے تامّل تا چند ص۳۹

عرضِ حیا: حَیف اے ننگِ تمنا! کہ پئے عرضِ حیا — یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا ص۱۴

عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت: عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! — عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے ص۱۱۳

عرضِ خمارِ صحرا: دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا — موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا ص۲۶

عرضِ خمیازۂ ایجاد: آفرینش کو ہے وھاں سے طلبِ مستیِ ناز — عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار ص۱۳۳

عرضِ خمیازۂ سیلاب: دشمنِ آلِ نبی کو بہ طرب خانۂ دہر — عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار ص۱۳۳

عرضِ خمیازۂ مجنوں: حسرتِ نشۂ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے — عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا ص۲۱

عرضِ دردِ بے وفائی: عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے — خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال! ص۵۲

عرضِ دوا: دیکھیے: نسخۂ عرضِ دوا۔

عرضِ دو جہاں تیر: دیکھیے: زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر۔

عرضِ دو عالم: دیکھیے: سُبحۂ عرضِ دو عالم۔

عرضِ دو عالم شورِ محشر: دیکھیے: سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر۔

عرضِ دو عالم فریاد: بے دماغِ تپش و عرضِ دو عالم فریاد — ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے ص۱۰۸

عرضِ دو عالم نیرنگ: دیکھیے: آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ۔

عرضِ ذوقِ قتل: دیکھیے: افسونِ عرضِ ذوقِ قتل۔

عرضِ رسومِ نیاز: دیکھیے: دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز۔

عرضِ سبزہ: مستی بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ — ریزۂ شیشۂ مَے، جوہرِ تیغِ کہسار ص۱۳۲

عرضِ ستم ہائے جدائی: نہ دے نامے کو اِتنا طول غالبؔ، مختصر لکھ دے — کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا ص۱۲۶

عرضِ سرشک: عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ — صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی ص۸۸

عرضِ سوزِدل: دیکھیے: حریفِ عرضِ سوزِ دل۔

عرضِ سنگینیِ کہسار: کروں گر عرضِ سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی | رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا ص۳۱

عرضِ شانہ: دیکھیے: صرفِ عرضِ شانہ۔

عرضِ شبنم: دید حیرت کش و خرشید چراغانِ خیال | عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا ص۲۷

عرضِ شکست: ہے عرضِ شکست، آئنۂ جُراتِ عاشق | جُو آہ کہ سرِ لشکرِ وحشت علمی ہے ص۱۰۶

عرضِ صحرادادہ: دیکھیے: جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ۔

عرضِ صورت: دیکھیے: خمیازۂ عرضِ صورت۔

عرضِ عقدہ ہائے متصل: دیکھیے: وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل۔

عرضِ فسونِ ہوسِ گل: چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ | بہ زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تا چند؟ ص۳۹

عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں: ہر داغِ تازہ، یک دلِ داغ انتظار ہے | عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ ص۷۰

عرضِ فنِ شعر: بندہ پرور! ثنا طرازی سے | مدعا عرضِ فنِ شعر نہیں ص۲۸۱

عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل: دیکھیے: لذتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

عرضِ گراں جانی: ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک | آبگینہ، کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے ص۲۱۱

عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں: پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب | عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے ص۲۲۶

عرضِ مطالب: دیکھیے: شوخیِ عرضِ مطالب۔

عرضِ مطلب: دیکھیے: گزارِ عرضِ مطلب۔

عرضِ ناز: جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے | روزِ بازارِ جاں سپاری ہے ص۲۲۳

عرضِ نازِ شوخیِ دنداں: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں برائے خندہ ہے | دعویِ جمعیتِ احباب، جائے خندہ ہے ص۲۱۴

عرضِ ناشکیبی: چہ اُمید و نااُمیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی | ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی ص۱۰

عرضِ نشاطِ دید: عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار | یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو ص۶۸

عرضِ نیاز: دیکھیے ــــــ: (۱) حسرتِ عرضِ نیاز۔ (۲) نازِ سجدۂ نیاز۔

عرضِ نیازِ عشق: عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا | جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا ص۱۵۳

عرضِ ہنر: ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے، اسدؔ — کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں — ص ۱۸۴

عرضِ یک افغاں: دیکھیے: حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔

عَرَض[1]: مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یہاں عَرَض سے رُتبۂ جوہر کھلا — ص ۱۴۰

عُرَفا[2]: دیکھیے: جوہرِ سیرِ عرفا۔

عرفیؔ[3]: دیکھیے: ظہوریؔ و عرفیؔ و طالبؔ۔

عرق[4]: (۱) بلا گردانِ تمکینِ بتاں، صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو — ص ۶۸

(۲) گجائے، گو عرق، سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے — ص ۸۱

(۳) نہیں ریزش عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے — تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی — ص ۹۷

دیکھیے ـــــ: (۴) جملہ تن عرق۔ (۵) جوشِ عرق۔ (۶) جوشِ چکیدنِ عرق۔ (۷) طلسمِ عرق۔ (۸) ہر قطرہ عرق۔ (۹) یک عرق آئنہ۔

عرق آگہیں: دیکھیے: حاصلِ روے عرق آگہیں۔

عرق ازخط چکیدہ: شیشۂ آتشیں رُخ پُرنور — عرق از خط چکیدہ، روغنِ مور — ص ۴۱

عرق افشاں: ہے عرق افشاں مِسّی سے ادہمِ مُشکینِ یار — وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب — ص ۳۱

عرق افشانِ بے پرواخرامی: اگر وحشت عرق افشانِ بے پرواخرامی ہو — بیاضِ دیدۂ آہو کفِ سیلاب ہوجاوے — ص ۱۰۵

عرقِ انفعال: وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے — ص ۲۰۵

عرقِ بید: مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل — بادہ، غالبؔ عرقِ بید نہیں — ص ۳۱۹

عرقِ ریزِ تپش: ہوئی ہیں آب شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں — ص ۶۳

عرقِ ریزیِ خجلت: اضطرابِ نارسائی، مایۂ شرمندگی — ہے عرق ریزیِ خجلت، جوششِ طوفانِ عجز — ص ۴۴

عرقِ شرم: دیکھیے: کسوتِ عرقِ شرم۔

عرقِ شرمے: دیکھیے: عجزِ عرقِ شرمے۔

---

[1] عَرَض : ایک بار۔
[2] عُرَفا : ایک بار[مرکّب]۔
[3] عرفیؔ : ایک بار[مرکّب]۔
[4] عرق : اکیس بار[مفرد: تین بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

عرقِ فتنہ: نہ کہہ کہ طاقتِ رُسوائیِ وصال نہیں — اگر یہی عرقِ فتنہ ہے، مکرّر کھینچ — ص۳۵

عرق فشاں: دیکھیے: زُلف و رُخِ عرق فشاں۔

عروجِ[۱] اضطرابِ دل: دیکھیے: طرزِ عروجِ اضطرابِ دل۔

عروجِ تغافل: دیکھیے: کسوتِ عروجِ تغافل۔

عروجِ نااُمیدی: عروجِ نااُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے — بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا — ص۳۰

عروجِ نشہ: (۱) عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں — بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے — ص۷۹
(۲) دیکھیے: سعیِ عروجِ نشہ۔

عروجِ نشۂ واماندگی: عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر — بہ رنگِ ریشۂ تاک، آبلے جادے میں پنہاں ہیں — ص۶۲

عروسی[۲]: دیکھیے: روزِ عروسی۔

عریاں[۳]: (۱) جوشِ بیدادِ تپش سے ہوئی عریاں آخر — شاخِ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیراہنِ خار — ص۳
(۲) کارخانے سے جُنوں کے بھی میں عریاں نکلا — میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا — ص۱۳
(۳) شورِ رُسوائیِ دل دیکھ، کہ یک نالۂ شوق — لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا — ص۱۲
(۴) بقدرِ لفظ و معنی، فکرت احرامِ گریباں ہیں — وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں — ص۶۲
(۵) تکلّف سازِ رُسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی — دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے — ص۸۱
(۶) شوق، ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا — ص۱۴۴
(۷) عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنّا مت پوچھ — عیدِ نظّارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا — ص۱۵۰
(۸) تھیں بناتُ النّعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں — شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہوگئیں — ص۱۹۱
دیکھیے ———: (۹) پردۂ تصویرِ عریاں۔ (۱۰) تصویرِ عریاں۔ (۱۱) تیغ تیزِ عریاں۔

عریانی[۴]: (۱) جنوں کی دست گیری کس سے ہو، گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر — ص۱۲۸
(۲) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے — ص۲۱۱

---

۱ عروج : چھے بار [مرکّب]۔
۲ عروسی : ایک بار [مرکّب]۔
۳ عریاں : گیارہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: تین بار]۔
۴ عریانی : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۳) دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے — کرگئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے — ص۳۳۲
دیکھیے ——:(۴) پردۂ عریانی۔(۵) ذوقِ عریانی۔(۶) لباسِ عریانی۔

عریانیِ زخمِ جگر: تمثالِ بتاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم — آئینہ بہ عریانیِ زخمِ جگر آوے — ص۱۱۴

عریانیِ کیفیتِ دل: دیکھیے: سازِ عریانیِ کیفیتِ دل۔

عریضہ[1] نگار: خانہ زاد اور مرید اور مدّاح — تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار — ص۱۲۶

عزِّ[2] شان: فخرِ دیں، عزِّ شان و جاہِ جلال — زینتِ طینت و جمالِ کمال — ص۱۳۱

عزّ و جاہ: (۱) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا — حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام — ص۲۸۲
(۲) یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں عزّ و جاہ کے ساتھ — تمھیں اور اِس کو سلامت رکھے سدا اللہ — ص۲۷۸
(۳) دیکھیے: دولت وعزّ وجاہ۔

عزّ وناز: دیکھیے: غرورِ عزّ وناز۔

عزا[3]: دیکھیے: پریشاں مویِ اہلِ عزا۔

عزاخانۂ اقبالِ نگاہ: مردمک سے، ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ — خاکِ در کی ترے، جو چشم نہ ہو آئنہ دار — ص۱۳۳

عزادارانِ لیلیٰ: غمِ مجنوں، عزا دارانِ لیلیٰ کا پرستش گر — خُمِ رنگِ سیہ، پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا — ص۲۲

عزادارِ شہیدانِ نفسِ دُزدیدہ: جو عزا دارانِ شہیدانِ نَفَس دُزدیدہ ہو — نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے — ص۱۰۱

عزاے زندگانی: بہ فراز گاہِ عبرت چہ بہار و کُو تماشا؟ — کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزاے زندگانی — ص۹

عزّت[5]: (۱) بس کہ بخشی ہے فوج کو عزّت — فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں — ص۲۸۱
(۲)،(۳) عزّت پہ، اہلِ نام کی ہستی کی ہے بِنا — عزّت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام — ص۲۸۲
(۴) وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خواں ہو — شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزّت اُس سے وام — ص۲۸۲
دیکھیے ——:(۵) اعادۂ عزّت۔(۶) ذریعۂ عزّت

عزّتِ تختِ کے: جس دل میں کہ "تا بہ کے" سما جائے — وھاں عزّتِ تختِ کے نہیں ہے — ص۳۲۰

---

۱ عریضہ : ایک بار۔ — عزاخانہ : ایک بار [مرکب]۔
۲ عزّ : پانچ بار [مرکب]۔ — عزادار : ایک بار [مرکب]۔ عزادار : ایک بار [مرکب]۔
۳ عزا : دو بار [مرکب]۔ — ۵ عزّت : سات بار [مفرد: چار بار، مرکب: تین بار]۔

عزلت[۱] آبادِ صدف: ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت / عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں ص۶۶

عزلت گزیں: اسد کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے / حصارِ شعلۂ جوالہ میں عزلت گزیں پایا ص۲۲

عزلت گزینِ بزم: عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید / مینائے مَے ہے آبلہ پائے نگاہ کا ص۱۹

عزمِ[۲] سفر: ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ / رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے ص۱۰۵

عزمِ سیرِ نجف: مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر / عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو ص۱۹۵

عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا: کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا؟ / آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں ص۵۹

عزمِ ناز: قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز / شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر ص۴۰

عزیز[۳]: (۱) کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے؟ / لعل و زمرد و زر و گوہر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

(۲) ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی / جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں؟ ص۱۹۳

(۳) وہ چیز، جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز / سوائے بادۂ گل فامِ مشک بو کیا ہے؟ ص۲۳۲

[چار بار بہ طورِ ردیف، ص۱۷۳]:

(۴)،(۵) کیوں کر اُس بت سے رکھوں جان عزیز / کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز؟

(۶) دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے / ہے ترے تیر کا پیکان عزیز

(۷) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ / واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

(۸)،(۹) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز / نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں ص۱۸۸

دیکھیے ـــــ:(۱۰) عُمرِ عزیز۔(۱۱) ناصحانِ عزیز۔

عزیزاں: (۱) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے / نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے ص۱۳

(۲) نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر / عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی ص۴۵۵

دیکھیے ـــــ:(۳) برخود غلطی ہائے عزیزاں۔(۴)،(۵) ناخنِ دخلِ عزیزاں [دو بار]۔

عزیزانِ بدزباں: بہ رنگِ سبزہ عزیزانِ بدزباں یک دست / ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں ص۶۰

---

۱ عزلت : تین بار [مرکّب]۔

۲ عزم : چار بار [مرکّب]۔

۳ عزیز : گیارہ بار [مفرد: نو بار، مرکّب: دو بار]۔

عزیزاں : سات بار

[مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔

عزیزو : دو بار۔

عزیزانِ گرامی: دیکھیے: مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی۔

عزیزو: (۱) عزیزو ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ کہ یہاں افسونِ خواب، افسانۂ خوابِ زلیخا ہے ص۸۴
(۲) دمِ واپسیں برسرِ راہ ہے عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے! ص۳۱۲

عَسَس[۱]: دیکھیے ــــــ:(۱)،(۲) جوہرِ تیغِ عسس [دوبار]۔(۳) جوہرِ شمشیرِ عسس۔

عسل[۲]: دیکھیے: عیشِ زنبورِ عسل۔

عشاق[۳]: (۱) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ دیتا ہے اور، جوں گل و شبنم، بہار داغ ص۴۸
(۲) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے ص۲۰۸
(۳) کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بے حوصلگی سے؟ یہاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی ص۲۲۸
(۴) دیکھیے، پاتے ہیں عشاق بُتوں سے کیا فیض! اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے ص۲۳۹
(۵) کہتے ہیں کہ اب وہ مردمِ آزار نہیں عشاق کی پُرسش سے اُسے عار نہیں ص۲۵۴
دیکھیے ــــــ:(۶) پیکرِ عشاق۔(۷) غمِ عشاق۔(۸) قتلِ عشاق۔

عشرت[۴]: دیکھیے ــــــ:(۱) غم و عشرت۔(۲) محفلِ عشرت۔(۳) مےِ عشرت۔(۴) نقدِ عشرت۔(۵) ہجومِ نغمہ ہاے عشرت۔

عشرتِ پارۂ دل: عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنا کھانا لذّتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا ص۱۵۰

عشرتِ صحبتِ خوباں: عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی ص۲۰۹

عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا ص۱۵۰

عشرتِ قطرہ: عشرتِ قطرہ ہے، دریا میں فنا ہوجانا درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہوجانا ص۱۵۶

عشرت کوشیِ ہستی: جاے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی، اسدؔ صبح و شبنم، فرصتِ نشوونماے خندہ ہے ص۸۷

عشرت گہِ خسروؔ: دیکھیے: مزدوریِ عشرت گہِ خسروؔ۔

عشق[۵] (ہے): (۱) فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! نہیں رفتارِ عمرِ تیز رَو پابندِ مطلب ہا ص۲۳

---

۱ عسس : تین بار [مرکّب]۔
۲ عسل : ایک بار [مرکّب]۔
۳ عشاق : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تین بار]۔
۴ عشرت : دس بار [مرکّب]۔
عشرت گہ : ایک بار [مرکّب]۔
۵ عشق (ہے): دو بار۔

(۲) رنجِ رہ کیوں کھینچیے؟ واماندگی کو عشق ہے! | اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے | ص ۲۳۱

عشق[۱]:

(۱) سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ | جتنا کہ نااُمید تر، اُمید وار تر | ص ۲۱

(۲) عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا | ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنّا، سب تھا | ص ۲۲

(۳) عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر | مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب | ص ۳۲

(۴) عشق کہیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد | دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز | ص ۴۴

(۵) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز | عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز | ص ۴۴

(۶) عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم | روئے شش جہت آفاق، پُشتِ چشمِ زنداں ہے | ص ۸۹

(۷) عشق، بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس | وصل، زنگارِ رُخِ آئنۂ حُسنِ یقیں | ص ۱۳۴

(۸) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا | درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا | ص ۱۳۳

(۹) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل | کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا | ص ۱۳۹

(۱۰) ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب | حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا | ص ۱۶۴

(۱۱) عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے | کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست | ص ۱۶۴

(۱۲) عشق، تاثیر سے نومید نہیں | جاں سپاری، شجرِ بید نہیں | ص ۱۸۳

(۱۳) ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر | عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں | ص ۱۸۳

(۱۴) ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ | سوائے حسرتِ تعمیر، گھر میں خاک نہیں | ص ۱۸۴

(۱۵) بے عشق عُمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور یہاں | طاقت بہ قدرِ لذّتِ آزار بھی نہیں | ص ۱۸۴

(۱۶) عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسروؔ، کیا خوب! | ہم کو تسلیم نکو نامیِ فرہاد نہیں | ص ۱۸۶

(۱۷) وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا | تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو؟ | ص ۲۰۰

(۱۸) عشق نے پکڑا نہ تھا، غالبؔ، ابھی وحشت کا رنگ | رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے! | ص ۲۰۴

(۱۹) دل لگا کر، آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہوگئے | عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے! | ص ۲۱۴

(۲۰) عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی | میری وحشت، تری شہرت ہی سہی | ص ۲۲۰

---

۱ عشق : ایک سو ایک بار [مفرد: چھتیس بار، مرکب: پینسٹھ بار]۔

(۲۱) ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں — نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی — ص۲۲۱

(۲۲) پھر پُرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق — سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے — ص۲۲۵

(۲۳) رُونے سے، اور عشق میں بیباک ہوگئے — دُھوئے گئے ہم اِتنے کہ بس پاک ہوگئے — ص۲۲۹

(۲۴) عشق کی راہ میں، ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال — سُست رَو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے — ص۲۴۰

(۲۵) عشق پر زُور نہیں، ہے یہ وہ آتش، غالبؔ — کہ لگائے نہ لگے اور بُجھائے نہ بنے — ص۲۴۶

(۲۶) عشق نے غالبؔ نکما کردیا — ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے — ص۲۵۰

(۲۷) اک گرم آہ کی، تو ہزاروں کے گھر جلے — رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے — ص۳۰۴

(۲۸) ہوکر شہید عشق میں، پائے ہزار جسم — ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے — ص۳۲۰

دیکھیے ـــــــ: (۲۹) آبروے عشق۔ (۳۰) اعتبارِ عشق۔ (۳۱) اندوہِ عشق۔ (۳۲) براتِ معاشِ جنونِ عشق۔ (۳۳) بقدرِ حوصلۂ عشق۔ (۳۴) بندِ عشق۔ (۳۵) بہارِ تعزیت آبادِ عشق۔ (۳۶) بیکسیِ عشق۔ (۳۷) بیدارِ عشق۔ (۳۸) پردہ دارِ رازِ عشق۔ (۳۹)، (۴۰) تبِ عشق [دوبار]۔ (۴۱) ترکِ نبردِ عشق۔ (۴۲) جنونِ عشق۔ (۴۳) جوشِ عشق۔ (۴۴) جوشِ جنونِ عشق۔ (۴۵) جَیبِ نیازِ عشق۔ (۴۶)، (۴۷) چارسوے عشق [دوبار]۔ (۴۸) حاملِ رازِ نہانِ عشق۔ (۴۹) حریفِ مے ِمردافگنِ عشق۔ (۵۰) حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق۔ (۵۱) حسرت کدۂ عشق۔ (۵۲) خاک اوفتادگیِ کشتگانِ عشق۔ (۵۳) خضرِ راہِ عشق۔ (۵۴) داغِ عشق۔ (۵۵) دعواے عشق۔ (۵۶) دعویِ آزادیِ عشق۔ (۵۷) دیارِ عشق۔ (۵۸) ذوقِ عشق۔ (۵۹) راہِ عشق۔ (۶۰) سختی کشانِ عشق۔ (۶۱) سخنِ عشق۔ (۶۲) سراپا رہنِ عشق۔ (۶۳) سرنوشتِ عشق۔ (۶۴) سفرِ عشق۔ (۶۵) سوداے عشق۔ (۶۶) سُوزِ عشق۔ (۶۷)، (۶۸) شعلۂ عشق [دوبار]۔ (۶۹) شوخیِ حُسن و عشق۔ (۷۰) طرز آفرینِ شیوۂ عشق۔ (۷۱) عرضِ نیازِ عشق۔ (۷۲)، (۷۳) غمِ عشق [دوبار]۔ (۷۴) فیضِ عشق۔ (۷۵) قہرمانِ عشق۔ (۷۶) قمارخانۂ عشق۔ (۷۷) کمالِ عشق۔ (۷۸) کوچہ گردیِ بازارِ عشق۔ (۷۹) گواہِ عشق۔ (۸۰) لذّتِ تقریرِ عشق۔ (۸۱) مجنونِ دشتِ عشق۔ (۸۲) مریضِ عشق۔ (۸۳) مشکلِ عشق۔ (۸۴) معاشِ جگر تفتگانِ عشق۔ (۸۵) موجدِ عشق۔ (۸۶) نازِ لطفِ عشق۔ (۸۷) نبردِ عشق۔ (۸۸) نشاطِ عشق۔ (۸۹) نشاطِ داغِ غمِ عشق۔ (۹۰) نیازِ عشق۔

عشقِ آتشِ رخسار: دیکھیے: سوزِ عشقِ آتشِ رخسار۔

عشقِ بتاں: (۱) دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی ص ۴۵۴

(۲) دعویٔ عشقِ بتاں۔

عشقِ پُرعربدہ: حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی عشقِ پُرعربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں ص ۱۸۵

عشقِ ترسا بچہ: عشقِ ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ کہ کلہ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا ص ۲۸

عشقِ خانہ ویراں ساز: رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے انجمن بے شمع ہے، گر برق خرمن میں نہیں ص ۱۸۵

عشقِ خونابہ مشرب: جگر کو مرے، عشقِ خونابہ مشرب لکھے ہے: خداوندِ نعمت سلامت ص ۱۶۴

عشقِ داغ بیروں دادہ: خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے ص ۸۹

عشقِ ساقیِ کوثر: خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ وقتِ قدح نوشی بہ عشقِ ساقیِ کوثر بہارِ بادہ پیمائی ص ۹۲

عشقِ نبرد پیشہ: دھمکی میں مرگیا، جو نہ بابِ نبرد تھا عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا ص ۱۵۴

عشقِ ہریک: دیکھیے: لطفِ عشقِ ہریک۔

عشوہ[۱]: یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ ص ۲۳۸

عصا[۲]: تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند اے طفلِ خود معاملہ، قد سے عصا بلند! ص ۳۸

عصائے خضرِ صحرائے سخن: مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا ص ۱۸

عصائے سبز: شہِ گُل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی عصائے سبز دے، نرگس کو دی خدمت نظارت کی ص ۹۷

عصائے کُور: بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے یکقلم شاخِ گُلِ نرگس، عصائے کور ہے ص ۹۳

عصر[۳]: دیکھیے: شاہانِ عصر۔

عصفورہ[۴]: اے منشیِ خیر سر! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص ۳۱۳

عصیاں[۵]: دیکھیے ـــــ: (۱) دامنِ آلودۂ عصیاں۔ (۲) تمِ دامانِ عصیاں۔

---

۱ عشوہ : ایک بار [مرکب]۔

۲ عصا : چار بار

[مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

۳ عصر : ایک بار [مرکب]۔

۴ عصفور : ایک بار۔

۵ عصیاں : دو بار [مرکب]۔

عضو[1]: دیکھیے: ہر عضو۔

عضوِ تن: ہے تماشا گاہِ سوز تازہ ہر یک عضوِ تن / جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں ص ۶۳

عضو عضو: فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سر تا پا / عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا ص ۱۳

عطا[2]: (۱) خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی / درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس ص ۲۶۴

(۲) عطا کرے گا خداوندِ کارساز اِسے / روانِ روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ ص ۲۷۸

(۳) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو / کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتہ، زینہار گرہ ص ۲۷۹

(۴) وھاں کہاں یہ عطا و بذل و کرم / کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں ص ۲۸۰

عطر آگیں[3]: (۱) فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا / بوے گل سے نَفَسِ بادِ صبا عطر آگیں ص ۱۳۴

(۲) فوج کی گردِ راہ: مشک فشاں / رہ رووں کے مشام: عطر آگیں ص ۲۸۱

عطرِ پیراہن: دیکھیے: دماغِ عطرِ پیراہن۔

عطر سائے گل: دیکھیے: نَفَسِ عطر سائے گل۔

عطرِ شبِ دیجور: اسدؔ حسرت کشِ یک داغِ مشک اندود ہے یارب! / لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں ص ۶۴

عطرِ شررِ سنگ: افسردۂ تمکیں ہے نفس گرمیِ احباب / پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں ص ۶۱

عطرِ گل: بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں / چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں ص ۶۴

عظیم[4]: دیکھیے: رابطۂ خوفِ عظیم۔

عَقد[5]: دیکھیے: کُشادِ عقد۔

عَقدِ وصلِ دُختِ رز: موسمِ گل میں مےِ گل گوں حلالِ نے کشاں / عقدِ وصلِ دختِ رز، انگور کا ہر دانہ تھا ص ۲۵

عِقدِ[6] گردنِ خوباں: گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا! / کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے ص ۲۳۰

عِقدِ گہر: افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے / جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر، انگشت ص ۱۶۳

عُقدہ[7]: (۱) رشتۂ فہمیدِ مُمسک ہے بہ بندِ کوتہی / عقدہ ساں ہے کیسۂ رز پر خیالِ تنگ دل ص ۵۳

---

[1] عضو : دوبار [مرکّب]۔
عضو عضو : ایک بار

[2] عطا : چار بار

[3] عطر : سات بار [مرکّب]۔

[4] عظیم : ایک بار [مرکّب]۔

[5] عَقد : دوبار [مرکّب]۔

[6] عِقد : دوبار [مرکّب]۔

[7] عُقدہ : اُنیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سولہ بار]۔
عُقدے : ایک بار
عُقدہ ہا : دوبار [مرکّب]۔

(۲) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا — تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت — ص ۱۲۷

(۳) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام — مٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہو جانا — ص ۱۵۶

عقدۂ پیرائی: دیکھیے: ناگزیر عقدہ پیرائی۔

عقدہ کشائی: قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر! — کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل — ص ۱۲۲

عقدہ ہائے کار: جنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا — کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں — ص ۵۷

عقدہ ہائے متّصل: دیکھیے: وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متّصل۔

عقدۂ احکامِ پیغمبر: وہ کہ جس کے ناخنِ تاویل سے — عقدۂ احکامِ پیغمبر کھلا — ص ۲۳۹

عقدۂ پیماں: بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا — چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے — ص ۸۳

عقدۂ پیمانِ عجز: بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ — گرد باد اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز — ص ۴۴

عقدۂ تارِ نفس: دیکھیے: وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔

عقدۂ خاطر: برائے حلِّ مشکل، ہوں زِ پا اُفتادۂ حسرت — بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا — ص ۱۸

عقدۂ دشوار: دیکھیے: عقدہ [۲]۔

عقدۂ دل: رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے — آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی — ص ۲۱۵

عقدۂ غم: دیکھیے: واشدنِ عقدۂ غم۔

عقدۂ مشکل: (۱) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا — دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا — ص ۲۱

(۲) محتسب سے تنگ ہے از بس کہ کارِ مے کشاں — رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا — ص ۲۹

(۳) بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے — کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا — ص ۱۳۳

دیکھیے ——: (۴) جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل۔ (۵) لذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

عقدے: لاکھ عقدے دل میں تھے، لیکن ہر ایک — میری حدِّ وسع سے باہر کھلا — ص ۲۳۹

عقرب ہا[۱]: دیکھیے: نوکِ نیشِ عقرب ہا۔

عقل[۲]: (۱) چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے — عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع — ص ۲۸

(۲) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! — عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا — ص ۱۳۹

---

۱ عقرب ہا: ایک بار [مرتب]۔

۲ عقل: چار بار [مفرد: دو بار]۔

عقلِ نہفتہ داں: ملے گی اِس کو وہ عقلِ نہفتہ داں کہ اِسے — پڑے نہ قطعِ خصومت میں احتیاجِ گواہ — ص ۲۷۷

عقل ودل وجاں: دیکھیے: عرضِ متاعِ عقل ودل وجاں۔

عقوبت[1]: حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے — آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں — ص ۱۹۰

عقیدہ[2]: غالب، اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخ — ''آپ بے بہرہ ہے، جو معتقدِ میرؔ نہیں'' — ص ۱۸۲

عکس[3]: (۱) اسدؔ، تاثیرِ صفائی ہاے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکس زنگی کا — ص ۲۶

(۲) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر — عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ — ص ۴۳

(۳) رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری — ص ۹۳

(۴) حلقۂ گردابِ جوہر کو بنا ڈالے تنور — عکس گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے — ص ۱۰۱

(۵) کیا بدگماں ہے مجھ سے کہ آئینے میں مرے — طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۶) سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں — عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے — ص ۳۱۲

(۷) دیکھیے: عرضِ جوہرِ خط وخالِ ہزار عکس۔

عکسِ آئنہ: تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں — بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں — ص ۶۰

عکس پزیر: جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پزیر — اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں — ص ۹

عکسِ جسم: ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم — مُفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر — ص ۴۴۷

عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ: بس کہ ہے بے خانہ ویراں جوں بیابانِ خراب — عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب — ص ۳۱

عکسِ خالِ روے لیلا: تصرّف وحشیوں میں ہے تصوّر ہاے مجنوں کا — سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روے لیلا ہے — ص ۸۴

عکسِ خط: (۱) کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بتاں وقتِ خود آرائی — دلِ آئینہ زیرِ پاے خیلِ مور ملتے ہیں — ص ۶۳

(۲) عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز — آئنہ بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے — ص ۱۰۷

عکسِ خطِ جامِ آفتاب: یک نگاہِ صاف، صد آئینۂ تاثیر ہے — ہے رگِ یاقوت، عکسِ خطِ جامِ آفتاب — ص ۳۱

عکسِ خیالِ قدِ یار: بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار — ص ۴

عکسِ داغِ مہ: صافیِ رُخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال — ص ۵۱

عکسِ رُخ: (۱) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ — نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے — ص ۱۱۲

---

[1] عقوبت: ایک بار۔ [2] عقیدہ: ایک بار۔ [3] عکس: اٹھائیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: بائیس بار]۔

(۲) دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوک ناز بے پناہ — تیرا ہی عکسِ رُخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں — ص ۱۹۳

عکسِ رُخ افروختہ: عکسِ رُخ افروختہ تھا تصویر بہ پُشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن ترازی تمکیں سے آرام کیا — ص ۲۶

عکسِ روئے گل گوں: ہوا آئینہ، جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے — نشانِ خالِ رُخ، داغ شرابِ آرام کیا — ص ۲۶

عکسِ سوادِ صفحہ: تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب — ص ۳۱

عکسِ شفق: عیاں کیفیت مے خانہ ہے جوئے گلستاں میں — کہ مے، عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا — ص ۴۴۷

عکس فروش: فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ — نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز — ص ۴۳

عکسِ گل: صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن — جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن — ص ۵۹

عکسِ گل ہائے سمن: عکسِ گل ہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں — فلسِ ماہی، آئنہ پردازِ داغِ ماہ ہے — ص ۹۴

عکسِ گیسوئے مشکیں: دیکھیے: جوشِ عکسِ گیسوئے مشکیں۔

عکسِ موجِ گل: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب — نگہِ آئنہ، کیفیتِ دل سے ہے دوچار — ص ۴

علاج[1]: (۱) جُنبشِ ہر برگ سے، ہے گل کے لب کو اختلاج — خبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج — ص ۳۵

(۲) لو، ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں — اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج — ص ۱۲۵

(۳) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جُز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک — ص ۱۷۵

علاجِ بے دماغی ہائے دل: تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل! — سویدا مردمِ چشمِ پری، نظارہ افسوں ہے — ص ۱۱۲

علاقہ[2]: نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بُریدہ ہوں — ص ۲۹۹

علامت[3]: دیکھیے: جنوں علامت۔

علاوہ[4]: علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب — گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں — ص ۱۹۲

علائق[5]: دیکھیے ـــــ: (۱) بارِ علائق۔ (۲) رشتۂ ربطِ علائق۔

علائی[6]: مجھ سے غالبؔ یہ علائیؔ نے غزل لکھوائی — ایک بیداد گرِ رنج فزا اَور سہی — ص ۳۱۱

عِلم[7]: (۱) علم ہی سے قدر ہے انسان کی — ہے وہی انسان جو جاہل نہیں — [قادرنامہ]

---

[1] علاج : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔

[2] علاقہ : ایک بار۔

[3] علامت : ایک بار [مرکّب]۔

[4] علاوہ : ایک بار۔

[5] علائق : دو بار [مرکّب]۔

[6] علائی : ایک بار۔

[7] عِلم : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

(۲) اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری — دوست جو ساتھ مرے تالبِ ساحل آئے — ص ۳۱۲

(۳) وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم — بتلاؤ کوئی کہ تھی بُرائی کس میں؟ — ص ۴۴۰ [طبعِ ثانی]

عِلم و ہُنر: دیکھیے: فضائلِ علم وہُنر۔

عَلَم[1]: (۱) اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق — جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے — ص ۲۲۷

دیکھیے ـــــــ: (۲) شہنشاہِ کواکب سپہ مہر عَلَم۔ (۳) کوس وعَلَم۔

علوِ[2] پایۂ منبر: بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِ پایۂ منبر کھُلا — ص ۱۳۰

علی[3]: (۱) غالبؔ، ہے رُتبہِ فہم تصور سے کچھ پرے — ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں — ص ۵۶

(۲) لغزشِ پا کو ہے بَلَد نغمۂ یا علی مدد! — ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ، سبحہ کو خونبہا سمجھ — ص ۷۳

(۳) امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی — علی، ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے — ص ۷۵

(۴) کیا غم ہے اُس کو، جس کا علی سا امام ہو — اِتنا بھی اے فلک زدہ، کیوں بے حواس ہے؟ — ص ۷۵

(۵) کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ — یا علی! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے — ص ۱۰۴

(۶) نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر! — یا علی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں — ص ۱۳۴

(۷) مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان — نافِ زمین ہے، نہ کہ نافِ غزال ہے — ص ۲۰۵

(۸) علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حُسین — کرے جو اُن سے برائی، بھلا کہیں اُس کو؟ — ص ۲۸۶

(۹) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں — علی سے آ کے لڑے اور خطا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

(۱۰) میں قائلِ خدا و نبیؐ و امام ہوں — بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں — ص ۲۹۸

دیکھیے ـــــــ: (۱۱) بقدرِ عددِ حرفِ علی۔ (۱۲) حُسین علی۔ (۱۳) حُسین ابنِ علی۔ (۱۴) نامِ والائے علی۔ (۱۵) نبیؐ وعلی۔

علی الدّوام[4]: دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا — حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّ دام — ص ۲۸۲

علی الرّغمِ[5] دشمن: علی الرّغمِ دشمن شہیدِ وفا ہوں — مبارک، مبارک! سلامت، سلامت! — ص ۱۶۴

علی بہادرِ[6] عالی گہر: غالبؔ خدا کرے! کہ سوارِ سمندِ ناز — دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں — ص ۱۹۰

---

[1] عَلَم : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
[2] عُلوّ : ایک بار [مرکب]۔
[3] علی : پندرہ بار [مفرد: دس بار، مرکب: پانچ بار]۔
[4] علی الدّ دام : ایک بار۔
[5] علی الرّغم : ایک بار [مرکب]۔
[6] علی بہادر : ایک بار [مرکب]۔

عماری[1]: دیکھیے: پردۂ عماری۔

عمدۃالحکما[2]: وہ بہارِ ریاضِ مہر و وفا — جس کو کہتے ہیں عمدۃ الحکما — ص۲۶۸ [حکیم احسن اللہ خاں]

عمر[3]:
(۱) تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک — ص۵۰
(۲) عمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار — گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب — ص۳۲
(۳) کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف — تسبیحِ اشک ہائے زِ مژگاں چکیدہ ہوں — ص۶۱
(۴) ہرچند عمر گزری آزردگی میں، لیکن — ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی — ص۷۵
(۵) تیری فرصت کے مقابل اے عمر! — برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں — ص۱۸۱
(۶) بےعشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور یہاں — طاقت بقدرِ لذتِ آزار بھی نہیں — ص۱۸۴
(۷) عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا، تو کیا! — عمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری، ہائے ہائے! — ص۲۰۴
(۸) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر — فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی — ص۲۱۵
(۹) عمر ہرچند کہ ہے برق خرام — دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی — ص۲۲۱
(۱۰) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہوجاویں — دراز اِس کی ہو عمر اِس قدر، سخن کوتاہ — ص۲۷۸
(۱۱) ستّر برس کی عمر میں یہ داغ جاں گداز — جس نے جلا کے، راکھ مجھے کردیا تمام — ص۲۸۲
(۱۲) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عمر — نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی — ص۳۱۱

دیکھیے ———: (۱۳) اضطرابِ عمر۔ (۱۴)، (۱۵) اک عمر [دو بار]۔ (۱۶) ایک عمر۔ (۱۷) بہ بعدِ یک عمر ورع۔ (۱۸) پیمایشِ زمینِ رہِ عمر۔ (۱۹) جلوۂ عمر۔ (۲۰) رخشِ عمر۔ (۲۱) رشتۂ عمر۔ (۲۲) رفتارِ عمر۔ (۲۳) سنینِ عمر۔ (۲۴) قسطِ عمر۔ (۲۵) کفیلِ عمر۔ (۲۶)-(۲۹) یک عمر [چار بار]۔ (۳۰) یک عمر خودداری۔

عمرِ ابد: دیکھیے: سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد۔

عمر بھر:
(۱) عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ — مرگئے پر، دیکھیے دکھلائیں کیا! — ص۱۶۱
(۲) یہ عمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے — تمھارے آئیو آے طرّہ ہائے خم بہ خم! آگے — ص۲۲۸
(۳) ڈرے کیوں مرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں، جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے — ص۲۴۹

---

[1] عماری : ایک بار [مرکب]۔
[2] عمدۃالحکما : ایک بار۔
[3] عمر : ۵۴ بار۔ [مفرد: گیارہ بار، مرکب: تینتالیس بار]۔

	(۴) عُمر بھر ہوش نہ یک جا ہوئے میرے، کہ اسدؔ	میں پرستندۂ روئے صنم چند رہا	ص۴۴۶
	(۵) ماہِ نَو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے	عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے	ص۳۰۴
	(۶) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عُمر بھر	آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں	ص۱۸۸
	(۷) عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا، تو کیا	عُمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری، ہائے ہائے!	ص۲۰۴
عُمرِ تیزرَو:	دیکھیے: رفتارِ عمرِ تیزرَو۔		
عُمرِ جاوداں:	وہ زندہ ہم ہیں، کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر!	نہ تم، کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے	ص۲۳۶
عُمرِ خضر:	(۱) حریفِ مطلب مشکل نہیں فسونِ نیاز	دُعا قبول ہو یارب! کہ عمرِ خضر دراز!	ص۱۷۱
	(۲) بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر	حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کِیا کیے!	ص۲۴۳
	(۳) مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں	جادۂ دشتِ نجف: عُمرِ خضر کا طومار	ص۴
	(۴) دیکھیے: رشتۂ عُمرِ خضر۔		
عُمرِ خمار:	دیکھیے: یک درازیِ عُمرِ خمار۔		
عُمرِ دگر:	ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ	اثر موقوف بہ عُمرِ دگر ہے	ص۴۵۵
عُمرِ رفتہ:	دیکھیے: تماشائیِ عمرِ رفتہ۔		
عُمرِ طبیعی:	(۱) اوّلاً، عمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال	ثانیاً، دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم	ص۲۶۵
	(۲) عشرتِ صُحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو	نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی	ص۲۰۹
عُمرِ عزیز:	مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی	عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۴
عُمرِ فرصت جُو:	باعثِ واماندگی ہے عُمرِ فرصت جُو مجھے	کردیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے	ص۷۸
عُمرِ کوتہ:	حاصلِ دل بستگی ہے عُمرِ کوتہ اور بس	وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل تارِ نَفَس	ص۴۵
عُمرِ گزشتہ:	آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم	اے عمرِ گزشتہ، یک قدم استقبال!	ص۲۵۲
عُمر و دولت:	عمر و دولت سے شادماں رہیں	اور غالبؔ پہ مہرباں رہیں	ص۲۷۶
عَمر[1]:	دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی	غمِ گیتی سے مرا سینہ: عَمر کی زنبیل	ص۱۲۴
عمل[2]:	(۱) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ	زُور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک	ص۹۴

[1] عَمر : ایک بار۔ [2] عمل : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

دیکھیے ——:(۲) پاداشِ عمل۔ (۳) حُسنِ عمل۔ (۴) صد حشر پاداشِ عمل۔

عناد[1]: دیکھیے: اہلِ عناد۔

عناصر[2]: مضمحل ہو گئے قُویٰ، غالبؔ — وہ عناصر میں اعتدال کہاں! ص ۱۸۳

عناں[3]: (۱) ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں! — یہ دُعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے ص ۱۴۸

دیکھیے ——:(۲) رخشِ سبک عناں۔ (۳) نالۂ محشر عناں۔

عنانِ فرصت: تپشِ دلِ شکستہ پئے عبرت، آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی ص ۹

عناں گُسل: دیکھیے: شوقِ عناں گسل۔

عناں گسیختہ: (۱) آنسو کہوں کہ آہ! سوارِ ہوا کہوں؟ — ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں! ص ۵۶

(۲) دیکھیے: شوقِ عناں گسیختہ۔

عناں گیر: (۱) حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! — نقشِ پائے خضر یھاں سدِّ سکندر ہو گیا ص ۳۰

(۲) بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز — کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے ص ۱۱۳

(۳) ہوئی تاخیر، تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا — آپ آتے تھے، مگر کوئی عناں گیر بھی تھا ص ۱۵۸

عناں گیرِ تغافل: بہ اُمّیدِ نگاہِ خاص، ہوں محمل کشِ حسرت — مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا ص ۲۴

عناں گیرِ خرام: وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یھاں پنبۂ بالش، کفِ سیلاب تھا ص ۱۴۵

عنایاب: دیکھیے ——:(۱) اُمیدوارِ عنایات۔ (۲) وقتِ عنایات۔

عنایاتِ الٰہی: ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! — عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! ص ۲۹۷

عنایاتِ شہنشاہ: دیکھیے: لطف و عنایاتِ شہنشاہ۔

عنایت[4]: پرتوِ خُور سے، ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک ص ۱۷۵

عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا: نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں — عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا، ہرزہ عنواں ہیں ص ۶۲

عنبر[5]: دیکھیے: طبلۂ عنبر۔

---

۱ عناد : ایک بار [مرکّب]۔

۲ عناصر : ایک بار۔

۳ عناں : بارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

۴ عنایت : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

عنایات : چار بار [مرکّب]۔

۵ عنبر : ایک بار [مرکّب]۔

عنبریں : ایک بار [مرکّب]۔

۵ عنبر بار : ایک بار [مرکّب]۔

عنبریں: دیکھیے: شکنِ زلفِ عنبریں۔

عنبر بار: دیکھیے: حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست۔

عندلیب[1]: (۱) رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے | ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر | ص۴۱

(۲) کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو، عندلیب! | زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے | ص۹۱

(۳) آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے | اے عندلیب! چل، کہ چلے دن بہار کے | ص۲۱۰

(۴) چھڑکے ہے شبنم، آئینۂ برگِ گل پہ آب | اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے | ص۲۱۷

(۵) اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں | طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے | ص۲۱۸

[سات بار بہ طورِ ردیف، ص۴۲]:

(۶)،(۷) ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب | رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب

(۸) عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر | مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب

(۹) حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے، رنگِ گل | بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب

(۱۰) عمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار | گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب

(۱۱) منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے، کہ ہے | بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب

(۱۲) ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ | اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب!

عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ: ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج | میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں | ص۶۲

عنقا[2]: (۱) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے | مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا | ص۱۴۲

(۲) مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے | جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے | ص۲۲۰

دیکھیے——:(۳) آوازۂ عنقا۔(۴) بالِ عنقا۔(۵) پرِ عنقا۔(۶) لفظِ معنیِ عنقا۔(۷) مردمکِ دیدۂ عنقا۔

عنقا اری: وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار | شہرت چمنِ فتنہ و عنقا اری ہے | ص۱۰۶

عنقائے ناز: دیکھیے: پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز۔

عنواں[3]: (۱) نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا | کہ پشتِ چشم سے، جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر | ص۱۶۷

---

۱ عندلیب : تیرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

۲ عنقا : نو بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سات بار]۔

۳ عنوان : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

دیکھیے ـــــ: (۲) بے ربطیِ عنواں۔ (۳) نازِ شوخیِ عنواں۔ (۴) نذرِ دل فریبیِ عنواں۔ (۵) ہرزہ عنواں۔

عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ: کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر — نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں ص۸

عنوانِ تماشا: دیکھیے: درسِ عنوانِ تماشا۔

عوام[۱]: دیکھیے ـــــ: (۱) چشمکِ عوام۔ (۲) نشاطِ عامِ عوام۔

عہد[۲] [۱]: (۱) تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر — تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل ص۱۳۴

(۲) اے ترا لطف، زندگی افزا — اے ترا عہد، فرخی فرجام ص۱۳۷

(۳) زمانہ، عہد میں اُس کے ہے محوِ آرائش — بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے ص۲۳۶

دیکھیے ـــــ: (۴) والیِ ولایتِ عہد۔ (۵) حمایتِ عہد۔

عہدِ وصالِ بتاں: دیکھیے: جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔

عہدِ طفلی: خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں — بنے گا شرق سے تا غرب اِس کا بازی گاہ ص۲۷۷

عہد[۳] [۲]: (۱) تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بُودا — کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر اُستوار ہوتا ص۱۶۰

(۲) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر — آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں ص۱۸۸

(۳)، (۴) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے — وائے! اگر عہد اُستوار نہیں ہے ص۲۰۸

(۵) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد — یکقلم منظور ہے، جو کچھ پریشانی کرے ص۲۱۱

عہدِ اُستوار: دریغ اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے — طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا ص۱۵

عہدِ تجدیدِ تمنا: نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی — کفِ افسوس ملنا عہدِ تجدیدِ تمنا ہے ص۲۲۰

عہد شکن: شوخیِ رنگِ حنا، خونِ وفا سے کب تک؟ — آخر اے عہد شکن! تو بھی پشیماں نکلا ص۱۳

عہدِ محبت: دیکھیے: بستنِ عہدِ محبت۔

عہدِ وفا: (۱) جنوں فسردۂ تمکیں ہے، کاش! عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے ص۹۹

(۲) اے چرخ! خاک برسرِ تعمیرِ کائنات — لیکن بنائے عہدِ وفا استوار تر ص۴۱

(۳) دیکھیے: صورتِ عہدِ وفا۔

---

۱ عوام : دوبار [مرکب]۔

۲ عہد[۱] : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔

۳ عہد[۲] : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سات بار]۔

عُہدہ[1]:	عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا	گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں	ص ۱۷۸
عیادت[2]:	(۱) عیادت سے اسدؔ میں بیش تر بیمار رہتا ہوں	سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا	ص ۲۶
	(۲) عیادت سے زِبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا	نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا	ص ۲۸
	(۳) خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو	فروغِ شمعِ بالیں، طالعِ بیدارِ بستر ہے	ص ۲۱۲
	(۴) دیکھیے: اندازِ عیادت۔		
عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں:	عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے	رفوے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب کا	ص ۲۳
عِیاذاً باللہ[3]:	کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عِیاذاً باللہ!	یکقلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں	ص ۱۳۴
عِیارِ[4] آبروے زر:	سکّۂ شہ کا ہوا ہے روشناس	اب عیارِ آبروے زر کھلا	ص ۱۴۰
عیارِ آگہی:	نقدِ سخن کے واسطے ایک: عیارِ آگہی	شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار: ایک	ص ۲۹۶
عیارِ طبعِ خریدار:	بِک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ	لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر	ص ۱۶۹
عیاں[5]:	(۱) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل	سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار	ص ۳
	(۲) عیاں ہے پاے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خور	رکاب، روزنِ دیوار خانۂ زیں ہے	ص ۱۰۳
	(۳) ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حُسن عیاں	کہ خط، غبار زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے	ص ۱۰۳
	(۴) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی	جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار	ص ۱۳۳
	(۵) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوے گلستاں میں	کہ مَے، عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا	ص ۴۷۷
عیب[6]:	(۱) عیب کا دریافت کرنا، ہے ہُنرمندی اسدؔ	نقص پر اپنے ہوا جو مطّلع، کامل ہوا	ص ۲۹
	(۲) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام	ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا	ص ۱۵۹
عید[7]:	(۱) بازماندن ہاے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع	عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث	ص ۳۴
	(۲) عذر میں تین دن نہ آنے کے	لے کے آیا ہے عید کا پیغام	ص ۱۳۶
	(۳) علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب	گداے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں	ص ۱۹۲

---

۱ عہدہ : ایک بار۔
۲ عیادت : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
۳ عیاذاً باللہ : ایک بار۔
۴ عِیار : تین بار [مرکّب]۔
۵ عیاں : پانچ بار۔
۶ عیب : پانچ بار۔
۷ عید : بارہ بار۔ [مفرد: چار بار، مرکّب: آٹھ بار]

(۴) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز   لیک بیش از سہ ہفتہ بعد نہیں   ص۲۸۰
دیکھیے ــــ: (۵) صبحِ عید۔ (۶) گلِ شاخِ ہلالِ عید۔

عیدِ اطفال: دیکھیے: اہتمامِ بزمِ عیدِ اطفال۔

عیدِ حریفاں: دیکھیے: عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں۔

عیدِ خلق: نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر   کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی   ص۹۶

عیدِ شوال: مرحبا! سالِ فرخی آئیں   عیدِ شوال و ماہِ فرودیں   ص۲۸۰

عیدِ ماہِ صیام: دیکھیے: تقریبِ عیدِ ماہِ صیام۔

عیدِ نظارہ: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ   عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا   ص۱۵۰

عیسیٰ[1]: (۱) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفس   استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں   ص۷
(۲) عیسیٰ! طلسمِ حسنِ تغافل ہے زینہار   جز پشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ   ص۵۰
(۳) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم!   عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے   ص۱۱۳
(۴) مرگیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالبؔ   ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا   ص۱۴۴
(۵) وہ محضِ رحمت و رافت، کہ بہرِ اہلِ جہاں   نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ   ص۲۷۷
(۶) خیالِ شربتِ عیسیٰ، گدازِ ترنجبینی ہے   اسدؔ، ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا   ص۳۴۴
(۷) لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی   قیامت کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے   ص۲۱۷
(۸) اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ! پہ فغاں ہو   اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟   ص۲۸۴

عیسیِ مہرباں: عیسیِ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف   درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف   ص۴۹

عیسوی[2]: دیکھیے ــــ: (۱) سنینِ عیسوی۔ (۲) مادۂ سالِ عیسوی۔

عیش[3]: (۱) اِس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسدؔ   زورِ نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک   ص۴۹
(۲) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے   عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ   ص۷۲
(۳) عیش گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر   دورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے   ص۱۰۷

---

۱ عیسیٰ : نوبار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔
۲ عیسوی : دوبار [مرکب]۔
۳ عیش : اٹھائیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۴) بزمِ قدح سے عیش تمنا نہ رکھ، کہ رنگ — صیدِ زِ دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا — ص۱۴۹

(۵) حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی — دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا — ص۱۴۷

(۶) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم — دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں — ص۱۸۶

(۷) دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے — بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے — ص۲۳۶

دیکھیے——:(۸) آشیاں بندِ بہارِ عیش۔(۹) ذوقِ عیش۔(۱۰) شگفتنِ گل ہائے عیش۔(۱۱) قدحِ عیش۔
(۱۲) لنگرِ عیش۔(۱۳) متاعِ عیش۔(۱۴) مسندِ عیش۔

عیشِ ابد: رامش گرِ اربابِ فنا، نالۂ زنجیر — عیشِ ابد از خویش بروں تاختنی ہے — ص۱۱۱

عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید: عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید رسا — خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا — ص۲۱

عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں: عیش بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم! — خوں ہو آئینہ، کہ ہو جلوۂ طفلاں رنگیں — ص۷

عیشِ بیتابی: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام — ورنہ دنداں در دل افشردن، بنائے خندہ ہے — ص۲۱۵

عیشِ بےدلی: دیکھیے: سازِ عیشِ بے دلی۔

عیشِ دوست: دیکھیے: بزمِ عیشِ دوست۔

عیشِ رفتہ: فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! — متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر — ص۱۶۸

عیش گستر: دیکھیے: بزمِ عیش گستر۔

عیشِ مقدمِ سیلاب: دیکھیے: بےخودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب۔

عیش وجاہ: دیکھیے: سامانِ عیش وجاہ۔

عیش وطرب: (۱) رنجشِ یارِ مہرباں، عیش وطرب کا ہے نشاں — دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے — ص۱۱۶

(۲) تا ترے وقت میں ہو عیش وطرب کی توفیر — تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل — ص۱۲۳

دیکھیے——:(۳) فرازِ مسندِ عیش وطرب۔(۴) فرصتِ عیش وطرب۔

عَینَ[1]: دیکھیے: نورالعینِ دامن۔

---

[1] عین : تین بار [مرتب]۔

عینِ تاپاکِ وصال: گرمیِ شوقِ طلب ہے عینِ تا پاکِ وصال غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پاے جستجو ص۶۹

عینِ عدل: وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی بنے ہے شعلۂ آتش، اسیںِ پرِ کاہ ص۲۷۷

عینکِ[1] چشم: گنجِ تاریک و کمیں گیریِ اخترِ شمری عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے ص۸۳

عینکِ چشمِ جنوں: کوکبِ بخت بجز روزنِ پُردود نہیں عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تا چند ص۳۹

عیوبِ[2] برہنگی: ڈھانپا کفن نے داغ عیوبِ برہنگی میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص۱۴۳

---

[1] عینک : دوبار [مرتّب]۔

[2] عیوب : ایک بار [مرتّب]۔

غ

غار[1]: دیکھیے: یارِ غار۔

غارت[2]: گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے ص ۲۳۲

غارت دادہ: دیکھیے: متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ۔

غارتگرِ[3] جنسِ وفا: سُن اے غارتگرِ جنسِ وفا! سُن شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا! ص ۱۵۷

غارتگرِ ناموس: غارتگرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے ص ۲۳۴

غارتگری: ہوا ہوں عشق کی غارتگری سے شرمندہ سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں ص ۱۸۴

غازہ[4]: دیکھیے: رہنِ غازہ۔

غافل[5]: (۱) نہیں شاہراہِ اوہام بجز آں سوے رسیدن تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی ص ۱۰

(۲) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط کاشانہ بس کہ تنگ ہے غافل! ہَوا نہ مانگ ص ۵۰

(۳) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ ص ۲۷

(۴) تکلف سازِ رُسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ، عریاں ص ۸۱

---

[1] غار : ایک بار [مرکّب]۔

[2] غارت : دوبار [مفرد ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

[3] غارتگر : دوبار [مرکّب]۔

غارتگری : ایک بار۔

[4] غازہ : ایک بار [مرکّب]۔

[5] غافل : اکتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: سات بار]۔

غافلاں : پانچ بار۔

(۵) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل   بے گہر صدف گویا پُشتِ چشمِ نیساں ہے   ص ۸۹

(۶) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟   اِس موجِ مَے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے   ص ۹۴

(۷) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نَفَس ہے بسمل   جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے!   ص ۹۴

(۸) طلسمِ آئنہ، زانوے فکر ہے غافل!   ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ اندوزی   ص ۱۰۰

(۹) گشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل!   صبا خرامیِ خوباں، بہار ساماں ہے   ص ۱۰۲

(۱۰) زِبس طوفانِ آب وگل ہے، غافل! کیا تعجب ہے   کہ ہر یک گرد بادِ گلستاں گرداب ہو جاوے   ص ۱۰۵

(۱۱) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہاے دل غافل!   سویدا مردمِ چشمِ پری، نظّارہ افسوں ہے   ص ۱۱۲

(۱۲) بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلّی ہے   غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلی ہے   ص ۱۱۴

(۱۳) نہ مارا جان کر بے جُرم، غافل! تیری گردن پر   رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا   ص ۱۲۶

(۱۴) غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یاں   بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا   ص ۱۲۹

(۱۵) میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل! بارہا   میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا   ص ۱۵۱

(۱۶) گو میں رہا رہینِ ستم ہاے روزگار   لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا   ص ۱۵۳

(۱۷) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل!   گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک   ص ۱۷۵

(۱۸) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت   غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے   ص ۲۰۶

(۱۹) رفوے زخم سے مطلب ہے لذّت زخمِ سوزن کی   سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے   ص ۲۰۸

(۲۰) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ   غافل کو میرے شیشے پہ مَے کا گمان ہے   ص ۲۰۳

(۲۱) غافل! اِن مہ طلعتوں کے واسطے   چاہنے والا بھی اچھا چاہیے   ص ۲۲۳

(۲۲) وہ آیا بزم میں! دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے   شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمایش ہے   ص ۲۲۴

(۲۳) کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہند، غافل!   تہِ بالِ شمعِ حرم دیکھتے ہیں   ص ۲۲۸

(۲۴) دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل   رہا پامالِ حسرت ہاے فرشِ بزم گستردن   ص ۲۲۹

دیکھیے ــــــ: (۲۵) آگہی غافل۔ (۲۶) انجام غافل۔ (۲۷) مدعا غافل۔ (۲۸) نگرانی غافل۔

غافل ازمعنی: خانمانِ جبریانِ غافل از معنی خراب!   جب ہوئے ہم بے گنہ، رحمت کی کیا تقصیر ہے   ص ۹۵

غافل ازحقیقت: بہ فراقِ رفتہ یاراں، خط و حرف مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی — ص۹

غافل وہشیارتر: سادہ و پُرکار تر، غافل و ہشیار تر — مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز — ص۴۳

غافلاں: (۱) تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب — ص۳۱

(۲) بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں! — غافلاں غش جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر — ص۳۹

(۳) بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال — غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال — ص۵۱

(۴) گرمیِ شوقِ طلب ہے عینِ ناپاکِ وصال — غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو — ص۶۹

(۵) صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے — ص۱۰۱

غالبؔ[1]: (۱) یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ! — کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی — ص۱۰

(۲) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا — ص۱۴

(۳) مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ — عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا — ص۱۸

(۴) شوقِ سامانِ فضولی ہے، وگرنہ غالبؔ — ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنا کب تھا — ص۲۳

(۵) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کردیا — غالبؔ ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا — ص۲۵

(۶) نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ — خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا — ص۳۰

(۷) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا! — رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر — ص۴۰

(۸) آشنا، غالبؔ نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا — ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع — ص۴۸

(۹) غالبؔ! ہے رُتبہ فہم تصور سے کچھ پرے — ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں — ص۵۶

(۱۰) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص۵۷

(۱۱) شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح — بےمحل اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں — ص۶۳

(۱۲) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ — بسانِ دشت دلِ پُرغبار رکھتے ہیں — ص۶۴

(۱۳) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ — یعنی ہیں ماندہ ازاں سو و ازیں سو راندہ — ص۷۱

(۱۴) واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے غالبؔ — چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ — ص۷۲

---

۱ غالبؔ : ایک سو اٹھتر بار [مفرد: ایک سو ستاون بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۱۵) انگور سعیِ بے سروپائی سے سبز ہے	غالبؔ بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھایئے	ص ۷۴
(۱۶) بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے	چھپاؤں کیونکے غالبؔ سوزشیں داغ نمایاں کی	ص ۷۷
(۱۷) وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا، غالبؔ	صد جلوۂ آئینہ، یک صبحِ جُدائی ہے	ص ۸۰
(۱۸) بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب غالبؔ	پسینا توسنِ ہمّت کا، سیلِ خانہ زیں ہے	ص ۸۹
(۱۹) غالبؔ زِ بس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک	آنسو کی بوند، گوہرِ نایاب ہوگئی	ص ۹۶
(۲۰) بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ تو پھر	کیوں نہ دلّی میں ہراک ناچیز نوابی کرے	ص ۱۰۱
(۲۱) نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دورِ ساغر کی	مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے	ص ۱۰۷
(۲۲) رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ	یہاں زورقِ خود داری، طوفانیِ معنی ہے	ص ۱۱۵
(۲۳) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ!	کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے	ص ۱۲۵
(۲۴) تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک!	غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت	ص ۱۲۷
(۲۵) غالبؔ یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ	بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند	ص ۱۲۸
(۲۶) ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ	نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی ''محظوظ'' ۱۸۵۴ء	ص ۱۲۹
(۲۷) کہا غالبؔ سے: تاریخ اِس کی کیا ہے؟	تو بولا: ''انشراحِ جشنِ جمشید'' ۱۲۷۰ھ	ص ۱۲۹
(۲۸) شاد و دل شاد و شادماں رکھیو	اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو	ص ۱۳۱
(۲۹) میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش	غالبؔ اُس کا مگر نہیں ہے غلام؟	ص ۱۳۶
(۳۰) چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصّہ آئے	کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام	ص ۱۳۷
(۳۱) دیکھیو! غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی	ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھُلا	ص ۱۴۰
(۳۲) بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا	موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا	ص ۱۴۲
(۳۳) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ	آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا، سُو طوفاں نکلا!	ص ۱۴۴
(۳۴) مرگیا صدمۂ یک جُنبشِ لب سے غالبؔ	ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا	ص ۱۴۴
(۳۵) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ	گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا	ص ۱۴۵
(۳۶) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے	اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا	ص ۱۴۶

(۳۷) نہ دے نامے کو اِتنا طول، غالبؔ مختصر لکھ دے — کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا — ص۱۴۶

(۳۸) حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

(۳۹) میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ، کہ دل — دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا، جل گیا — ص۱۵۱

(۴۰) بخشے ہے جلوۂ گُل ذوقِ تماشا غالبؔ — چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا — ص۱۵۶

(۴۱) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشاں کا — ص۱۵۷

(۴۲) بلاے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا — ص۱۵۸

(۴۳) درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں! — جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کُشا تھا — ص۱۵۸

(۴۴) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ — کہتے ہیں: اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا — ص۱۵۹

(۴۵) ہم کہاں کے دانا تھے، کس ہُنر میں یکتا تھے — بے سبب ہوا دُشمن غالبؔ آسماں اپنا — ص۱۵۹

(۴۶) یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ — تجھے ہم ولی سمجھتے، جو نہ بادہ خوار ہوتا — ص۱۶۰

(۴۷) ہوئی مدّت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے — وہ ہر یک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا؟ — ص۱۶۰

(۴۸) اُس کی اُمّت میں ہوں مَیں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبدِ بے در کھلا — ص۱۶۱

(۴۹) پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے؟ — کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا! — ص۱۶۱

(۵۰) کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں — آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۵۱) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پُرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۵۲) یہ غزل اپنی، مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ زِبس تکرارِ دوست — ص۱۶۵

(۵۳) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، غالبؔ — یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! — ص۱۶۵

(۵۴) آئے ہے بے کسیِ عشق پہ رُونا غالبؔ — کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد؟ — ص۱۶۶

(۵۵) نہ کہہ کسی سے کہ غالبؔ، نہیں زمانے میں — حریفِ رازِ محبّت، مگر در و دیوار — ص۱۶۷

(۵۶) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ، کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر — ص۱۶۷

(۵۷) غالبؔ نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر — ص۱۷۰

(۵۸) ہیں اَور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچھے — کہتے ہیں کہ: غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اَور — ص۱۷۰

(۵۹) ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اَور ص۱۷۹

(۶۰) نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالبؔ جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز ص۱۷۲

(۶۱) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ واقعہ سخت ہے اور جان عزیز ص۱۷۳

(۶۲) یاد ہیں غالبؔ تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں زخم سے گرتا، تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک ص۱۷۵

(۶۳) غالبؔ مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو جس کا خیال، ہے گلِ جَیبِ قبائے گل ص۱۷۶

(۶۴) لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، ولے غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں ص۱۷۷

(۶۵) دھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن ص۱۷۹

(۶۶) بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

(۶۷) دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں ص۱۸۰

(۶۸) سادہ پُرکار ہیں خوباں غالبؔ ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۶۹) غالبؔ اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخؔ ''آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں'' ص۱۸۲

(۷۰) مضمحل ہوگئے قُویٰ غالبؔ وہ عناصر میں اعتدال کہاں! ص۱۸۳

(۷۱) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ کہ ہو غُربت میں قدر! بے تکلف ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں ص۱۸۵

(۷۲) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائی غالبؔ میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں ص۱۸۶

(۷۳) کرتے کس مُنہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟ ص۱۸۶

(۷۴) جاں ہے بہائے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں ص۱۸۸

(۷۵) غالبؔ چُھٹی شراب، پر اب بھی کبھی کبھی پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں ص۱۸۹

(۷۶) غالبؔ ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں ص۱۹۰

(۷۷) غالبؔ خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں ص۱۹۰

(۷۸) غالبؔ وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دعا وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

(۷۹) یوں ہی گر روتا رہا غالبؔ، تو اے اہلِ جہاں! دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہوگئیں ص۱۹۲

(۸۰) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ یہ کیا کہ تم کہو، اور وہ کہیں کہ: یاد نہیں ص۱۹۲

(۸۱) لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالبؔ	جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو	ص ۱۹۵
(۸۲) غالبؔ مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو	پیتا ہوں، دُھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو	ص ۱۹۶
(۸۳) غالبؔ بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں	دُنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو	ص ۱۹۷
(۸۴) غالبؔ کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے	خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو	ص ۱۹۷
(۸۵) مجھے جنوں نہیں غالبؔ، ولے بہ قولِ حضور	’’فراقِ یار میں تسکین ہو تو کیوں کر ہو‘‘	ص ۱۹۸
(۸۶) مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ	فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو	ص ۱۹۹
(۸۷) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ؟	ترے بے مہر کہنے سے، وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو؟	ص ۲۰۰
(۸۸) کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ اَبنائے زماں غالبؔ	بدی کی اُس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی	ص ۲۰۳
(۸۹) مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں	خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی	ص ۲۰۲
(۹۰) ہے بارے، اعتمادِ وفاداری اِس قدر	غالبؔ ہم اِس میں خوش ہیں کہ نامہرباں ہے	ص ۲۰۳
(۹۱) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ	رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے!	ص ۲۰۳
(۹۲) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ	تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے	ص ۲۰۸
(۹۳) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ	چٹکنا غنچۂ گل کا، صدائے خندۂ دل ہے	ص ۲۰۸
(۹۴) عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو	نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی	ص ۲۰۹
(۹۵) کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ	کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے	ص ۲۱۳
(۹۶) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ	اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے	ص ۲۱۳
(۹۷) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہو گئے	عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے	ص ۲۱۴
(۹۸) غالبؔ بُرا نہ مان، جو واعظ بُرا کہے	ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے	ص ۲۱۸
(۹۹) بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ	کوئی نہیں تیرا، تو مری جان! خدا ہے	ص ۲۱۹
(۱۰۰) نشوونما ہے اصل سے غالبؔ فروع کو	خاموشی ہی سے نکلے ہے، جو بات چاہیے	ص ۲۱۹
(۱۰۱) بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ	کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے	ص ۲۲۴
(۱۰۲) قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر غالبؔ	وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے	ص ۲۲۵

(۱۰۳) غالبؔ ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے — بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۱۰۴) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں غالبؔ — ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے ص۲۲۸

(۱۰۵) صد حیف وہ ناکام کہ اک عُمر سے غالبؔ — حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جو کی ص۲۲۸

(۱۰۶) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ — آخر تو کیا ہے اے نہیں ہے؟ ص۲۲۹

(۱۰۷) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں — غالبؔ صریرِ خامہ، نوائے سروش ہے ص۲۳۰

(۱۰۸) دی مرے بھائی کو حق نے ازسرِ نو زندگی — میرزا یوسف ہے غالبؔ یوسفِ ثانی مجھے ص۲۳۲

(۱۰۹) کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ — ننگِ پیری ہے، جوانی میری ص۲۳۱

(۱۱۰) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے ص۲۳۳

(۱۱۱) گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے — جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے ص۲۳۴

(۱۱۲) زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ — ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے! ص۲۳۴

(۱۱۳) غالبؔ ترا احوال سنا دیں گے ہم اُن کو — وہ سُن کے بُلا لیں، یہ اجارا نہیں کرتے ص۲۳۵

(۱۱۴) یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے — غالبؔ کو بُرا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے ص۲۳۵

(۱۱۵) ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا — صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے ص۲۳۶

(۱۱۶) ہوچکیں غالبؔ بلائیں سب تمام — ایک مرگِ ناگہانی اَور ہے ص۲۳۷

(۱۱۷) کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ — شرم تم کو مگر نہیں آتی! ص۲۳۸

(۱۱۸) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ — مُفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے ص۲۳۸

(۱۱۹) اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالبؔ — ہم بھی گئے وہاں اور تری تقدیر کو رُو آئے ص۲۳۹

(۱۲۰) ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت، لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے ص۲۴۰

(۱۲۱) رکھیو غالبؔ مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف — آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے ص۲۴۱

(۱۲۲) ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا — وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے! ص۲۴۲

(۱۲۳) جب توقع ہی اُٹھ گئی غالبؔ — کیوں کسی کا گِلا کرے کوئی! ص۲۴۲

(۱۲۴) غالبؔ تمھیں کہو کہ ملے گا جواب کیا؟ — مانا کہ تم کہا کیے اور وہ سُنا کیے ص۲۴۳

(۱۲۵) آہی جاتا وہ راہ پر غالبؔ　　کوئی دن اور بھی جیے ہوتے!　　ص ۲۴۳

(۱۲۶) غالبؔ گر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں　　حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی　　ص ۲۴۴

(۱۲۷) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ　　نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمایش ہے　　ص ۲۴۵

(۱۲۸) ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے؟　　شاعر تو وہ اچھا ہے، پہ بدنام بہت ہے　　ص ۲۴۵

(۱۲۹) عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ　　کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے　　ص ۲۴۶

(۱۳۰) کہا ہے کس نے کہ غالبؔ بُرا نہیں، لیکن　　سوائے اِس کے کہ آشفتہ سر ہے، کیا کہیے　　ص ۲۴۷

(۱۳۱) سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا غالبؔ　　خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے　　ص ۲۴۸

(۱۳۲) ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا　　غالبؔ کو بُرا کیوں کہو، اچھا مرے آگے　　ص ۲۴۹

(۱۳۳) کہاں مَے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ!　　پر اِتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے　　ص ۲۵۰

(۱۳۴) عشق نے غالبؔ نکما کردیا　　ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے　　ص ۲۵۰

(۱۳۵) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ　　شاہِ دیں دار نے شفا پائی　　ص ۲۵۱

(۱۳۶) پر یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں　　غالبؔ مُنہ بند ہوگیا ہے گویا　　ص ۲۵۳

(۱۳۷)-(۱۳۹) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ　　دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ

واللہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں!　　سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ　　ص ۲۵۳

(۱۴۰) روزہ مرا ایمان ہے غالبؔ، لیکن　　خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں!　　ص ۲۵۴

(۱۴۱) اُن کو غالبؔ یہ سال اچھا ہے　　جو ائمہ کے ہیں تولاّئی　　ص ۲۶۳

(۱۴۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات　　خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس　　ص ۲۶۴

(۱۴۳) عمر و دولت سے شادمان رہیں　　اور غالبؔ پہ مہربان رہیں　　ص ۲۶۷

(۱۴۴) خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن　　کڑوڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار گرہ　　ص ۲۷۹

(۱۴۵) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور　　بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام　　ص ۲۸۳

(۱۴۶) ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرفدار نہیں　　دیکھیں، اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا!　　ص ۲۸۸

(۱۴۷) ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب　　نظام الدین کو خسروؔ، سراج الدین کو غالبؔ　　ص ۲۹۳

(۱۴۸) خوشنودیِ احباب کا طالب غالبؔ		ص۲۹۴
(۱۴۹) کبھی آجائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالبؔ	شہرۂ تیزیِ شمشیر قضا ہے تو سہی	ص۳۱۱
(۱۵۰) مجھ سے غالبؔ یہ علائیؔ نے غزل لکھوائی	ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی	ص۳۱۱
(۱۵۱) اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ	آج ہم حضرتِ نوابؔ سے بھی مل آئے	ص۳۱۲
(۱۵۲) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار	ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں چار	
اِن چار میں، ایک سے ہو جس کو انکار	غالبؔ وہ مسلمان نہیں ہے زنہار	ص۳۱۳
(۱۵۳) حاجی کلّو کو دے کے بے وجہ جواب	غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے	ص۳۱۳
(۱۵۴) مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل	بادہ غالبؔ عرقِ بید نہیں	ص۳۱۹
(۱۵۵) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ	میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم	ص۴۴۸
(۱۵۶) ہم آئے ہیں غالبؔ رہِ اقلیمِ عدم سے	یہ تیرگیِ حال، لباسِ سفری ہے	ص۴۵۴
(۱۵۷) جلوۂ خُور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ	کھو دیا سطوتِ اسماے جلالی نے مجھے	ص۳۲۰
(۱۵۸) تیغ درکف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف	مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد!	ص۳۸
(۱۵۹) نہ ظہوریؔ ہے اور نہ طالبؔ ہے	اسداللہ خانِ غالبؔ ہے	ص۴۶۷
(۱۶۰) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی	یقیں ہے ہم کو بھی، لیکن اب اُس میں دم کیا ہے!	ص۲۵۱
(۱۶۱) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب	رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے	
(۱۶۲) ہوا نہ غلبہ مُیسّر کبھی کسی پہ مجھے	کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے	ص۱۲۹
(۱۶۳) جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی	گفتۂ غالبؔ ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں!	ص۱۷۸
(۱۶۴) کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو	کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا	ص۱۳
غالبِؔ آشفتہ سر: (۱) اے ساکنانِ کوچۂ دلدار، دیکھنا!	تم کو کہیں جو غالبِؔ آشفتہ سر ملے	ص۲۳۷
(۲) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبِؔ آشفتہ سر	ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے! گیا کیوں اُس کے گھر؟	ص۲۹۲
غالبِؔ آشفتہ نوا: وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید	مر گیا غالبؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں	ص۱۸۸
غالبِؔ خاکسار: لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور	کرکے دل و زبان کو غالبِؔ خاکسار ایک	ص۲۹۷

غالبِ خاک نشیں: اِس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! غالبؔ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے ص۱۲۸
غالبِ خستہ: (۱) رہے غالبؔ خستہ مغلوبِ گردوں؟ یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت! ص۳۲
(۲) غالبِ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں؟ روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں! ص۱۹۳
غالبِ دل خستہ: بھرا ہے غالبِ دل خستہ کے کلام میں درد غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہیں اُس کو ص۲۸۶
غالبِ شوریدہ حال: سر پھوڑنا وہ غالبِ شوریدہ حال کا یاد آگیا مجھے، تری دیوار دیکھ کر ص۱۶۹
غالبِ عاجزِ نیازگزیں: مدح گستر نہیں، دُعا گو ہے غالبِ عاجزِ نیاز گزیں ص۲۸۱
غالبِ عاصی: یا خدا! غالبِ عاصی کے خداوند کو دے دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم ص۲۶۵
غالبِ مسکیں: ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں فقیرِ غالبِ مسکیں کا ہے کہن تکیہ ص۳۰۳
غالبِ وحشی: مرگیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی، ہَے ہَے! بیٹھنا اُس کا وہ آکر تری دیوار کے پاس! ص۱۷۳
غالبِ یزداں پرست: تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی ص۳۱۲
غالب[1]: تھے ظہوریؔ و عرفیؔ و طالبؔ اپنے اپنے زمانے میں غالب ص۲۶۷
غالبِ (ہے): اسد مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا ص۳۱
غالیہ مو[2]: دیکھیے: بُتِ غالیہ مو۔
غائب[3]: (۱) بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟ بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام ص۱۳۵
(۲) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب اگرچہ زانوے نَل پر رکھے دمن تکیہ ص۳۰۳
غُبار[4]: (۱) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا ص۱۵
(۲) سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں پَرافشاں ہے غبار آں سوے صحراے عدم میرا! ص۱۶
(۳) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو عدم کو لے گئے دل میں غبار صحرا کا ص۱۷
(۴) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا یارب! نَفَس غُبار ہے کس جلوہ گاہ کا ص۱۹
(۵) بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غُبار دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہوگیا ص۳۰
(۶) خیالِ دود، تھا سر جوشِ سوداے غلط فہمی اگر رکھتی نہ خاکستر نشینی کا غبار آتش ص۴۷
(۷) ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں پائی جگہ بھی دل میں، تو ہوکر غبار، حیف! ص۴۹

---

[1] غالب : دوبار۔
[2] غالیہ : ایک بار[مرکب]۔
[3] غائب : دوبار۔
[4] غبار : ستاون بار[مفرد: چودہ بار، مرکب: تینتالیس بار]۔

(۸) بس کہ ہے اصلِ دمیدن ہا غُبار　　ہے نہالِ شکوۂ ریحان، سفال　　ص۵۱
(۹) کو نَفَس و چہ غبار، جُراتِ عجز آشکار　　در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے　　ص۹۹
(۱۰) رنجشِ یارِ مہرباں، عیش و طرب کا ہے نشاں　　دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے　　ص۱۱۶
(۱۱) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار　　یہ مے کدہ خراب ہے مَے کے سُراغ کا　　ص۱۵۰
(۱۲) مگر غبار ہوئے پر، ہَوا اُڑا لے جائے　　وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں　　ص۱۸۴
(۱۳) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر　　خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے　　ص۲۰۸
(۱۴) زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے، بجائے غبار　　جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ　　ص۲۷۷
(۱۵) اسدؔ کے واسطے رنگے بروے کار ہو پیدا　　غبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب! اُس کا　　ص۴۴۷

دیکھیے ـــــــ: (۱۶) بے غبار۔ (۱۷)، (۱۸) خطِ غبار [دوبار]۔ (۱۹) دلِ پُرغبار۔ (۲۰) سرِ ہم فتنہ غبار۔
(۲۱) مُشتِ غُبار۔ (۲۲) موجِ غبار۔ (۲۳) وادیِ جوہر غبار۔ (۲۴) ہر موجِ غبار۔ (۲۵) یک سطرِ غبار۔

غبار آلودہ: سپند آہنگیِ ہستیّ و سعیِ نالہ فرسائی　　غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمعِ کشتہ، تقریریں　　ص۶۴
غبارِ خاطرِ آزردگاں: رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک!　　دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں　　ص۶۶
غبارِ خاطرِ احباب: اسدؔ باوصفِ مشق بے تکلّف خاک گردیدن　　غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے　　ص۱۰۵
غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی: زِ خود گزشتنِ دل، کاروانِ حیرت ہے　　نگہ، غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی　　ص۱۱۰
غبارِ چشم: حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم　　پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے　　ص۱۰۶
غبارِ خط: کرے ہے حُسن ویراں کارِ روئے سادہ رویاں پر　　غبارِ خط سے تعمیرِ بنائے خانہ بربادی　　ص۴۵۱
غبارِ دامنِ دیوانہ: ساتھ جُنبش کے بہ یک برخاستن طے ہو گیا　　تو کہے صحرا، غبارِ دامنِ دیوانہ تھا　　ص۲۵
غبارِ دشتِ وحشت: غبارِ دشتِ وحشت سُرمہ سازِ انتظار آیا　　کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے　　ص۸۱
غبارِ دل: (۱) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا　　غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا　　ص۲۵
(۲) آئینہ، نَفَس سے بھی ہوتا ہے کُدورت کش　　عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے　　ص۸۰
(۳) زِ بس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے　　اسدؔ! کھائے ہوئے سرمے نے آنکھوں میں بسارتؔ کی　　ص۹۷
(۴) ہووے نہ غبارِ دل تسلیم زمیں گیراں　　مغرور نہ ہو ناداں، سر تا سرِ گیتی ہے　　ص۱۱۵

غبارِ راہ: نہ ہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی — غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ و خم میرا ص۱۶

غبارِ راہِ ویرانی: اسدؔ از بس کہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے — غبارِ راہِ ویرانی ہے مُلکِ دل کی آبادی ص۴۵۱

غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں: ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حُسن عیاں — کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے ص۱۰۳

غبارِ سحاب: جوں نخلِ ماتم، ابر سے مطلب نہیں مجھے — رنگِ سیاہِ نیل، غبارِ سحاب ہے ص۴۵۲

غبارِ سُرمہ: (۱) وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز — افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں ص۵۶

(۲) خموشی، خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے — غُبارِ سرمہ، یہاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے ص۸۱

(۳) دیکھیے: موجِ غُبارِ سرمہ۔

غبارِ سفر: تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی — دودِ چراغِ خانہ، غبارِ سفر ہے آج ص۳۵

غبارِ شرر: کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام — پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج ص۳۵

غبارِ شررِ طور: صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غُربت — پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز ص۳۵

غبارِ شوق: ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق — گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے ص۲۱۷

غبارِ شیشۂ ساعت: خاکِ فرصت برسرِ ذوقِ فنا، اے انتظار! — ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے ص۷۸

غبارِ صحرا: (۱) دیوانگیِ اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا ص۲۶

(۲) دیکھیے: مُشتِ غبارِ صحرا۔

غبارِ صدا: ویرانے جز آمد و رفتِ نَفَس نہیں — ہے کوچہ ہائے نَے میں غبارِ صدا بلند ص۳۸

غبارِ کردہ سَیر: جز غبارِ کردہ سَیر، آہنگیِ پرواز گو؟ — بلبلِ تصویر و دعوائے پر افشانی عبث ص۳۳

غبارِ کُلفتِ خاطر: بہا ہے یہاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر — کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پائے در گل ہے ص۷۷

غبارِ کوچہ ہائے موج: بسانِ جوہرِ آئینہ، از ویرانیِ دل ہا — غبارِ کوچہ ہائے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا ص۲۳

غبارِ نالہ: اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم — غبارِ نالہ، کمیں گاہِ مدعا معلوم ص۵۳

غبارِ وحشتِ مجنوں: عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر — کب تک خیالِ طُرّۂ لیلا کرے کوئی ص۲۱۵

غَرب[1]: خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں — بنے گا شرق سے تا غرب اِس کا بازی گاہ ص۲۷۷

---

[1] غَرب : ایک بار [مرتّب]۔

غربال[1]:	(۱) خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے!	کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال، دیواریں گلستاں کی	ص۷۶
	(۲) دیکھیے: یک غربال حسرت بیز۔		
غُربت[2]:	(۱) گر مصیبت تھی، تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ	میری دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے!	ص۸۰[ثانی]
	(۲) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال	نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا	ص۱۶۱
	(۳) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ کہ ہو غربت میں قدر!	بے تکلّف، ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں	ص۱۸۵
	(۴) کرتے کس مُنہ سے ہو غُربت کی شکایت غالبؔ	تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟	ص۱۸۶
	دیکھیے——:(۵) خراب آبادِ غربت۔ (۶) صرفِ جبینِ غربت۔		
غرض[3]:	(۱) اسد کو بت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے	نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا	ص۲۳
	(۲) دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے	اے نامہ رساں! نامہ رساں چاہیے جاسوس	ص۴۶
	(۳) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیّاد کی غرض	جو دانہ دام میں ہے، سو اشکِ کباب ہے	ص۷۵
	(۴) مَے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو	اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے	ص۲۱۹
	(۵) رہے دل ہی میں تیر، اچھا؛ جگر کے پار ہو، بہتر	غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے	ص۲۴۴
	(۶) غرض اِس سے ہیں چارۂ معصوم	جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی	ص۲۶۳
غرقِ[4] خوں:	صورتِ دیبا، تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج	خارِ پیراہن، رگِ بستر کو نشتر ہوگیا	ص۲۹
غرقِ دریا:	ہوئے مر کے ہم جو رُسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا	نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا	ص۱۶۰
غرقِ نمک داں:	عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنّا کھانا	لذّتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا	ص۱۵۰
غرقۂ[5] مَے:	جو ہوا غرقۂ مَے، بختِ رسا رکھتا ہے	سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما، موجِ شراب	ص۱۶۳
غرقۂ دریاے رنگ:	گل، غنچگی میں غرقۂ دریاے رنگ ہے	اے آگہی، فریبِ تماشا کہاں نہیں!	ص۵۷
غرور[6]:	(۱) مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غُرور	چیونٹی کے پَر، سرو برگِ خود آرائی نہیں	ص۶۵
	(۲) آئینہ دیکھ، اپنا سا مُنہ لے کے رہ گئے	صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا!	ص۱۴۸

---

[1] غربال : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

[2] غربت : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دوبار]۔

[3] غرض : چھے بار۔

[4] غرق : تین بار [مرکّب]۔

[5] غرقہ : دوبار [مرکّب]۔

[6] غرور : چودہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: بارہ بار]۔

غرورِ بےگناہی: خمیدن نشۂ مے میں، ہے شرمِ زشت اعمالی / دماغِ زُہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے ص۲۵۴

غرورِ حُسن: ہے وہ غرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا / ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے ص۲۰۵

غرورِ دانائی: دیکھیے: گمانِ غرورِ دانائی۔

غرورِ دستِ رَد: غرورِ دستِ رَد نے شانہ توڑا فرقِ ہُدہُد پر / سلیمانی، ہے تنگِ بے دماغانِ خود آرائی ص۹۲

غرورِ دل ستانی: نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے / چہ حسابِ جاں فشانی، چہ غرورِ دل ستانی ص۹

غرورِ دوستی: خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہو جاوے / غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہو جاوے ص۲۳

غرورِ ضبط: غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے / نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر ص۴۱

غرورِ طرحِ قامت: بہ غرورِ طرحِ قامت و رعنائیِ سرو / طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ ص۱۷

غرورِ عزّ و ناز: وھاں وہ غرورِ عزّ و ناز، یھاں یہ حجابِ پاسِ وضع / راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں ص۱۴۳

غرورِ لطفِ ساقی: غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں / نمِ دامانِ عصیاں ہے، طراوت موجِ کوثر کی ص۷۷

غرورِ میرزائی: کروں عذرِ ترکِ صحبت، سو کہاں وہ بے دماغی / نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی ص۱۰

غرورِ نشۂ صہبا: دیکھیے: نازبردارِ غرورِ نشۂ صہبا۔

غرّۂ[1] اوجِ بنائے عالمِ امکاں: غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو / اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن ص۱۷۹

غریب[2]: (۱) سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا / یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں! ص۶۲

(۲) مجھ کو پوچھا، تو کچھ غضب نہ ہوا / میں غریب اور تو غریب نواز ص۱۷۲

غریبِ تسلی گہِ وطن: ہے بوئے گل، غریبِ تسلی گہِ وطن / ہر جُزوِ آشیاں، پرِ پرواز ہے مجھے ص۹۷

غریبِ ستم دیدۂ باز گشتن: غریبِ ستم دیدۂ باز گشتن / سخن ہوں، سخن بر لب آوردگاں کا ص۱۸

غریبِ کشورِ گفت و شنود: عالم، طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سر بسر / یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا ص۱۲

غریب نواز: دیکھیے: غریب[۲]۔

غریبِ وحشت آبادِ تسلی: وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں جسے / کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں ص۴۳

---

۱ غرّہ : ایک بار[مرکّب]۔

۲ غریب : سات بار[مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔

غریباں : ایک بار[مرکّب]۔

غریبی : ایک بار[مرکّب]۔

غریباں: دیکھیے: گورِ غریباں۔

غریبی: دیکھیے: ہجومِ دردِ غریبی۔

غریقِ[1] بحر: بہ سیلِ اشک، لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا / غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے ص۷۷

غریقِ بحرِ خوں: اسدؔ گر نامِ والائے علی تعویذِ بازو ہو / غریقِ بحرِ خوں، تمثال در آئینہ رہتا ہے ص۸۴

غزل[2]: (۱) پھر غزل کی روش پہ چل نکلا / توسنِ طبع چاہتا تھا لگام ص۱۳۶

(۲) یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ / ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ زِبس تکرارِ دوست ص۱۶۵

(۳)،(۴) کس کو کہتے ہیں غزل، ارشاد ہو / ہاں غزل پڑھیے، سبق گر یاد ہو [قادرنامہ]

(۵) واہ بے لڑکے! پڑھی اچھی غزل / شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا [قادرنامہ]

(۶) پایا قادرنامے نے آج اختتام / اک غزل تم اور پڑھ لو، وَالسّلام [قادرنامہ]

(۷) لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور / کرکے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار، ایک ص۲۹۷

(۸) مجھ سے غالبؔ یہ علائی نے غزل لکھوائی / ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی ص۳۱۱

(۹) دیکھیے: ظرفِ تنگنائے غزل۔

غزل خواں: میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا / بلبلیں، سن کر مرے نالے، غزل خواں ہو گئیں ص۱۹۲

غزل خوانی: دیکھیے ــــ: (۱) آئینِ غزل خوانی۔ (۲) سودائے غزل خوانی۔ (۳) گرمِ غزل خوانی۔

غزل سرا: کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں / آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا ص۱۲۲

غزل سرائی: دیکھیے: ہوسِ غزل سرائی۔

غزال[3]: دیکھیے ــــ: (۱) چشمِ غزال۔ (۲) نافِ غزال۔

غزالانِ حرم: خبّذا باغِ ہمایونِ تقدّس آثار! / کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم ص۳۶۵

غزالی[4]: جنوں کرا اے چمن تحریر درسِ شغلِ تنہائی! / نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے ص۷۹

غسلِ[5] صحت: شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر / دیکھیے کب دن پھریں حمام کے ص۲۵۱

غسلِ صحتِ نواب: دیکھیے: محفلِ غسلِ صحتِ نواب۔

---

۱ غریق : دوبار [مرکّب]۔

۲ غزل : پندرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سات بار]۔

۳ غزال : دوبار [مرکّب]۔
غزالاں : ایک بار [مرکّب]۔

۴ غزالی : ایک بار [مرکّب]۔

۵ غسل : دوبار [مرکّب]۔

غش[۱]: (۱) باز گشتِ جادہ پیماے رہِ حیرت کہاں — غافلاں غش جان کر چھڑ کے ہیں آب آئینے پر — ص۳۹
(۲) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے — اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ — ص۱۸۷
(۳) وھاں پہنچ کر جو غش آتا پَے ہَم ہے ہم کو — صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو — ص۱۹۵
(۴) غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو — ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ — ص۳۰۳

غشِ ہستی: دیکھیے: فرصت آرامِ غشِ ہستی۔

غصّہ[۲]: چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصّہ آئے — کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام — ص۱۳۷

غصۂ کم فرصتی زیست: مت پوچھ اسدؔ غصۂ کم فرصتی زیست — دو دن بھی جو کاٹے، تو قیامت تعبوں سے۔ — ص۴۷

غضب[۳]: (۱) غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہاے خود بینی — سفیدی آئنے کی، پنبۂ روزن نہ ہو جاوے — ص۸۵
(۲) اسدؔ باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن — غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے — ص۱۰۵
(۳) وہ سبزہ زار ہاے مطرّا کہ ہے غضب! — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہاے ہاے! — ص۱۲۳
(۴) مجھ کو پوچھا تو کچھ غضب نہ ہوا — میں غریب اور تو غریب نواز — ص۱۴۷
(۵) ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب — ہاں تجھے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب — ص۲۹۱
(۶) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا — نشہ بخشا غضب اِس ساغرِ خالی نے مجھے — ص۳۲۰

دیکھیے ——: (۷) درخورِ قہر و غضب۔ (۲) موجِ طوفانِ غضب۔

غفلت[۴]: (۱) رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ — اشارت فہم کو ہر ناخنِ بریدہ، ابرو تھا — ص۲۲
(۲) حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی — راہِ خوابیدہ کو غوغاے جرس، افسانہ تھا — ص۲۵
(۳) بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں — ص۶۳
(۴) غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں — یھاں پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ — ص۷۰
(۵) کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ — گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے — ص۸۶
(۶) شورشِ باطن سے یھاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرودِ خانۂ ہمسایہ ہے — ص۱۰۳

---

۱ غش : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲ غصّہ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۳ غضب : آٹھ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: دو بار]۔
۴ غفلت : اڑتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اکتیس بار]۔
غفلت ہا : ایک بار۔

(۷) غفلت کفیلِ عمر و اسدؔ ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ ص۲۱۸

(۸) اپنی ہستی ہی سے ہو، جو کچھ ہو — آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی ص۲۲۰

(۹) ہاتھ پر ہو ہاتھ، تو تاسّف ہی سہی — شوقِ مُفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں! ص۲۶

دیکھیے ـــــ: (۱۰) آسایشِ اربابِ غفلت۔ (۱۱) اہلِ غفلت۔ (۱۲) بازارِ غفلت۔ (۱۳) خوابِ غفلت۔
(۱۴) دُردِ یک ساغرِ غفلت۔ (۱۵) دل از کف دادۂ غفلت۔ (۱۶) سرخوشِ غفلت۔ (۱۷) وہمِ غفلت۔

غفلت آرامی: سر بہ زانوے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی — اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری ص۹۳

غفلت آرامیِ یاراں: زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ — غفلت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح ص۳۷

غفلت آگاہاں: فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں — خوشا اے غفلت آگاہاں! نفَس دُزدیدن و مُردن ص۴۴۹

غفلت استعداد: غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ — پنبۂ گوشِ حریفاں بود و تارِ نغمہ ہے ص۸۷

غفلتِ افسردگی: غفلتِ افسردگی تُہمتِ تمکیں نہ ہو — اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے ص۹۹

غفلت اندیشاں: صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! — پئے سنجیدنِ یاراں، ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا ص۲۸

غفلتِ اہلِ جہاں: نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر — کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی ص۹۶

غفلتِ دیوانہ: غفلتِ دیوانہ جُز تمہیدِ آگاہی نہیں — مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں ص۶۳

غفلتِ رُسوائیِ دل: فریاد اسدؔ غفلتِ رُسوائیِ دل سے! — کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں ص۶۰

غفلتِ ساقی: دیکھیے ـــــ: (۱) دماغِ غفلتِ ساقی۔ (۲) ذوقِ غفلتِ ساقی۔

غفلت شعاری: درد سے میرے، ہے تجھ کو بے قراری، ہائے ہائے! — کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری، ہائے ہائے! ص۲۰۴

غفلت کشِ تدبیر: قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے — یارب! آئینہ بہ طاقِ خَمِ شمشیر آوے ص۱۱۳

غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل: غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں — یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ ص۷۰

غفلتِ مدعا: کلفتِ ربطِ این و آں، غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ ص۷۳

غفلت نسب: تجھ کو اے غفلت نسب! پروائے مشتاقاں کہاں — یہاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری ص۴۵۲

غفلت نظر: دیکھیے: چشمِ غفلت۔ نظر

غفلت نقد اندیش:	خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ	بہ دشمن عجز اگر بدنامی تقدیر بہتر ہے	ص۱۰۸
غفلت نگاہی:	نقابِ یار، ہے غفلت نگاہی اہلِ بینش کی	مژہ پوشیدنی ہا، پردۂ تصویرِ عریاں ہے	ص۸۱
غفلتِ نگہِ شوق:	اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں	ہر پارہ سنگ، لختِ دلِ کوہِ طور تھا	ص۱۸
غفلتہائے اہلِ دہر:	ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے	سبزہ، جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے	ص۹۳
غفلتِ ہستی:	تاچند نَفَس غفلتِ ہستی سے بر آوے	قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے	ص۱۱۳
غلافِ[1] بالشِ پر:	بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا	صفحۂ نامہ، غلافِ بالشِ پر ہوگیا	ص۲۹
غلافِ دلچۂ خرشید:	بس کہ وہ پا کو بیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد	ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گرد باد	ص۳۸
غلام[2]:	(۱) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں	مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے	ص۱۲۵
	(۲) میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش	غالبؔ اُس کا مگر نہیں ہے غلام؟	ص۱۳۶
	(۳) ملک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں	سلطانِ بر و بحر کے در کا ہوں میں غلام	ص۲۸۳
	(۴) میں قائلِ خدا و نبی و امام ہوں	بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں	ص۲۹۸
غلامِ ساقیِ کوثر:	بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے؟	غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے	ص۲۵۱
غلامِ کارگزار:	شاد ہوں لیکن اپنے جی میں، کہ ہوں	بادشہ کا غلامِ کارگزار	ص۱۲۵
غلام نجف[3]:	میں جو ہوں دَر پئے حصولِ شرف	نام عاصی کا ہے غلام نجف	ص۲۶۸
غلامی[4]:	(۱) اور داغ آپ کی غلامی کا	خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں	ص۲۸۱
	(۲) دیکھیے: داغِ غلامی۔		
غلام بابا[5]:	(۱) ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے	فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی	ص۲۶۲
	(۲) جب کہ سیّد غلام بابا نے	مسندِ عیش پر جگہ پائی	ص۲۶۲
غلبہ[6]:	ہوا نہ غلبہ مُیسّر کبھی کسی پہ مجھے	کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے	ص۱۲۹
غلبۂ تاثیر:	دیکھیے: صد غلبۂ تاثیر۔		

---

۱ غلاف : دوبار [مرکّب]۔
۲ غلام : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دوبار]۔
۳ غلام نجف : ایک بار۔
۴ غلامی : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۵ غلام بابا : دوبار۔
۶ غلبہ : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

غلتاں:	دیکھیے: گوہرِ غلتاں۔		
غلتانیِ تپش:	دیکھیے: لذّتِ غلتانیِ تپش۔		
غلتیدنِ[1] بسمل:	دیکھیے: اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل۔		
غلتیدۂ صدرنگ:	پئے نذرِ کرم، تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا	بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا	ص۱۳۶
غلط[2]:	(۱) زندگانی [illegible] پہ اعتماد غلط	ہے کہاں قیصرؔ اور کہاں فغفورؔ؟	ص۴۲
	(۲) ہم غلط سمجھے تھے، لیکن زخمِ دل پر رحم کر	آخر اِس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال!	ص۵۲
	(۳) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم!	دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے، چہ دُنیا و چہ دیں	ص۱۳۴
	(۴) درخورِ قہر و غضب جب کوئی ہم ساز ہوا	پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا	ص۱۶۲
	(۵) الفتِ گل سے غلط ہے دعویٔ وارستگی	سرو ہے باوصفِ آزادی، گرفتارِ چمن	ص۱۸۱
	(۶) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلّی کا	نہ مانے دیدۂ دیدار جو تو کیوں کر ہو؟	ص۱۹۷
	(۷) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جرم کس کا ہے؟	نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟	ص۲۰۰
	(۸) روک لو، گر غلط چلے کوئی	بخش دو، گر خطا کرے کوئی	ص۲۴۲
	(۹) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا	جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام	ص۲۸۲
	(۱۰) بھرا ہے غالبؔ دل خستہ کے کلام میں درد	غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہیں اُس کو	ص۲۸۶
	[دو بار بہ طورِ ردیف، ص۲۹۴]:		
	(۱۱)،(۱۲) یاد آیا جو وہ کہنا کہ: نہیں، واہ، غلط	کی تصوّر نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط	
غلط انداز[3]:	دیکھیے: نگاہِ غلط انداز۔		
غلط بردار[4]:	ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا، سو بھی مٹ گیا	ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے	ص۲۱۲
غلط فہمی[5]:	دیکھیے: سرجوشِ سودائے غلط فہمی۔		

---

[1] غلتیدن : ایک بار [مرکّب]۔
غلتاں : ایک بار [مرکّب]۔
غلتانی : ایک بار [مرکّب]۔
غلتیدہ : ایک بار [مرکّب]۔

[2] غلط : ایک بار [مرکّب]۔
[3] غلط انداز : ایک بار [مرکّب]۔
[4] غلط بردار : ایک بار۔
[5] غلط فہمی : ایک بار [مرکّب]۔

غلطی[1]:	دل دیا، جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ	غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا	ص۱۳۷
	[نیز دیکھیے: برخود غلطِ شوخیِ تاثیر، برخود غلطی ہائے تحمل، برخود غلطی ہائے عزیزاں]۔		
غلطی ہائے مضامیں:	غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ	لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں	ص۱۸۱
غُلو[2]:	ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غُلو کے قائل	دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تواب کو ہم	ص۲۶۵
غم[3]:	(۱) ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے	دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا	ص۱۶
	(۲) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل	جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل	ص۵۱
	(۳) طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد	اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی!	ص۷۳
	(۴) کیا غم ہے اُس کو جس کا علی سا امام ہو	اِتنا بھی اے فلک زدہ! کیوں بےحواس ہے؟	ص۷۵
	(۵) تیری اولاد کے غم سے ہے بروئے گردوں	سلکِ اختر میں مہِ نَو، مژۂ گوہر بار	ص۱۳۳
	(۶) ئے ہی پھر کیوں نہ مَیں پیے جاؤں	غم سے جب ہوگئی ہو زیست حرام	ص۱۳۷
	(۷) غم اگرچہ جاں گُسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے	غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا	ص۱۶۰
	(۸) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا	جسے غم سمجھ رہے ہو، یہ اگر شرار ہوتا	ص۱۶۰
	(۹)، (۱۰) ہوا جب غم سے یوں بےحِس، تو غم کیا سر کے کٹنے کا	نہ ہوتا گر جُدا تن سے، تو زانو پر دھرا ہوتا	ص۱۶۰
	(۱۱) غم سے مرتا ہوں، کہ اِتنا نہیں دُنیا میں کوئی	کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد	ص۱۶۶
	(۱۲) تم شہر میں ہو، تو ہمیں کیا غم، جب اُٹھیں گے	لے آئیں گے بازار سے، جا کر، دل و جاں اَور	ص۱۷۱
	(۱۳) غم اِس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلے!	ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع	ص۱۷۵
	(۱۴) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس	برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم	ص۱۷۷
	(۱۵) کیا شمع کے نہیں ہیں ہَوا خواہ اہلِ بزم؟	ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں!	ص۱۹۱
	(۱۶) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں	موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟	ص۱۹۳
	(۱۷) مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی	عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳

---

[1] غلطی : ایک بار۔
غلطی ہا : ایک بار [مرکّب]۔

[2] غلو : ایک بار۔

[3] غم : ایک سو آٹھ بار
[مفرد: پینتیس بار، مرکّب: تہتر بار]۔
غم ہا : دو بار [مرکّب]۔

(۱۸) کیا غم خوار نے رُسوا، لگے آگ اِس محبّت کو! نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا رازداں کیوں ہو! ص۱۹۹
(۱۹) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے! ص۲۰۳
(۲۰) تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشا جانے غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے ص۲۰۹
(۲۱) از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے ص۲۱۰
(۲۲) غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے ص۲۱۰
(۲۳) شادی سے گزر کہ غم نہ رہوے اُردی جو نہ ہو تو دَے نہیں ہے ص۲۲۹
(۲۴) گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے ص۲۳۲
(۲۵) میری قسمت میں غم گر اِتنا تھا دل بھی یارب کئی دیے ہوتے! ص۲۴۳
(۲۶) غم کھانے میں بُودا دلِ ناکام بہت ہے یہ رنج کہ کم ہے مَےِ گل فام، بہت ہے ص۲۴۵
(۲۷) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے! ص۲۵۱
(۲۸) شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا کیا شرح کروں کہ طُرفہ تر عالم تھا ص۲۵۲
(۲۹) کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ ص۲۷۹
(۳۰) بیٹھ رہتا لے کے چشمِ پُرنم اُس کے روبرو کیوں کہا تو نے کہ: کہہ دل کا غم اُس کے روبرو ص۲۸۹
(۳۱) غم نے جب گھیرا، تو چاہا ہم نے یوں اے دل نواز! مستیِ چشمِ سیہ سے چل کے ہوویں چارہ ساز ص۲۹۰
(۳۲) خوشی جینے کی کیا، مرنے کا غم کیا! ہماری زندگی کیا اور ہم کیا! ص۲۹۳
(۳۳) پروانے کا نہ غم ہو، تو پھر کس لیے اسدؔ ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے ص۳۰۴
(۳۴) غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اَور سہی ص۳۱۱
(۳۵) نشّۂ مَے کے اُتر جانے کے غم سے انگور صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا ص۴۴۵

دیکھیے ـــــ: (۳۶) آتشِ غم۔ (۳۷) آں سوے گریۂ غم۔ (۳۸) آشوبِ غم۔ (۳۹) انتعاشِ غم۔ (۴۰) انجامِ شمارِ غم۔ (۴۱)، (۴۲) بندِ غم [دوبار]۔ (۴۳) بیماریِ غم۔ (۴۴) تاریکیِ زندانِ غم۔ (۴۵) دُرشتیِ غم۔ (۴۶) دشتِ غم۔ (۴۷)، (۴۸) زہرِ غم [دوبار]۔ (۴۹) سُرورِ تپِ غم۔ (۵۰) سوزِ غم۔ (۵۱)، (۵۲)، (۵۳) شامِ غم [تین بار]۔ (۵۴)، (۵۵)، (۵۶) شبِ غم [تین بار]۔ (۵۷) فوجِ دردوغم۔ (۵۸) کثرتِ

غم۔(۵۹) مریضِ غم۔(۶۰) ناخنِ غم۔(۶۱) نغمہ ہائے غم۔(۶۲) نوحۂ غم۔(۶۳) واشدنِ عقدۂ غم۔(۶۴) ہجومِ غم۔

غم آرائی — دیکھیے: مشاطگی ہائے غم آرائی۔

غم آفریں: حسرت آبادِ جہاں میں، ہے الم غم آفریں — نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے — ص۹۳

غمِ آوارگی ہائے صبا: دماغ عطرِ پیراہن نہیں ہے — غمِ آوارگی ہائے صبا کیا! — ص۱۵۷

غمِ اُلفت: دیکھیے——:(۱) چارۂ غمِ اُلفت۔(۲) قحطِ غمِ اُلفت۔

غمِ بےدلی: شر و شُورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر — نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی — ص۱۰

غمِ تسخیرِ نالہ: دیکھیے: یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ۔

غمِ پنہاں: (۱) وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا — رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا — ص۱۴۷

(۲) رُخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم! — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا — ص۱۵۳

(۳) دیکھیے: کشاکشِ غمِ پنہاں۔

غمِ چند: دیکھیے: گرفتارِ غمِ چند۔

غمِ خار: جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر — یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار — ص۱۳۳

غمِ دام و درمِ چند: دیکھیے: زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند۔

غمِ دل: (۱) نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سُنائے نہ بنے — کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے — ص۲۳۶

(۲) دیکھیے: مکتبِ غمِ دل۔

غمِ دُنیا: غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی — فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی — ص۲۰۲

غمِ دوعالم: اسدؔ بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف! — کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دوعالم ہے — ص۱۰۲

غمِ روزگار: (۱) ہم مشرقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ — لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے — ص۸۰

(۲) کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو، پر اب — دیکھا تو کم ہوئے پہ غمِ روزگار تھا — ص۱۵۴

(۳) غم اگرچہ جاں گُسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے — غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا — ص۱۶۰

غم زدہ: (۱) جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں — کپڑوں میں جوئیں، بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں — ص۲۹۸

(۲) افسانہ اسدؔ بہ ایں درازی! — اے غم زدہ! قصہ مختصر کر — ص۳۴۸

غمِ زمانہ: غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی — وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے — ص۲۲۷

غمِ شبیر: غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں — ص۱۳۵

غمِ عجز: غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے — مگر ایک شہ پرِ مور کرے سازِ بادبانی — ص۱۰

غمِ عشاق: غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں — کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے! — ص۲۱۱

غمِ عشق: دیکھیے——:(۱)غمِ روزگار[۲]۔(۲)غمِ روزگار[۳]۔(۳)نشاطِ داغِ غمِ عشق۔

غمِ فراق: غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو — مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا — ص۱۴۷

غمِ فرقت: ہے مجھے، ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا — روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہوجانا — ص۱۵۶

غمِ گیتی: (۱) دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی — غمِ گیتی سے مرا سینہ: عَمر کی زنبیل — ص۱۲۴

(۲) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے — غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے — ص۲۵۱

غمِ مجنوں: غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر — خُمِ رنگِ سیہ، پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا — ص۲۲

غمِ محرومیِ جاوید: گردشِ رنگِ طرب سے ڈریے — غمِ محرومیِ جاوید نہیں — ص۱۸۳

غمِ واندوہ: پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ — دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے — ص۷۵

غمِ ورنج والم: ہاں فراوانی اگر کچھ ہے، تو ہے آفات میں — جُزغم و رنج والم، گھاٹا ہے ہر یک بات میں — ص۲۹۰

غمِ وشادی: (۱) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام! — دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں — ص۱۹۲

(۲) دیکھیے: فرقِ غم وشادی۔

غمِ وعشرت: غم وعشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے — دعائے مدّعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے — ص۸۹

غم ہائے پنہاں: کیا کروں! غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار — دُزد گر ہو خانگی، تو پاسباں معذور ہے — ص۹۳

غم ہائے نہانی: دیکھیے: سوزِ غم ہائے نہانی۔

غمِ ہجر: ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ — لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے — ص۸۰

غمِ ہجراں: دیکھیے: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں۔

غمِ ہجراں چشیدہ: دیکھیے: تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ۔

غمِ ہستی: غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک ص۱۷۵

غم خانہ[1]: (۱) میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی — لکھ دیا من جملۂ اسبابِ ویرانی مجھے ص۲۳۲

(۲) دیکھیے: گوشۂ غم خانہ۔

غمخوار[2]: (۱) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا، جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس ص۱۷۳

(۲) کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟ — ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! ص۱۹۱

(۳) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اِس محبّت کو! — نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا رازداں کیوں ہو؟ ص۱۹۹

(۴) اپنے دل ہی سے، میں احوالِ گرفتاریِ دل — جب نہ پاؤں کوئی غم خوار، کہوں یا نہ کہوں؟ ص۲۹۸

غمخوارِ جانِ دردمند: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا ص۱۳۲

غمخوارِ دوست: غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اُس کے ہجر میں — بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غمخوارِ دوست ص۱۹۳

غمخواری: کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟ — دشمنی اپنی تھی، میری دوست داری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

غمواری: دوست غم خواری میں میری، سعی فرماویں گے کیا؟ — زخم کے بھرتے تلک ناخون نہ بڑھ جاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

غم کدہ[3]: دیکھیے: ہر در و دیوارِ غم کدہ۔

غمگسار[4]: یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست، ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا! ص۱۶۰

غمگساری: تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ — تو نے پھر کیوں کی تھی میری غم گساری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

غمگیں[5]: دیکھیے ——— : (۱) خاطرِ غمگیں۔ (۲) یارانِ غمگیں۔

غمگینی: دیکھیے: باوجودِ غمگینی۔

غمناک[6]: اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے ص۲۲۹

غماز[7]: (۱) شرم، ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ، غماز ہے ص۸۲

---

۱ غم خانہ : دوبار۔

۲ غمخوار : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دوبار]۔

غمخوارگی : ایک بار۔

غمخواری : ایک بار۔

۳ غم کدہ : ایک بار [مرکّب]۔

۴ غمگسار : ایک بار۔

غمگساری : ایک بار۔

۵ غمگین : دوبار [مرکّب]۔

غمگینی : ایک بار [مرکّب]۔

۶ غمناک : ایک بار۔

۷ غماز : دوبار۔

غمازی : ایک بار۔

(۲) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز — گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں؟ ص ۲۹۸

غمّازی: تا کرے نہ غمّازی، کرلیا ہے دشمن کو — دوست کی شکایت میں، ہم نے ہم زباں اپنا ص ۱۵۹

غمزہ[۱]: (۱) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ — کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا؟ ص ۱۴۰

(۲) حُسن، غمزے کی کشاکش سے چھُٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد ص ۱۶۶

(۳) اے ترا غمزہ: یکقلم انگیز — اے ترا ظلم: سر بسر انداز ص ۱۷۲

دیکھیے ——: (۴) دشنۂ غمزہ۔ (۵) ناز و غمزہ۔ (۶) نیم غمزہ۔

غمزہ و عشوہ و ادا: یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ ص ۲۳۸

غمزۂ چشمِ کبود: دیکھیے: پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود۔

غمزۂ خوں ریز: دیکھیے: خلشِ غمزۂ خوں ریز۔

غمزہ ہائے ناز: دیکھیے: خلشِ غمزہ ہائے ناز۔

غنا[۲]: دیکھیے: عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا۔

غنچگی[۳]: (۱) گُل، غنچگی میں غرقۂ دریائے رنگ ہے — اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں ص ۵۷

(۲) غنچگی ہے، بر نفَس پیچیدنِ فکر اے اسدؔ! — واشگفتن ہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے ص ۱۰۰

غنچوں: (۱) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز — عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص ۴۴

(۲) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار، گرہ ص ۲۷۹

غنچہ[۴]: (۱) ہر کفِ خاک، جگر تشنۂ صد رنگ ظہور — غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار ص ۳

(۲) ناز پروردۂ صد رنگ تمنّا ہوں، ولے — پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار ص ۶

(۳) چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامّل ہنوز — غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز ص ۴۴

(۴) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد، گُل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریاد، گُل ص ۵۲

---

۱ غمزہ : نوبار[مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔
غمزہ ہا : ایک بار۔
۲ غنا : ایک بار[مرکّب]۔
۳ غنچگی : دوبار۔
۴ غنچہ : تینتالیس بار[مفرد: تیرہ بار، مرکّب: تیس بار]۔
غنچوں : دوبار۔
غنچے : ایک بار[بہ طورِ جمع]۔

(۵) اسدؔ بندِ قبائے یار، ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے — ص۸۱

(۶) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب — غنچہ، صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۷) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل — خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا — ص۱۳۳

(۸) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے — ہر غنچے کا گل ہونا، آغوش کشائی ہے — ص۲۱۰

(۹) ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامل در قفائے خندہ ہے — ص۲۱۵

(۱۰) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! — باوجودِ دل جمعی، خوابِ گل پریشاں ہے — ص۲۱۷

(۱۱) فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے — ص۲۱۸

(۱۲) بس کہ شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں ہے — نکہتِ گل کو ہے غنچے میں تنفّس دُزدیدن — ص۲۵۰

(۱۳) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں — کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا — ص۳۳۵

دیکھیے——: (۱۴) بزمِ غنچہ۔ (۱۵) بوئے غنچہ۔ (۱۶) جَیبِ خلوت کدۂ غنچہ۔ (۱۷) دیدِ یک غنچہ۔ (۱۸) زبانِ غنچہ۔ (۱۹) گردِ غنچہ۔ (۲۰) گرہِ غنچہ۔ (۲۱) گل و غنچہ (۲۲) مثلِ غنچہ۔ (۲۳) ہر غنچہ۔ (۲۴) یک غنچہ۔

غنچہ و گل: (۱) جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ — پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا — ص۱۷

(۲) بجائے غنچہ و گل، ہے ہجومِ خار و خس یہاں تک — کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا — ص۲۸

غنچۂ باغ: دیکھیے: خلوت کدۂ غنچۂ باغ۔

غنچۂ پیکانِ نگار: زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار — جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز — ص۳۵

غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد: گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہو جائے ہے — غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گل — ص۵۲

غنچۂ تمنا: اے غنچۂ تمنا، یعنی کفِ نگاریں! — دل دے، تو ہم بتا دیں مٹھی میں تیری کیا ہے — ص۹۵

غنچۂ خاطر: (۱) یک جہاں گل، تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ — غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس — ص۴۶

(۲) دیکھیے: کشودِ غنچۂ خاطر۔

غنچۂ گل: (۱) شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر — غنچۂ گل، پرفشاں پروانہ آسا جل گیا — ص۲۰

(۲) ہر غنچۂ گل، صورتِ یک قطرۂ خوں ہے — دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت — ص۳۲

(۳) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ — چٹکنا غنچۂ گل کا، صدائے خندۂ دل ہے — ص۲۰۸

دیکھیے——:(۴) روے غنچۂ گل۔ (۵) طفلِ شوخِ غنچۂ گل۔

غنچۂ گلگیر: وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں، جاے گل — ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے — ص۹۵

غنچۂ لالہ: غنچۂ لالہ سیہ مستِ جوانی ہے ہنوز — شبنمِ صبح، ہوئی رعشۂ اعضاے بہار — ص۳

غنچۂ لبریزِ بہار: مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل — جامِ سرشار ہے و غنچۂ لبریزِ بہار — ص۵

غنچۂ منقارِ طوطی: زِبس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے — کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں — ص۶۴

غنچۂ منقارِ گل: ہو جو بلبل پیروِ فکرِ اسدؔ — غنچۂ منقارِ گل ہو زیرِ بال — ص۵۱

غنچۂ ناشگفتہ: غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں — بوسے کو پوچھتا ہوں میں، منہ سے مجھے بتا کہ یوں — ص۱۷۵

غنچے: گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی — سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز — ص۴۵

غنی[۱]: فریاد اسدؔ بے نگہی ہاے بتاں سے! — سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے — ص۱۱۱

غنیمت[۲]: (۱) بوسہ کیسا، یہی غنیمت ہے — کہ نہ سمجھیں وہ لذّتِ دشنام — ص۱۳۷

(۲) نغمہ ہاے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے — بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن — ص۱۷۹

(۳) عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو — نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی — ص۲۰۹

(۴) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عمر — نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی — ص۲۱۱

غوّاص[۳]: نہاں ہے گوہرِ مقصود جَیبِ خود شناسی میں — کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے — ص۸۳

غور[۴]: اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں — غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے — ص۱۲۸

غوغا[۵]: (۱) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند — حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا — ص۴۸

(۲) دیکھیے: طاقتِ غوغا۔

غوغاے جرس: حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی — راہِ خوابیدہ کو غوغاے جرس، افسانہ تھا — ص۲۵

غوطہ[۶]: (۱) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو — جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو — ص۶۷

(۲) میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ التماسِ رنگ — خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے — ص۷۶

---

۱ غنی : ایک بار۔
۲ غنیمت : چار بار۔
۳ غوّاص : ایک بار۔
۴ غور : ایک بار۔
۵ غوغا : تین بار [مرتب]۔
۶ غوطہ : تین بار۔

	(۳) دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب	غوطے میں جا کر، دیا کٹ کر جواب	ص۲۶۶
غیب[1]:	(۱) اے شاہِ جہاں گیرِ جہاں بخشِ جہاں دار!	ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت	ص۱۲۷
	(۲) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں	غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے	ص۲۳۰
	(۳) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے سال بہ سال	کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار گرہ	ص۲۷۹
	(۴) دیکھیے: ہاتفِ غیب۔		
غیبِ غیب[2]:	ہے غیبِ غیب، جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود	ہیں خواب میں ہنوز، جو جاگے ہیں خواب میں	ص۱۸۹
غیر[3] [۱]:	(۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے، ولیکن بہ تضاد	وصی ختمِ رُسل تو ہے بہ فتوائے یقیں	ص۹
	(۲) تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز!	گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف!	ص۴۹
	(۳) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں	غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے	ص۱۲۸
	(۴) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف!	عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا؟	ص۱۳۹
	(۵) اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا	غیر نے کی آہ، لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا	ص۱۵۱
	(۶) بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ	سبب کیا، خواب میں آ کر تبسم ہائے پنہاں کا	ص۱۵۷
	(۷) دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا؟	نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا	ص۱۵۹
	(۸) غیر یوں کرتا ہے میری پرسش اُس کے ہجر میں	بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست	ص۱۶۴
	(۹) غیر کی منت نہ کھینچوں گا پئے توفیرِ درد	زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک	ص۱۷۵
	(۱۰) غیر سے رات کیا بنی؟ یہ جو کہا، تو دیکھیے	سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں	ص۱۷۸
	(۱۱) میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی	سُن کے، ستم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا کہ یوں؟	ص۱۷۸
	(۱۲) ہو گئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر	عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں	ص۱۸۳
	(۱۳) زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن	غیر سمجھا ہے کہ لذت زخمِ سوزن میں نہیں	ص۱۸۵
	(۱۴) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں	غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں	ص۱۸۵
	(۱۵) کی وفا ہم سے، تو غیر اُس کو جفا کہتے ہیں	ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں	ص۱۸۷

---

۱ غیب : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔

۲ غیبِ غیب : ایک بار۔

۳ غیر : بیالیس بار [مفرد: اُنتیس بار، مرکب: تیرہ بار]۔
غیروں : دو بار۔

(۱۶)	دَیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں	بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم، غیر ہمیں اُٹھائے کیوں	ص ۱۹۳
(۱۷)	وارستگی، بہانۂ بیگانگی نہیں	اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو	ص ۱۹۳
(۱۸)	تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو	مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو	ص ۱۹۶
(۱۹)	کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوائی؟	بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو؟	ص ۲۰۰
(۲۰)	کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟	بس چپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زباں ہے	ص ۲۰۳
(۲۱)	ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے	غیر کو تجھ سے محبّت ہی سہی	ص ۲۲۰
(۲۲)	غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے؟	گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے	ص ۲۲۱
(۲۳)	دشمنی نے میری کھویا غیر کو	کس قدر دشمن ہے، دیکھا چاہیے	ص ۲۲۳
(۲۴)	در پردہ اُنھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی	ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے	ص ۲۳۵
(۲۵)	صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو	دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے	ص ۲۴۳
(۲۶)	غیر پھرتا ہے لیے یوں ترے خط کو کہ اگر	کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے؟ تو چھپائے نہ بنے	ص ۲۴۶
(۲۷)	غیر لیں محفل میں بوسے جام کے	ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے	ص ۲۵۰
(۲۸)	غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ!	ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اَور سہی	ص ۳۱۱
(۲۹)	غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے	نہ سہی ہم سے، پر اُس بت میں وفا ہے تو سہی	ص ۳۱۱

دیکھیے ــــــ: (۳۰) بزمِ غیر۔ (۳۱) بیداد و رشکِ غیر۔ (۳۲) تذکرۂ غیر۔ (۳۳) تیرِ غیر۔ (۳۴) دیارِ غیر۔ (۳۵) ذکرِ وصلِ غیر۔ (۳۶) سپندِ بزمِ وصلِ غیر۔ (۳۷) سعیِ غیر۔ (۳۸) سوے غیر۔ (۳۹) مثلِ نقشِ مدعاے غیر۔ (۴۰) منعِ دخلِ غیر۔ (۴۱) وہمِ غیر۔

غیروں:	(۱) گئے وہ دن کہ نادانستہ، غیروں کی وفاداری	کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے	ص ۱۲۳
	(۲) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ	میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم	ص ۴۴۸
غیر[۱] از اصطکاکِ در:	دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتحُ الباب ہے	یہاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں	ص ۹۲
غیر از بے دماغی ہا:	نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا	جبیں پر میری مدِّ خامۂ قدرت، خطِ چیں ہے	ص ۸۹

---

۱ غیر [۲] : اکیس بار [مرتب]۔

غیر از بیضۂ قمری: چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری — عدم میں بہرِ فرقِ سرو مشتِ خاک باقی ہے ص ۱۰۷

غیر از پنبۂ مینا: ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر — اشک بعدِ ضبط، غیر از پنبۂ مینا نہیں ص ۶۵

غیر از جانبِ دریا: نہیں ہے باز گشتِ سیل غیر از جانبِ دریا — ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جو تھا ص ۲۲

غیر از جُنبشِ دامانِ باد: دیا داغِ جگر کو آہ نے سامان شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ غیر از جُنبشِ دامانِ باد، آتش ص ۴۷

غیر از شمعِ کافوری: نہ دیکھیں روے یک دل سرد، غیر از شمعِ کافوری — خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو ص ۶۷

غیر از شکستہ حالی: دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ — غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی ص ۴۵۴

غیر از گرد باد: اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی — نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد باد، آتش ص ۴۷

غیر از گوشہ گیری ہا: صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا ص ۴۴۵

غیر از نقشِ خود بینی: چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں — آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست ص ۳۳

غیر از نگاہ: وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن — غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا ص ۱۵۳

غیر از نگہ: تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی — نہیں غیر از نگہ، جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا ص ۲۳

غیر از نگہِ دیدۂ تصویر: شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں — جادہ، غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں ص ۱۸۲

غیر از وحشتِ مجنوں: شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوں نہیں — لیلیِ معنی اسدؔ محمل نشینِ راز ہے ص ۸۲

غیرِ اطاعت: سہرا لکھا گیا زِ رہِ امتثالِ امر — دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے ص ۱۲۵

غیرِ پامالی: نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی — نظر دانہ، سرشکِ برزمیں اُفتادہ، آتا ہے ص ۹۸

غیرِ جلوۂ گل: یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے! — کہ غیرِ جلوۂ گل، رہگذر میں خاک نہیں ص ۱۸۴

غیرِ شیشہ: نظرے سوے گلستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں — جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جانی ص ۹

غیرِ گل: دل سے اُٹھا لطفِ جلوہ ہاے معانی — غیرِ گل، آئینۂ بہار نہیں ہے ص ۲۰۸

غیرِ یار: ہے تصور، صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار — لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل ص ۵۲

غیرتِ[1] اُلفت: ہے غیرتِ اُلفت کہ اسدؔ اُس کی ادا پر — گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں ص ۶۱

غیرتِ صد آفتاب: دیکھ اے اسدؔ بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا — ہر ایک ذرہ، غیرتِ صد آفتاب ہے ص ۴۵۲

---

[1] غیرت : چاربار [مرتّب]۔

غیرتِ صرصر: توسنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا ص۱۳۹

غیرتِ ماہ: غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اور سہی ص۳۱۱

غیور[1]: دیکھیے: جلوۂ حُسنِ غیور۔

---

[1] غیور : ایک بار [مرکب]۔

ف

فارسی[1]: دیکھیے: رشکِ فارسی

فارغ[2]: فارغ مجھے نہ جان کہ مانندِ صبح و مہر ہے داغِ عشق زینتِ جَیبِ کفن ہنوز ص۱۷۱

(۲) قطرہ قطرہ، اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا خوں بھی ذوقِ دردسے فارغ مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

(۳) آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں ص۱۸۹

فاقہ مستی[3]: قرض کی پیتے تھے مَے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن ص۱۷۹

فالِ[4] دوجہاں خوابِ پریشاں زدہ: بے تماشا نہیں جمعیّتِ چشمِ بسمل مژہ، فالِ دوجہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے ص۱۰۹

فالِ رُسوائی: دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ سے فالِ رُسوائی سرشکِ سر بہ صحرا دادہ ہے ص۸۹

فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ: ہے دلِ افسردہ، داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ! شعلہ، آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

فالِ نظر: دیکھیے: آفتِ فالِ نظر۔

فالِ ہستی: فالِ ہستی خارِ خارِ وحشتِ اندیشہ ہے شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں ص۶۳

فام[5]: دیکھیے: (۱) فلکِ آبگینہ فام۔ (۲) نیلی فام۔

فانوس[6]: حیرت سے ترے جلوے کی ازبس کہ ہیں بیکار خُور قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس ص۳۶

(۲) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے ص۴۵۳

---

[1] فارسی : ایک بار [مرکّب]۔
[2] فارغ : تین بار۔
[3] فاقہ مستی : ایک بار۔
[4] فال : پانچ بار [مرکّب]۔
[5] فام : دوبار [مرکّب]۔
[6] فانوس : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

دیکھیے ـــــــ:(۳) خارِ کسوتِ فانوس۔ (۴) صرفِ چاکِ پردۂ فانوس۔

فانوسِ شمع: فانوسِ شمع ہے کفنِ کُشتگانِ شوق | در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز ص۴۲

(۲) عاشق، نقابِ جلوۂ جاناں نہ چاہیے | فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے ص۸۲

فائدہ[1]: (۱) سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ | جتنا کہ ناامید تر، اُمیدوار تر ص۴۱

(۲) کرتے ہوئے تصورِ یار آئے ہے حیا | کیا فائدہ کہ منّتِ بیگانہ کھینچیے ص۱۰۵

(۳) زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ اُستخواں | تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے ص۱۱۴

(۴) فائدہ کیا؟ سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! | دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۵) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ! | کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں ص۱۸۴

(۶) گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے | خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے ص۲۰۵

(۷) چاکِ جگر سے جب رہِ پُرسش نہ وا ہوئی | کیا فائدہ کہ جَیب کو رُسوا کرے کوئی ص۲۱۵

فائزالمرام[2]: جو وہاں نہ کہہ سکا، وہ لکھا ہے حضور کو | دیں آپ میری داد کہ ہوں فائزالمرام ص۲۸۳

فتادگی[3]: فتادگی میں قدم اُستوار رکھتے ہیں | بہ رنگِ جادہ سرِ کوئے یار رکھتے ہیں ص۶۳

فتادہ[4]: دیکھیے: دانۂ فتادہ۔

فتادہ خاطر: ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ! | صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص۵۱

فتح[5]: اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق | جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے ص۲۲۷

فتح الباب[6]: (۱) کھول کر دروازۂ مے خانہ بولا مے فروش | اب شکستِ توبہ مے خواروں کو فتح الباب ہے ص۳۰۴

(۲) دیکھیے: اندازِ فتح الباب۔

فتح و ظفر: سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے | جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے ص۱۲۸

فتراک[7]: (۱) تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں | کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا؟ ص۱۵۸

(۲)، (۳) دیکھیے: حلقۂ فتراک [دو بار]۔

---

[1] فائدہ : سات بار۔
[2] فائزالمرام : ایک بار۔
[3] فتادگی : ایک بار۔
[4] فتادہ : دو بار [مرکّب]۔
[5] فتح : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[6] فتح الباب : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[7] فتراک : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

فتراکِ بیتابی: ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابی اسدؔ! رنگ، یہاں بوسے سوارِ توسنِ چالاک ہے ص۱۰۷

فتراکِ بےخودی: دیکھیے: حلقۂ فتراکِ بےخودی۔

فتراکِ دماغِ دل ہا: دیکھیے: آئینۂ فتراکِ دماغِ دل ہا۔

فتنوں: وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے ص۲۲۵

فتنہ[1]: (۱) وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر فتنہ تاراجِ تمنّا کے لیے درکار ہے ص۸۳

(۲) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی دیا ابرو کو چھیڑ اور اُس نے فتنے کو اشارت کی ص۹۷

(۳) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا ص۱۹۲

(۴) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو ص۲۰۰

(۵) ترے سروِ قامت سے یک قدِ آدم قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

دیکھیے ـــــ: (۶) چمنِ فتنہ۔ (۷) حشرِ دوعالم فتنہ۔ (۸) عرقِ فتنہ۔

فتنۂ انتظار: دیکھیے: اسدِ فتنۂ انتظار۔

فتنہ پرور: دل سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج ص۱۱۸

فتنہ خرام: ہنوز اے اثرِ دیدہ ننگِ رُسوائی! نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص۴۳

فتنہ خو: (۱) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

(۲) نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو آج رنگِ رفتہ، دَورِ گردشِ ساغر ہوا ص۲۰

فتنہ سرانجام: گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں بے سروساماں اسدؔ فتنہ سر انجام ہے ص۹۹

فتنہ قامت: شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور سایہ آسا ہوگیا ہے پایمال ص۵۱

فتنہ وفساد: کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں، تو کہتے ہیں کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں ۱۹۲

فتنۂ ایام: شوخیِ چشمِ حبیب فتنۂ ایام ہے قسمتِ بختِ رقیب گردشِ صد جام ہے ص۹۹

فتنۂ بیدار: بوے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رسوائی ہے ص۱۰۴

---

[1] فتنہ : بائیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سترہ بار]۔ فتنوں : ایک بار۔

فتنۂ خوابیدہ:	جوشِ تکلیفِ تماشا محشرستانِ نگاہ	فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مشتِ آب تھا	ص۱۵
فتنۂ شورِ قیامت:	جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی	فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب و گل میں ہے	ص۲۳۲
فتنۂ طاقت رُبا:	یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں؟	یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا!	ص۱۵۸
فتنۂ محشر:	دیکھیے: معتقدِ فتنۂ محشر		
فتوائے یقیں[1]:	جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا!	وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں	ص۱۳۴
فتیلہ[2]:	یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا	یہاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا	ص۱۴۹
فخر[3]:	تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا	گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے	ص۱۲۸
فخرِ دیں:	فخرِ دیں عزِّ شان و جاہِ جلال	زینتِ طینت و جمالِ کمال	ص۱۳۱
فخرِ سلیماں:	آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا	ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت	ص۱۲۷
فدا[4]:	(۱) وہ آرہا مرے ہمسایے میں، تو سایے سے	ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار	ص۱۶۷
	(۲) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا	ایک محبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک	ص۲۹۷
فر[5]:	دیکھیے: سرورِ مہر فر۔		
فرِّ فروغ:	جو کہ بخشے گا تجھ کو فرِّ فروغ	کیا نہ دے گا مجھے مَیِ گل فام؟	ص۱۳۶
فراز[6]:	دیکھیے: نشیب و فراز۔		
فرازگاہِ عبرت:	بہ فراز گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا؟	کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی	ص۹
فرازِ مسندِ عیش و طرب:	ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے	فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی	ص۲۶۲
فراغ[7]:	(۱) سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے	پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا	ص۱۵۰
	(۲) دیکھیے: لذّتِ فراغ۔		

---

۱ فتوا : ایک بار [مرکّب]۔

۲ فتیلہ : ایک بار۔

۳ فخر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

۴ فدا : دوبار۔

۵ فر : دوبار [مرکّب]۔

۶ فراز : دوبار [مرکّب]۔

فرازگاہ : ایک بار [مرکّب]۔

۷ فراغ : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

فراغت[1]: (۱) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی — ص۷۵

(۲) کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں — جو کہ کھایا خونِ دل، بے منّتِ کیموس تھا — ص۱۵۴

(۳) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے! — بہم گر صلح کرتے پارہ ہاے دل نمک داں پر — ص۱۶۷

(۴) دیکھیے: بسترِ تمہیدِ فراغت۔

فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل: فضاے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا — فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا — ص۱۲

فراق[2]: وہ فراق اور وہ وصال کہاں! — وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں! — ص۱۸۲

دیکھیے ____: (۲) زخمِ فراق۔ (۳) شامِ فراق۔ (۴)، (۵) شبِ فراق [دوبار]۔ (۶) غمِ فراق۔

فراقِ رفتہ یاراں: بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرف، مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی — ص۹

فراقِ شعلہ رویاں: دیکھیے: شب ہاے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں۔

فراقِ صحبتِ شب: دیکھیے: داغِ فراقِ صحبتِ شب۔

فراقِ یار: دیکھیے: شامِ فراقِ یار۔

فرامش[3]: (۱) روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی — جوں گوہر، اشک کو ہے فرامش چکیدگی — ص۴۵۴

(۲) دیکھیے: خواب فرامش۔

فراموشیِ[4] سوداے دو عالم: دیکھیے: طاقِ فراموشیِ سوداے دو عالم۔

فراوانی[5]: تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں — ہاں فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں — ص۲۹۰

فراہم[6]: (۱) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں — جوں دُود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں — ص۵۹

(۲) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر — متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! — ص۱۷۷

(۳) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس، آشیاں کے لیے — ص۲۳۶

---

[1] فراغت : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
فراغت گاہ : ایک بار [مرکّب]۔
[2] فراق : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نو بار]۔
[3] فرامش : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
[4] فراموشی : ایک بار [مرکّب]۔
[5] فراوانی : ایک بار۔
[6] فراہم : پانچ بار۔

(۴) سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے — تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے — ص۲۴۱

(۵) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی — تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا — ص۲۸۷

فرجام[۱]: دیکھیے: فرخی فرجام۔

فرخندہ[۲]: ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ — نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی 'محظوظ' — ص۱۲۹

فرخی[۳] آیین: دیکھیے: سالِ فرخی آیین۔

فرخی فرجام: اے ترا لطف: زندگی افزا — اے ترا عہد: فرخی فرجام — ص۱۳۷

فرد[۴] (۱): کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے — ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ — ص۷۱

فرد[۵] (۲): وہ فرد جس میں نام ہے میرا غلط لکھا — جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام — ص۲۸۲

فردِ آئینہ: فردِ آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل — دلِ آزردہ پسند آئنہ رُخساروں کا — ص۲۸

فردِ سادہ: تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں — بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں — ص۶۰

فردِ جمع وخرجِ زباں ہاے لال: کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ؟ — دل فردِ جمع و خرجِ زباں ہاے لال ہے — ص۵۶

فردِ صدا: وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز — افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں — ص۵۶

فردِ نسب نامۂ نیرنگ: دیکھیے: یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ۔

فُرد فُرد[۶]: تالیفِ نسخہ ہاے وفا کررہا تھا میں — مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا — ص۱۵۴

فردا[۷]: ہے طلسمِ دہر میں صد حشرِ پاداشِ عمل — آگہی غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں — ص۶۵

فرداودی: فرداودی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزرگئی — ص۲۳۳

فردوس[۸]: (۱) اسدؔ! بندِ قباے یار ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہوتو دکھلادوں کہ یک عالم گلستاں ہے — ص۸۱

(۲) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملالیں یارب! — سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اَور سہی — ص۳۱۱

---

۱ فرجام : ایک بار[مرکّب]۔
۲ فرخندہ : ایک بار۔
۳ فرخی : دوبار[مرکّب]۔
۴ فرد(۱) : ایک بار[مرکّب]۔
۵ فرد(۲) : چھے بار[مفرد:ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۶ فردفرد : ایک بار۔
۷ فردا : دوبار۔
۸ فردوس : پانچ بار[مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔

فردوسِ بریں:	دیکھیے ـــــــ :(۱) آرائشِ فردوسِ بریں۔ (۲) گل وسُنبلِ فردوسِ بریں۔		
فردوسِ گوش:	لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صداے چنگ	یہ جنّتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے	ص۲۳۰
فرزند[1]:	خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند	ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ	ص۲۷۷
فرزیں[2]:	بس کہ بخشی ہے فوج کو عزّت	فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں	ص۲۸۱
فرسنگ[3]:	گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت	صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں	ص۶۰
فرسود:	دیکھیے ـــــــ :(۱) داغِ شعلہ فرسود۔ (۲) دست فرسودِ ہوس۔		
فرسودنِ[4] پاے طلب:	پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں	فرسودنِ پاے طلب و دستِ ہوس کو	ص۴۵۰
فرسودہ[5]:	دیکھیے: نوکِ خامۂ فرسودہ۔		
فرسودۂ پروازِ شوق:	خاکِ عاشق بس کہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق	جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا	ص۴۲۵
فرش[6]:	فرش اِس دشتِ تمنّا میں نہ ہوتا گر عدل	گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار	ص۵
	(۲) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں	شوخیِ بارش سے مہ، فوّارۂ سیماب تھا	ص۱۵
	(۳) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا	یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا	ص۱۲۵
	(۴) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا	کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ	ص۳۰۳
	(۵) فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا	دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَور ساغر کا	ص۴۴۴
	(۶) دیکھیے: گوہر آگیں فرش۔		
فرشِ بزم:	دیکھیے: پامالِ حسرت ہاے فرشِ بزم گستردن۔		
فرشِ پا انداز:	دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں دیکھنا!	یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے	ص۴۲۷
فرشِ خواب:	ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم	مُفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر	ص۴۲۷

---

[1] فرزند : ایک بار۔
[2] فرزیں : ایک بار۔
[3] فرسنگ : ایک بار۔
[4] فرسودن : ایک بار [مرکّب]۔

فرسود : دوبار [مرکّب]۔
[5] فرسودہ : دوبار [مرکّب]۔
[6] فرش : سترہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: بارہ بار]۔

فرشِ راہ: حضرتِ ناصح گر آویں، دیدہ و دل فرشِ راہ — کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاویں گے کیا؟ ص ۱۵۵

فرشِ رہ: مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر — بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے ص ۸۵

فرشِ رہِ ناز: ہر غنچہ اسدؔ! بارگہِ شوکتِ گل ہے — دل فرشِ رہِ ناز ہے بیدلؔ اگر آوے ص ۱۱۴

فرشِ شش جہتِ انتظار: کس کا سُراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا! — آئینہ، فرشِ شش جہتِ انتظار ہے ص ۲۱۷

فرشِ طرب: بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں — فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ ص ۳۶

فرشِ کتاں: ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک — سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم ص ۵۴

فرشِ محفل: دیکھیے: تار و پودِ فرشِ محفل۔

فرشِ محفل ہا: تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی — نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا ص ۲۳

فرشتوں: پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق — آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟ ص ۱۵۹

فرشتہ[1]: دیکھیے: گستاخیِ فرشتہ۔

فرصت[2]: (۱) گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن — فرصت تپش و حوصلۂ نشو و نما ہیچ ص ۳۶

(۲) فرصت، آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے — روز و شب، یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے ص ۱۰۴

(۳) فرصت آئینۂ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے ص ۱۰۹

(۴) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو — برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو ص ۷۰

(۵) دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا ص ۱۵۶

(۶) تیری فرصت کے مقابل اے عمر! — برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص ۱۸۱

(۷) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے — اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ ص ۱۸۷

(۸) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی — فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی ص ۲۰۲

(۹) کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی ص ۲۰۶

---

[1] فرشتہ : ایک بار [مرکّب]۔
فرشتوں : ایک بار۔

[2] فرصت : تینتالیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: اٹھائیس بار]۔
فرصتے : ایک بار۔

(۱۰) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عُمر — فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی — ص ۲۱۵

(۱۱) عُمر ہر چند کہ ہے برق خرام — دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی — ص ۲۲۱

(۱۲) جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن — بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

(۱۳) تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا — فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے — ص ۲۲۷

(۱۴) نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے — طراوتِ چمن و خوبیِ ہَوا کہیے — ص ۲۲۸

(۱۵) ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب تک؟ — سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآں؟ — ص ۳۱۳

دیکھیے ــــــ: (۱۶) تنگیِ فرصت۔ (۱۷) حسرتِ فرصت۔ (۱۸) خاکِ فرصت۔ (۱۹) شررِ فرصت۔ (۲۰) عالمِ بے سروسامانیِ فرصت۔ (۲۱) عنانِ فرصت۔ (۲۲) کفِ افسوسِ فرصت۔ (۲۳) گریباں گیرِ فرصت۔ (۲۴) محملِ پیمانۂ فرصت۔

فرصتِ آرامِ غشِ ہستی: فرصتِ آرامِ غشِ ہستی ہے بحرانِ عدم — ہے شکستِ رنگِ امکاں، گردشِ پہلو مجھے — ص ۷۹

فرصتِ آرایشِ وصل: دیکھیے: تحیّر کدۂ فرصتِ آرایشِ وصل۔

فرصتِ ادراک: دیکھیے: حوصلۂ فرصتِ ادراک۔

فرصت جو: دیکھیے: عُمرِ فرصت جو۔

فرصتِ ربطِ سرِ زانو: دیکھیے: جستجوے فرصتِ ربطِ سرِ زانو۔

فرصتِ رقصِ شرر: بزمِ وداعِ نظر، یاس طرب نامہ بر — فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے — ص ۹۹

فرصتِ رنج و نشاطِ دہر: دیکھیے: وفاے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر۔

فرصتِ رنگِ دمیدہ: دیکھیے: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ۔

فرصتِ عیش و طرب: ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب — ہاں چھپے گھنٹے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب — ص ۲۹۱

فرصتِ کاروبارِ شوق: فرصتِ کاروبارِ شوق کسے! — ذوقِ نظّارۂ جمال کہاں! — ص ۱۸۲

فرصت گداز: جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے — یہاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا — ص ۲۰

فرصتِ نشوونما: چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصتِ نشوونما، سازِ شکیبائی نہیں — ص ۶۵

فرصتِ نشوونمائے خندہ:	جائے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ!	صبح و شبنم، فرصتِ نشوونمائے خندہ ہے	ص۸۷
فرصتِ وصال:	کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب!	زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے	ص۹۱
فرصتِ ہستی:	(۱) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل!	گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک	ص۱۷۵
	(۲) دیکھیے: بہارِ فرصتِ ہستی۔ (۳) فوتِ فرصتِ ہستی۔		
فرصتِ یک چشمِ حیرت:	فرصتِ یک چشمِ حیرت شش جہت آغوش ہے	ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں	ص۶۲
فرصتِ یک شبستاں:	نہ بخشی فرصتِ یک شبستاں جلوۂ خور نے	تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا	ص۲۶
فرصتے:	اے شعلہ! فرصتے، کہ سویدائے دل سے ہوں	کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز	ص۴۲
فرض[1]:	(۱) نہ ہووے کیونکے اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا	لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے	ص۹۹
	(۲) حجرالاسودِ دیوارِ حرم کیجے فرض	نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے	ص۱۲۲ [چکنی ڈلی]
	(۳) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض	اور اِس چکنی سپاری کو سویدا کہیے	ص۱۲۲
	(۴) کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟	آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی	ص۲۴۴
	(۵) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں	ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا	ص۲۵۴ [سالگرہ کا ڈورا]
فرطِ[2] بےخوابی:	فرطِ بےخوابی سے ہیں شب ہائے ہجرِ یار میں	جوں زبانِ شمع داغِ گرمیِ افسانہ ہم	ص۵۴
فرطِ رافت:	یا یہ ہوگا کہ فرطِ رافت سے	باغبانوں نے باغِ جنّت سے	
	انگبیں کے، بہ حکمِ ربِّ النّاس	بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس	ص۱۳۱ [آم کے لیے]
فرطِ کشش:	ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے	مانندِ نبضِ دستِ بُریدہ	ص۴۵۹
فرطِ ناتوانی:	دریغا وہ مریضِ غم! کہ فرطِ ناتوانی سے	بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے	ص۹۸
فرطِ نشۂ مے:	نہیں ہے کفِ لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے	لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا	ص۳۰
فرعون[3]:	اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے	جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا	ص۱۶

---

[1] فرض : پانچ بار۔

[2] فرط : پانچ بار [مرتّب]۔

[3] فرعون : ایک بار [مرتّب]۔

فرق[1] (۱): (۱) سراسر تاختن کو شش جہت یک عرصہ جولاں تھا — ہوا واماندگی سے رہ رواں کی فرق منزل کا — ص ۱۸

(۲) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق — سرو کے قامت پہ گل، یک دامنِ کوتاہ ہے — ص ۹۳

(۳) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا — اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے — ص ۲۵۰

(۴) ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے — ص ۲۰۸

(۵) اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے — گرتا نہیں، اِس رو سے کہو، برق نہیں ہے — ص ۲۸۴

فرقِ جنون و تمکین: دیکھیے: آئنہ فرقِ جنون و تمکیں۔

فرقِ غم و شادی: زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں — بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے — ص ۱۱۵

فرق[2] (۲): پانْو سے تیرے مَلے فرقِ ارادات اورنگ — فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل — ص ۱۲۳

فرقِ ارادت: پانْو سے تیرے مَلے فرقِ ارادات اورنگ — ص ۱۲۳

فرقِ تمکیں: مثلِ مضمونِ وفا، باد بہ دستِ تسلیم — صورتِ نقشِ قدم، خاک بہ فرقِ تمکیں — ص ۱۳۴

فرقِ ستیزہ مست: جانِ وفا پرست کو، ایک شمیم نو بہار — فرقِ ستیزہ مست کو، ابرِ تگرگ بار ایک — ص ۲۹۷

فرقِ سرو: چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے، غیر از بیضۂ قمری — عدم میں بہرِ فرقِ سرو، مشتِ خاک باقی ہے — ص ۱۰۷

فرقِ ناز: یہاں سرِ پُرشور بے خوابی سے تھا دیوار جُو — وہاں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا — ص ۱۳۵

فرقِ ہُدہُد: غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر — سلیمانی، ہے ننگِ بے دماغانِ خود آرائی — ص ۹۴

فرقت[3]: مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر — ص ۱۶۷

دیکھیے: (۲) اندوہِ شبِ فرقت۔ (۳) تفِ فرقت۔ (۴)، (۵) شبِ فرقت [دو بار]۔ (۶) غمِ فرقت۔ (۷) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ۔

فرمانِ[4] الٰہی: ہے نقشِ مریدی ترا: فرمانِ الٰہی — ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت — ص ۱۲۷

فرمانِ خطِ تقدیر: گرفتاری میں، فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا — ص ۳۰

فرماں روائے[5] حیرت آبادِ جنوں: بے خودی، فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں — زخم دوزی جُرم و پیراہن دریدن منع ہے — ص ۱۱۳

---

[1] فرق (۱) : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دو بار]۔

[2] فرق (۲) : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔

[3] فرقت : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔

[4] فرمان (۲) : دو بار [مرکب]۔

[5] فرماں روا : تین بار [مرکب]۔

فرماں روائے کشورِ پنجاب: کرتا ہے چرخ روز بہ صد گونہ احترام — فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام — ص۲۸۲

فرماں روائے کشورِ ہندوستان: بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوارِ یار میں — فرماں روائے کشورِ ہندوستان ہے — ص۲۰۳

فرمایش[۱]: مشکل ہے زِ بس کلام میرا اے دل! — سُن سُن کے اُسے سخنورانِ کامل
آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمایش — 'گویم مشکل وگر نگویم مشکل' — ص۲۵۲

فرنگی زادہ[۲]: مدّعا در پردہ، یعنی جو کہوں، باطل سمجھ — وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی — ص۹۱

فرو[۳]: (۱) یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے صحرا — مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار — ص۵
(۲) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو — جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو — ص۶۷
(۳) مژگاں، خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے — نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو — ص۶۸
(۴) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغ شوخیِ مطلب — فرو ہوتا ہے سر سجدے میں، اے دستِ دُعا! گم ہو — ص۶۸
(۵) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار — یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو — ص۱۹۸

فرو پیچیدنی: فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَور ساغر کا — ص۴۴۴

فروختن ہا[۴]: دیکھیے: ہوسِ فروختن ہا۔

فرَوَردیں[۵]: دیکھیے: ماہِ فروردیں۔

فروزاں[۶]: (۱) کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی — کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مَے سے فروزاں کی — ص۷۶
(۲) جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق — میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں — ص۱۹۱
(۳) دیکھیے: شوقِ رُخسارِ فروزاں۔

فُروع[۷]: نشوونما ہے اصل سے غالبؔ! فروع کو — خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے — ص۲۱۹

فروغ[۸]: (۱) آتش رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ — ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ — ص۴۸

---

۱ فرمایش : ایک بار۔
۲ فرنگی زادہ : ایک بار۔
۳ فرو : چھے بار [مرکّب: ایک بار]۔
۴ فروختن ہا : ایک بار [مرکّب]۔
۵ فروردیں : ایک بار [مرکّب]۔
۶ فروزاں : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۷ فروع : ایک بار۔
۸ فروغ : اُنّیس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سترہ بار]۔

(۲) سچ ہے تم آفتاب ہو، جس کے فروغ سے — دریاے نور ہے فلکِ آبگینہ فام — ص۲۸۲

دیکھیے ـــــ:(۳) بزمِ پُرفروغ۔(۴) فرِّ فروغ۔(۵) کسبِ رنگِ فروغ۔

فروغ افزاے آبِ روے کار: سعیِ عاشق ہے فروغ افزاے آبِ روے کار — ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گُل — ص۵۲

فروغِ بہار: دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے — ہے شاخِ گُل میں پنجۂ خوباں بجاے گُل — ص۵۳

فروغ پزیر: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پزیر — کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام — ص۳۶

فروغِ جوہرِ ایماں: فروغِ جوہرِ ایماں حُسینؑ ابنِ علیؑ — کہ شمعِ انجمنِ کبریا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

فروغِ حُسن: فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِّ مشکلِ عاشق — نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار، آتش — ص۱۷۳

(۲) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام — جو رختِ خواب ہے پرویں، تو ہے پرن تکیہ — ص۳۰۳

فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں: ہے فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں سے — شعلۂ شمع پر افشانِ بہ خود لرزیدن — ص۳۵۰

فروغِ شعلۂ خس: فروغِ شعلۂ خس یک نَفَس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا! — ص۱۵۷

فروغِ شمعِ بالیں: خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو — فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے — ص۲۱۲

فروغِ شمعِ سخن: دیکھیے: حُسنِ فروغِ شمعِ سخن۔

فروغِ طالعِ خاشاک: فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر — ص۱۶۸

فروغِ ماہ: ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک — سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم — ص۵۳

فروغِ مہ و اختر: رُخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلتاں کی چمک — کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا — ص۲۸۷

فروغِ مَے: اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ — چہرہ فروغِ مَے سے گلستاں کیے ہوئے — ص۲۲۶

فرہاد[۱]: (۱) جُنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہاے کار، وا — کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں — ص۵۷

(۲) تکلف برطرف فرہاد اور اِتنی سبک دستی! — خیال آساں تھا، لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی — ص۷۷

(۳) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام — ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا — ص۱۵۹

---

[۱] فرہاد : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

(۴) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا　　جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے　　ص۲۳۹

دیکھیے ــــــ:(۵) نکونامیِ فرہاد۔(۶) دست و بازوے فرہاد۔(۷) تیشۂ فرہاد۔(۸) تربتِ فرہاد۔

فریاد[۱]: (۱) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گُل　　غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریادِ گُل　　ص۵۲

(۲)،(۳) فریاد اسدؔ! غفلتِ رسوائیِ دل سے　　کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں؟　　ص۶۰

(۴) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ گرمیِ وحشت　　تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا　　ص۲۹

(۵) بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب!　　مری فریاد کو کہسار سازِ عجز نالی ہے　　ص۷۹

(۶) سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز　　پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے　　ص۹۱

(۷) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہاے بتاں سے　　سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے　　ص۱۱۱

(۸) فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے　　نالہ پابندِ نَے نہیں ہے　　ص۲۲۸

(۹) کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بے حوصلگی سے　　یھاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی　　ص۲۲۸

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص۳۷]:

(۱۰)،(۱۱) بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد　　ہوئی ہے لغزشِ پا، لکنتِ زباں، فریاد!

(۱۲) کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی　　زِ دستِ مُشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد!

(۱۳) نوازشِ نَفَسِ آشنا کہاں؟ ورنہ　　بہ رنگِ نَے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد!

(۱۴) تغافل، آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے　　ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد!

(۱۵) ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم　　جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد!

(۱۶) جوابِ سنگ دلی ہاے دشمناں، ہمت　　زِ دستِ شیشۂ دل ہاے دوستاں فریاد!

(۱۷) ہزار آفت و یک جانِ بے نواے اسدؔ　　خدا کے واسطے اے شاہِ بے کساں، فریاد!

دیکھیے ــــــ:(۱۸) آہ و فریاد۔(۱۹) جُراتِ فریاد۔(۲۰) جگر تشنۂ فریاد۔(۲۱) جوشِ فریاد۔(۲۲) جہاں جہاں فریاد۔(۲۳) شوخیِ فریاد۔(۲۴) طاقتِ فریاد۔(۲۵) عرضِ دو عالم فریاد۔(۲۶) گرمِ فریاد۔

---

[۱] فریاد　:　اکتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: چودہ بار]۔

فریادِ بےدلاں: فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے ص۱۱۲

فریادِ جرس: نالاں ہو اسدؔ! تو بھی سرِ راہ گزر پر — کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو ص۳۵۰

فریادِ دل ہائے حزیں: وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! — اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے! ص۲۲۰

فریادِ نارسا: دیکھیے: اثر کمندیِ فریادِ نارسا۔

فریاد وآہ وزاری: پھر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ و زاری ہے ص۲۲۳

فریادی[1]: (۱) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی — وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں ص۵۸

(۲) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا ص۱۳۲

(۳) چنار آسا عدم سے بادلِ پُرآتش آیا ہوں — تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی ص۴۵۱

فریادیِ بیدادِ دلبر: نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی ص۲۰۷

فریادیِ جوشِ ایثار: پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں — یہ تنک مایہ، ہے فریادیِ جوشِ ایثار ص۴

فریب[2]: (۱) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب — دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے ص۱۰۶

(۲) دیا یاروں نے بےہوشی میں درماں کا فریب آخر — ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر ص۱۰۶

(۳) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا ص۱۲۰

(۴) جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے — کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں ص۱۸۸

(۵) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ! — عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے ص۲۰۵

(۶) زہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب — کہ بن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے، کیا کہیے ص۲۴۷

(۷) دیکھیے: بازی خورِ فریب۔

فریبِ آرزو: اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا — فغاں! بے اختیاریؔ و فریبِ آرزو خوردن ص۳۴۹

فریبِ آشنائی: بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی — نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی ص۹

فریبِ افسوں: اے تسلّی! ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے — ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے ص۸۳

---

[1] فریادی : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔ — فریبی : ایک بار۔

[2] فریب : بیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چودہ بار]۔ — فریب نامہ : ایک بار۔

فریبِ تماشا: گل، غنچگی میں غرقۂ دریائے رنگ ہے — اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں ص۵۷

فریبِ خاطرِ آسودہ: دام گاہِ عجز میں سامانِ آسایش کہاں — پر فشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے ص۱۰۳

فریبِ سادہ دلی: لافِ تمکیں: فریبِ سادہ دلی — ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز ص۱۷۲

فریبِ شادمانی: بہ شکنجِ جستجوہا، بہ سرابِ گفتگوہا — تگ و تازِ آرزوہا بہ فریبِ شادمانی ص۹

فریبِ صنعتِ ایجاد: فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ — نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز ص۴۳

فریبِ طغرل و سنجر: ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے — اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا ص۱۴۰

فریبِ ناتوانی: کروں عذرِ ترکِ صحبت، سو کہاں وہ بے دماغی — نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی ص۱۰

فریب نامۂ موجِ سراب: ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے — یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اٹھائیے ص۴۷

فریبِ وفا خوردگاں: ہمہ ناامیدی، ہمہ بدگمانی — میں دل ہوں فریبِ وفا خوردگاں کا ص۱۳۸

فریبِ وفائے گل: دیکھیے ہلاکِ فریبِ وفائے گل۔

فریبِ ہستی: ہاں کھائیو مت فریبِ ہستی — ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے ص۲۲۸

فریبے: بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ — بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا ص۲۳

فریدوں[۱]: مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو ص۱۹۹

فریفتۂ[۲] انتخابِ طرزِ جفا: اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا — وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم! ص۵۴

فزوں[۳]: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں ص۵۸

(۲) فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خوں باری، تماشا ہے — نفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا ص۴۴۴

فساد[۴]: دیکھیے: فتنہ و فساد۔

فساں[۵]: دیکھیے: (۱) رگِ سنگِ فساں۔ (۲) سنگِ فساں۔

فسانِ تیغِ شعلہ: دیکھیے: رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ۔

---

۱ فریدوں : ایک بار [مرتب]۔

۲ فریفتہ : ایک بار [مرتب]۔

۳ فزوں : دو بار۔

۴ فساد : ایک بار [مرتب]۔

۵ فساں : چار بار [مرتب]۔

فسانِ تیغِ نازک: فسانِ تیغِ نازک قاتلاں! سنگِ جراحت ہے — دلِ گرمِ تپش: قاصد ہے پیغامِ تسلّی کا — ص۲۶

فسانگی: دیکھیے: سازِ فسانگی۔

فسانہ[1]: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی، فسانہ ہے — ہے شمع جادہ داغِ غزالِ ختن ہنوز — ص۴۲

فسانہ خوانی: دیکھیے: تپشِ فسانہ خوانی۔

فسانہ خوانیِ شمع: کرے ہے صرف بہ ایماے شعلہ قصہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع — ص۱۷۴

فسانہ گویاں: دیکھیے: جبینِ صبحِ اُمیدِ فسانہ گویاں۔

فسانۂ باد: طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد — اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! — ص۷۴

فسردگی: (۱) اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی؟ — یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام — ص۵۵

(۲) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی — ص۲۰۷

(۳) فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے — ص۱۱۲

فسردگیِ انتظار: دیکھیے: خلوتِ فسردگیِ انتظار۔

فسردن[2]: (۱) ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! — تکرار روا نہیں تو تجدید سہی — ص۲۵۲

دیکھیے ـــــ: (۲) مجمرِ بزمِ فسردن۔ (۳) احرامِ فسردن۔

فسردہ: دیکھیے ـــــ: (۲) دلِ فسردہ۔ (۳) قطرۂ خونِ فسردہ۔

فسردہ دل: شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — عذر کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص۱۱۶

فسردۂ تمکیں: جنوں فسردۂ تمکیں ہے، کاش عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے — ص۹۹

فسوں[3]: (۱) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا — کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی — ص۷۴

(۲) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! — یھاں جز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے — ص۸۲

---

[1] فسانہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
فسانہ خوانی : دوبار [مرکّب]۔
فسانہ گویاں : ایک بار [مرکّب]۔
فسانگی : ایک بار [مرکّب]۔

[2] فسردن : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
فسردگی : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
فسردہ : چار بار [مرکّب]۔

[3] فسوں : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: نوبار]۔
فسونگر : ایک بار [مرکّب]۔

فسونِ خواب: شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا — شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا ص۱۵

فسونِ دانائی: دیکھیے: حرزِ فسونِ دانائی۔

فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا: نزاکت، ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا — شرارِ سنگ، اندازِ چراغ از چشم جَستن ہا ص۲۲

فسونِ شعلہ‌خرامی: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے — ہے شمعِ جادہ داغِ نغر و ختن ہنوز ص۴۲

فسونگر: دیکھیے: چشمِ فسونگر۔

فسونِ نگہِ ناز: میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال — بہ فسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے ص۸۸

فسونِ نیاز: حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دُعا قبول ہو یارب کہ عُمرِ خضر دراز! ص۱۷۱

فسونِ وعدہ: شب کو باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جَناح — وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا ص۲۵

فسونِ ہوسِ گل: دیکھیے: عرضِ فسونِ ہوسِ گل۔

فسونِ یک دلی: فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیداد دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر ص۴۱

فشار[1]: (۱) رونے نے طاقت اِتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار — مژگاں کو دوں فشار پئے امتحانِ اشک ص۵۰

(۲) مستیِ ابر سے گُل چینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار ص۱۳۲

فشارِ تنگیِ خلوت: فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے ص۲۱۸

فشارِ دلِ خونیں: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں — یک غنچے سے صد خُم مَیِ گُل رنگ نکالوں ص۶۰

فشارِ صحرا: یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا — آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے فشارِ صحرا ص۲۶

فشارِ ضعف: ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! — قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

فصاد[2]: دیکھیے: نشترِ فصاد۔

فصل[3]: (۱) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ! — اگر گُل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے ص۲۱۳

دیکھیے ——: (۲) بے تکلف فصل۔ (۳) طوفانیِ کیفیتِ فصل۔

---

[1] فشار : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔
[2] فصاد : ایک بار [مرکّب]۔
[3] فصل : پندرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چودہ بار]۔

فصلِ بہار: دیکھیے: طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار۔

فصلِ بہاری: دیکھیے ــــــ: (۱) جوششِ فصلِ بہاری۔ (۲) نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری۔

فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن: بس کہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن — رنگِ شہرت نہ دیا تازہ خیالی نے مجھے — ص ۳۲۰

فصلِ رنگ: زبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا — ص ۱۵

فصلِ گل: (۱) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی — کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بُت خانۂ چیں کا — ص ۲۸

(۲) ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن — قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن — ص ۵۹

(۳) فصلِ گل میں دیدۂ خوبیں نگاہانِ جنوں — دولتِ نظّارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے — ص ۱۰۳

(۴) خزاں کیا، فصلِ گل کہتے ہیں کس کو، کوئی موسم ہو — وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پَر کا ہے — ص ۲۲۰

(۵) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بُنیاد — جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے! — ص ۲۱۴

(۶) دیکھیے: موقوفِ فصلِ گل۔

فصلِ لالہ کاری: دیکھیے: آمدِ فصلِ لالہ کاری۔

فضا[۱]: (۱) بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے — وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم! — ص ۵۳

(۲) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنّا، یک بام و صد ہَوا ہے — ص ۹۳

(۳) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملالیں یارب! — سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اَور سہی — ص ۳۱۱

(۴) دیکھیے: سینۂ توحید فضا۔

فضائے حیرت آبادِ تمنّا: مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنّا ہے — جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے — ص ۲۲۱

فضائے خندہ: دیکھیے: یک فضائے خندہ۔

فضائے خندۂ گل: فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا — فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا — ص ۱۲

فضائے زمانہ: عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ — صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی — ص ۸۸

فضائے سینۂ دردِ امتحاں: ہر داغِ تازہ یک دلِ داغِ انتظار ہے — عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں نہ پوچھ — ص ۷۰

---

[۱] فضا : نوبار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔

فضائلِ[۱] علم و ہنر: اُسے فضائلِ علم و ہنر کی افزایش — ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اِس قدر انعام — ص۲۶۳

فضل[۲]: دیکھیے: حوصلۂ فضل۔

فضول[۳]: دیکھیے: شوقِ فضول۔

فضولی: شوقِ سامان فضولی ہے، وگرنہ غالبؔ — ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنّا کب تھا — ص۲۴

فطرت[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱) اربابِ فطرت۔ (۲) پست فطرت۔

فطرتِ بیدلؔ: دیکھیے: حُسنِ فطرتِ بیدلؔ۔

فطرتِ وسواس قریں: "نقشِ لاحول" لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر! — "یا علی" عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں! — ص۱۳۴

فعّالِ[۵] مایُرید: بس کہ فعّالِ مایُرید ہے آج — ہر سلحشور انگلستاں کا — ص۲۶۰

فعل[۶]: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز — جس کا ہر قول: معنیِ الہام — ص۱۳۷

فغاں[۷]: (۱) فغاں! کہ بہرِ شفاے حصولِ ناشدنی — دماغ، نازکشِ منتِ طبیباں ہے — ص۱۰۲

(۲) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۳) اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو — اے ماتمیانِ شہِ مظلوم کہاں ہو! — ص۲۸۴

(۴) اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنّا آفرینی ہا — فغاں! بے اختیاریؔ وفریبِ آرزو خوردن — ص۳۴۹

دیکھیے ـــــ: (۵) آہ و فغاں۔ (۶) رنگینیِ فغاں۔ (۷) طاقتِ ضبطِ فغاں۔ (۸) نواسازِ فغاں۔ (۹) نوا سنجِ فغاں۔ (۱۰) ہجومِ ضبطِ فغاں۔ (۱۱) ہر فغاں۔

فغانِ دل: اسدؔ! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے! — فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمارِ بدخو ہے — ص۹۸

فغان وآہ: فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں — خوشا اے غفلت آگاہاں! نَفَس دُزدیدن و مُردن — ص۳۴۹

فغفور[۸]: زندگانی پہ اعتماد غلط — ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور؟ — ص۴۲

---

۱ فضائل : ایک بار [مرکّب]۔
۲ فضل : ایک بار [مرکّب]۔
۳ فضول : ایک بار [مرکّب]۔
فضولی : ایک بار۔
۴ فطرت : چار بار [مرکّب]۔
۵ فعّال : ایک بار [مرکّب]۔
۶ فعل : ایک بار [مرکّب]۔
۷ فغاں : تیرہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: نو بار]۔
۸ فغفور : ایک بار۔

فقر[۱]: دیکھیے: دستگاہِ فقر۔

فقروں[۲]: اُس کے فقروں میں کون آتا ہے؟ — کیا کہیں کیا وہ راگ گاتا ہے! ص ۲۹۷

فقط[۳]: (۱) اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — فقط اک شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے ص ۳۰۵

(۲) فقط گوشت، سُو بھیڑ کا، ریشے دار — کہو، اُس کو کیا کھا کے ہم حظ اُٹھائیں ص ۲۶۴

(۳) فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں — کئی ہزار برس، بلکہ بے شمار برس ص ۲۶۴

(۴) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت — فقط 'خراب' لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے ص ۲۲۷

(۵) آج یک شنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ — یا فقط رستا ہمیں بتلاؤ گے ص ۳۱۲

فقیرِ[۴] آفت رسیدہ: یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا؟ — بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ ص ۳۵۱

فقیرِ غالبِؔ مسکیں: ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں — فقیرِ غالبِؔ مسکیں کا ہے کُہن تکیہ ص ۳۰۳

فقیرِ مسکیں: نہ پوچھ کچھ سروسامان و کاروبارِ اسدؔ — جنوں معاملہ، بے دل، فقیرِ مسکیں ہے ص ۳۵۴

فقیروں: (۱) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس — تُونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس ص ۴۶

(۲) پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ! — دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے ص ۷۵

(۳) بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ! — تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں ص ۱۷۹

فقیری: اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی ص ۷۷

فکر[۵]: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم، موے دماغ — کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں ص ۸

(۲) اُس کی شوخی سے، بہ حیرت کدۂ نقشِ خیال — فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں ص ۹ [گھوڑے کے لیے]

[آٹھ بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص ۶۲]:

(۳)، (۴) مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں

---

۱ فقر : ایک بار [مرکب]۔

۲ فقروں : ایک بار۔

۳ فقط : پانچ بار۔

۴ فقیر : تین بار [مرکب]۔

فقیروں : تین بار۔

فقیری : ایک بار۔

۵ فکر : تینتالیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: اٹھائیس بار]۔

(۵) فرصتِ یک چشمِ حیرت، شش جہت آغوش ہے — ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں

(۶) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں، جسے — کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں

(۷) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دُود — رنگ کی گرمی، ہے تاراجِ چمن کی فکر میں

(۸) فالِ ہستی، خارِ خارِ وحشتِ اندیشہ ہے — شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں

(۹) غفلتِ دیوانہ جُز تمہیدِ آگاہی نہیں — مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں

(۱۰) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ! — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں

(۱۱) ہوں ہیولائے دو عالم صورتِ تقریر اسدؔ! — فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے ص۸۶

(۱۲) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے ص۱۱۶

(۱۳) فکر اچّھی، پر ستایش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستایش گر کھلا ص۱۳۱

(۱۴) فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر — کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل ص۱۲۳

(۱۵) ہمارے ذہن میں اِس فکر کا ہے نام وصال — کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں، ہو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

دیکھیے ___: (۱۶) جوہرِ فکر۔ (۱۷) دور اُفتادۂ چمنِ فکر۔ (۱۸) زانوے فکر۔ (۱۹) سرتاسرِ فکر۔ (۲۰) کارگاہِ فکر۔ (۲۱) کمالِ فکر۔ (۲۲) نَفَس پیچیدنِ فکر۔ (۲۳) ہجومِ فکر۔

فکرِ اختراعِ جلوہ: دیکھیے: زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ۔

فکرِ اسدؔ: دیکھیے: پیروِ فکرِ اسدؔ۔

فکرِ پرواز: فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے ص۱۰۹

فکرِ تاریخِ سال: فکرِ تاریخِ سال میں مجھ کو — ایک صورت نئی نظر آئی ص۲۶۲

فکرِ تعمیرِ خرابی ہاے دل: کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہاے دل گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا ص۲۳

فکرِ حیرت رَم: بہ فکرِ حیرتِ رم آئنہ پرداز زانو ہے — کہ مشکِ نافہ، تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے ص۹۸

فکرِ دُنیا: فکرِ دُنیا میں سر کھپاتا ہوں — میں کہاں اور یہ وبال کہاں! ص۱۸۳

فکرِ سخن: فکرِ سخن بہانۂ پردازِ خامشی — دودِ چراغ، سرمۂ آواز ہے مجھے ص۹۷

(۲) فکرِ سخن: یک انشا زندانیِ خموشی — دودِ چراغ: گویا زنجیرِ بے صدا ہے — ص۹۳

(۳) ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے — مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے — ص۷۸

(۴) رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ! — یہاں زورقِ خودداری طوفانیِ معنی ہے — ص۱۱۵

دیکھیے ــــــ: (۵) حیرتِ فکرِ سخن۔ (۶) سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن۔ (۷) نشۂ فکرِ سخن۔

فکرِ سخنِ موے دماغ: جوہرِ آئنہ فکرِ سخنِ موے دماغ — عرضِ حسرت پسِ زانوے تامّل تا چند — ص۳۹

فکرِ سلامت: نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت — زِ خود رفتگی ہاے حیرت سلامت — ص۳۳

فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار — ماہتابِ ہالہ پیرا گردۂ تصویر ہے — ص۹۵

فکرِ مضامینِ متیں: واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے، غالبؔ! — چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ — ص۷۱

فکرِ نالہ: فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سرتاپا — عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا — ص۴۳

فکرِ وصل: دیکھیے: مشقِ فکرِ وصل۔

فکرت[۱] احرامِ گریباں: بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں — وگرنہ کیجیے جو ذرہ عریاں، ہم نمایاں ہیں — ص۶۲

فگار[۲]: (۱) دردِ دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلا دوں — انگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا — ص۱۵۹

(۲) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پانو — ص۱۹۶

فلاخن باز[۳]: یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟ — جادہ تا کہسار موے چینیِ افلاک ہے — ص۱۰۶

فلاطوں[۴]: کہ بحثِ علم میں اطفالِ ابجدی اُس کے — ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام — ص۲۶۳

فلسِ[۵] ماہی: (۱) عکسِ گل ہاے سمن سے چشمہ ہاے باغ میں — فلسِ ماہی آئنہ پردازِ داغِ ماہ ہے — ص۹۲

(۲) بہ دست آوردنِ دل، گوہرِ دریاے شاہی ہے — وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے — ص۲۵۴

فلک[۶]: (۱) گردش محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک — میں پائمالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا — ص۱۲

---

۱ فکرت : ایک بار [مرکب]۔

۲ فگار : دوبار۔

۳ فلاخن باز : ایک بار۔

۴ فلاطوں : ایک بار۔

۵ فلس : دوبار [مرکب]۔

۶ فلک : بتیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: سترہ بار]۔

فلکی : ایک بار۔

(۲) ہے شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی ہر یک اختر ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب ص۳۱

(۳) ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خَم گردیدنی عاجزی سے ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں ص۶۶

(۴) رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں ص۶۶

(۵) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ! جفا میں اُس کی، ہے انداز کار فرما کا ص۱۳۸

(۶) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت ص۱۶۳

(۷) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہ زن پر ص۱۶۸

(۸) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اٹھانے کی فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی ص۲۰۲

(۹) دے داد اے فلک! دلِ حسرت پرست کی ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے ص۲۱۹

(۱۰) فلک! نہ دور رکھ اُس سے مجھے کہ میں ہی نہیں دراز دستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے ص۲۳۶

(۱۱) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام ص۲۸۲

(۱۲) کیسا فلک اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا ص۲۸۴

(۱۳) ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدّیں خاں بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا ص۲۸۸

(۱۴) ماہِ نَو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے ص۳۰۵

(۱۵) شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا ص۳۴۳

دیکھیے ــــ: (۱۶) پشتِ فلک۔ (۱۷)، (۱۸) پیرِ فلک [دوبار]۔ (۱۹) تُرکِ فلک۔ (۲۰) جلاّدِ فلک۔
(۲۱) خرشیدِ فلک۔ (۲۲) گردش آموزِ فلک۔ (۲۳) تہِ فلک۔

فلکِ آبگینہ فام: سچ ہے تم آفتاب ہو، جس کے فروغ سے دریائے نور ہے فلکِ آبگینہ فام ص۲۸۲

فلکُ العرش: فلکُ العرش ہجومِ خَمِ دوشِ مزدور رشتۂ فیضِ ازل، سازِ طنابِ معمار ص۱۳۳

فلکِ پیر: (۱) ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اَور ص۱۷۱

(۲) ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں فقیرِ غالبؔ مسکیں کا ہے کُہن تکیہ ص۳۰۳

فلکِ رُتبہ: وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا ماہ پر ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا ص۳۴۵

فلک زدہ: کیا غم ہے اُس کو جس کا علی سا امام ہو — اِتنا بھی اے فلک زدہ کیوں بے حواس ہے! ص۷۵

فلکِ سفلہ: فکرِ سُفلہ بے محابا ہے — اِس ستمگر کو انفعال کہاں! ص۲۶

فلک منظر: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! — اے جہاں دار کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل! ص۱۲۳

فلکِ ناانصاف: کچھ تو دے اے فلکِ ناانصاف! — آہ و فریاد کی فرصت ہی سہی ص۲۲۱

فلکی: دیکھیے: منازلِ فلکی۔

فن[1]: (۱) نقدِ سخن کے واسطے ایک عیارِ آگہی — شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک ص۲۹۶

(۲) دیکھیے: بُتِ بیدادفن۔

فنِ شعر: دیکھیے ــــــ: (۱) دستورِ فنِ شعر۔ (۲) عرضِ فنِ شعر۔

فنِّ صورت گری: فنِ صورت گری میں تیرا گرز — گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام

اُس کے مضروب کے سروتن سے — کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟ ص۱۳۸

فنا[2]: کوعشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! — نہیں رفتارِ عُمرِ تیز رو پابندِ مطلب ہا ص۲۳

(۲) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر ص۱۶۸

(۳) ہے خطِ عجزِ ما و تو اوّلِ درسِ آرزو — ہے یہ سیاقِ گفتگو کچھ نہ سمجھ، فنا سمجھ ص۷۳

(۴) فنا کرتی ہے زائل سر نوشتِ کلفتِ ہستی — سحر، از بہرِ شست وشوے داغِ ماہ صابوں ہے ص۱۱۴

(۵) عشرتِ قطرہ ہے، دریا میں فنا ہوجانا — درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہوجانا ص۱۵۶

(۶) ہے مجھے ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا — روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہوجانا ص۱۵۶

(۷) پرتوِ خُور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک ص۱۷۵

(۸) ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے — یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے ص۲۲۶

(۹) جلوۂ خور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ! — کھودیا سطوتِ اسماے جلالی نے مجھے ص۳۲۰

دیکھیے ــــــ: (۱۰) آرامِ فنا۔ (۱۱) اربابِ فنا۔ (۱۲) بیابانِ فنا۔ (۱۳) پروازِ فنا۔ (۱۴) تکیۂ آسایشِ

---

[1] فن : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔ [2] فنا : اُنتیس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: بیس بار]۔

فنا۔ (۱۵) جادۂ راہِ فنا۔ (۱۶) جلوۂ برقِ فنا۔ (۱۷) خطِ فنا۔ (۱۸) دور اُفتادۂ ذوقِ فنا۔ (۱۹)، (۲۰) ذوقِ فنا [دوبار]۔ (۲۱) رامشگرِ اربابِ فنا۔ (۲۲) سازِ ایمائے فنا۔ (۲۳) سرِ ذوقِ فنا۔ (۲۴) سررشتۂ فنا۔ (۲۵) شعلۂ شمشیرِ فنا۔ (۲۶) طرزِ اہلِ فنا۔ (۲۷) عرضِ جنونِ فنا۔ (۲۸) نوآموزِ فنا۔

فنا تعلیم درسِ بے خودی: فنا تعلیم درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے — کہ مجنوں 'لام الف' لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر — ص۱۶۷

فوارہ[۱]: وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط — سیل، صیادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے — ص۱۱۳

فوارۂ سیماب: (۱) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیماب تھا — ص۱۵

(۲) دیکھ وہ برقِ تبسم بس کہ دل بیتاب ہے — دیدۂ گریاں مرا فوارۂ سیماب ہے — ص۳۰۳

فوتِ[۲] فرصتِ ہستی: مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی — عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

فوج[۳]: (۱) بس کہ بخشی ہے فوج کو عزّت — فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں — ص۲۸۱

(۲) فوج کی گردِ راہ مشک فشاں — رہ رووں کے مشام عطر آگیں — ص۲۸۱

فوجِ دردوغم: اسداز بس کہ فوجِ دردوغم سرگرمِ جولاں ہے — غبارِ راہِ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی — ص۴۵۱

فوجداری[۴]: پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز — گرم بازارِ فوجداری ہے — ص۲۲۴

فولاد[۵]: دیکھیے ــــــ: (۱) جوہرِ فولاد۔ (۲) رنگِ خلعۂ فولاد۔

فولادی: دیکھیے: شمشیرِ فولادی۔

فہرست[۶]: روشناسوں کی جہاں فہرست ہے — وہاں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھلا — ص۱۳۹

فہم[۷]: فہم زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! — کس زباں میں ہے لقب 'خوابِ پریشاں' میرا — ص۲۱

(۲) دیکھیے: بقدرِ فہم۔

فہمِ بےشمار اندیشہ: دیکھیے: کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ۔

---

۱ فوارہ : تین بار [مرکّب]۔
۲ فوت : ایک بار [مرکّب]۔
۳ فوج : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
۴ فوجداری : ایک بار [مرکّب]۔
۵ فولاد : دوبار [مرکّب]۔
فولادی : ایک بار۔
۶ فہرست : ایک بار۔
۷ فہم : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

فہمِ تصوّر: غالبؔ! ہے رتبہ فہمِ تصوّر سے کچھ پرے ہے عجز بندگی جو علی کو خدا کہوں ص۵۶

فہمِ مستاں: دیکھیے: ننگِ فہمِ مستاں۔

فہمیدِ مسک: دیکھیے: رشتۂ فہمیدِ مسک۔

فہمیدن[1]: سازشِ صُلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن ص۲۵۰

فی الفور[2]: وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ ص۲۷۹

فیروزہ[3]: اِن سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے

گِن کر دیویں گے ہم دُعائیں سَو بار فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے ص۱۳۳

فیض[4]: (۱) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار ص۱۳۳

(۲) جانتا ہوں کہ اُس کے فیض سے تو پھر بنا چاہتا ہے ماہِ تمام ص۱۳۶

(۳) دیکھیے پاتے ہیں عُشاق بُتوں سے کیا فیض اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے ص۲۳۹

فیضِ ازل: دیکھیے: رشتۂ فیضِ ازل۔

فیضِ بے دلی: بہ فیضِ بے دلی نومیدیِ جاوید آساں ہے کُشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص۱۴۳

فیضِ بیعتِ بیدلؔ: ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف، اسدؔ یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے ص۹۷

فیضِ تربیت: مجھ پہ فیضِ تربیت سے شاہ کے منصبِ مہر و مہ و محور کھُلا ص۱۳۹

فیضِ جاں بخشی: مسیحؑ جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی ستم ہے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو ص۲۸۵

فیضِ چمن: سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار سایۂ لالۂ بے داغ، سویدائے بہار ص۱۳۲

فیضِ خدا: دیکھیے: مظہرِ فیضِ خدا۔

فیضِ خُلق: فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا بوئے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگیں ص۱۳۴

فیضِ خُم گردیدنی: دیکھیے: بالانشینِ فیضِ خُم گردیدنی۔

---

[1] فہمیدن : ایک بار۔
فہمید : ایک بار [مرکّب]۔

[2] فی الفور : ایک بار۔

[3] فیروزہ : ایک بار۔

[4] فیض : اٹھارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پندرہ بار]۔
فیض مآب : ایک بار۔

فیض رسانا: جاں پناہا! دل وجاں فیض رسانا! شاہا! وصیِ ختمِ رُسل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۱۳۴

فیضِ عشق: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی الٰہی! یک قیامت خاور آٹوٹے بدخشاں پر ص۴۰

فیض مآب: دیکھیے: دُعائے بقائے جنابِ فیض مآب۔

فیضِ معنی: دیدہ تا دل اسدؔ! آئینۂ یک پرتوِ شوق فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار ص۱۳۳

فیضِ ہوا: (۱) سونپے ہے فیضِ ہوا، صورتِ مژگانِ یتیم سرنوشتِ دو جہاں ابر بہ یک سطرِ غبار ص۱۳۲

(۲) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا، موجِ شراب ص۱۶۳

فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما: اے خوشا! فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار ص۳

فیلِ[۱] گراں جسد: رعد کا کررہی ہے کیا دم بند! برق کو دے رہا ہے کیا الزام!

تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام ص۱۳۸

---

[۱] فیل : ایک بار [مرتّب]۔

ق

قابل[1]: (۱) عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا — جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا — ص۱۵۳

(۲) منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا — ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد — ص۱۶۶

قابلِ تسخیر: آئنہ دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں — ص۵۶

قابلِ خدمت: بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ — خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں — ص۲۹۸

قاتل[2]: (۱) تیغ درکف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرح — مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد! — ص۳۸

(۲) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آبدار و نگہِ آبدار تر — ص۴۰

(۳) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نَفَس ہے بسمل — جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے — ص۹۴

(۴) طلسمِ منّتِ یک خلق سے رہائی دی — جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے — ص۱۰۲

(۵) یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں؟ — یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا؟ — ص۱۵۸

(۶) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا! قاتل سے کہتا تھا — کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر — ص۱۶۸

(۷) بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے — قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو — ص۱۹۶

(۸) شرع و آئین پر مدار سہی — ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی؟ — ص۲۴۲

(۹) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا؟ — گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی — ص۲۴۳

(۱۰) رہے نہ جان تو قاتل کو خوںبہا دیجے — کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے — ص۲۴۸

---

[1] قابل : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] قاتل : بتّیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: بیس بار]۔ — قاتلاں : ایک بار۔

(۱۱) ڈرے کیوں میرا قاتل؟ کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے — ص۲۴۹

(۱۲) غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو — ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن تکیہ — ص۳۰۳

دیکھیے ـــــ: (۱۳) آئینۂ بے مہریِ قاتل۔ (۱۴) الفتِ قاتل۔ (۱۵) پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل۔ (۱۶) تارِ دامنِ قاتل۔ (۱۷) تیغِ قاتل۔ (۱۸) جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل۔ (۱۹) حرصِ قاتل۔ (۲۰) خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل۔ (۲۱) خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل۔ (۲۲) دراز دستیِ قاتل۔ (۲۳) دست و بازوے قاتل۔ (۲۴) زخمِ تیغِ قاتل۔ (۲۵) زہرِ قاتل۔ (۲۶) سطوتِ قاتل۔ (۲۷) شایانِ دست و خنجرِ قاتل۔ (۲۸) کفِ قاتل۔ (۲۹) لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل۔ (۳۰) لطفِ نظارۂ قاتل۔ (۳۱) مشلِ خندۂ قاتل۔

قاتلِ تمکیں سنج:	مُہر بجاے نامہ، لگائی بر لبِ پیکِ نامہ رساں		قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا	ص۲۷

قاتلاں : فسانِ تیغِ نازک، قاتلاں! سنگِ جراحت ہے — دلِ گرمِ تپش، قاصد ہے پیغامِ تسلّی کا — ص۲۶

قادرنامہ[1] : پایا قادرنامے نے آج اختتام — اک غزل تم اور پڑھ لو وَالسلام! — ص۲۷۵

جس نے قادرنامہ سارا پڑھ لیا — اُس کو آمدنامہ کچھ مشکل نہیں — ص۲۷۵

قارورہ[2] : ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار — قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج — ص۴۵۷

قاروں[3] : اُلفتِ زر ہمہ نقصاں ہے، کہ آخر قاروں — زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا — ص۴۳۶

قاسم[4] : دیکھیے: حضرتِ قاسم وطپاں۔

قاصد[5] : (۱) دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلّی کا ص۲۶ [دیکھیے: قاتلاں]۔

(۲) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہُدہُد کے شانے میں — ص۵۸

(۳) تا چند نَفَس غفلتِ ہستی سے برآوے — قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے — ص۱۱۳

(۴) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا — ص۱۲۸

(۵) قاصد کے آتے آتے خط اک اَور لکھ رکھوں — میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں — ص۱۸۸

---

[1] قادرنامہ : دوبار۔
[2] قارورہ : ایک بار۔
[3] قاروں : ایک بار۔
[4] قاسم : ایک بار [مرتّب]۔
[5] قاصد : سات بار۔

(۶) گزرا اسدؔ مسرتِ پیغامِ یار سے — قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے — ص۲۰۶

(۷) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی — عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

قاصر[۱]: کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دعا پر — قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت — ص۱۲۷

قاضیِ حاجات[۲]: ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عنان! — یہ، دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے — ص۱۲۸

قاطعِ[۳] اعمار: قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم — وہ بلائے آسمانی اَور ہے — ص۲۳۷

قاعدہ[۴]: امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال — بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام — ص۲۸۳

قاف[۵]تریاق: وضع میں اِس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق — رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے — ص۱۲۲

قافلہ[۶]: (۱) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ — ص۲۷۹

(۲) دیکھیے: جرسِ قافلہ۔

قافلۂ آبلہ منزل: دیکھیے: باریک قافلۂ آبلہ منزل۔

قافلۂ آرزو: دیکھیے: ہزار قافلۂ آرزو۔

قالب[۷]: خشت، پُشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ — ص۱۱

قالبِ خشتِ دیوار: (۱) خانۂ تنگ، ہجومِ دوجہاں کیفیت — جامِ جمشید ہے یہاں قالبِ خشتِ دیوار — ص۲

(۲) وہ شہنشاہ کہ جس کی پئے تعمیرِ سرا — چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار — ص۱۳۲

قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست: چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں — آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست — ص۳۳

قالبِ خشتِ لحد: جفاشوخ و ہوس گستاخِ مطلب ہے، مگر عاشق — نَفَس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے — ص۱۱۵

قالبِ گل: ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن — قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن — ص۵۹

قالب ہا: کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا — ص۲۳

۱۔ قاصر : ایک بار۔
۲۔ قاضیِ حاجات: ایک بار۔
۳۔ قاطع : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ قاعدہ : ایک بار۔
۵۔ قاف : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ قافلہ : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۷۔ قالب : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
قالب ہا : ایک بار [مرکّب]۔

قالی : دیکھیے ــــــ: (۱) ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی۔ (۲) شیر افگنِ میدانِ قالی۔

قالیں [۱]: دیکھیے: خطوطِ روئے قالیں۔

قامت [۲]: (۱) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق — سرو کے قامت پہ گل یک دامنِ کوتاہ ہے — ص ۹۲

(۲) بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا — اگر اِس طُرّۂ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے — ص ۲۴۹

(۳) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ — اگر گل، سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے — ص ۲۱۳

دیکھیے ــــــ: (۴) سروِ قامت۔ (۵) غرورِ طرحِ قامت۔ (۶) فتنۂ قامت۔ (۷) وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت۔ (۸) وصفِ قامت۔ (۹) یادِ قامت۔

قامت آرائی: دیکھیے: سراپا قامت آرائی۔

قامتِ خَم: سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ — قامتِ خَم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ص ۷۸

قامتِ خوباں: وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو — قامتِ خوباں، ہو محرابِ نیازستانِ عجز — ص ۴۴

قامتِ رعنا: اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے — تسلیم فروشی، روشِ کبکِ دری ہے — ص ۴۵۳

قامتِ نوخیز: ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے — آفتابِ صبحِ محشر ہے گُلِ دستارِ دوست — ص ۳۳

قامتِ ہستی: پا مردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی — طاقت اگر اعجاز کرے، تُہمتِ خَم باندھ — ص ۷۱

قائل [۳]: (۱) نہ حشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملّت کا — خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟ — ص ۳۱۲

(۲) رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل — جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟ — ص ۳۴۲

(۳) ہم نہ تبلیغ کے مائل نہ غلو کے قائل — دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تو اب کو ہم — ص ۲۶۵

(۴) کس طرح پڑھتے ہو رک رک کر سبق — ایسے پڑھنے کا تو میں قائل نہیں — [قادرنامہ]

قائلِ خدا و نبیؐ و امام: میں قائلِ خدا و نبیؐ و امام ہوں — بندہ خدا کا اور علیؑ کا غلام ہوں — ص ۲۹۹ [طبعِ ثانی]

قائم [۴]: اسدؔ، پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ آخر — ص ۴۰

---

۱ قالیں : ایک بار [مرکّب]۔
قالی : دو بار [مرکّب]۔
۲ قامت : پندرہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: بارہ بار]۔
۳ قائل : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔
۴ قائم : ایک بار۔

قبا[1]:	(۱)	بالیدگی نیازِ قدِ جاں فزا، اسدؔ		در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند	ص۳۹
	(۲)	یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے		رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا	ص۲۸۷

دیکھیے ــــــ: (۳)، (۴) بندِ قبا [دوبار]۔ (۵) پیچیدگیِ بندِ قبا۔ (۶) تنگیِ قبا۔ (۷) گریبانِ قبا۔ (۸) موجۂ گلبندِ قبا۔ (۹) ہر قبا۔

قبائے جلوہ فزا: قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی — بہ طرزِ گل رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے — ص۱۰۲

قبائے گل: دیکھیے: گلِ جَیبِ قبائے گل۔

قبائے یار: دیکھیے: بندِ قبائے یار۔

قبا[2] (کروں): خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں — جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں — ص۵۵

قبر[3]: گھستے گھستے پانْو میں زنجیر آدھی رہ گئی — مرگئے، پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی — ص۲۸۹

قبرِ کُشتگاں: دیکھیے: شمعِ قبرِ کُشتگاں۔

قبضۂ[4] تیغِ خمِ محراب: اثر میں یہاں تک اے دستِ دُعا حِل تصرّف کر — کہ سجدہ، قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہوجاوے — ص۱۰۵

قبضۂ شمشیر: ریزشِ خونِ وفا ہے، جرعہ نوشی ہائے یار — یہاں گلوئے شیشۂ مے، قبضۂ شمشیر ہے — ص۹۵

قبلہ[5]: (۱) پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محوِ نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں — ص۱۱۶

(۲) ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود — قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں — ص۱۸۷

(۳) دیکھیے: سوئے قبلہ۔ک

قبلہ و ابروئے بُت: قبلہ و ابروئے بُت یک رہِ خوابیدۂ شوق — کعبہ و بُت کدہ، یک محملِ خوابِ سنگیں — ص۷

قبلۂ آلِ نبی: مظہرِ فیضِ خدا، جان و دلِ ختمِ رُسُل — قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں — ص۱۳۲

قبلۂ آئینہ: جوں پرِ طاؤس، جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے — بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع — ص۴۷

قبلۂ اہلِ نظر: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن — قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں — ص۸

قبلۂ چشم و دل: قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ — مظہرِ ذوالجلال وَ الاکرام — ص۱۳۷

---

[1] قبا : بارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دس بار)۔
[2] قبا(۲) : ایک بار۔
[3] قبر : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
[4] قبضہ : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
[5] قبلہ : چودہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: بارہ بار]۔

قبلۂ حاجات: (۱) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے — بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے — ص ۲۱۹

(۲) جنابِ قبلۂ حاجات! اِس بلاکش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس — ص ۲۶۴

قبلۂ کون ومکاں: قبلۂ کون و مکاں خستہ نوازی میں یہ دیر! — کعبۂ امن و اماں عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل! — ص ۱۲۴

قبلۂ ناز: دیکھیے: پرستش گریِ قبلۂ ناز۔

قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز — پھر وہی پردۂ عماری ہے — ص ۲۲۳

قبلۂ نورِ نظر: قبلۂ نورِ نظر کعبۂ اعجازِ مسیح — مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار — ص ۶

قبلہ نما[1]: (۱) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا — کعبہ ایک اَور سہی، قبلہ نما اَور سہی — ص ۳۱۱

(۲) قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں [دیکھیے: قبلہ ۲]

قبول[2]: (۱) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا — ص ۱۴۹

(۲) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دُعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز! — ص ۱۷۱

دیکھیے ــــ: (۳) حسرتِ قبول۔ (۴) مرتبۂ حُسنِ قبول۔

قبولِ کم نگاہی: ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز — اے دل وائے جانِ ناز! اے دین وائے ایمانِ عجز! — ص ۴۳

قتل[3]: (۱) صد رنگ گل کترنا، در پردہ قتل کرنا — تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیامی — ص ۴۷

(۲) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا! — ص ۱۵۰

(۳) آج وھاں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں — عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاویں گے کیا؟ — ص ۱۵۵

(۴) آگا ہے میرے قتل کو، پر جوشِ رشک سے — مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۵) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے — وائے! اگر عہد اُستوار نہیں ہے — ص ۲۰۸

(۶) کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رُو دینا — تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے — ص ۲۲۳

دیکھیے ــــ: (۷) افسونِ عرضِ قتل۔ (۸) بعدِ قتل۔ (۹) بس از قتل۔ (۱۰) تمکینِ بعد از قتل۔ (۱۱) دمِ قتل۔
(۱۲) مژدۂ قتل۔ (۱۳) وقتِ قتل۔ ہنگامِ قتل۔

---

[1] قبلہ نما : دوبار۔

[2] قبول : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔

[3] قتل : بیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چودہ بار]۔
قتل گہ : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

قتلِ اہلِ وفا:	نہ ہووے کیوں کے اُسے فرضِ قتلِ اہلِ وفا	لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے	ص۹۹
قتلِ عاشق:	اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی	کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو	ص۶۸
قتلِ عاشقِ دل دادہ:	اسدؔ کو زیست تھی مشکل، وگرنہ سُن لیتا	کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے	ص۱۰۲
قتلِ رقیب:	تمنائے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ	دعائے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے	ص۱۰۸
قتلِ عشاق:	قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے	یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے	ص۱۱۳
قتل گہ:	ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں	نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو	ص۱۹۸
قتل گہِ اہلِ تمنا:	دیکھیے: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا۔		
قتلِ یک عالم:	دیکھیے: مستعدِ قتلِ یک عالم۔		
قحطِ[1] غمِ اُلفت:	ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ اُلفت اسدؔ	ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا؟	ص۱۵۵
قد[2]:	(۱) تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند	اے طفلِ خود معاملہ! قد سے عصا بلند؟	ص۳۸
	(۲) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود	قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں	ص۱۸۵
	(۳) اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے	کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو	ص۱۹۴
قدِّ آدم:	ترے سروِ قامت سے یک قدِّ آدم	قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں	ص۱۷۹
قدِ جاں فزا:	بالیدگی نیازِ قدِ جاں فزا، اسدؔ	در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند	ص۳۹
قدِّ چمن رویاں:	عروج نشہ ہے سر تا قدم قدِّ چمن رویاں	بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے	ص۷۹
قدِ دل کش:	سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر	تو اِس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے	ص۲۳۴
قد و رُخ:	منظور تھی یہ شکل تجلّی کو نور کی	قسمت کھُلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی	ص۲۴۳
قد و گیسو:	قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمایش ہے	جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمایش ہے	ص۲۴۴
قدِ یار:	(۱) جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم	میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا	ص۱۵۲
	(۲) دیکھیے: عکسِ خیالِ قدِ یار۔		

---

[1] قحط : ایک بار [مرکّب]۔

[2] قد : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: نوبار]۔

قدح[1]: (۱) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد — چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام — ص۱۳۷

(۲) مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں — بروئے سُفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ — ص۱۶۶

(۳) پیوں شراب، اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے — ص۲۴۲

دیکھیے ـــــ: (۴) بزمِ قدح۔ (۵) جوشِ قدح۔ (۶) دَورِ قدح۔ (۷) ردِّ قدح۔ (۸) لبِ قدح۔ (۹) ہوسِ صد قدح شراب۔

قدحِ بادہ: مے کدے میں ہو اگر آرزوے گل چینی — بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار — ص۱۳۲

قدح خوار: دیکھیے: ظرفِ قدح خوار۔

قدحِ عیش: شبِ اختر قدحِ عیش نے محمل باندھا — بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا — ص۱۴

قدح نوشی: دیکھیے: وقتِ قدح نوشی۔

قدر[2]: (۱) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ کہ ہو غربت میں قدر — بے تکلف، ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں — ص۱۸۵

(۲) ہمیں پھر اُن سے اُمید اور اُنھیں ہماری قدر — ہماری بات ہی پوچھیں نہ وہ، تو کیوں کر ہو؟ — ص۱۹۷

(۳) علم ہی سے قدر ہے انسان کی — ہے وہی انسان جو جاہل نہیں — [قادرنامہ]

(۴) امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد — پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو! — ص۲۸۵

قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق: کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خود آرایاں — صدفِ دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے — ص۹۷

قدرِ سنگِ سرِرہ: قدرِ سنگِ سرِ راہ رکھتا ہوں — سخت ارزاں ہے گرانی میری — ص۲۳۱

قدر ومنزلت: (۱) ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت — عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں — ص۷۶

(۲) جو چاہیے، نہیں وہ مری قدر و منزلت — میں یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ ہوں — ص۲۹۹

قدردانِ لفظ و معنی: اسدؔ، اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں، لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا — ص۲۹

قدرت[3]: (۱) اسدؔ، قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبرو ترسا کو — شرارِ سنگِ بُت، بہرِ بِنائے اعتقاد، آتش — ص۴۷

(۲) وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے! — کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں — ص۱۸۷

---

[1] قدح : تیرہ بار[مفرد: دو بار، مرکب: گیارہ بار]۔ — قدرداں : دو بار[مرکب]۔

[2] قدر : آٹھ بار بار[مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔ — [3] قدرت : نو بار[مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

(۳) کروں بیدادِ ذوقِ پر فشانی عرض، کیا قدرت! — کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے، میرے شہ پر کی — ص ۲۰۷

(۴) دیکھیے: مدِّ خامۂ قدرت۔

قدرتِ ایجادِ غنا: دیکھیے: عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا۔

قدرتِ برچیدنِ داماں: اے اسدؔ، دسترسِ وصلِ تمنا معلوم — کاش! ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے — ص ۸۳

قدرتِ حق: (۱) اِن پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام — قدرتِ حق سے یہی، حوریں اگر وھاں ہو گئیں — ص ۱۹۱

(۲) ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب — نظام الدّین کو خسروؔ، سراج الدّین کو غالبؔ — ص ۲۹۳

قدم[۱]: (۱) فتادگی میں قدم اُستوار رکھتے ہیں — بہ رنگِ جادہ سرِ کوے یار رکھتے ہیں — ص ۶۳

(۲) عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ — آج تنخواہِ شکستن ہے کلہِ جبریل کی — ص ۹۱

(۳) طبع کو اُلفتِ دُلدُل میں یہ سرگرمیِ شوق — کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں

(۴) دلِ اُلفت نسبت و سینۂ توحید فضا — نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں — ص ۱۳۵

(۵) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ — رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں — ص ۱۹۱

(۶) مُشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان — نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے — ص ۲۰۵

(۷) رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے! — اُٹھ نہیں سکتا ہمارا جو قدم منزل میں ہے — ص ۲۳۱

(۸) گدا سمجھ کے وہ چُپ تھا، مری جو شامت آئے — اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے — ص ۲۳۶

(۹) مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس — خضرؔ بھی یہاں گر آ جائے تو لے اُن کے قدم — ص ۲۶۵

دیکھیے ____: (۱۰) آہنگِ زمیں بوسِ قدم۔ (۱۱) بساطِ دستگہِ یک قدم۔ (۱۲) بہ قدم۔ (۱۳) جنتِ نقشِ قدم۔ (۱۴) چشمِ نقشِ قدم۔ (۱۵) چند قدم۔ (۱۶) حیرت کدۂ نقشِ قدم۔ (۱۷) دو قدم۔ (۱۸) دوسرا قدم۔ (۱۹)—(۲۱) سرتا قدم [تین بار]۔ (۲۲) شیرازۂ اجزاے قدم۔ (۲۳)، (۲۴) صورتِ نقشِ قدم [دو بار]۔ (۲۵) گلدستۂ صد نقشِ قدم۔ (۲۶) مشقِ نقشِ قدم۔ (۲۷)—(۳۵) نقشِ قدم [نو بار]۔ (۳۶) نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم۔ (۳۷)، (۳۸) ہر قدم [دو بار]۔ (۳۹)، (۴۰) یک قدم [دو بار]۔ (۴۱) یک قدمِ وحشت۔

---

۱ قدم : اکتالیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: تینتیس بار]۔ قدم بوس : تین بار [مرکب]۔

قدم بوس: دیکھیے ـــــــ: (۱) ادراکِ قدم بوس۔ (۲) منعِ قدم بوس۔

قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں: غم و عشرت، قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے | دُعاے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے | ص۸۹

قدمِ چند: زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام | کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا | ص۳۳۶

قدوم[1] بتاں: دیکھیے: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں۔

قدیم[2]: (۱) دستورِ فنِّ شعر یہی ہے قدیم سے | یعنی دُعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام | ص۲۸۳

(۲) امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال | بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام | ص۲۸۳

(۳) دیکھیے: تریاکیِ قدیم۔

قرار[3]: (۱) خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار | کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیداگر کو میں؟ | ص۱۹۰

(۲) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار | یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو؟ | ص۱۹۸

(۳) آ، کہ مری جان کو قرار نہیں ہے | طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے | ص۲۰۸

دیکھیے ـــــــ: (۴) وداعِ قرار۔ (۵) صبر و قرار۔

قُربِ[4] ہر روزہ: مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ! | قربِ ہر روزہ برسبیلِ دوام | ص۱۳۶

قُربِ بساطِ نگاہ: دیکھیے: دور گردِ قُربِ بساطِ نگاہ۔

قُربِ کلیم: دیکھیے: رابطۂ قُربِ کلیم۔

قربانِ[5] اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست: قربانِ اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست | یک آسماں ہے مرتبۂ پُشتِ پا بلند | ص۳۸

قربانِ سازِ یک درد: موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد | مصراعِ نالۂ نَے، سکتہ ہزار جا ہے | ص۹۴

قربانِ لطفِ جورِ بے دل: اسدؔ قربانِ لطفِ جورِ بے دل | خبر لیتے ہیں، لیکن بے دلی سے | ص۹۱

قربانی[6]: دیکھیے ـــــــ: (۱)--(۴) چشمِ قربانی [چار بار]۔ (۵) حیرت سوادِ چشمِ قربانی۔ (۶) سوادِ چشمِ قربانی۔

---

[1] قدوم : ایک بار [مرکّب]۔
[2] قدیم : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔
[3] قرار : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
[4] قرب : تین بار [مرکّب]۔
[5] قربان : تین بار [مرکّب]۔
[6] قربانی : چھے بار [مرکّب]۔

قُرصِ[1] کافوری: گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ | قرصِ کافوری ہے مہر از بہرِ سرما خوردگاں ص ۶۶

قرض[2]: (۱) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! | متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر ص ۱۶۸

(۲) بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض | اور رہتی ہے سود کی تکرار ص ۱۲۶

(۳) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز | ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا ص ۱۵۵

(۴) قرض کی پیتے تھے مَے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں | رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن ص ۱۷۹

قریب[3]: (۱) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے | اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے ص ۲۲۶

(۲) آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب | تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام ص ۲۸۳

قریں[4]: دیکھیے ـــــ: (۱) فطرت وسواس قریں۔ (۲) مجلسِ نشاطِ قریں۔

قسطِ[5] عمر: یک نَفَس، ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عُمر میں | حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے ص ۱۱۴

قَسَم[6]: (۱) مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ | وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی ص ۹۱

(۲) زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر! ورنہ | کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں؟ ص ۱۸۶

(۳) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرر چاہا | ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو ص ۱۹۵

(۴) کھُلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! | قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی ص ۲۰۳

(۵)، (۶) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ! | تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے ص ۲۰۸

(۷) ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے | یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے ص ۲۲۶

(۸)، (۹) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں، غالبؔ | ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے ص ۲۲۸

(۱۰) نہ حشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملت کا | خدا کے واسطے، ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟ ص ۳۱۲

قسمت[7]: (۱) کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا | میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا ص ۱۳

(۲) قسمت بُری سہی، پہ طبیعت بُری نہیں | ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے ص ۱۲۵

---

[1] قُرص : ایک بار [مرتّب]۔
[2] قرض : چار بار۔
[3] قریب : دو بار۔
[4] قریں : دو بار [مرتّب]۔
[5] قسط : ایک بار [مرتّب]۔
[6] قسم : دس بار۔

(۳)،(۴) حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ! — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

(۵) تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قفلِ ابجد — تھا لکھا، بات کے بنتے ہی جُدا ہوجانا — ص۱۵۶

(۶) یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا — اگر اَور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا — ص۱۵۹

(۷) ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں؟ — تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا — ص۱۶۲

(۸) ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ — قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اَور — ص۱۷۱

(۹) شہادت تھی مری قسمت میں، جو دی تھی یہ خو مجھ کو — جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو — ص۱۹۹

(۱۰) دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے — میں اُسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے — ص۱۲۱

(۱۱) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی — ص۲۲۸

(۱۲) میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی — لکھ دیا منجملۂ اسبابِ ویرانی، مجھے — ص۲۳۲

(۱۳) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر — مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی — ص۲۳۵

(۱۴) میری قسمت میں غم گر اِتنا تھا — دل بھی یارب! کئی دیے ہوتے — ص۲۴۳

(۱۵) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی — قسمت کھُلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی — ص۲۴۳

(۱۶) دیکھنا قسمت، وہ آئے اور پھر یوں پھر گئے — [تضمین] — ص۲۹۱

دیکھیے ـــــ: (۱۷) خمار گاہِ قسمت۔ (۱۸) کوتاہیِ قسمت۔ (۱۹) محرومیِ قسمت۔

قسمتِ بختِ رقیب: شوخیِ چشمِ حبیب، فتنۂ ایام ہے — قسمتِ بختِ رقیب، گردشِ صد جام ہے — ص۹۹

قصر[۱]: دیکھیے: دیوارِ قصر۔

قصور[۲]: قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا — ص۱۴۸

قصہ[۳]: (۱) افسانۂ اسدؔ بہ ایں درازی! — اے غم زدہ! قصہ مختصر کر — ص۴۴۸

(۲) ہر بُنِ مو سے، دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۳) کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع — ص۱۷۴

---

۱ قصر : ایک بار [مرکب]۔
۲ قصور : ایک بار۔
۳ قصہ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔

قصہ خوانی: دیکھیے: ذوقِ قصہ خوانی۔

قصۂ کہن: دیکھیے: ورزشِ قصۂ کہن۔

قضا[۱]: (۱) یک جہاں بسملِ اندازِ پر افشانی ہے — دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دُشوار — ص۵

(۲) عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا — گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں — ص۱۷۸

(۳) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت — فقط 'خراب' لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے — ص۲۲۷

(۴) یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بن نہ رہے — قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے! — ص۲۴۷

دیکھیے ______: (۵)،(۶) جوہرِ تیغِ قضا [دوبار]۔ (۷) دستِ قضا۔ (۸) دفعِ پیکانِ قضا۔ (۹) شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا۔ (۱۰)،(۱۱) کلکِ قضا [دوبار]۔ (۱۲) موجِ ابروے قضا۔

قَط[۲]: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے — ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سر نوشت کو — ص۱۹۷

قطِّ خامۂ بہزاد: گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو — شمع ساں ہوجائے قطِّ خامۂ بہزاد، گل — ص۵۲

قطار[۳]: دیکھیے: شتر قطار۔

قطرہ[۴]: (۱) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے — قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سُونگہ آلودہ ہے — ص۱۰۳

(۲) دل میں پھر گریے نے اک شُور اُٹھایا غالبؔ — آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا — ص۱۴۴

(۳) شوق، ہے ساماں ترازِ نازشِ اربابِ عجز — ذرّہ، صحرا دستگاہ و قطرہ، دریا آشنا — ص۱۴۹

(۴) توفیق بہ اندازۂ ہمّت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

(۵) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۶) قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن — ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں — ص۱۸۵

(۷) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہوجائے — کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے — ص۲۳۹

---

۱ قضا : بارہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
۲ قَط : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۳ قطار : ایک بار [مرکّب]۔
۴ قطرہ : اکتالیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: اٹھائیس بار]۔
قطرہا : ایک بار [مرکّب]۔

قطرہ زن : چار بار۔
قطرہ زنی : ایک بار۔
قطرہ سامانی : ایک بار۔
قطرہ قطرہ : ایک بار۔
قطرے : ایک بار۔

	(۸) قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ	جز حیا، پرکارِ سعیِ بے سروپائی نہیں	ص۶۵
	(۹) جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ	قطرے سے مے خانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ	ص۷۲
	(۱۰) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل	کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا	ص۱۲۲
	(۱۱) دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ	دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک	ص۱۷۵
	(۱۲) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن	گرہ ہے حسرتِ آبِ بروئے کار آوردن	ص۴۴۹
	(۱۳) ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب	خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا	ص۱۵۴

دیکھیے ـــــــ :(۱) دلِ ہر قطرہ۔(۲) رہبرِ قطرہ بہ دریا۔(۳) عشرتِ قطرہ۔(۴)،(۵) ہر قطرہ خوں [دوبار]۔
(۶) ہر ایک قطرہ۔(۷) ہر قطرہ عرق۔(۸) یک قطرہ خوں۔

قطرہ زن:	(۱) کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب	کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی	ص۱۰
	(۲) ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب	جز تارِ اشک، جادۂ منزل نہیں رہا	ص۲۰
	(۳) سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں	رہے یھاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں	ص۵۸
	(۴) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال	مَباد حوصلہ معذورِ جستجو جائے!	ص۹۹
قطرہ زنی:	دیکھیے: صرفِ قطرہ زنی۔		
قطرہ سامانی:	دیکھیے: شرمِ قطرہ سامانی۔		
قطرہ فشانی:	نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر	عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی	ص۳۵۵
قطرہ فشانی ہائے مے:	لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی	ہوئی قطرہ فشانی ہائے مے، بارانِ سنگ آخر	ص۳۳
قطرہ قطرہ:	قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا	خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں	ص۱۸۵
قطرہ و موج و حباب:	ہے مشتمل نمودِ صوَر پر وجودِ بحر	یھاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں	ص۱۸۹
قطرہ ہائے خونِ بسمل:	قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ	ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلاّد یھاں	ص۵۷
قطرۂ اشک:	(۱) گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جُراتِ شوق	قطرۂ اشک دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے	ص۱۰۹
	(۲) دیکھیے: ہر قطرۂ اشک۔		

قطرۂ اشکِ کباب: ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب ص۳۱

قطرۂ بے دست وپا: تھا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی ص۴۵۲

قطرۂ خوں: (۱) ہر غنچۂ گل، صورتِ یک قطرۂ خوں ہے — دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت ص۳۲

(۲) نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں — جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گل باز ص۱۷۴

دیکھیے ـــــــ:(۳) ہر یک قطرۂ خوں۔(۴)،(۵)،(۶) یک قطرۂ خوں[تین بار]۔

قطرۂ خونِ جگر: گریہ، سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے ص۱۰۹

قطرۂ خونِ فسردہ: اسدؔ، طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ — شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا ص۴۴۷

قطرۂ شبنم: (۱) لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر — میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر ص۱۹۷

(۲) حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار — خور، قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس ص۳۶

قطرۂ شربت: دیکھیے: ہر قطرۂ شربت۔

قطرۂ مے: قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نَفَس پرور ہوا — خطِّ جامِ مے، سراسر رشتۂ گوہر ہوا ص۱۵۱

قطرۂ نیساں: صفا کب جمع ہوسکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا ص۴۴۵

قطرے: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام — دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم ص۲۶۵

قطع[1]: (۱) ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع اور پھر ہنوز — زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں ص۶۵

(۲) بُرشِ تیغ کا اُس کی، ہے جہاں میں چرچا — قطع ہوجائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں! ص۱۳۴

(۳) جب کہ چودہ منازلِ فلکی — کر چکے قطع تیری تیزیِ گام ص۱۳۶

(۴) قطع کیجیے نہ تعلق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی ص۲۲۰

قطعِ خصومت: ملے گی اِس کو وہ عقلِ نہفتہ داں کہ اِسے — پڑے نہ قطعِ خصومت میں احتیاجِ گواہ ص۲۷۸

قطعِ رہِ اضطراب: رفتارِ عمر، قطعِ رہِ اضطراب ہے — اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے ص۲۰۶

قطعِ زحمت: دیکھیے: گمانِ قطعِ زحمت۔

---

[1] قطع : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: دس بار]۔

قطعِ سفرِ ہستی: قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ — رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا، ہیچ ص ۳۶

قطعِ شب: دیکھیے: دامنِ قطعِ شب۔

قطعِ کفن: مرگ، شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں ص ۶۲

قطعِ لباسِ خانہ ویرانی: بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی — کہ تارِ جادۂ رہ، رشتۂ دامانِ صحرا ہے ص ۸۴

قطعِ محبت: مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اُس سے قطعِ محبت نہیں مجھے ص ۱۲۵

قطعِ نظر: (۱) اُنھیں سوال پہ زُعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے؟ — ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے! ص ۲۴۷

(۲) دیکھیے: صافیِ قطعِ نظر۔

قفا[۱]: کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ — دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں ص ۵۸

قفائے گُل: تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک — بے اختیار دوڑے ہے گُل در قفائے گُل ص ۱۷۶

قفائے خندہ: ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے ص ۲۱۵

قفس[۲]: (۱) کُنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کُھلا — کاشکے! ہوتا قفس کا در کُھلا ص ۱۳۰

(۲) قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو — مرا ہونا بُرا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو؟ ص ۱۹۸

(۳) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! — گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو؟ ص ۲۰۰

(۴) خزاں کیا؟ فصلِ گُل کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو — وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے ص ۲۲۰

(۵) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مُرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس، آشیاں کے لیے ص ۲۳۶

(۶) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص ۲۴۵

(۷) نظر بندِ تصور ہے قفس میں لطفِ آزادی — شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی ص ۴۵۱

دیکھیے ـــــــ: (۸) پرافشاندہ در کُنجِ قفس۔ (۹)، (۱۰) چاکِ قفس [دوبار]۔ (۱۱) طلسمِ قفس۔ (۱۲) کارِ قفس۔ (۱۳) کُنجِ قفس۔

قفسِ دل: پروازِ تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی! ص ۱۰۹

---

۱ قفا : تین بار [مرکب]۔ ۲ قفس : سترہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: دس بار]۔

قفسِ رنگ: قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ — اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۸

قفسِ رنگ و بو: وھاں پر فشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسدؔ — صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو ص۶۸

قفسِ مرغِ گرفتار: مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس ص۱۷۳

قُفلِ[۱] ابجد: دیکھیے ــــــــ: (۱) صورتِ قفلِ ابجد۔ (۲) طلسمِ قفلِ ابجد۔

قُفلِ بے کلید: تھا دلِ وابستہ، قفلِ بے کلید — کس نے کھولا؟ کب کھلا؟ کیوں کر کھلا؟ ص۱۳۹

قُفلِ درِ گنجِ محبت: کیوں اِسے قفلِ درِ گنجِ محبت لکھیے — کیوں اِسے نقطۂ پرکارِ تمنا کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]

قُفلِ زر: دیکھیے: شکلِ قفلِ زر۔

قُفلِ زنگ آلودہ: ہوئی یہ بےخودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے — کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں ص۵۸

قُل[۲]: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل — بجے ہے جُوگ مایا اور دیپی ص۲۶۲

قلزم[۳]: بہ سخن اوج دہِ مرتبۂ معنی و لفظ — بہ کرم داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل ص۱۲۴

قلزم آشامی: لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مے کی آج رگ، مینا کی گردن میں نہیں ص۱۸۵

قلزمِ اُلفت: گردِ ساحل، ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا — گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جائے کدو ص۶۹

قلزمِ خوں: ہے موج زن اک قلزمِ خوں، کاش! یہی ہو — آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے ص۲۴۹

قلزمِ ذوقِ نظر: بےخبر مت کہ ہمیں، بیدردو! خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا ص۱۵

قلزمِ صرصر: غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو — چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے ص۲۱۰

قُلقُل[۴]: دل کی صدائے شکست، سازِ طرب ہے اسدؔ — شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قلقل ہنوز ص۳۴

قَلَم[۵] (۱): لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں — ہر چند اِس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے ص۲۲۶

قلم[۶] (۲): (۱) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت — فقط 'خراب' لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے ص۲۲۷

(۲) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط، تو ہم سے لکھوائے — ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے ص۲۵۰

---

۱ قفل : چھے بار [مرکب]۔

۲ قُل : ایک بار۔

۳ قلزم : چھے بار [مرکب]۔

۴ قلقل : ایک بار۔

۵ قلم (۱) : ایک بار۔

۶ قلم (۲) : تیرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: آٹھ بار]۔

(۳) صرف اظہار ہے ارادت کا ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں ص ۲۸۱

(۴) جاے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق اِس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار ص ۳

(۵) بزم کا التزام گر کیجے ہے قلم میری، ابرِ گوہر بار ص ۱۲۶

دیکھیے:(۶) جُنبشِ قلم۔(۷) جُنبشِ نالِ قلم۔(۸) رفتارِ قلم۔(۹) لوح و قلم۔(۱۰) نالِ قلم۔

قلمِ چند: لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی لاجرم، توڑ کے عاجز قلمِ چند رہا ص ۴۴۶

قلمِ سرنوشت: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سرنوشت کو ص ۱۹۷

قلمِ مانیؔ: دیکھیے: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانیؔ۔

قلم دان[۱]: دیکھیے: نظر فروز قلم دان۔

قلمروِ[۲] اعجاز: دیکھیے: یک نیستاں قلمروِ اعجاز۔

قلمی[۳]: زلفِ سیہ افعی، نظرِ بد، قلمی ہے ہرچند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے ص ۱۰۶

قلیل[۴]: دیکھیے: رقم آموزِ عباراتِ قلیل۔

قُم[۵]: دیکھیے: زمزمۂ قُم۔

قمار[۶] خانۂ عشق: ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق وھاں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں! ص ۱۸۲

قماش[۷]: (۱) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو ریختے کے قماش کو پُود ہے ایک، تار ایک ص ۲۹۹

(۲) دیکھیے: خلقِ حسد قماش۔

قماشِ دام: دیکھیے: صرفِ قماشِ دام۔

قماشِ ہوس: دیکھیے: یک جہاں قماشِ ہوس۔

قمری[۸]: (۱) گلشن میں بندوبست بہ رنگِ دگر ہے آج قمری کا طوق، حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص ۱۶۵

---

۱ قلم دان : ایک بار [مرکّب]۔
۲ قلمرو : ایک بار [مرکّب]۔
۳ قلمی : ایک بار۔
۴ قلیل : ایک بار [مرکّب]۔
۵ قُم : ایک بار [مرکّب]۔
۶ قمار خانہ : ایک بار [مرکّب]۔
۷ قماش : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۸ قمری : چودہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: بارہ بار]۔
قمری پرواز : ایک بار۔

(۲) قمریِ کفِ خاکستر و بلبلِ قفسِ رنگ اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۹

دیکھیے ـــــــ: (۳)—(۵) بیضۂ قمری [تین بار]۔ (۶) پرِ قمری۔ (۷) خلوتِ بال و پرِ قمری۔ (۸) شکلِ قمری۔ (۹)، (۱۰) طوقِ قمری [دو بار]۔ (۱۲) طوقِ گردنِ قمری۔ گردنِ قمری۔ (۱۳) یک بیاباں بیضۂ قمری۔

قمریِ بسمل: کُو تیزیِ رفتار؟ کہ صحرا سے زمیں کو جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں ص۶۰

قمریِ پرواز: کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ، قمری پرواز دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ، طاؤس شکار ص۱۳۲

قناعت[۱]: (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ نقشِ پائے مُور کو تختِ سلیمانی کرے ص۸۲

(۲) ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ ہم ص۱۷۷

قند[۲]: آتشِ گُل پہ قند کا ہے قوام شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام ص۱۳۱ [آم کے لیے]

قندِ بوسۂ شیریں لباں: اُمیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو ص۶۷

قوام[۳]: دیکھیے: قند۔

قوّتِ[۴] نامیہ: کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال قوّتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار ص۱۳۲

قُویٰ[۵]: مضمحل ہوگئے قُویٰ غالبؔ وہ عناصر میں اعتدال کہاں! ص۱۸۲

قول[۶]: (۱) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ! کہتا ہوں سچ، کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۲) قول حافظؔ کا ہے بجا اے دوست "ہر کرا پنج روزہ نوبتِ اوست" ص۲۶۷

(۳) دیکھیے: ہر قول۔

قولِ حضور: مجھے جنوں نہیں غالبؔ، ولے بہ قولِ حضور "فراقِ یار میں تسکین ہو تو کیوں کر ہو" ص۱۹۸ [حضور: بہادر شاہ ظفر]

قولِ ناسخ: غالبؔ! اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخؔ "آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں" ص۱۸۲

قہر[۷]: (۱) ظلم ہے، گر نہ دو سخن کی داد قہر ہے، گر کرو نہ مجھ کو پیار ص۱۲۶

(۲) قہر ہو یا بلا ہو، جو کچھ ہو کاشکے! تم مرے لیے ہوتے ص۲۳۳

---

۱ قناعت : دو بار۔

۲ قند : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

۳ قوام : ایک بار۔

۴ قوّت : ایک بار [مرکّب]۔

۵ قویٰ : ایک بار۔

۶ قول : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

۷ قہر : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔

(۳) ہے قہر، گر اب بھی نہ بنے بات کہ اُن کو | انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے | ص۲۲۵

(۴) سخت مشکل ہوگا سُلجھانا تجھے | قہر ہے دل اِن سے اُلجھانا تجھے | ص۲۶۶

قہر آشنا: دیکھیے: سُراغِ یک نگہِ قہر آشنا۔

قہر وشفقت: لڑاوے گر وہ بزمِ مے کشی میں قہر وشفقت کو | بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا | ص۲۴

قہر وعتاب: دیکھیے: جاں گدازیِ قہر وعتاب۔

قہر وغضب: دیکھیے: درخورِ قہر وغضب۔

قہرمانِ[۱] عشق: گریہ ہائے بے دلاں، گنجِ شرر در آستیں | قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج | ص۳۵

قہقہہ[۲]: دیکھیے: وقتِ قہقہہ۔

قَے[۳]: کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد؟ | مَے ہے، یہ مگس کی قَے نہیں ہے | ص۲۲۹

قیاس[۴]: (۱) اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا | سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہنر کو میں | ص۱۹۰

(۲) اور دوڑائیے قیاس کہاں؟ | جانِ شیریں میں یہ مٹھاس کہاں! | ص۱۳۰ [آم کے لیے]

قیام[۵]: امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال | بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام | ص۲۸۳

قیامت[۶]: (۱) تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر | سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک | ص۵۰

(۲) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی | ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت ڈھیل کی | ص۹۱

(۳) اسد طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے! | خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے | ص۱۱۲

(۴) دَم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز | پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا | ص۱۵۲

(۵) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! | قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا | ص۱۵۷

(۶) رہا گر کوئی تا قیامت سلامت | پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت! | ص۱۶۴

---

۱ قہرمان : ایک بار[مرکّب]۔
۲ قہقہہ : ایک بار[مرکّب]۔
۳ قَے : ایک بار۔
۴ قیاس : دو بار۔
۵ قیام : ایک بار۔
۶ قیامت : تیس بار[مفرد: تیئیس بار، مرکّب: سات بار]۔
قیامت قامتوں: ایک بار۔

(۷) بجز پروازِ شوقِ ناز کیا باقی رہا ہوگا! — قیامت اک، ہوائے تند ہے خاکِ شہیداں پر — ص۱۶۷

(۸)، (۹) جاتے ہوئے کہتے ہو: قیامت کو ملیں گے — کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور — ص۱۷۱

(۱۰) ترے سروِ قامت سے یک قدِ آدم — قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

(۱۱) قیامت ہے کہ سُن لیلٰی کا دشتِ قیس میں آنا — تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟ — ص۱۸۰

(۱۲) میں جو کہتا ہوں کہ ہم لیں گے قیامت میں تمھیں — کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور نہیں — ص۱۸۵

(۱۳) نہیں، کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں — شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں — ص۱۹۲

(۱۴) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ — اِس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

(۱۵) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے؟ قیامت ہے! — مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی؟ — ص۲۰۷

(۱۶) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بُنیاد — جنونِ ساختہ و فصلِ گُل، قیامت ہے! — ص۲۱۳

(۱۷) لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جُنبانی — قیامت، کُشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے — ص۲۱۷

(۱۸) قیامت ہے! کہ ہووے مدّعی کا ہم سفر، غالبؔ — وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

(۱۹) سنبھلنے دے مجھے اے نااُمیدی، کیا قیامت ہے! — کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

(۲۰) تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی — لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال! — ص۲۵۳

(۲۱) تم سلامت رہو قیامت تک — دولت و عزّ و جاہ روز افزوں — ص۲۹۸

(۲۲) فردا و دِی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی — ص۳۳۳

(۲۳) طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا — اسداللہ خاں قیامت ہے! — ص۳۲۰

(۲۴) اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے — کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے — ص۸۴

(۲۵) مت پوچھ اسدؔ غصّۂ کم فرصتیِ زیست — دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے — ص۳۳۳

دیکھیے ____: (۲۶) خرشیدِ قیامت۔ (۲۷) دمِ صبحِ قیامت۔ (۲۸) صبحِ قیامت۔ (۲۹) فتنۂ شورِ قیامت۔

قیامت خاور: دیکھیے: یک قیامت خاور۔

قیمت قامتوں: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش — لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے — ص۷۹

قید[1]: قید میں بھی ہے اسیری، آزاد — چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں — ص ۵۸

(۲) گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا یوں سہی — یہ، جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟ — ص ۱۵۵

(۳) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد — ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا — ص ۱۵۸

(۴) قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر — لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہو گئیں — ص ۱۹۱

(۵) جب مے کدہ چھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید — مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو — ص ۱۹۷

(۶) دیکھیے: طرزِ قید۔

قیدِ حیات: قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں — ص ۱۹۳

(۲) مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات — اور چھماہی ہو سال میں دو بار — ص ۱۲۶

قیدِ زندگی: دیکھیے: سختی ہائے قیدِ زندگی۔

قیدِ ہستی: قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! — اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں — ص ۱۸۱

قیس[2]: (۱) شوق، ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا — ص ۱۴۴

(۲) قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر، سوے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث — ص ۴۴

(۳) قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفس — یک دو چیں دامانِ صحرا پردۂ محمل ہوا — ص ۲۹

(۴) جز قیس اور کوئی نہ آیا بروے کار — صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا — ص ۱۴۳

دیکھیے______: (۵) دشتِ قیس۔ (۶) روے قیس۔ (۷) جنونِ قیس۔ (۸) اخترِ سوختۂ قیس۔ (۹) نفسِ قیس۔

قیس و کوہکن: قدِ وگیسو میں قیس و کوہکن کی آزمایش ہے — جہاں ہم ہیں وہاں دار و رسن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۴

قیصر[3]: (۱) زندگانی پہ اعتماد غلط — ہے کہاں قیصر اور کہیں فغفور — ص ۴۲

(۲) بزم میں میزبانِ قیصر و جم — رزم میں اوستادِ رستم و سام — ص ۱۳۷

(۳) دیکھیے: چہرۂ قیصر۔

---

[1] قید : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پانچ بار]۔

[2] قیس : دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔

[3] قیصر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

قیصرِ رومؔ: جاں نثاروں میں تیرے قیصرِ رومؔ جرعہ خواروں میں تیرے مرشدِ جامؔ ص ۱۳۷

قیل[1] وقال: دیکھیے: عرصۂ قیل وقال۔

قیمت[2]: سرمۂ مُفتِ نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا ص ۱۵۳

(۲) چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت اِس سے لیویں گے کم نہ ہم قیمت ص ۲۶۸

(۳) دیکھیے: زرِ قیمت۔

قیمتِ اوّل: دیکھیے: یوسفؔ بہ قیمتِ اوّل خریدہ۔

قیمتِ دل: دیکھیے ــــــ: (۱)، (۲) شکستِ قیمتِ دل [دوبار]۔ (۳) ہر شکستِ قیمتِ دل۔

قیمتِ گوہر: ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں ص ۶۶

قیود[3]: دیکھیے: سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود۔

---

[1] قیل وقال : ایک بار [مرکب]۔ [3] قیود : ایک بار [مرکب]۔
[2] قیمت : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

ک

کاتب[1] :	ٹکڑے ہوا ہے، دیکھ کے تحریر کو، جگر	کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام	ص۲۸۲
کاتبِ حکم:	کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم	اُس رقم کو دیا طرازِ دوام	ص۳۸
کاٹ[2]:	گر نہ ڈر جاؤ تو دکھلاؤں تمھیں	کاٹ اپنی کاٹھ کی تلوار کا	[قادرنامہ]
کاٹھ[3] :	دیکھیے: کاٹ [دوسرا مصرع]۔		
کار[4] :	دیکھیے ____: (۱) آغازِ کار۔ (۲) آئینہ کارتر۔ (۳)، (۴)، (۵) بروے کار [تین بار]۔ (۶) حُسنِ ویراں کار۔ (۷) عقدہ ہاے کار۔ (۸) نشاطِ کار۔		
کارِ اسد:	ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ	اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب!	ص۳۲
کارِ بادِ صبح :	دریغ! آہِ سحرگہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے	کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی	ص۷۶
کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا:	ہے دلبری کمیں گرِ ایجادِ یک نگاہ	کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا بلند	ص۳۹
کارِ جہاں:	دیکھیے: دل زِ کارِ جہاں اُفتادہ۔		
کارِ قفس :	اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی	یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام	ص۵۵
کارے کشاں :	محتسب سے تنگ ہے از بس کہ کارے کشاں	رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا	ص۲۹
کارِ نگہ :	حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے	گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا سمجھ	ص۷۳
کارخانہ[5] :	کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا	میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا	ص۸۳

---

۱ کاتب : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۲ کاٹ : ایک بار۔
۳ کاٹھ : ایک بار۔
۴ کار : پندرہ بار [مرکب]۔
۵ کارخانہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

کارخانۂ دیبا:	دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار	صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
کارخانۂ طفلی:	خاک بازیِ اُمید کارخانۂ طفلی	یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا	ص۱۳
کارساز[1]:	دیکھیے: خداوندِ کارساز۔		
کارفرما[2]:	(۱) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ	جفا میں اُس کی، ہے انداز کارفرما کا	ص۱۴۸
	(۲) دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار	اِس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا	ص۱۵۱
کارفرمائے دین ودولت وبخت:	کارفرمائے دین و دولت و بخت	چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت	ص۱۳۱
کارفرمائی:	مگر اب ذوقِ بذلہ سنجی کو	ہے جداگانہ کارفرمائی	ص۲۶۲
کارگاہِ[3] برگ ونوا:	دیکھیے: رونقِ کارگاہِ برگ ونوا۔		
کارگاہِ فکر:	دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بے نوائے دل	یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ	ص۷۰
کارگاہِ ہستی:	کارگاہِ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے	برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے	ص۲۱۷
کارگہِ ربطِ نزاکت:	سنگ یہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے	خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار	ص۲
کارگر[4]:	(۱) ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر	عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں	ص۱۸۳
	(۲) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر	تاثیر جُستنِ اشک سے نقشِ برآب ہے	ص۴۵۲
کارگزار[5]:	دیکھیے: غلامِ کارگزار۔		
کارنامۂ[6] راز:	نثر اُس کی، ہے کارنامۂ راز	نظم اُس کی، نگارنامۂ راز	ص۲۶۸
کارواں[7]:	دیکھیے: گردِ کارواں۔		
کاروانِ اشک:	آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک	لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک	ص۵۰
کاروانِ حیرت:	زِ خود گزشتنِ دل کاروانِ حیرت ہے	نگہ غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی	ص۱۱۰

---

۱ کارساز : ایک بار[مرکّب]۔
۲ کارفرما : تین بار[مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔
کارفرمائی : ایک بار۔
۳ کارگاہ : تین بار[مرکّب]۔
کارگہ : ایک بار[مرکّب]۔
۴ کارگر : دوبار۔
۵ کارگزار : ایک بار[مرکّب]۔
۶ کارنامہ : ایک بار[مرکّب]۔
۷ کارواں : تین بار[مرکّب]۔

کاروبار[1]: (۱) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل — کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا — ص۱۴۹

(۲) ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل — بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل — ص۱۷۶

کاروبارِ اسدؔ: دیکھیے: سردسامان وکاروبارِ اسدؔ۔

کاروبارِ شوق: دیکھیے: فرصتِ کاروبارِ شوق۔

کاری[2]: دیکھیے ______: (۱) زخمِ کاری۔ (۲) جویائے زخمِ کاری۔

کاسہ[3]: زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا — چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا — ص۱۳۶

کاسۂ دریوزہ: خشکیِ مَے نے تلف کی مے کدے کی آبرو — کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو — ص۶۸

کاسۂ زانو: (۱) ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں — کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس — ص۴۶

(۲) ہنگامِ تصور ہوں دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے — ص۸۰

کاسۂ سُم: دیکھیے: گردشِ کاسۂ سُم۔

کاسۂ گردوں: نہ پوچھ وسعتِ مَے خانۂ جنوں غالبؔ — جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز — ص۱۷۲

کاشانہ[4]: (۱) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط — کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہوا نہ مانگ — ص۵۰

(۲) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی — در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا — ص۸۵

(۳) وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ — کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار — ص۱۶۷

کاشانۂ ہستی: کاشانۂ ہستی کہ برانداختنی ہے — یہاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے — ص۱۱۱

کاغذ[5]: (۱) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی — وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں — ص۵۸

(۲) ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی — یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے — ص۹۵

(۳) کھُلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! — قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی — ص۲۰۳

(۴) ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا، سو بھی مٹ گیا — ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے — ص۲۱۲

---

[1] کاروبار: چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔
[2] کاری: دو بار [مرکّب]۔
[3] کاسہ: چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
[4] کاشانہ: چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
[5] کاغذ: تیرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
کاغذی: دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

	(۵) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر	مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی	ص۲۲۱
کاغذِ آتش زدہ:	(۱) ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ	داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا	ص۱۹
	(۲) یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت	نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز	ص۱۷۲
	(۳) بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی	ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر	ص۱۲۸
	(۴) کفِ ہر خاکِ بہ گردوں شدہ: قمری پرواز	دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: طاؤس شکار	ص۱۳۲
	(۵) حیرتِ کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر	تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے	ص۱۰۸
کاغذِ ابری:	پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں	یہ تنک مایہ، ہے فریادیِ جوشِ ایثار	ص۴
کاغذِ باد:	دیکھیے: صورتِ کاغذِ باد۔		
کاغذِ سرمہ:	داد خواہِ تپش و مُہرِ خموشی برلب	کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا	ص۴۸
کاغذی :	(۱) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟	کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا	ص۱۴۲
	(۲) دیکھیے: مثلِ پتنگِ کاغذی۔		
کاف[1] :	دیکھیے: کششِ کافِ کرم۔		
کافَر[2](۱):	(۱) حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے	آخر گناہگار ہوں، کافَر نہیں ہوں میں	ص۱۹۰
	(۲) چھوڑوں گا میں نہ اُس بُتِ کافر کا پوجنا	چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافَر کہے بغیر	ص۱۲۹
	(۳) دیکھیو، غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی!	ہے ولی پوشیدہ اور کافَر کھُلا	ص۱۴۰
کافِر(۲) :	(۱) وسعتِ رحمتِ حق دیکھ کہ بخشا جاوے	مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا	ص۱۴
	(۲) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ	غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا	ص۱۴۷
	(۳) لے تو لوں سوتے میں اُس کے پانْو کا بوسہ، مگر	ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا	ص۱۵۱
	(۴) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے	کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا	ص۱۵۸
	(۵) یہ قاتل، وعدۂ صبر آزما کیوں؟	یہ کافر، فتنۂ طاقت رُبا کیا!	ص۱۵۸

---

۱ کاف : : ایک بار [مرکّب]۔

۲ کافر(۱،۲) : اٹھارہ بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: ایک بار]۔

(۶) دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ! — نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں — ص ۱۸۰

(۷) ملتی ہے خوے یار سے نار التہاب میں — کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں — ص ۱۸۸

(۸) کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! — قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی — ص ۲۰۳

(۹) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی — وائے ناکامی کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے — ص ۲۱۳

(۱۰) کثرت آرائیِ وحدت، ہے پرستاریِ وہم — کردیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے — ص ۲۲۲

(۱۱) قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہم سفر، غالبؔ! — وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے مجھ سے — ص ۲۲۵

(۱۲) بدگماں ہوتا ہے وہ کافر، نہ ہوتا کاشکے! — اِس قدر ذوقِ نواے مرغِ بُستانی مجھے — ص ۲۳۲

(۱۳) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا — اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے — ص ۲۵۰

(۱۴) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے — رکھے امام سے جو بُغض، کیا کہیں اُس کو؟ — ص ۲۸۶

(۱۵) دیکھیے: بُتِ کافر۔

کافور[1]: رہا کس جُرم سے میں بے قرارِ داغ ہم طرحی؟ — سمندر کو پر پروانہ سے کافور مَلتے ہیں — ص ۶۴

کافوری: دیکھیے ـــــــ: (۱) شمعِ کافوری۔ (۲) قرصِ کافوری۔

کافی[2]: کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت — ص ۱۶۴

کاکل[3]: (۱) ہے گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں، کاکل — موئنہ بافتنِ ریشۂ سُنبل تا چند؟ — ص ۳۹

(۲) کثرتِ جوشِ سویدا سے، نہیں تِل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے — ص ۲۵۴

دیکھیے ـــــــ: (۳) آرائشِ خَمِ کاکل۔ (۴) انتظارِ جلوۂ کاکل۔ (۵)، (۶)، (۷) حلقۂ کاکل [تین بار]۔

کاکلِ سرکش: سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا — یہ زمرّد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا — ص ۱۲۲

کالبد[4] صورتِ دیوار: جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے — ص ۲۳۳

کام[5] (۱): (۱) اُس کی اُمت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبدِ بے در کھلا — ص ۱۶۱

---

[1] کافور: ایک بار۔
کافوری: دوبار [مرکّب]۔
[2] کافی: ایک بار۔
[3] کاکل: آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔
[4] کالبد: ایک بار۔
[5] کام (۱،۲): اُنتالیس بار [مفرد: اُنتیس بار، مرکّب: دس بار]۔

(۲) یہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گلِ پیام رہا ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا ص ۳۰

(۳) میرا اپنا جدا معاملہ ہے اَور کے لین دِین سے کیا کام ص ۱۳۶

(۴) زہرِ غم کرچکا تھا میرا کام تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام ص ۱۳۷

(۵) تھی نو آموزِ فنا ہمّتِ دشوار پسند سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا ص ۱۴۴

(۶) دلِ حسرت زدہ، تھا مائدۂ لذّتِ درد کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا ص ۱۴۴

(۷) ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں کرے ہے ہر بُنِ مو کام چشمِ بینا کا ص ۱۴۷

(۸) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما کام گر رُک گیا، روا نہ ہوا ص ۱۶۲

(۹) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا ص ۱۶۲

(۱۰) کام اُس سے آپڑا ہے کہ جس کا جہان میں لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر ص ۱۶۹

(۱۱) مقصد ہے ناز وغمزہ، ولے گفتگو میں کام چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر ص ۱۶۹

(۱۲) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے! جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں ص ۱۸۹

(۱۳) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام! دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں ص ۱۹۲

(۱۴) غالبِ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں ص ۱۹۳

(۱۵) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ! ترے بے مہر کہنے سے، وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو؟ ص ۲۰۰

(۱۶) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

(۱۷) نظارے نے بھی کام کیا وھاں نقاب کا مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی ص ۲۳۳

(۱۸) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہوجائے کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے ص ۲۳۹

(۱۹) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں، اے مرگ! رہنے دے مجھے یھاں کہ ابھی کام بہت ہے ص ۲۴۵

(۲۰) بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے ص ۲۴۶

(۲۱) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص ۲۴۹

(۲۲) عشق نے غالبؔ نکمّا کردیا ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے ص ۲۵۰

(۲۳) ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے — کرتے ہیں درنگ کام کرنے والے
کہتے ہیں، کہیں خدا سے، اللہ اللہ! — وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے — ص۲۵۴

(۲۴) تین نشروں سے کام کیا نکلے — اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے — ص۲۶۷

(۲۵) ہز بز بیخ سے لیتا ہے کام شانے کا — کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ — ص۲۷۷

(۲۶) ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو — چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام — ص۲۸۳

(۲۷) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا — ص۱۵

(۲۸) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے — نفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا — ص۴۴۴

(۲۹) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا — ص۱۵۰

کام(۲): دیکھیے ــــــــ: (۱) تشنہ کام۔ (۲) تلخ کام۔ (۳) دشمن کام۔ (۴) بیانِ طلب کام۔ (۵) معدنِ جواہر کام۔ [مزید دیکھیے: خمارِ تشنہ کامی۔ تاثیرِ تلخ کامی]۔

کامِ دل: بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد — ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! — ص۳۷

کامِ دلِ خستہ: نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ، گردوں — جگر خائیِ جوشِ وحشت سلامت — ص۳۳

کامِ نہنگ: دیکھیے: حلقۂ صد کامِ نہنگ۔

کام و دہن: دیکھیے: تلخیِ کام و دہن۔

کام و زباں: تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں — تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں — ص۱۳۵

کامرانی[۱]: دیکھیے: ہوائے کامرانی۔

کامیاب[۲]: میں نامراد دل کی تسلّی کو کیا کروں! — مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے — ص۲۰۶

کامل[۳]: (۱) عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنر مندی اسدؔ! — نقص پر اپنے ہوا جو مطّلع، کامل ہوا — ص۲۹
(۲) ہرچند کہ دوستی میں کامل ہونا — ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا — ص۱۱۷
دیکھیے ــــــــ: (۳) امتیازِ ناقص و کامل۔ (۴) سخنورانِ کامل۔

۱۔ کامرانی: ایک بار [مرکب]۔
۲۔ کامیاب: ایک بار۔
۳۔ کامل: چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

کان[1] (۱):	(۱) پنبۂ مینائے مے رکھ لو تم اپنے کان میں	مَے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے	ص۱۰۳
	(۲) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے	نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے	ص۲۱۷
	(۳) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط تو ہم سے لکھواوے	ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے	ص۲۵۰
کانوں:	(۱) نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مُرغِ اسیر	رشتۂ پا یھاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے	ص۸۲
	(۲) کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام	اِس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں	ص۱۲۹
کان:[2] (۲)	کان ہوا چرچا جو میرے پانو کی زنجیر بننے کا	کیا بیتاب کاں میں جُنبشِ جوہر نے آہن کو	ص۱۹۸
کانٹا:[3]	اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں	ورنہ کانٹے میں تُلے ہے سخنِ سنجیدہ	ص۴۵۱
کانٹوں:	(۱) کانٹوں دردِ اظہارِ تپش کسوتِ گُل معلوم!	ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سِلایا ہے مجھے	ص۱۰۸
	(۲) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب!	اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے	ص۲۳۳
کانٹے:	نشانِ بے قرارِ شوق جُز مژگاں نہیں باقی	کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے	ص۷۹
کاوش[4]:	کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز	ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا	ص۱۵۵
	(۲) دیکھیے: لذّتِ کاوش۔		
کاوشِ ایجادِجلوہ:	سعیِ خرام کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے	جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کار تر	ص۴۱
کاوشِ دُزدِ حنا:	کاوشِ دُزدِ حنا پوشیدہ افسوں ہے مجھے	ناخنِ انگشتِ خوباں نعلِ واژوں ہے مجھے	ص۹۹
کاوشِ شوخی:	وا کر سکے یھاں کون بجز کاوشِ شوخی	جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم	ص۴۴۸
کاوشِ غمِ ہجراں:	دیکھیے: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں۔		
کاوش فروشیِ مژۂ تیز:	مُفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہائے ناز	کاوش فروشیِ مژۂ تیز یک طرف	ص۴۹
کاوشِ فکرِ سخن:	دیکھیے: سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن۔		
کاوشِ ناخن:	دیکھیے: ذوقِ کاوشِ ناخن۔		

---

[1] کان(۱) : تین بار۔ کانوں : دو بار۔ کانٹوں : دو بار۔

[2] کان(۲) : ایک بار۔ کانٹے : ایک بار [بہ طورِ جمع]۔

[3] کانٹا : ایک بار۔ [4] کاوش : گیارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دس بار]۔

کاوش ہائے مژگاں: (۱) دیکھیے: بیدادِ کاوش ہائے مژگاں۔

(۲) دیکھیے: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں۔

کاوکاوِ[1] سخت جانی ہائے تنہائی: کاو کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ | صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوئے شیر کا ص ۱۴۲

کاہ[2]: دیکھیے ــــــ: (۱) آبِ زیرِ کاہ۔ (۲) انیسِ پرِ کاہ۔ (۳) شہ پرِ کاہ۔ (۴) یک پرِ کاہ۔

کاہش[3]: (۱) دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقی بھی، کہ اب | بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے ص ۱۰۰

(۲) تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں | ہاں فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں ص ۲۹۰

کاہکشاں[4]: ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدیں خاں | بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا ص ۲۸۸

کاہلی[5]: (۱) پر افشاں ہوگئے شعلے ہزاروں | رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے ص ۹۱

(۲) کیا ہے ترکِ دُنیا کاہلی سے | ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے ص ۹۱

کائنات[6]: (۱) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے | پرتو سے آفتاب کے ذرّے میں جان ہے ص ۲۰۳

(۲) دیکھیے: سرِ تعمیرِ کائنات۔

کائی[7]: سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی | بن گیا روئے آب پر کائی ص ۲۵۱

کباب[8]: دیکھیے ــــــ: (۱) اشکِ کباب۔ (۲) قطرۂ اشکِ کباب۔

کبابِ دل: دیکھیے: پختگی ہائے کبابِ دل۔

کبابِ دل سمندر: مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں | بروئے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ ص ۱۲۶

کبار[9]: دیکھیے: اصحابِ کبار۔

کبریا[10]: دیکھیے: شمعِ انجمنِ کبریا۔

۱۔ کاوکاو : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ کاہ : چار بار [مرکّب]۔
۳۔ کاہش : دو بار۔
۴۔ کاہکشاں : ایک بار۔
۵۔ کاہلی : دو بار۔
۶۔ کائنات : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۷۔ کائی : ایک بار۔
۸۔ کباب : چار بار [مرکّب]۔
۹۔ کبار : ایک بار [مرکّب]۔
۱۰۔ کبریا : ایک بار [مرکّب]۔

کبک[۱]: دیکھیے: خندۂ بے خودیِ کبک۔

کبکِ دری: دیکھیے: روشِ کبکِ دری۔

کبوتر[۲]: بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا — صفحۂ نامہ غلافِ بالشِ پر ہوگیا — ص۲۹

دیکھیے ____: (۲) پشتِ کبوتر۔ (۳) خونِ کبوتر۔

کبود[۳]: دیکھیے: پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود۔

کپڑا[۴]: حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

کپڑوں: جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں — کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں — ص۲۹۸

کتاب[۵]: (۱) کل اُس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے — کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام — ص۲۶۳

(۲)، (۳) نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع — نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام — ص۲۶۳

(۴) نہیں اِس کا جواب عالم میں — نہیں ایسی کتاب عالم میں — ص۲۶۷

(۵) منطبع جب کہ ہوچکے گی کتاب — زرِ قیمت کا ہوگا اَور حساب — ص۲۶۸

(۶)، (۷) دیکھیے: گردِ کتاب [دوبار]۔

کتابِ طرب نصاب: اِس کتابِ طرب نصاب نے جب — آب و تاب انطباع کی پائی — ص۲۶۲

کتاں[۶]: دیکھیے ____: (۱) پارۂ چاکِ کتاں۔ (۲) فرشِ کتاں۔

کثافت[۷]: لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی — چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا — ص۱۴۸

کثافت ہا: دیکھیے: اظہارِ کثافت ہا۔

کثرت[۸] آرائیِ وحدت: کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم — کردیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے — ص۲۲۲

---

۱ کبک : دوبار [مرکب]۔
۲ کبوتر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
۳ کبود : ایک بار۔
۴ کپڑا : ایک بار۔
کپڑوں : ایک بار۔
۵ کتاب : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تین بار]۔
۶ کتاں : دوبار [مرکب]۔
۷ کثافت : ایک بار۔
کثافت ہا : ایک بار۔
۸ کثرت : گیارہ بار [مرکب]۔

کثرتِ اندوہ:	کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ	یا علیؑ! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے	ص۱۰۴
کثرتِ انشاے مضمونِ تحیّر:	کثرتِ انشاے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ!	ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے	ص۱۰۳
کثرتِ تکلیف:	دیکھیے: پامردِ کثرتِ تکلیف۔		
کثرتِ جور وستم:	کثرتِ جور وستم سے ہوگیا ہوں بے دماغ	خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے	ص۷۸
کثرتِ جوشِ سویدا:	کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تِل کی جگہ	خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے	ص۳۵۴
کثرتِ دل ہاے خلق:	اسدؔ نے کثرتِ دل ہاے خلق سے جانا	کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی	ص۹۶
کثرتِ سرمایہ اندوزی:	ہلال آسا تہی رہ، گر کُشادن ہاے دل چاہے	ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر	ص۳۰
کثرتِ غم:	ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی	کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے	ص۲۱۰
کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ:	اے کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ!	ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ	ص۱۱۸
کثرتِ نظّارہ:	حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو	کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظّارہ سے وا ہو	ص۱۹۴
کثیر[1]:	دیکھیے: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر۔		
کجباز[2]:	دیکھیے: چرخِ کجباز۔		
کج کلاہی[3]:	دیکھیے: اندازِ آفرینِ کج کلاہی۔		
کجیِ[4] یک خطِ مسطر:	موجِ خمیازۂ یک نشّہ، چہ اسلام و چہ کفر	کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں	ص۷
کدو[5]:	گردِ ساحل ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا	گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جاے کدو	ص۶۹
کدورت[6]:	نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف!	رکھتے ہو مجھ سے اِتنی کدورت، ہزار حیف!	ص۴۶
کدورت کش:	آئینہ نَفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش	عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے	ص۸۰
کدورتیں:	ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں	پائی جگہ بھی دل میں تو ہوکر غبار، حیف!	ص۴۹

---

۱ کثیر: ایک بار [مرکّب]۔ ۲ کجباز: ایک بار [مرکّب]۔

۳ کج کلاہی: ایک بار [مرکّب]۔

۴ کجی: ایک بار [مرکّب]۔

۵ کدو: ایک بار [مرکّب]۔

۶ کدورت: دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

کدورتیں: ایک بار [مرکّب]۔

کرامات[1]: وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے — صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے — ص۱۱۶

کربلا[2]: دیکھیے: شہیدِ تشنہ لبِ کربلا۔

کردن[3]: دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر زِ گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے — ص۱۱۴

کردنِ بے فائدہ: دیکھیے: خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ۔

کردگاں: دیکھیے: خونا کردگاں۔

کردنی: (۱) اے عدوے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ — کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست — ص۴۳
(۲) تصوّر کردنی۔ (۳) تماشا کردنی۔

کردہ: (۱) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد — یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے — ص۲۱۹
دیکھیے ______: (۲) آشیاں گم کردہ۔ (۳) خوکردۂ اختر شماری۔ (۴) خوکردۂ دیدار۔ (۵) غبارِ گم کردہ سیر۔ (۶) گم کردہ رہ۔ (۷) مدّعا گم کردہ۔ (۸) نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ۔ (۹) وحشیِ خوکردۂ نظّارہ [مزید دیکھیے: ناکردہ گناہوں]۔

کرشمہ[4]: (۱) نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا — کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تُند خو کیا ہے؟ — ص۲۴۱
(۲) زِہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب — کہ بن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے، کیا کہیے! — ص۲۴۷

کرم[5]: (۱) اے آبلے! کرم کر، یھاں رنجہ یک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت، اے یادگارِ صحرا! — ص۳۶
(۲) بیش از نفَس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی — تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! — ص۴۹
(۳) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل — بے گہر صدف، گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے — ص۸۹
(۴) بہ سخن اوج دہِ مرتبۂ معنی و لفظ — بہ کرم داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل — ص۱۲۴
(۵) وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یھاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا — ص۱۴۵
(۶) جب کرم رُخصتِ بیباکی و گستاخی دے — کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں — ۱۸۲

---

۱ کرامات : ایک بار۔
۲ کربلا : ایک بار [مرکّب]۔
۳ کردن : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
کردگاں : ایک بار۔
کردنی : تین بار۔
کردہ : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
۴ کرشمہ : دو بار۔
۵ کرم : اکیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

(۷) میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں — یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے — ص ۲۲۱

دیکھیے ____: (۸) تماشائے اہلِ کرم۔ (۹) جوشِ طوفانِ کرم۔ (۱۰) دستِ کرم۔ (۱۱) سر بہ زانوے کرم۔
(۱۲) عاشقِ اہلِ کرم۔ (۱۳) عطا و بذل و کرم۔ (۱۴) کششِ کافِ کرم۔ (۱۵) لطفِ کرم۔ (۱۶) لطف و کرم۔
(۱۷) معنیِ لفظِ کرم۔ (۱۸) نذرِ کرم۔ (۱۹) وسعتِ سعیِ کرم۔

کرم شیوۂ بے شبہ وعدیل: دیکھیے: جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل۔

کرمِ کلبِ علی خاں: دیکھیے: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں۔

کرمکِ[1] شب تاب: ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ — کرمکِ شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے — ص ۸۲

کریلے[2]: دیکھیے: کڑوے کریلے۔

کریم[3]: دیکھیے: خدائے کریم۔

کڑوڑوں[4]: خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن — کڑوڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار، گرہ — ص ۲۷۹

کڑوڑوں بناو: اک خوں چکاں کفن میں کڑوڑوں بناو ہیں — پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی — ص ۲۴۳

کڑوے[5] کریلے: وہ کھٹّے کہاں پائیں املی کے پھول؟ — وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟ — ص ۲۶۴

کڑی[6]: چال، جیسے کڑی کمان کا تیر — دل میں ایسے کے جا کرے کوئی — ص ۲۴۲

کسبِ[7] جمعیت: نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں جُز کسبِ جمعیت — سویدا میں نفَس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے — ص ۸۱

کسبِ رنگِ فروغ: کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ — خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے — ص ۲۴۳

کسبِ سعادت: پانْو سے تیرے ملے فرقِ ارادت، اورنگ — فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت، اکلیل — ص ۱۲۳

کسوتِ[8] ایجادِ بلبل: شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل — کسوتِ ایجادِ بلبل، خارِ خارِ نغمہ ہے — ص ۸۷

کسوتِ تاک: کسوتِ تاک میں ہے نشّۂ ایجادِ ازل — سُبحۂ عرضِ دوعالم بہ کفِ آبلہ دار — ص ۳

---

۱ کرمک : ایک بار [مرکّب]۔
۲ کریلے : ایک بار۔
۳ کریم : ایک بار [مرکّب]۔
۴ کڑوڑوں : دو بار۔
۵ کڑوے : ایک بار۔
۶ کڑی : ایک بار۔
۷ کسب : تین بار [مرکّب]۔
۸ کسوت : آٹھ بار [مرکّب]۔

کسوتِ رسوائی: بوے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب — وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رُسوائی ہے — ص۱۰۴

کسوتِ طاؤس: جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار — رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی — ص۹۶

کسوتِ عرقِ شرم: بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مَباد، حوصلہ معذورِ جستجو جانے — ص۹۹

کسوتِ عروجِ تغافل: ہے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر — ص۴۰

کسوتِ فانوس: دیکھیے: خارِ کسوتِ فانوس۔

کسوتِ گل: جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل — سر تا بہ پا ہوں جَیبِ دریدہ — ص۴۵۱

کُشادِ[1] پرِ رنگ: بزم: داغِ طرب و باغ: کشادِ پرِ رنگ — شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند — ص۳۹

کُشادِ خاطرِ وابستہ: ہے کُشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن — تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے — ص۲۱۴

کُشادِ عقد: زِبس بُجز حُسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر — کُشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے — ص۸۹

کُشادِ عقدۂ مشکل: دیکھیے: بلذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

کُشاد وبستِ مژہ: زِبس کہ مشقِ تماشا، جنوں علامت ہے — کُشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے — ص۲۱۴

کشادن[2] ہاے دل: ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہاے دل چاہے — ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر — ص۴۰

کُشادہ[3]: دیکھیے ـــــ: (۱) بالِ کشادہ۔ (۲) جبینِ کشادہ۔ (۳) چشمِ کشادہ۔ (۴) چشمِ واکشادہ۔ (۵) چشم ہاے کشادہ۔

کشادہ رُخ: کشادہ رُخ نہ پھرے کیونکے اِس زمانے میں — بچی نہ از پیِ بندِ نقابِ یار گرہ — ص۲۷۹

کشاکش[4]: (۱) حُسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد — ص۱۶۶

(۲) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو — ص۱۹۸

(۳) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جُرم کس کا ہے؟ — نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

کشاکشِ زبانی: تپشِ دلِ شکستہ پَیِ عبرت، آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی — ص۹

کشاکشِ غمِ پنہاں: تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا — فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے — ص۲۳۷

کشاکش ہاے ہستی: کشاکش ہاے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر، موجِ آب کو فرصت روانی کی — ص۲۰۶

---

۱ کُشاد: پانچ بار [مرکّب]۔
۲ کُشادن: ایک بار۔
۳ کُشادہ: چھے بار [مرکّب]۔
۴ کشاکش: چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔

گُشایش[1]: بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے | کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص ۱۴۳

کِشت[2] (۱): غالبؔ کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے | خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو ص ۱۹۷

کِشتِ خشک: اسدؔ سودائے سرسبزی سے، ہے تسلیم رنگیں تر | کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پرواخرام اُس کا ص ۴۴

کِشتِ سپند: نالہ ہا حاصلِ اندیشہ، کہ جوں کشتِ سپند | دلِ ناسوختہ، آتش کدۂ صد تب تھا ص ۴۴

کِشتِ سپندِ صد جگر اندوختن: اے شعلہ! فرصے، کہ سویدائے دل سے ہوں | کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز ص ۴۲

کِشتِ وفا: دیکھیے: ہوائے کشتِ وفا۔

کِشت[3] (۲): آئی اگر بلا، تو جگہ سے ٹلے نہیں | ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کشت کو ص ۳۰۱

کُشتگاں[4]: دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش | مضرابِ تارہائے گلوئے بُریدہ ہوں ص ۶۱

دیکھیے ______: (۲) خاکِ کشتگاں۔ (۳)، (۴) خونِ کشتگاں [دو بار]۔ (۵) شمعِ قبرِ کشتگاں۔

کُشتگانِ شوق: دیکھیے: کفنِ کشتگانِ شوق۔

کُشتگانِ عشق: برخاک اوفتادگیِ کشتگانِ عشق | ہے سجدۂ سپاس بہ منزل رسیدگی ص ۲۵۴

کُشتن[5]: دیکھیے: ذوقِ کُشتن۔

کُشتوں[6]: جنّت ہے تیری تیغ کے کُشتوں کی منتظر | جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص ۱۸

کُشتہ[7]: دیکھیے ______: (۱)۔۔(۱۰) چراغِ کُشتہ [دس بار، بہ طورِ جزوِ ردیف]۔ (۱۱)، (۱۲) شمعِ کشتہ [دو بار]۔

(۱۳)، (۱۴) دودِ شمعِ کشتہ [دو بار]۔

کُشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں: کُشتۂ افعیِ زلفِ سیہ شیریں کو | بیستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار ص ۲

کُشتۂ اُلفت: دیکھیے: مسیحِ کشتۂ الفت۔

کُشتۂ تغافل: کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو | کشتۂ تغافل کو خصم خوںبہا پایا ص ۱۳

---

[1] گُشایش: : ایک بار۔

[2] کِشت (۱) : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

[3] کِشت (۲) : ایک بار۔

[4] کُشتگاں : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

[5] کُشتن : ایک بار [مرکّب]۔

[6] کُشتوں : ایک بار۔

[7] کُشتہ : چھبیس بار [مرکّب]۔

کُشتۂ تیغِ جفا: مسیح جس سے کرے اخذ فیضِ جاں بخشی — ستم ہے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

کُشتۂ جاں بخشیِ خوباں: دیکھیے: حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں۔

کُشتۂ دشمن: عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے — کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست — ص۱۶۴

کُشتۂ ذوقِ شعر: زندۂ شوقِ شعر کو ایک، چراغِ انجمن — کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار، ایک — ص۲۹۶

کُشتۂ گل: دیکھیے: دودِ شمعِ کشتۂ گل۔

کُشتۂ لعلِ بتاں: لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جُنبانی — قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے — ص۲۱۷

کشتی[1]: (۱) اسدؔ! جز آب بخشیدن ز دریا، خضر کو کیا تھا؟ — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی — ص۷۷

(۲) ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی — ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا — ص۲۸۷

(۳) اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو — ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا — ص۲۸۸

(۴) اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری؟ — دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے — ص۳۱۲

کشتیِ عالم: کشتیِ عالم بہ طوفانِ تغافل دے، کہ ہیں — عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ ہم — ص۵۲

کشتیِ مَے: دیکھیے: بادبانِ کشتیِ مَے۔

کشش[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) زلفِ معشوق کشش۔ (۲) فرطِ کشش۔ (۳) وحشتِ فرصتِ یک جَیب کشش۔

کششِ دم: تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم — کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرِّ ثقیل — ص۱۲۴

کششِ کافِ کرم: لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالبؔ — جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو — ص۱۹۵

کشمکش[3]: (۱) کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش — عافیت، سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ ہے — ص۱۰۳

(۲) کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش — اے خوشا! رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے — ص۱۰۳

(۳) جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی — دل بھی اگر گیا، تو وہی دل کا درد تھا — ص۱۵۴

(۴) ادب ہے اور یہی کشمکش، تو کیا کیجیے؟ — حیا ہے اور یہی گومگو، تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

(۵) اِس کشمکش میں آپ کا مداح دردمند — آقائے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام — ص۲۸۳

---

[1] کشتی: چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] کشش: پانچ بار [مرکّب]۔

[3] کشمکش: گیارہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: سات بار]۔

دیکھیے ____:(۶) معافِ پیچ وتابِ کشمکش۔(۷) وقفِ کشمکش۔

کشمکشِ چارۂ زحمت: دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام — مِٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہو جانا — ص ۱۵۶

کشمکشِ حسرتِ دیدار: دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار — آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے — ص ۲۱۹

کشمکشِ دامِ وفا: دیکھیے: اسیرِ ستم کشمکشِ دامِ وفا۔

کشمکشِ نزع: ہوں کشمکشِ نزع میں، ہاں جذبِ محبت! — کچھ کہہ نہ سکوں، پر وہ مرے پوچھنے کو آئے — ص ۲۳۹

کشمیر[1]: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ! — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص ۵۷

کشودِ[2] چشم: گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم شب پیدا — نمک ہے شمع میں جوں موم جادو خواب بستن کا — ص ۲۷

کشودِ غنچۂ خاطر: کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل! — صبا خرامیِ خوباں بہار ساماں ہے — ص ۱۰۲

کشودہ: آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے — اے عندلیب! چل، کہ چلے دن بہار کے — ص ۲۱۰

دیکھیے ____:(۲) چشمِ کشودہ۔(۳) مژگانِ کشودہ۔

کشورِ[3] آئینہ: مہِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے — تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا — ص ۱۱

کشورِ پنجاب: دیکھیے: فرماں روائے کشورِ پنجاب۔

کشورِ روس: یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس — ص ۲۷۷

کشورِ گفت وشنود: دیکھیے: غریبِ کشورِ گفت وشنود۔

کشور ولشکر: دیکھیے: ملاذِ کشور ولشکر۔

کشورِ ہندوستان: دیکھیے: فرماں روائے کشورِ ہندوستان۔

کشیدن[4]: (۱) مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! — بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے — ص ۱۳

(۲) دیکھیے نَے کشیدن۔

کشیدن ہائے نقشِ روے یار: دیکھیے: فکرِ کشیدن ہائے نقشِ روے یار۔

---

۱ کشمیر : ایک بار [مرکّب]۔

۲ کشود : دوبار [مرکّب]۔
کشودہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

۳ کشور : چھے بار [مرکّب]۔

۴ کشیدن : دوبار۔
کشیدن ہا : ایک بار [مرکّب]۔

کشیدہ[1]: (۱) ہے دستِ رد بہ سیرِ جہاں، بستنِ نظر — پائے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں — ص۶۱

دیکھیے ـــــــ:(۲) دردِ کشیدہ۔ (۳) دمِ سردِ کشیدہ۔ (۴) نالۂ کشیدہ۔ [مزید دیکھیے: ناکشیدہ]۔

کعبہ[2]: (۱) ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کُفر — کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے — ص۲۴۹

(۲) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا — کعبہ ایک اَور سہی، قبلہ نما اَور سہی — ص۳۱۱

(۳) شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم! — آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں — ص۵۸

(۴) کعبے میں جا، بجائیں گے ناقوس — اب تو باندھا ہے دَیر میں احرام — ص۱۳۷

(۵) کعبے میں جارہا تو نہ دو طعنہ، کیا کہیں — بھولا ہوں حقِّ صحبتِ اہلِ کنشت کو — ص۱۹۷

(۶) وفاداری بہ شرطِ استواری اصلِ ایماں ہے — مرے بُت خانے میں، تو کعبے میں گاڑو برہمن کو — ص۱۹۹

(۷) کعبے کس مُنہ سے جاؤ گے غالبؔ! — شرم تم کو مگر نہیں آتی! — ص۲۳۸

(۸) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں — اُس در پہ نہیں بار، تو کعبے ہی کو ہو آئے — ص۲۳۸

(۹) گو وھاں نہیں، پہ وھاں کے نکالے ہوئے تو ہیں — کعبے سے اِن بُتوں کو بھی نسبت ہے دور کی — ص۲۴۴

(۱۰) بچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! — کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانْو — ص۳۰۱

دیکھیے ـــ:(۱۱) درِ کعبہ۔ (۱۲) لباسِ کعبہ۔

کعبہ جوئی ہا: دیکھیے وقتِ کعبہ جوئی ہا۔

کعبہ و بُت کدہ: قبلہ و ابروے بُت: یک رہِ خوابیدۂ شوق — کعبہ و بُت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں — ص۷

کعبۂ اربابِ یقیں: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن — قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں — ص۸

کعبۂ اعجازِ مسیح: قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح — مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار — ص۹

کعبۂ امن واماں: (۱) قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر! — کعبۂ امن واماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل! — ص۱۲۴

(۲) بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ — کعبۂ امن و اماں کا در کُھلا — ص۱۳۹

کعبۂ ایجادِ یقیں: مظہرِ فیضِ خدا، جان و دلِ ختمِ رُسل — قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں — ص۱۳۴

---

[1] کشیدہ: چار بار [مرکب]۔

[2] کعبہ: بیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: دس بار]۔

کعبۂ پوشش سیاہ: جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ | کعبۂ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے | ص ۹۹

کعبتین[1] : دیکھیے: ذوقِ کعبتین۔

کف[2] (۱): (۱) نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے | لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سر شیر ہے پیدا | ص ۳۰

(۲) لطفِ خمارِ مے کو ہے درِ دل ہمہ گر اثر | پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے | ص ۱۱۵

(۳) بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے | کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے | ص ۸۴

(۴) تیغ درکف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف | مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ، مژدہ باد! | ص ۳۸

کفِ جام: موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید | گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار | ص ۳

کفِ سیلاب: (۱) دھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام | گریے سے یھاں پنبۂ بالش، کفِ سیلاب تھا | ص ۱۴۵

(۲) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے | اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا | ص ۱۴۶

(۳) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا، خانہ ویرانی | کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں | ص ۱۸۰

(۴) اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو | بیاضِ دیدۂ آہو، کفِ سیلاب ہو جاوے | ص ۱۰۵

(۵) دیکھیے: یک کفِ سیلاب۔

کفِ موجۂ حیا: کفِ موجۂ حیات ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب | کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی | ص ۱۰

کف[3] (۲): (۱) نگہِ معمارِ حسرت ہا، چہ آبادی چہ ویرانی | کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کف دامانِ صحرا ہے | ص ۸۴

(۲) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! | عیسیٰؑ آخر بہ کف آئینۂ تصویر آوے | ص ۱۱۳

(۳) زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں | پس از حُسینِ علیؑ پیشوا کہیں اُس کو | ص ۲۸۵

(۴) اے نوا سازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں | یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں | ص ۶۳

(۵) شمارِ سبحہ مرغوبِ بُتِ مشکل پسند آیا | تماشاے بہ یک کف بُردنِ صد دل پسند آیا | ص ۱۳۲

(۶) تیغ درکف: دیکھیے: کف (۱) ۴۔

(۷) ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ | یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے | ص ۹۷

---

[1] کعبتین: : ایک بار [مرکب]۔

[2] کف (۱): : گیارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دس بار]۔

[3] کف (۲): : اُنچاس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: اڑتالیس بار]۔

دیکھیے ــــــ:(۸) مشعل بہ کف۔(۹) دل از کف دادۂ غفلت۔

کفِ آبلہ‌دار: کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل — سُبحۂ عرضِ دو عالم بہ کفِ آبلہ دار ص۳

کفِ افسوس: نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی — کفِ افسوس مَلنا: عہدِ تجدیدِ تمنّا ہے ص۲۲۰

دیکھیے ــــــ:(۲) حنائے کفِ افسوس۔(۳) خطِ کفِ افسوس۔(۴) یک کفِ افسوس۔

کفِ افسوسِ فرصت: گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور مَلتے ہیں ص۶۴

کفِ اُمید: سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر — بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار ص۴

کفِ بادہ: ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ، جوشِ تشنہ لبی ہے ص۷۵

کفِ پا: (۱) دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور — دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے ہے رُخسار ص۴

(۲) نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم — جوں نمد، ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا ص۱۴

(۳) سرِ منزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ، سُو ہے سلسلۂ پا ص۲۹

(۴) گلستاں بے تکلّف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے — جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ص۱۱۱

(۵) دیکھیے: ذوقِ گل چینیِ نقشِ کفِ پا۔

کفِ پائے مسافر: یہاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر دے بہ کفِ پائے مسافر آزار ص۴

کفِ پائے نگار: بعد از وداعِ یار، بہ خوں در تپیدہ ہیں — نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے ص۸۰

کفِ تغافلِ ابروئے یار: دل دے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں — آئینہ ایسے طاق پہ گُم کر کہ تو نہ ہو ص۶۸

کفِ چشمِ تماشائی: شرم، طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار — ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے ص۱۰۴

کفِ خاک:(۱) نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک — آسماں، بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۲) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا — وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دو عالم کی امیں ص۱۳۴

دیکھیے ــــــ:(۳)،(۴) ہر کفِ خاک [دو بار]۔(۵) ہم سنگِ کفِ خاک۔(۶) یک کفِ خاک۔

کفِ خاکستر: قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ — اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۹

کفِ خس: دیکھیے یک کفِ خس۔

کفِ دست:	(۱) جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانیؔ	خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار	ص۵
	(۲) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے	گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا سمجھ	ص۴۷
	(۳) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض	اور اِس چکنی سپاری کو سویدا کہیے	ص۱۲۲
	(۴) ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی	زیب دیتا ہے، اِسے جس قدر اچھا کہیے	ص۱۲۲
کفِ قاتل:	سادگی پر اُس کی، مرجانے کی حسرت دل میں ہے	بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے	ص۲۳۱
کفِ گل برگ:	تماشائے بہار آئینہ پردازِ تسلّی ہے	کفِ گل برگ سے پائے دلِ رنجور ملتے ہیں	ص۶۴
کفِ گل فروش:	یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط	دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے	ص۲۳۰
کفِ گوہر بار:	دیکھیے: آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار۔		
کفِ مدعا:	ہے تاک میں سَلَم ہوسِ صد قدح شراب	تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا کرو	ص۶۹
کفِ مشاطہ:	حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز	ہے کفِ مشاطہ میں آئنۂ گل ہنوز	ص۴۳
	(۲) فسونِ حُسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی	بہار اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے	ص۱۱۵
کفِ موجۂ حیا:	کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب	کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی	ص۰
کفِ نگاریں:	اے غنچۂ تمنا یعنی کفِ نگاریں!	دل دے، تو ہم بتا دیں مٹھی میں تیری کیا ہے	ص۷۵
	(۲) دیکھیے: دُزدِ حنائے کفِ نگاریں۔		
کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ:	کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ قمری پرواز	دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ طاؤس شکار	ص۲۰۲
کفِ ہر خاکِ گلشن:	اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے	کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو	ص۱۹۴
کُفر[۱]:	(۱) موجِ خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر	کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں	ص۷
	(۲) کفر ہے غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا	راہِ صحرائے حرم میں ہے جرسِ ناقوس و بس	ص۴۶
	(۳) اسدؔ! شکوہ کفر و دُعا ناسپاسی	ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم	ص۵۵
	(۴) ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر	کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے	ص۲۴۹
	(۵) دیکھیے: تہمتِ بے خودیِ کفر۔		

---

[۱] کُفر: : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

کفرسوز: کفرسوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے — رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بُت خانۂ چیں — ص ۳۴

کفر ودیں: (۱) بس کہ ویرانی سے کفرو دیں ہوئے زیر وزبر — گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زنار ہے — ص ۸۳

(۲) دیکھیے: افسردگی آوارۂ کفرودیں۔

کفشِ[1] پائے سیم تناں: اسدؔ! ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی — ص ۱۰۰

کفن[2]: (۱) ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا — ص ۱۴۳

(۲) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بہ خود مرے اندر کفن کے پانْو — ص ۱۹۶

(۳) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص ۴۵۳

دیکھیے ____: (۴) تیغ وکفن۔ (۵) خوں چکاں کفن۔ (۶) دامانِ صدکفن۔ (۷) زینتِ جَیبِ کفن۔ (۸) قطعِ کفن۔ (۹)، (۱۰) لاشِ بےکفن [دوبار]۔

کفنِ کشتگانِ شوق: فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگانِ شوق — درپردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز — ص ۴۲

کفۂ[3] میزانِ عدل: غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں — یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ — ص ۷۰

کفیل[4]: تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رہین — تیری بخشش مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل — ص ۱۲۴

کفیلِ بخششِ اُمت: کفیلِ بخششِ اُمت ہے، بَن نہیں پڑتی — اگر نہ شافعِ روزِ جزا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

کفیلِ عُمر: غفلت، کفیلِ عُمر و اسدؔ، ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ — ص ۲۱۸

کل[5]: (۱) کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست برسر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا — ص ۲۱

(۲) دود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا — ص ۲۶

(۳) کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! — دردِ جُدائیِ اسداللہ خاں نہ پوچھ — ص ۷۰

(۴) چربیِ پہلوے خیال رزقِ دو عالم احتمال — کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! سمجھ — ص ۷۳

(۵) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے — کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا — ص ۱۴۵

---

[1] کفش : ایک بار [مرکّب]۔
[2] کفن : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
[3] کفہ : ایک بار [مرکّب]۔
[4] کفیل : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
[5] کل : سولہ بار۔

	(۶) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟	مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور	ص ۱۷۰
	(۷) کل کے لیے کر آج نہ خسّت شراب میں	یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں	ص ۱۸۹
	(۸) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند	گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں	ص ۱۸۹
	(۹) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم!	گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو!	ص ۲۰۰
	(۱۰) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش	دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے	ص ۲۲۹
	(۱۱) فرداودی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا	کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی	ص ۲۳۳
	(۱۲) بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر	حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیے	ص ۲۴۳
	(۱۳) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ!	پر اِتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے	ص ۲۵۰
	(۱۴) کل اِس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے	کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام	ص ۲۶۴
	(۱۵) ہوا حکم باورچیوں کو کہ ہاں	ابھی جاکے پوچھو کہ کل کیا پکائیں؟	ص ۲۶۳
	(۱۶) کل وہ سرگرمِ خود نمائی تھے	شمعِ بزمِ سخن سرائی تھے	ص ۲۶۷
کُل[1]:	(۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جُزو میں کُل	کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا	ص ۱۶۲
	(۲)، (۳) دیکھیے: صلحِ کُل [دو بار]۔		
کلام[2]:	(۱) ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام	شاعری سے نہیں مجھے سروکار	ص ۱۲۷
	(۲) پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی	روح القدس اگرچہ مرا ہم زباں نہیں	ص ۱۸۸
	(۳) غالبؔ مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو	پیتا ہوں دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو	ص ۱۹۶
	(۴) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم!	میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے	ص ۲۳۶
	(۵) گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اِس قدر	کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی	ص ۲۴۳
	(۶) مشکل ہے زِ بس کلام میرا اے دل!	سن سن کے اُسے، سخنورانِ کامل	
	آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمائش	”گویم مشکل، وگر نگویم مشکل“	ص ۲۵۲

---

[1] کُل: : تین بار [مرکب: دو بار]۔

[2] کلام: : دس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تین بار]۔

(۷) اُس کشمکش میں آپ کا مداحِ دردمند | آقائے نامور ہے نہ کچھ کرسکا کلام | ص۲۸۳

دیکھیے ______: (۸) عارفانہ کلام۔ (۹) لطیف کلام۔

کلامِ نغز: ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ | ہوں میں کلامِ نغز، ولے ناشنیدہ ہوں | ص۲۹۹

کلاہ[1]: دیکھیے ______: (۱) تخت وکلاہ۔ (۲) شکستنِ طرفِ کلاہ۔ (۳)، (۴) طرفِ کلاہ [دوبار]۔

کُلاہِ نازِ گل: بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست | ہے کلاہِ نازِ گل برطاقِ دیوارِ چمن | ص۵۹

کُلاہیں: پایا سرِ ہرذرّہ جگر گوشۂ وحشت | ہیں داغ سے معمور شقائق کی کُلاہیں | ص۵۹

کلبِ علی خاں:[2] (۱) ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک، وہ کہے | امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس | ص۲۶۳

(۲) ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام | دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم | ص۲۶۵

(۳) در پر امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم | شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں | ص۲۹۸

کلفت[3]: کلفت طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر | زنگار خوردہ آئنہ یک برگِ تاک ہے | ص۱۱۰

کلفتِ افسردگی: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام | ورنہ دنداں در دل افشردن، بنائے خندہ ہے | ص۲۱۵

کلفتِ بختِ سیاہ روز: ظاہر ہے ہم سے کلفتِ بختِ سیاہ روز | گویا کہ تختۂ مشق ہیں خطِّ غبار کے | ص۸۰

کلفتِ خاطر: حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے بھی | دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا | ص۱۳۷

(۲) دیکھیے: غبارِ کلفتِ خاطر۔

کلفت خانۂ ادبار: صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں | توڑتا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے | ص۸۶

کلفتِ دل: ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک | گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں | ص۶۵

کلفتِ دلِ بے مدعا: دیکھیے: اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدّعا۔

کلفتِ ربطِ این وآں: کلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدعا سمجھ | شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ | ص۷۳

کلفت کشیِ ہستی: کلفت کشیِ ہستی بدنامِ دورنگی ہے | یہاں تیرگیِ اختر، خالِ رُخِ زنگی ہے | ص۱۱۴

کلفتِ گم گشتگاں: کیا دے صدا کہ کلفتِ گم گشتگاں سے، آہ! | ہے سرمہ، گردِ رہ بہ گلوئے جرس تمام | ص۵۵

---

[1] کُلاہ : پانچ بار [مرکّب:]۔
کُلاہیں : ایک بار۔

[2] کلبِ علی خاں : تین بار۔

[3] کلفت : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تیرہ بار]۔
کلفت خانہ : ایک بار [مرکّب:]۔

کلفتِ ماسوا: گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا سمجھ ص۷۲

کلفتِ نظارہ: جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ! — ہے ابر، پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا ص۱۹

کلفتِ وحشت: دیکھیے: نیازِ کلفتِ وحشت۔

کلفتِ ہستی: دیکھیے: سرنوشتِ کلفتِ ہستی۔

کلک[1]: فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر — کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل ص۱۲۳

کلکِ قضا: (۱) شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا — بالِ جبریلؔ سے مسطر کشِ سطرِ زنہار ص۵

(۲) اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا — مجملاً مندرج ہوئے احکام ص۱۳۸

کلکتہ[2]: کلکتےؔ کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! ص۱۲۳

کُلہ[3]: عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ فرشِ راہ — آج تنخواہِ شکستن ہے کلہِ جبریلؔ کی ص۹۱

(۲) دیکھیے: جواہرِ طرفِ کلہ۔

کلہ گوشہ: عشقِ ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ — کہ کلہ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا ص۲۸

کلیجا[4]: (۱) دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا — نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا ص۱۵۹

(۲) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا — جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام ص۲۸۲

(۳) حاجی کلوؔ کو دے کے بے وجہ جواب — غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے ص۳۱۳

کلید[5]: دیکھیے: قفلِ بے کلید۔

کلیسا[6]: ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر — کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے ص۲۴۹

کلیم[7]: تجھ سے عالم پہ کُھلا رابطۂ قربِ کلیمؔ — تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیلؔ ص۱۲۳

کم[8]: (۱) ہے نَفَس مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں — پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار ص۳

---

۱ کلک : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
۲ کلکتہ : ایک بار۔
۳ کُلہ : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
۴ کلیجا : تین بار۔
۵ کلید : ایک بار [مرکّب:]۔
۶ کلیسا : ایک بار۔
۷ کلیم : ایک بار [مرکّب:]۔
۸ کم : پینتیس بار [مفرد: اٹھائیس بار، مرکّب: سات بار]۔
کم تر : ایک بار۔
کم ترین : ایک بار۔

(۲) اسدؔ مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے — کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا! — ص ۳۱

(۳) کسو کو زِ خود رستہ کم دیکھتے ہیں — کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں — ص ۵۶

(۴) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص ۵۷

(۵) ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافِ مے، ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے — ص ۹۸

(۶) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں — مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۷) نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا — حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا — ص ۱۳۶

(۸)، (۹) کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو، پر اب — دیکھا، تو کم ہوئے پہ غمِ روزگار تھا — ص ۱۵۴

(۱۰) گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید — پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کُھلا — ص ۱۶۱

(۱۱) کم نہیں نازشِ ہمنامیِ چشمِ خوباں — تیرا بیمار، بُرا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا — ص ۱۶۲

(۱۲) ترے سروِ قامت سے یک قدِّ آدم — قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں — ص ۱۷۹

(۱۳) کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے — پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۱۴) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے، بہشت — یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں — ص ۱۸۶

(۱۵) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث، مکتب — لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں — ص ۱۸۶

(۱۶) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! — دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں — ص ۱۸۶

(۱۷) لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کُھلتا، یعنی — ہوسِ سیر و تماشا، سُو وہ کم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

(۱۸) نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟ — نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست، دشمن کو — ص ۱۹۸

(۱۹) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ — ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو! — ص ۲۰۰

(۲۰) بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے — جتنے زیادہ ہو گئے، اُتنے ہی کم ہوئے — ص ۲۲۶

(۲۱) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی — وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے — ص ۲۲۹

(۲۲) غم کھانے میں بُودا دلِ ناکام بہت ہے — یہ رنج کہ کم ہے مئے گلفام، بہت ہے — ص ۲۳۶

(۲۳) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے — بہت نکلے مرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے — ص ۲۳۹

(۲۴) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے ص ۲۵۱

(۲۵) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم ص ۲۶۵

(۲۶)، (۲۷) چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت اِس سے لیویں گے کم نہ ہم، قیمت ص ۲۶۸ [پنج آہنگ کا اشتہار]

(۲۸) خوشا! عجزے کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلۂ خائش کہ کم از سرمہ اُس کا م مشتِ خاکستر نہیں ہوتا ص ۴۴۴

(۲۹)، (۳۰) دیکھیے: چشمِ کم [دو بار]۔

کم آزار: زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ وگرنہ ہم تو توقّع زیادہ رکھتے ہیں ص ۱۸۲

کمتر: رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟ رتبے میں مہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں ص ۱۹۱

کمترین: جُنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا کمتریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں ص ۵۷

کم سخنی: دیکھیے: گلۂ کم سخنی۔

کم فرصتیِ زیست: دیکھیے: غصّۂ کم فرصتیِ زیست۔

کم نگاہی: دیکھیے: قبولِ کم نگاہی۔

کم وزن: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا ص ۴۴۵

[نیز دیکھیے: بے کم و کاست]۔

کمال[1]: (۱) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے ص ۲۳۹

(۲) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام ص ۲۸۲

(۳) بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال ص ۵۱

دیکھیے ______: (۴) جمالِ کمال۔ (۵) مملکتِ کمال۔ (۶) ہنگامِ کمال۔

کمالِ بندگیِ گل: کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی زِ دستِ مُشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد! ص ۳۷

کمالِ بے ادبی: نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نسبی ہے ص ۷۵

کمالِ تجمّل و تزئیں: سرورِ مہرفر ہوا جو سوار بہ کمالِ تجمّل و تزئیں ص ۲۸۱

---

[1] کمال [illegible] اٹھارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

کمال ترجبینی: بے گریہ کمال ترجبینی ہے مجھے — در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے (ثانی) ص ۳۵۷

کمالِ حُسن: (۱) ہے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر ص ۳۰

(۲) کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو — تکلف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے ص ۱۰۸

کمالِ دیں: یارانِ نبی سے رکھ تولّا، یا اللہ! — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، یا اللہ! (ثانی) ص ۳۱۳

کمالِ سخن: دیکھیے: سزائے کمالِ سخن۔

کمالِ طبع: دیکھیے: رنگِ کمالِ طبع۔

کمالِ عشق: کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے — پختگی ہائے تصور یہاں خیالِ خام ہے ص ۱۰۱

کمالِ فکر: کل اُس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے — کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام ص ۲۶۳

کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ — بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ ص ۱۹۵

کمان[1]: (۱) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ — کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا؟ ص ۱۴۰

(۲) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند — ہے تیر مقرر، مگر اُس کی ہے کماں اَور ص ۱۷۰

(۳) چال، جیسے کڑی کمان کا تیر — دل میں ایسے کے جا کرے کوئی ص ۲۴۲

(۴) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص ۲۴۵

(۵) نہیں ہے آہ کو ایمائے تیر باریدن — وگرنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا ص ۴۴۶

(۶) انساں نیازمندِ ازل ہے کہ جوں کماں — مطلب ہے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی ص ۴۵۴

(۷) دکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن — سراسر عجز ہو، کرخانہ مانندِ کماں خالی ص ۳۵۵

(۸) کماں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی ص ۷۷

دیکھیے: (۹) بحرِ کماں (۱۰) تیر و کماں۔

کمخواب[2]: دیکھیے: محوِ بالشِ کمخواب۔

کمر[3]: (۱) یادِ روزے کہ نفَس سلسلۂ یارب تھا — نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا ص ۲۴

---

[1] کمان: دس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تین بار]۔ [2] کمخواب: ایک بار [مرکّب]۔ [3] کمر: آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔

	(۲) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں	کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا	ص ۱۴۰
	(۳) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم	لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں	ص ۱۸۵
	(۴) ہے کیا جو کس کے باندھیے؟ میری بلا ڈرے	کیا جانتا نہیں ہوں تمھاری کمر کو میں	ص ۱۹۰
	(۵) بن گیا سبحہ وہ زُنّار، خدا خیر کرے!	وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے	ص ۳۱۲
	(۶) نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانؔی ہے	یہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے	ص ۳۵۳
	(۷) دیکھیے: رہِ وصفِ کمر۔		
کمرِ دل:	حیرت ہجومِ لذّتِ غلتانیِ تپش	سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ	ص ۷۰
کمند[1]:	دیکھیے: بیتابیِ کمند۔		
کمندِ شکارِ اثر:	آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ	تارِ نفَس، کمندِ شکارِ اثر ہے آج	ص ۱۶۵
کمندِ موجِ گل:	ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابی اسدؔ	رنگ، یکاں بو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے	ص ۱۰۷
کمی[2]:	واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں	اے حسرتِ بسیار! تمنّا کی کمی ہے	ص ۱۰۶
کمیِ ربطِ نیاز:	تہمتِ بے خودیِ کفر نہ کھینچے یارب!	کمیِ ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار	ص ۶
کمیں[3]:	(۱) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا	رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں	ص ۸
	(۲) اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر	حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا	ص ۲۲
	(۳) دویدن کے کمیں، جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا	بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ شرمگیں پایا	ص ۲۲
	(۴) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک	درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں	ص ۵۶
	(۵) وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا!	رکھ لیجو میرے دعویِ وارستگی کی شرم	ص ۱۷۷
	(۶) نے تیر کماں میں ہے، نہ صیاد کمیں میں	گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے	ص ۲۲۵
	دیکھیے ـــــ: (۷) حریفِ شیر کمیں۔ (۸) محوِ کمیں۔		
کمینِ بے زبانی:	جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی	تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی	ص ۲۰۷

---

[1] کمند: تین بار [مرکّب]۔ [2] کمی: دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔ [3] کمیں: دس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چار بار]۔

کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ:	راحت کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے	پائے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے	ص۱۰۵
کمیں خانۂ[1] تعمیر:	دیکھیے: صیادِ کمیں خانۂ تعمیر۔		
کمیں خانۂ خوابِ صیاد:	دیکھیے: دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد۔		
کمیں گاہِ[2] بلا:	نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جائے مے کشاں! خالی	کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی	ص۴۵۵
کمیں گاہِ تغافل:	دیکھیے: گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل۔		
کمیں گاہِ تقریب جوئی:	شگفتن کمیں گاہِ تقریب جوئی	تصور ہوں بے موجب آزردگاں کا	ص۱۸
کمیں گاہِ درد:	عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد	دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز	ص۴۴
کمیں گاہِ مدعا:	اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم!	غبارِ نالہ کمیں گاہِ مدعا معلوم!	ص۵۳
کمیں گاہِ نظر:	خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے	شام سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے	ص۱۰۹
کمیں گاہِ وحشت شناسی:	تغافل کمیں گاہِ وحشت شناسی	نگہبانِ دل ہائے اغیار ہیں ہم	ص۵۵
کمیں گاہِ یک جہاں سودا:	طلسمِ خاک، کمیں گاہِ یک جہاں سودا	بہ مرگ تکیۂ آسایشِ فنا معلوم!	ص۵۳
کمینگرِ[3] ایجادِ یک نگاہ:	ہے دلبری کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ	کارِ بہانہ جوُ چشمِ حیا بلند!	ص۳۹
کمینگرِ تقریب:	بہانہ جوُ رحمت کمینگرِ تقریب	وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے	ص۱۱۲
کمیں گہِ نقبِ شعور:	ہیں نام و نگیں کمیں گہِ نقبِ شعور	یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں	ص۱۱۸
کمیں گیریِ[4] اختر شمری:	کنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شمری	عینکِ چشم بناروزنِ زنداں مجھ سے	ص۸۳
کمینہ[5]:	دیکھیے: بندۂ کمینہ۔		
کنارِ[6] بحر:	شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج	گردِ ساحل ہے بہ زخمِ موجۂ دریا نمک	ص۱۷۵

---

۱ کمیں خانہ : دوبار [مرتّب]۔
۲ کمیں گاہ : آٹھ بار [مرتّب]۔
کمیہ گہ : ایک بار [مرتّب]۔
۳ کمینگر : دوبار [مرتّب]۔
۴ کمینگیری : ایک بار [مرتّب]۔
۵ کمینہ : ایک بار [مرتّب]۔ ۶ کنار : چار بار [مرتّب]۔

کنارِ بےخودی: اسدؔ! جمعیتِ دل در کنارِ بےخودی خوش تر — دو عالم آگہی سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے — ص۸۱

کنارِ بےدلی: غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے — مگر ایک شہ پرِ مور کرے سازِ بادبانی — ص۱۰

کنارِ ہوس: چمن چمن گلِ آئینہ در کنارِ ہوس — اُمید محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے — ص۱۱۲

کنارہ[1]: (۱) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج — ص۱۹۵

(۲) سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالبؔ — خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے — ص۲۲۸

(۳) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا مرے — آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے — ص۲۹۱

کُنج[2]: کُنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کُھلا — کاشکے! ہوتا قفس کا در کُھلا — ص۱۴۰

کُنجِ آشیانہ: دیکھیے: طوطیِؔ درکنجِ آشیانہ۔

کُنجِ تاریک: کُنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شمری — عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے — ص۸۳

کُنجِ دہن: دیکھیے: خالِ کنجِ دہن۔

کُنجِ قفس: (۱) دیکھیے: پرِ افشاندہ درکنجِ قفس۔

(۲) بیضہ آسا تنگ بال و پر پہ ہے کُنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو، گر رہا ہوجائیے — ص۲۱۶

کندھا[3]: پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے — کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے — ص۲۳۱

کُنشت[4]: دیکھیے: حقِ صحبتِ اہلِ کُنشت۔

کنعاں[5]: دیکھیے ______: (۱) پیرِ کنعاں۔ (۲) محوِ ماہِ کنعاں۔

کُنگرِ[6] استغنا: وہاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر — یہاں نالے کو اُور اُلٹا دعوائے رسائی ہے — ص۲۱۰

کُو بہ کُو[7]: شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں — ص۲۸۰

کوے[8]: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پزیر — کوے و مشکوے وصحن و منظر و بام — ص۳۶

---

[1] کنارہ: تین بار۔
[2] کُنج: چھے بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
[3] کندھا: ایک بار۔
[4] کنشت: ایک بار[مرکّب]۔
[5] کنعاں: دوبار[مرکّب]۔
[6] کنگر: ایک بار[مرکّب]۔
[7] کو بہ کو: ایک بار۔
[8] کوے: آٹھ بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔

کوے تمنّاے بے دلی: جوں جادہ، سر بہ کوے تمنّاے بے دلی زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز ص ۴۲

کوے دوست: رہے ہے یوں گہ و بے گہ کہ کوے دوست کو اب اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے ص ۲۴۷

کوے ملامت: دیکھیے: طوافِ کوے ملامت۔

کوے یار: (۱) کب مجھے کوے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں ص ۱۷۸

(۲) اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوے یار میں بارے، اب اے ہَوا! ہوسِ بال و پَر گئی ص ۲۳۳

(۳) دیکھیے ______ : راہِ کوے یار۔ (۴) سرِ کوے یار۔

کواکب[۱]: (۱) ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھُلا ص ۱۳۹

(۲) ایسی رونق ہوئی برات کی رات کہ کواکب ہوئے تماشائی ص ۲۶۲

(۳) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی ص ۲۶۲

(۴) دیکھیے: تسبیحِ کواکب۔

کواکب سپہِ مہرعلم: دیکھیے: شہنشاہِ کواکب سپہِ مہر علم۔

کوان[۲]: دیکھیے: مسٹر کوان۔

کوتاہ[۳]: (۱) چوں کہ بالاے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے بر ہوس ہاے جہاں دامن فشانی مفت ہے ص ۱۱۴

(۲) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہوجاویں دراز اس کی ہو عُمر اِس قدر، سخن کوتاہ ص ۲۷۸

(۳) دیکھیے: یک دامنِ کوتاہ۔

کوتاہی[۴] قسمت: وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب دل کے پار جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں ص ۱۹۲

کوتاہیِ نشوونما: سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ اگر گل، سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہوجاوے ص ۲۱۳

کوتہ[۵]: دیکھیے: عمرِ کوتہ۔

---

[۱] کواکب : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

[۲] کوان : ایک بار۔

[۳] کوتاہ : تین بار [مفرد: دو بار]۔

[۴] کوتاہی : دو بار [مرکّب]۔

[۵] کوتہ : ایک بار [مرکّب]۔ کوتہی: ایک بار [مرکّب]۔

کوتہی: دیکھیے: بندِ کوتہی۔

کوثر[1]: غرورِ لطفِ ساقیِ نشئہ بیباکیِ مستاں — نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوتِ موجِ کوثر کی — ص ۷۷

دیکھیے ____: (۲) تر زبانِ لطفِ شکرِ ساقیِ کوثر۔ (۳) دریا بخشیِ ساقیِ کوثر۔ (۴)، (۵) ساقیِ کوثر [دوبار]۔ (۶) عشقِ ساقیِ کوثر۔ (۷) غلامِ ساقیِ کوثر۔ (۸) ولائے ساقیِ کوثر۔ (۹) ساقیِ کوثر ساغر۔

کوچ[2]: اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ — آج ہم حضرتِ نوّابؔ سے بھی مل آئے — ص ۳۱۲

کوچہ[3]: (۱) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلّی ہوں جسے — کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں — ص ۹۳

(۲) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں — ص ۸

(۳) ہے نگیں کی پاداری، نامِ صاحبِ خانہ — ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدّعا پایا — ص ۱۳

(۴) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہدہد کے شانے میں — ص ۵۸

(۵) پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال — دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا — ص ۱۵۲

(۶) گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس — کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا — ص ۱۵۶

(۷) ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مے جلوہ! — کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار — ص ۱۶۷

(۸) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت — یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں — ص ۱۸۶

(۹) ضعف سے نقشِ پئے مور ہے طوقِ گردن — تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

(۱۰) پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے — کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے — ص ۲۳۱

(۱۱) نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں، لیکن — بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے — ص ۲۳۹

(۱۲) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا — کعبہ ایک اور سہی، قبلہ نما اور سہی — ص ۳۱۱

(۱۳) موت بس اُن کی ہے، جو مر کے وہیں دفن ہوئے — زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے — ص ۳۱۲

کوچہ دادنِ موج: دریائے مے ہے ساقی، لیکن خمار باقی — تا کوچہ دادنِ موج خمیازہ آشنا ہے — ص ۹۴

کوچہ دادنِ گل: جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے — زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا — ص ۳۳

---

[1] کوثر: نوبار [مرکّب]۔

[2] کوچ: ایک بار۔

[3] کوچہ (مختلف معانی میں): بائیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: نوبار]۔
کوچہ ہا: دوبار [مرکّب]۔

کوچہ گردیِ بازارِ عشق:	ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے	ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام	ص۵۵
کوچہ ہاے موج:	دیکھیے: غبارِ کوچہ ہاے موج۔		
کوچہ ہاے نَے:	ویرانیے جز آمد و رفتِ نفس نہیں	ہے کوچہ ہاے نَے میں غبارِ صدا بلند	ص۳۸
کوچۂ دلدار:	دیکھیے: ساکنانِ کوچۂ دلدار۔		
کوچۂ رسوائی:	نے کوچۂ رسوائی و زنجیرِ پریشاں	اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں	ص۶۰
کوچۂ زنّار:	بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر	گردِ صحراے حرم تا کوچۂ زُنّار ہے	ص۸۳
کوچۂ موج:	نااُمیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار	کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا	ص۱۴
کوچۂ مے خانہ:	دیکھیے: گداے کوچۂ مے خانہ۔		
کوچۂ یار:	زندگی کے ہوئے ناگہ نفَسِ چند تمام	کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا	ص۴۴۶
کودکی[1]:	مجھے اُس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی	کبھی کودکی میں جس نے نہ سُنی مری کہانی	ص۲۰۷
کُور[2]:	دیکھیے ____: (۱) چند چشمِ کور۔ (۲) عصاے کور۔		
کُوراں:	دیکھیے: آئینۂ اقلیمِ کوراں۔		
کوریِ دل و چشمِ رقیب:	تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس	بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ	ص۱۶۶
کوزہ[3]:	پیوں شراب، اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار	یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے	ص۲۴۲
کوس[4]:	حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے؟ جب ہو موجود	ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم	ص۲۶۵
کوسوں[5]:	مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا	کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا!	ص۱۵۳
کوشش[6]:	کوشش ہمہ بیتابِ تردّدِ شکنی ہے	صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے	ص۱۱۰
	(۲) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا	تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت	ص۱۲۷

---

۱ کودکی : ایک بار۔
۲ گُور : دوبار [مرکّب]۔
کوراں : ایک بار [مرکّب]۔
کوری : ایک بار [مرکّب]۔
۳ کوزہ : ایک بار [مرکّب]۔
۴ کوس : ایک بار [مرکّب]۔
۵ کوسوں : ایک بار۔
۶ کوشش : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

	(۳) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر	کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے	ص ۲۳۶
کوششِ بیجا:	دیکھیے: شرمِ کوششِ بیجا۔		
کوششِ ایجادِ داغِ تازہ:	دیکھیے: گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ۔		
کوکِ[1] صدائے آبشارِ نغمہ:	سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے	سیل، یعنی کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے	ص ۸۷
کوکب[2]:	دیکھیے ______: (۱) آئینہ دارِ تپشِ کوکب۔ (۲) تاریکیِ کوکب۔ (۳) چشمِ کوکب۔		
کوکبِ اقبال:	مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکا دے	وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں	ص ۹۲
کوکبِ بخت:	کوکبِ بخت بجز روزنِ پُردود نہیں	عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تا چند	ص ۳۹
کوکب ہا:	دیکھیے: رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا۔		
کوکبۂ[3] شہریار:	روندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی	اترائے کیوں نہ خاک سرِ رہگزار کی	ص ۲۵۱
کون و مکاں[4]:	دیکھیے: قبلۂ کون و مکاں۔		
کوہ[5]:	(۱) نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز	رفتنِ رنگِ حنا ہے تپشِ بالِ شرار	ص ۵
	(۲) کوہ کو بیم سے اُس کے، ہے جگر باختگی	نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں	ص ۸
	(۳) صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں!	پئے سنجیدنِ یاراں، ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا	ص ۲۸
	(۴) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک	آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے	ص ۲۱۱
	(۵) کوہ کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہو جائیے	بے تکلف اے شرارِ جستہ، کیا ہو جائیے!	ص ۲۱۶
	(۶) دیکھیے: دشت و کوہ۔		
کوہِ طور:	کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟	آؤ نا، ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی	ص ۲۴۴
	دیکھیے ______: (۲) سنگِ کوہِ طور۔ (۳) لختِ دلِ کوہِ طور۔		
کوہ و صحرا:	کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل	راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار	ص ۳۲

---

۱ کوک: ایک بار [مرکّب]۔
۲ کوکب: پانچ بار [مرکّب]۔
کوکب ہا: ایک بار [جمع]۔
۳ کوکبہ: ایک بار [مرکّب]۔
۴ کون و مکاں: ایک بار [مرکّب]۔
۵ کوہ: دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پانچ بار]۔

کوہکن[1]: (۱) بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز — وہ سبزہ کوہ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز — ص ۴۲
(۲) مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں — ص ۶۲
(۳) جان میں ہوتی گر یہ شیرینی — کوہکن باوجودِ غمگینی — ص ۱۳۰
(۴) کوہکن گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب — بیستوں، آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں — ص ۱۳۲
(۵) تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن، اسدؔ! — سر گشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا — ص ۱۳۳
(۶) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ! — سنگ سے سرمارکر ہووے نہ پیدا آشنا — ص ۱۴۹
(۷) دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانْو — ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانْو — ص ۱۹۶
(۸) قدو گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمایش ہے — جہاں ہم ہیں، وہاں دارورسن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۳
(۹) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر — ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۴
(۱۰) بہ ضربِ تیشہ وہ اِس واسطے ہلاک ہوا — کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ — ص ۳۰۲

دیکھیے ______: (۱۱) مژگانِ کوہکن۔ (۱۲) رنجِ کوہکن۔

کوہسار[2]: (۱) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن، اسدؔ! — تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو — ص ۶۹
(۲) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار — گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ — ص ۷۳

کہاروں[3]: ہبس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے — کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے — ص ۲۳۳

کہانی[4]: (۱) مجھے اُس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی — کبھی کودکی میں جس نے نہ سنی مری کہانی — ص ۲۰۷
(۲) کب وہ سنتا ہے کہانی میری — اور پھر وہ بھی زبانی میری — ص ۲۳۰

کھٹکا[5]: (۱) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا — اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا — ص ۱۵۳
(۲) نہ لُٹتا دن کو، تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا — رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو — ص ۱۹۹
(۳) ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے — ص ۲۲۲

کھٹے[6]: وہ کھٹے کہاں پائیں اِملی کے پھول؟ — وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟ — ص ۲۶۴

---

[1] کوہکن : بارہ بار [مفرد: نوبار، مرکب: تین بار]۔
[2] کوہسار : دوبار۔
[3] کہاروں : ایک بار۔
[4] کہانی : دوبار۔
[5] کھٹکا : تین بار۔
[6] کھٹے : ایک بار۔

کھرے[1]: تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے | کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور | ص ۱۷۱

کہسار[2]: (۱) آہنگ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے | ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ | ص ۳۶

(۲) داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز | خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز | ص ۴۴

(۳) بہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا یہ چاہے ہے | کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّارِ مینا ہو | ص ۶۷

(۴) برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے | مینا شکستگاں کو کہسار خوںبہا ہے | ص ۹۴

(۵) بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! | مری فریاد کو کہسار سازِ عجز نالی ہے | ص ۷۹

(۶) یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟ | جادہ تا کہسار موے چینیِ افلاک ہے | ص ۱۰۶

دیکھیے ____: (۷)، (۸) تیغِ کہسار [دوبار]۔ (۹) جوہرِ تیغِ کہسار۔ (۱۰) صیقلِ تیغِ کہسار۔ (۱۱) طوطیِ سبزۂ کہسار۔ (۱۲) عرضِ سنگینیِ کہسار۔ (۱۳) مغزِ کہسار۔ (۱۴) میانِ کہسار۔

کہستاں[3]: دیکھیے: سوے کہستاں۔

کہکشاں[4]: (۱) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں | چنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا | ص ۲۸

(۲) مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلّادِ فلک | کہکشاں موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے | ص ۱۰۱

(۳) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے | یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اِس میں بے شمار گرہ | ص ۲۷۸

کھِل کھِل[5]: کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار؟ | آج ہنستے آپ جو کھِل کھِل نہیں | ص ۲۷۶

کُہن[6]: دیکھیے ____: (۱) چرخِ کہن۔ (۲) درسِ نثرہاے کہن۔ (۳) گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن۔ (۴) ورزشِ قصۂ کُہن۔

کُہن تکیہ: ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں | فقیرِ غالبِ مسکیں کا ہے کُہن تکیہ | ص ۳۰۲

کُہنہ: دیکھیے: زخم ہاے کہنۂ دل۔

کھیت[7]: خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے | سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈے ہے ابھی سے برق خرمن کو | ص ۱۹۸

کھیل[8]: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل | کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا | ص ۱۶۲

---

۱ کھرے : ایک بار۔
۲ کہسار : چودہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: گیارہ بار]۔
۳ کہستان : ایک بار [مرکّب]۔
۴ کہکشاں : تین بار۔
۵ کھِل کھِل : ایک بار۔
۶ کہن : پانچ بار [مرکّب]۔ کُہنہ : ایک بار [مرکّب]۔
۷ کھیت : ایک بار۔
۸ کھیل : چار بار۔

(۲) کھیل سمجھا ہے، کہیں چھوڑ نہ دے، بھول نہ جائے — کاش! یوں بھی ہو کہ بن میرے ستائے نہ بنے — ص ۲۴۶

(۳) تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی — لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال — ص ۲۵۳

(۴) اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک — اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے — ص ۲۴۸

کئی ہزار[1] برس: فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں — کئی ہزار برس، بلکہ بے شمار برس — ص ۲۶۴

گئے[2]: دیکھیے: عزّتِ تختِ گئے۔

کیا خوب[3]: (۱) جاتے ہوئے کہتے ہو: قیامت کو ملیں گے — کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اَور — ص ۱۷۱

(۲) عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! — ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں — ص ۱۸۶

(۳) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ — بس چُپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زبان ہے — ص ۲۰۳

(۴) سات جلدوں کا پارسل پہنچا — واہ! کیا خوب برمحل پہنچا — ص ۲۹۳

(۵) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے — نہ سہی ہم سے، پر اُس بُت میں وفا ہے تو سہی — ص ۳۱۱

کیخسرو[4]: مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو — ص ۱۹۹

کیسہ[5]: نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن؟ — یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے — ص ۱۱۴

کیسۂ زر: رشتۂ فہمیدِ ممسک ہے بہ بندِ کوتہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل — ۵۳

کیش[6]: ہم موحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم — ملتیں جب مٹ گئیں، اجزائے ایماں ہوگئیں — ص ۱۹۲

کیش و ملّت: نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملّت کا — خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے — ص ۳۱۲

کیفیت[7]: (۱) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اِس میں گوہر ہو — ص ۶۷

(۲) روانیِ موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسّم کی عبارت کی — ص ۹۷

(۳) دیکھیے: ہجومِ دو جہاں کیفیت۔

کیفیت افزا: سُرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو — نہاں ہر گردِ بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے — ص ۷۹

---

۱ کئی ہزار: ایک بار۔
۲ گئے: ایک بار [مرکّب]۔
۳ کیا خوب: پانچ بار۔
۴ کیخسرو: ایک بار [مرکّب]۔
۵ کیسہ: دوبار [مرکّب]۔
۶ کیش: دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۷ کیفیت: بیس بار [مفرد: دوبار۔ مرکّب: اٹھارہ بار]۔

کیفیتِ حال: بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال ۔ مے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا ص ۴۴۵

کیفیتِ خمیازہ ہائے صبح آغوشاں: دیکھیے: مَیِ کیفیتِ خمیازہ ہائے صبح آغوشاں۔

کیفیتِ دِگر: دیکھیے: طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر۔ ک

کیفیتِ دل: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب ۔ نگہِ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار ص ۴

دیکھیے ـــــــ: (۲) سازِ عریانیِ کیفیتِ دل۔ (۳) موجۂ کیفیتِ دل۔

کیفیتِ دیگر: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں ۔ یک غنچے سے صدخُم مَیِ گل رنگ نکالوں ص ۶۰

کیفیتِ ساغر: وہ تشنۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو ۔ ہر ذرّہ بہ کیفیتِ ساغر نظر آوے ص ۱۱۴

کیفیتِ شادی: ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی ۔ کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے ص ۲۱۰

کیفیتِ صدرنگ: دیکھیے: آئنہ کیفیتِ صدرنگ۔

کیفیتِ فصل: دیکھیے: طوفانیِ کیفیتِ فصل۔

کیفیتِ محفل: شب کہ تھی کیفیتِ محفل بہ یادِ روے یار ۔ ہر نظر میں داغِ مے، خالِ لبِ پیمانہ تھا ص ۲۵

کیفیتِ مے: (۱) جنونِ بے کسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا ۔ شرر کیفیتِ مے، سنگ محوِ نازِ مینائی ص ۹۲

(۲) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا ۔ بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا ص ۴۴۷

کیفیتِ مے خانہ: عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوے گلستاں میں ۔ کہ مے عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا ص ۴۴۷

کیفیتِ ہجومِ تمنا: کیفیتِ ہجومِ تمنا رسا، اسدؔ! ۔ خمیازہ، ساغرِ مَیِ رنجِ خمار ہے ص ۹۰

کیل[1]: پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ ۔ پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل ص ۱۲۴

کیمیا[2]: بہت ہے پایۂ گردِ رہِ حُسینؔ بلند ۔ بقدرِ فہم ہے گر کیمیا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

کیموس[3]: کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں ۔ جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا ص ۱۵۴

کہیں[4]: دیکھیے: خنجرِ کہیں۔

---

[1] کیل: : ایک بار۔
[2] کیمیا : ایک بار۔
[3] کیموس : ایک بار [مرتّب]۔
[4] کہیں : ایک بار [مرتّب]۔

گ

گالیاں[1]: کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب — گالیاں کھاکے بے مزا نہ ہوا — ص۱۶۲

گالیوں: وھاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب — یاد تھیں جتنی دُعائیں، صرف درباں ہوگئیں — ص۱۹۲

گام[2]: (۱) ہرگام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا! — ص۱۹

(۲) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں — ص۲۹۸

دیکھیے______: (۳) تیزیِ گام۔ (۴) نقشِ ہرگام۔ (۵) یک گام۔

گام فرسا: وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے — کہ طالبانِ خدا رہ نما کہیں اُس کو — ص۲۸۵

گانٹھ[3]: (۱) پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل — ص۱۲۳

(۲) یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عمر میں گانٹھ — ہے صفر کہ افزایشِ اعداد کرے — ص۲۵۳

(۳) اب تو مل جائے گی تیری اِن سے سانٹھ — لیکن آخر کو پڑے گی ایسی گانٹھ — ص۲۶۶

(۴) کُھلے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے — بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار گرہ — ص۲۷۹

(۵)، (۶) دیکھیے: برس گانٹھ [دوبار]۔

گبر[4] وترسا: اسدؔ! قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبر وترسا کو — شرارِ سنگِ بُت بہرِ بنائے اعتقاد آتش — ص۴۷

گدا[5]: (۱) بے طلب دیں تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے — ص۲۳۹

(۲) گدا سمجھ کے وہ چُپ تھا، مری جو شامت آئے — اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے — ص۲۳۶

---

۱ گالیاں : ایک بار۔ گالیوں: ایک بار۔

۲ گام : چھے بار [مرکّب]۔

۳ گانٹھ : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دوبار]۔

۴ گبر : ایک بار [مرکّب]۔

۵ گدا : آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔
گدایاں: ایک بار [مرکّب]۔

گدائے بے سروپا: اسدؔ ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سروپا ہیں — کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پشت خار اپنا — ص۱۵۴

گدائے سایہ نشیں: جن کی دیوارِ قصر کے نیچے — آسماں ہے گدائے سایہ نشیں — ص۲۸۰

گدائے طاقتِ تقریر: گدائے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے — کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے — ص۱۱۲

گدائے عاشق: ظلم کرنا گدائے عاشق پر — نہیں شاہانِ حُسن کا دستور — ص۴۲

گدائے کوچۂ مے خانہ: علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب — گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں — ص۱۹۲

گدائے مے: کیوں بُوتے ہیں باغبان تُونبے — گر باغ گدائے مے نہیں ہے — ص۲۲۸

گدایاں: دیکھیے: نقصِ گدایاں۔

گدائی[1]: (۱) زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا — چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا — ص۱۳۶

(۲) چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی — سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے — ص۲۲۷

دیکھیے ____: (۳) جامِ گدائی۔ (۴) مشقّتِ گدائی۔ (۵) شایستۂ گدائی۔

گداختہ[2]: (۱، ۲) دیکھیے: دلِ گداختہ [دو بار]۔

گداز[3]: (۱) بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز — دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہوگیا — ص۳۰

(۲) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر — ص۴۰

(۳) دیکھیے: سرتاپا گداز۔

گدازِ آئینۂ اعتبار: عبرت طلب ہے حلِّ معمائے آگہی — شبنم، گدازِ آئینۂ اعتبار ہے — ص۹۰

گدازِ ترنجبیں: خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ ترنجبیں ہے — اسدؔ! ہوں مستِ دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا — ص۴۴۴

گدازِ جوہرِ افسانہ: دیکھیے: عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ۔

گدازِ حوصلہ: جنوں، فسردۂ تمکیں ہے، کاش! عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے — ص۹۹

گدازِ دل: (۱) نظرے سوے کہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں — جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جانی — ص۹

(۲) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم شب پیما — نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادو، خوابِ بستن کا — ص۲۷

۱۔ گدائی : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

۲۔ گداختہ : دو بار [مرکّب]۔

۳۔ گداز : اٹھارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سترہ بار]۔

(۳) کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت — سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا ہے — ص ۸۲

(۴) دیکھیے: عرضِ افسونِ گدازِ دل۔

گدازِ ربط: بزم، ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے — عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ — ص ۴۲

گدازِ سعیِ بینش: گدازِ شمعِ محفل شست وشوے نقشِ خود کامی — سراپا شبنم آئینِ یک نگاہِ پاک باقی ہے — ص ۱۰۷

گدازِ شمعِ محفل: معمائے تکلف سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن — گدازِ شمعِ محفل پیچشِ طومارِ بستر ہے — ص ۸۵

گدازِ موم: گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی — نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار آتش — ص ۲۷

(۲) ہے گدازِ موم اندازِ چکیدن ہاے خوں — نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصاد یہاں — ص ۵۷

گدازِ نالہ: بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر — دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیارِ تر — ص ۴۰

گدازِ ہر تمنا: اسدؔ! یاسِ تمنا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی — گدازِ ہر تمنا: آبیارِ صد تمنا ہے — ص ۸۵

گدھا[1]: شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم! — آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں — ص ۵۸

گدیہ گر[2]: وہاں کہاں یہ عطا و بذل و کرم — کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں — ص ۲۸۰

گراب[3]: سمجھا اُسے گراب، ہوا پاش پاش دل — دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام — ص ۲۸۲

گرامی[4]: دیکھیے: مہرِ مکتوبِ گرامی۔

گراں[5]: (۱) ساقی و تعلیمِ رنجِ محفل و تمکیں گراں — سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز — ص ۴۴

(۲) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص ۱۸۸

دیکھیے ___: (۳) حریفِ تختیِ خوابِ گراں۔ (۴) حسابِ تختیِ خوابِ گراں۔ (۵) خوابِ گراں۔ (۶) خوابِ گرانِ خسرو پرویز۔ (۷) سنگِ گراں۔ (۸) ہمہ خوابِ گراں۔ (۹) آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں۔

گراں بار[6] مشتِ زر: جوں بوے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مشتِ زر — لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں — ص ۶۱

---

۱ گدھا : ایک بار۔
۲ گدیہ گر : ایک بار۔
۳ گراب : ایک بار۔
۴ گرامی : ایک بار [مرکّب]۔
۵ گراں : نو بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سات بار]۔
۶ گراں بار : ایک بار [مرکّب]۔
گراں باری : دو بار [مرکّب]۔
گراں باروں : ایک بار۔
گراں تر : ایک بار۔

گراں باریِ زنجیر: دیکھیے: رنجِ گراں باریِ زنجیر۔

گراں باریِ گوہر: دیکھیے: تابِ گراں باریِ گوہر۔

گراں باروں: وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے — جرسِ قافلہ یعاں دل ہے گراں باروں کا ص۲۸

گراں تر: بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار — دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہوگیا ص۳۰

گراں جانی:[1] گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں ص۶۳

(۲) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں — مرحبا مَیں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے ص۲۳۲

دیکھیے ـــــــ: (۳) عرضِ گراں جانی۔ (۵) مجبورِ گراں جانی۔

گراں[2] جسد: دیکھیے: فیلِ گراں جسد۔

گراں مایگیِ اشک: دیکھیے: نازِ گراں مایگیِ اشک۔

گراں مایہ[3]: دیکھیے ـــــــ: (۱) داد و دیدِ گراں مایہ۔ (۲) گنج ہائے گراں مایہ۔

گراں نشیں[4]: دیکھیے: شکایتِ رنجِ گراں نشیں۔

گرانی[5]: (۱) شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر — نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی ص۱۰

(۲) تکلف برطرف، فرہاد اور اِتنی سبک دستی! — خیال آساں تھا، لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی ص۷۷

(۳) ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل کہ جہاں — خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے ص۷۸

(۴) قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ہوں — سخت ارزاں ہے گرانی میری ص۲۳۱

گرد[6]: (۱)، (۲) ذرّہ اُس گرد کا: خرشید کو آئینۂ ناز — گرد اُس دشت کی: امید کو احرامِ بہار ص۱۳۳

(۳) دل تا جگر، کہ ساحلِ دریاے خوں ہے اب — اِس رہ گزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا ص۲۵۴

(۴) بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے — جلوۂ گل کے سوا، گرد اپنے مدفن میں نہیں ص۱۸۵

(۵) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے — گھِستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے ص۲۴۸

---

[1] گراں جانی : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] گراں جسد : ایک بار [مرکّب]۔

[3] گراں مایہ : دو بار [مرکّب]۔

[4] گراں نشیں : ایک بار [مرکّب]۔

[5] گرانی : چار بار۔

[6] گرد : پینتیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تیس بار]۔

گردِ تمنّاے اثر: ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟ — نالہ در گردِ تمنّاے اثر پنہاں ہے — ص۱۱۰

گردِ جولاں: گردِ جولاں سے ہے تیری بہ گریبانِ خرام — جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار — ص۵

گردِ جوہر: نہ تمنّا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ — گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں — ص۸

گردِ خرامِ دُلدُل: دشت تسخیر ہو گر گردِ خرامِ دُلدُل — نعل در آتشِ ہر ذرّہ ہے تیغِ کہسار — ص۵

گردِ راہ: (۱) خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں — جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں — ص۵۵

(۲) فوج کی گردِ راہ مشک فشاں — رہرووں کے مشام عطر آگیں — ص۲۸۱

دیکھیے______:(۳) دماغ گردِ راہ۔ (۴) ہرموجِ گردِ راہ۔

گردِ راہِ یار: گردِ راہِ یار ہے سامانِ نازِ زخمِ دل — ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک — ص۱۷۵

گردِ رہ: گردِ رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر — ہر نفس راہ میں ٹوٹے نفسِ لیل و نہار — ص۵ [وصفِ دُلدُل میں]

(۲) گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں — نقشِ ہرگام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں — ص۹ [وصفِ دُلدُل میں]

(۳) خوش اوفتا گی! کہ بہ صحراے انتظار — جوں جادہ، گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں — ص۵۵

(۴) کیا دے صدا؟ کہ کلفتِ گم گشتگاں سے آہ! — ہے سرمہ، گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام — ص۵۵

گردِ رہِ جولانِ صبا: گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس — کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہوجانا — ص۱۵۶

گردِ رہِ حُسین: دیکھیے: پایۂ گردِ رہِ حُسین۔

گردِ زِ دامانِ ضمیر افشاندہ: خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں — ہے سخن: گردِ زِ دامانِ ضمیر افشاندہ — ص۱۷

گردِ ساحل: (۱) ہوسکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک — گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں — ص۶۵

(۲) گردِ ساحل، ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا — گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جاے کدو — ص۶۹

(۳) شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج — گردِ ساحل، ہے بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک — ص۱۷۵

گردِ سفر: اسدؔ! ہوں میں پر افشانِ رمیدن — سوادِ شعر در گردِ سفر ہے — ص۴۵۶

گردِ سواد: (۱) کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحراے طلب — مشک ہے سنبلستانِ زلف میں گردِ سواد — ص۳۸

(۲) دیکھیے: جلوۂ گردِ سواد۔

گردِ سوادِ باغ: رنجشِ یارِ مہرباں عیش و طرب کا ہے نشاں — دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے — ص۱۱۶

گردِ سوادِ نرگستاں: خموشی: خانہ زادِ چشم بے پروا نگاہاں ہے — غبارِ سرمہ: یہاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے ص۸۱

گردِ صحرائے حرم: بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر — گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زُنّار ہے ص۸۳

گردِ کارواں: صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب — خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا ص۴۴۶

گردِ کتاب: (۱) حیراں ہوں، دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں — خط، صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے ص۴۵۲

(۲) تیرگیِٔ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب ص۳۱

گردِ میدانِ نزاع: رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیش کش — جوہرِ آئینہ ہے یہاں گردِ میدانِ نزاع ص۴۸

گردِ وہم: عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ — یہ گردِ وہم جز بہ سرِ امتحاں نہیں ص۵۷

گرد[1]: یوں بعدِ ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے ص۸۰

گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ: اختلافِ رنگ و بو، طرحِ بہارِ بے خودی — صلحِ کُل، گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے ص۸۷

گردِ خانہ ہائے منعماں: زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہائے منعماں — دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا ص۲۰

گردِ سُرمہ: دویدن کے کمیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا — بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ شرمگیں پایا ص۲۲

گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا: آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے — دستار گردِ شاخِ گُلِ نقشِ پا کروں ص۵۶

گردِ ہالۂ ماہ: حلقۂ گیسو کھُلا دورِ خطِ رخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہوگیا ص۴۴۵

گرداب[2]: (۱) نہیں گرداب جز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خارِ ماہی کا ص۲۶

(۲) زِبس طوفانِ آب و گِل ہے، غافل! کیا تعجب ہے — کہ ہر یک گرد بادِ گلستاں گرداب ہوجاوے ص۱۰۵

(۳) دیکھیے: ہر یک حلقۂ گرداب۔

گردابِ جوہر: دیکھیے: حلقۂ گردابِ جوہر۔

گردابِ حیا: دیکھیے: موجِ گردابِ حیا۔

گردابِ دو عالم آداب: تنگیِ حوصلہ: گردابِ دو عالم آداب — دیدِ یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار ص۶

---

۱ گرد : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

۲ گرداب : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

گردابِ طوفاں: دیکھیے: یک حلقۂ گردابِ طوفاں۔

گردانده[1]: دیکھیے: یک ورقِ گردانده۔

گردباد[2]: گردباد آئنہ فتراکِ دماغِ دل ہا — تیرا صحرائے طلب محفلِ پیانہ شکار — ص۶

(۲) بس کہ وہ پاکوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گردباد — ص۳۸

(۳) ہر گردباد حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیّر شکار تر — ص۴۱

(۴) بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبّت اے اسدؔ! — گردباد اِس راہ کا ہے عقدۂ پیانِ عجز — ص۴۴

(۵) اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی — نہ باندھے شعلۂ جوّالہ غیر از گردباد، آتش — ص۴۶

(۶) گرد باد: آئنۂ محشرِ خاکِ مجنوں — یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے — ص۱۰۷

(۷) دیکھیے: بزمِ نشاطِ گردباد۔

گردبادِ دشت: دیکھیے: ہر گردبادِ دشت۔

گردبادِ رہِ بیتابی: گردبادِ رہِ بیتابی ہوں — صرصرِ شوق ہے بانی میری — ص۲۳۱

گردبادِ گلستاں: دیکھیے: ہر یک گردبادِ گلستاں۔

گردش[3]: (۱) شرر فرصت نگہ سامانِ یک عالم چراغاں ہے — بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیانہ محفل کا — ص۱۷

(۲) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی — کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بد روزگاری کا — ص۱۹

(۳) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار — گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ — ص۷۳

(۴) گردش میں لا تجلّیِ صد ساغرِ تسلّی — چشمِ تحیّر آغوش مخمورِ ہر ادا ہے — ص۹۳

(۵) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد — چرخ نے لی ہے جس سے گردش وام — ص۱۳۷

(۶) رات دن گردش میں ہیں سات آسماں — ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبرائیں کیا! — ص۱۶۱

دیکھیے ______: (۷) حاصلِ گردش۔ (۸) سُرورِ نشۂ گردش۔ (۹) ہر رنگ گردش۔

گردش آفریں: دیکھیے: بلا گردش آفریں۔

---

[1] گردانده : ایک بار [مرکّب]۔

[2] گردباد : دس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔

[3] گردش : تیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پچیس بار]۔

گردشِ آموزِ فلک: فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا ص۴۴۴

گردشِ افلاک: نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دَورِ ساغر کی — مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے ص۱۰۷

گردشِ ایام: بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟ — بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام ص۱۳۵

گردشِ پہلو: فرصت آرامِ غشِ ہستی ہے بُحرانِ عدم — ہے شکستِ رنگِ امکاں گردشِ پہلو مجھے ص۷۹

گردشِ پیمانۂ صفات: یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات — عارف ہمیشہ مستِ مےِ ذات چاہیے ص۲۲۰

گردشِ پیمانۂ مے: دیکھیے: نیازِ گردشِ پیمانۂ مے۔

گردشِ جامِ تمنا: ہوگئے باہم گر جوشِ پریشانی سے جمع — گردشِ جامِ تمنا دورِ گردوں ہے مجھے ص۱۰۰

گردشِ رنگِ چمن: عُمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار — گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب ص۳۲

گردشِ رنگِ طرب: گردشِ رنگِ طرب سے ڈریے — غمِ محرومیِ جاوید نہیں ص۱۸۳

گردشِ ساغر: دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل — خُمِ خانۂ جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں ص۶۱

(۲) دیکھیے: دورِ گردشِ ساغر۔

گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں: گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں تجھ سے — آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں مجھ سے ص۲۱۲

گردشِ سیارہ: پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے — نالہ گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے ص۲۲۷

گردشِ صد جام: شوخیِ چشمِ حبیب فتنۂ ایام ہے — قسمتِ بختِ رقیب گردشِ صد جام ہے ص۹۹

گردشِ کاسۂ سُم: بالِ رعنائیِ دُم: موجۂ گُلبندِ قبا — گردشِ کاسۂ سُم: چشمِ پری آئنہ دار ص۵ [وصفِ دُلدُل]

گردشِ گردونِ دوں: مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے — کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں! وہ بھی ص۴۷

گردشِ مجنوں: ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے — گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا ص۱۵۹

گردشِ محیطِ ظلم: گردش محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک — میں پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا ص۱۳

گردشِ مدام: کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل — انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز: دو جہاں، گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز — نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے ص۱۰۹

گردن[1]: (۱) جنوں کی دستگیری کس سے ہو، گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر — ص۱۲۸

(۲) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا — کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر — ص۱۲۸

(۳) اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن — گردن بہ تماشائے گُل افراختنی ہے — ص۱۱۱

(۴) نہ مارا جان کر بے جُرم، غافل! تیری گردن پر — رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا — ص۱۳۶

(۵) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا — ص۱۴۸

(۶) اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں ہوں — خمِ دستِ نوازش ہو گیا ہے طوق گردن میں — ص۱۸۱

(۷) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مَے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں — ص۱۸۵

(۸) شہادت تھی مری قسمت میں، جو دی تھی یہ خو مجھ کو — جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو — ص۱۹۹

(۹) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے — ہو نگہ مثلِ گُلِ شمع پریشاں مجھ سے — ص۲۱۱

(۱۰) ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں جو چشمِ تر سے عُمر بھر یوں دم بہ دم نکلے — ص۲۴۹

دیکھیے______: (۱۱)، (۱۳) رگِ گردن [تین بار]۔ (۱۴) رگِ بالیدۂ گردن۔ (۱۵) طوقِ گردن۔

(۱۶) وہمِ صد سرو گردن۔

گردنِ خوباں: دیکھیے: عقدِ گردنِ خوباں

گردنِ قمری: بہ غرورِ طَرَحِ قامت و رعنائیِ سرو — طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ — ص۱۷

(۲) دیکھیے: طوقِ گردنِ قمری۔

گردن کشِ یک درسِ آگاہی: رہِ خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی — زمیں کو سَیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا — ص۱۶

گردنِ مینا: (۱) سیرِ مُلکِ حُسن کر، مے خانہ ہا نذرِ خمار — چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج — ص۳۵

(۲) ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ — دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

(۳) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق — لرزے ہے موجِ مَے تری رفتار دیکھ کر — ص۱۲۹

گردوں[2]: (۱) جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کہ گردوں ہر صبح — خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں — ص۸

---

[1] گردن : بائیس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

[2] گردوں : اُنّیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: بارہ بار]۔

(۲) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی — کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا — ص ۱۹

(۳) کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہاے دل، گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں زِ قالب ہا — ص ۲۳

(۴) نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ گردوں — جگر خائیِ جوشِ حسرت سلامت! — ص ۳۳

(۵) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے — اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا — ص ۱۳۶

(۶) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر! — وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! — ۲۷۷

(۷) میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا — تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا — ص ۳۴۵

دیکھیے ـــــــ:(۸) بروے گردوں۔ (۹) بنات النعشِ گردوں۔ (۱۰) جولاں ہاے گردوں۔ (۱۱) دامنِ گردوں۔ (۱۲) دَورِ گردوں۔ (۱۳) ساقیِ گردوں۔ (۱۴) سطحِ گردوں۔ (۱۵) کاسۂ گردوں۔ (۱۶) کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ۔ (۱۷) مغلوبِ گردوں۔ (۱۸) مہرِ گردوں۔

گردونِ دوں: دیکھیے: گردشِ گردونِ دوں۔

گردۂ[1] تصویر: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار — ماہ تابِ ہالہ پیرا، گردۂ تصویر ہے — ص ۹۵

گردۂ تصویرِ میں: ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام — ہر کفِ خاک ہے وھاں گردۂ تصویر زمیں — ص ۱۳۴

گردیدن[2] :(۱) زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے منعماں — دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا — ص ۲۰

دیکھیے ـــــــ:(۲) آب گردیدن۔ (۳) باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن۔

گردیدنی: ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی — عاجزی سے، ظاہرا، رتبہ کوئی برتر نہیں — ص ۶۶

[مزید دیکھیے: برگردیدنی]۔

گردیدہ: دیکھیے: چشمِ واگردیدہ۔

گُرز[3]:
فنِّ صورت گری میں تیرا گُرز — گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام
اُس کے مضروب کے سرِ وتن سے — کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟ — ص ۱۳۸

---

[1] گردہ : دوبار [مرتّب]۔ گردیدنی : ایک بار [مرتّب]۔ گردیدہ : ایک بار [مرتّب]۔

[2] گردیدن : تین بار۔

[3] گُرز : ایک بار۔

گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب[1]:	کوہکن: گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب	بیستوں: آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں	ص۱۳۳
گرفتار[2]:	(۱) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو	زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے	ص۹۹
	(۲) شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے	ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے	ص۱۰۷
	(۳) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے	اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	ص۲۲۶
	(۴) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا	ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں	ص۲۹۸
	(۵) رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی	چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دزدیدہ نفس کو	ص۳۵۰
	دیکھیے ____: (۶) قفسِ مرغِ گرفتار۔ (۷) نوائے مرغِ گرفتار		
گرفتارِ اُلفتِ صیاد:	ہوں گرفتارِ الفتِ صیاد	ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز	ص۱۷۲
گرفتارِ الم ہائے زمانہ:	کرے کیا دعویِ آزادیِ عشق	گرفتارِ الم ہائے زمانہ	ص۳۵۱
گرفتارِ جنوں:	اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں	موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے	ص۱۱۳
گرفتارِ چشمِ دام:	ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصلِ صیاد	بسانِ اشک گرفتارِ چشمِ دام رہا	ص۳۰
گرفتارِ چمن:	اُلفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی	سرو، ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن	ص۱۸۱
گرفتارِ خرابی:	وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط	سَیل، صیادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے	ص۱۱۳
گرفتارِ دوعالم اَوہام:	اسدؔ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام	مشکل آساں کنِ یک خلق! تغافل تا چند؟	ص۳۹
گرفتارِ سرِزلف:	آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا	دلِ دیوانہ، کہ وارستۂ ہر مذہب تھا	ص۲۴
گرفتارِ صبا:	طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ	زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار	ص۳
گرفتارِ غمِ چند:	دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا	بہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا	ص۳۳۶
گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل:	ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل، کہ جہاں	خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے	ص۷۸
گرفتارِ وفا:	خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں؟	ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا؟	ص۱۵۵

[1] گرسنہ : ایک بار [مرکّب]۔
[2] گرفتار : بیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

(۲) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی   کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا   ص ۱۹

(۳) کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہاے دل، گردوں   نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں زِ قالب ہا   ص ۲۳

(۴) نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ گردوں   جگر خائیِ جوشِ حسرت سلامت!   ص ۳۳

(۵) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے   اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا   ص ۱۳۶

(۶) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر!   وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ!   ۲۷۷

(۷) میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا   تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا   ص ۴۴۵

دیکھیے ـــــ: (۸) بروے گردوں۔ (۹) بناتُ النعشِ گردوں۔ (۱۰) جولاں ہاے گردوں۔ (۱۱) دامنِ گردوں۔ (۱۲) دَورِ گردوں۔ (۱۳) ساقیِ گردوں۔ (۱۴) سطحِ گردوں۔ (۱۵) کاسۂ گردوں۔ (۱۶) کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ۔ (۱۷) مغلوبِ گردوں۔ (۱۸) مہرِ گردوں۔

گردونِ دوں: دیکھیے: گردشِ گردونِ دوں۔

گردۂ[۱] تصویر: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار   ماہ تابِ ہالہ پیرا، گردۂ تصویر ہے   ص ۹۵

گردۂ تصویرِ میں: ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام   ہر کفِ خاک ہے وھاں گردۂ تصویرِ زمیں   ص ۱۳۴

گردیدن[۲]: (۱) زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے منعماں   دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا   ص ۲۰

دیکھیے ـــــ: (۲) آب گردیدن۔ (۳) باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن۔

گردیدنی: ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی   عاجزی سے، ظاہرا، رتبہ کوئی برتر نہیں   ص ۶۶

[مزید دیکھیے: برگردیدنی]۔

گردیدہ: دیکھیے: چشمِ واگردیدہ۔

گُرز[۳]:   فنِّ صورت گری میں تیرا گرز   گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام

اُس کے مضروب کے سرو تن سے   کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟   ص ۱۳۸

---

۱ گردہ : دوبار [مرتّب]۔   گردیدنی : ایک بار [مرتّب]۔ گردیدہ : ایک بار [مرتّب]۔

۲ گردیدن : تین بار۔   ۳ گرز : ایک بار۔

گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب:[1] کوہکن: گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب | بیستوں: آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں ص ۱۴۲

گرفتار:[2] (۱) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو | زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے ص ۹۹

(۲) شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے | ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے ص ۱۰۷

(۳) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے | اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے ص ۲۲۶

(۴) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا | ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں ص ۲۹۸

(۵) رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی | چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دزدیدہ نفس کو ص ۴۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۶) قفسِ مرغِ گرفتار۔ (۷) نوائے مرغِ گرفتار

گرفتارِ اُلفتِ صیاد: ہوں گرفتارِ الفتِ صیاد | ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز ص ۱۷۲

گرفتارِ الم ہائے زمانہ: کرے کیا دعویِ آزادیِ عشق | گرفتارِ الم ہائے زمانہ ص ۴۵۱

گرفتارِ جنوں: اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں | موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے ص ۱۱۳

گرفتارِ چشمِ دام: ہوا نہ مجھ سے بجز دردِ حاصلِ صیاد | بسانِ اشک گرفتارِ چشمِ دام رہا ص ۳۰

گرفتارِ چمن: اُلفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی | سرو، ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن ص ۱۸۱

گرفتارِ خرابی: وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوّارہ نمط | سَیل، صیادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے ص ۱۱۳

گرفتارِ دوعالمِ اَوہام: اسدؔ خستہ گرفتارِ دو عالمِ اوہام | مشکل آساں کنِ یک خلق! تغافل تا چند؟ ص ۳۹

گرفتارِ سرِ زلف: آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا | دلِ دیوانہ، کہ وارستۂ ہر مذہب تھا ص ۲۴

گرفتارِ صبا: طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ | زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار ص ۳

گرفتارِ غمِ چند: دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا | بہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا ص ۴۴۶

گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل: ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل، کہ جہاں | خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے ص ۷۸

گرفتارِ وفا: خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں؟ | ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا؟ ص ۱۵۵

---

[1] گرسنہ : ایک بار [مرکّب]۔

[2] گرفتار : بیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

گرفتارِ ہوس: اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں — ظاہرا، صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس — ص۴۵

گرفتاروں: سر خطِ بند ہوا نامہ گنہگاروں کا — خونِ ہُدہُد سے لکھا نقش گرفتاروں کا — ص۴۸

گرفتاری[1]: گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا — ص۳۰

(۲) یہاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں — زلف گر بن جاؤں تو شانے میں اُلجھادے مجھے — ص۲۳۴

گرفتاریِ اُلفت: دیکھیے: دعواے گرفتاریِ اُلفت۔

گرفتاریِ خاطر: دیکھیے: شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر۔

گرفتاریِ دل: دیکھیے: احوالِ گرفتاریِ دل۔

گرفتاریِ مستی: دیکھیے: محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی۔

گرفتاریِ نیرنگِ تماشا: ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی — پرِ طاؤس سے دل پاے بہ زنجیر آیا — ص۲۷

گرفتاریِ ہم: دیکھیے: ذوقِ گرفتاریِ ہم۔

گرگ[2]: دیکھیے: ایک دُمِ گرگ۔

گرم[3]: (۱) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار — ص۴

(۲) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز — پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار — ص۵

(۳) سپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا — ص۲۹

(۴) چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے — عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع — ص۴۸

(۵) بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں! — جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال — ص۵۲

(۶) گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے — رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے — ص۱۲۸

(۷) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پُرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا — ص۱۹۲

(۸) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی — آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا! — ص۱۹۲

---

1. گرفتاری : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔
2. گرگ : ایک بار [مرکب]۔
3. گرم : تینتالیس بار [مفرد: اُنیس بار، مرکب: چوبیس بار]۔
گرم جوشی : ایک بار۔

(۹) کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا — آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے — ص ۲۰۳

(۱۰) پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز — گرم بازارِ فوجداری ہے — ص ۲۲۴

[غزل میں نوبار۔ سات بار بہ طورِ ردیف، ص ۸ ۴۴]:

(۱۱)۔(۱۳) یہاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہَوا گرم

(۱۴)، (۱۵) اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہَوا گرم

(۱۶) وا کر سکے یہاں کون بجز کاوشِ شوخی — جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم

(۱۷) گر ہے سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار — جوں پنجۂ خرشید ہو اے دستِ دُعا! گرم

(۱۸) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم

(۱۹) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم

دیکھیے ـــــــ: (۲۰) اک آہِ گرم۔ (۲۱) خونِ گرم۔ (۲۲) خونِ گرمِ دہقاں۔ (۲۳) خوے گرم۔

(۲۴) سخنِ گرم۔ (۲۵) نگاہِ گرم۔ (۲۶) نگہِ گرم۔ (۲۷) یک نگاہِ گرم۔ (۲۸) یک نگہِ گرم۔

گرمِ اضطراب: عیش، گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سردمہر — دَورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے — ص ۱۰۷

گرمِ انتظار: جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابیِ کمند آیا — سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا — ص ۱۱

گرمِ تپش: دیکھیے: دلِ گرمِ تپش۔

گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ: گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ — قرصِ کافوری ہے مِہر از بہرِ سرما خوردگاں — ص ۶۶

گرمِ تماشا: (۱) خانمانِ عاشقاں دُکانِ آتش باز ہے — شعلہ رو جب ہوگئے گرمِ تماشا، جل گیا — ص ۲۰

(۲) نہ دیکھیں روے یک دل سرد، غیر از شمعِ کافوری — خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو — ص ۶۷

(۳) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو — کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظّارہ سے وا ہو — ص ۱۹۴

گرمِ خرامِ ناز: اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے — کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو — ص ۱۹۴

گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ: رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا — رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا — ص ۲۵

گرمِ دامن افشانی: دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے — کرگئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے — ص ۲۳۲

گرمِ سخن: غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم ص۴۴۸

گرمِ غزل خوانی: ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نَفَس — لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا ص۱۴۰

گرمِ فریاد: گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے — تب اماں ہجر میں دی بَردِ لَیالی نے مجھے ص۲۲۲

گرمِ کوششِ ایجادِ تازہ: ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ — داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا ص۱۶

گرمِ نالہ ہائے شرربار: پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نَفَس — مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

گرم جوشی: کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی — کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی ص۷۶

گرمی[1]: (۱) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں — ہر شمعِ شہادت کو ہے یہاں سر بسر انگشت ص۳۲

(۲) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود — رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں ص۶۳

(۳) دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی — وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار ص۱۲۶

(۴) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں — کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا ص۱۵۱

(۵) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب — اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے ص۲۰۵

(۶) پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی ص۲۰۷

(۷) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آبگینہ تُندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے ص۲۲۱

(۸) آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں؟ — سوزِ غم ہائے نہانی اَور ہے ص۲۳۷

(۹) گرمی سہی کلام میں، لیکن نہ اِس قدر — کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی ص۲۴۴

(۱۰) رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا ص۲۸۷

(۱۱) وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے — بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سُنبل کے تلے ص۴۵۳

گرمیِ افسانہ: دیکھیے: داغِ گرمیِ افسانہ۔

گرمیِ بازار: تم نے مجھ کو جو آبرو بخشی — ہوئی میری وہ گرمیِ بازار ص۱۲۵

گرمیِ بازارِ باغ: آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ — ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ ص۴۸

---

[1] گرمی : تیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: اُنیس بار]۔ گرمی ہا : ایک بار [مرکب]۔

گرمیِ بازارِ دوست: دیکھیے: بہارِ گرمیِ بازارِ دوست۔

گرمیِ بزم: یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل! — گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک — ص۱۷۵

گرمیِ دولت: گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو — خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں، اخگر ہوا — ص۲۰

گرمیِ رُخ: بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز — دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہوگیا — ص۳۰

گرمیِ رفتار: (۱) عذرِ لنگ، آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب! — جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پاے چوبیں — ص۸

(۲) دیکھیے: تبِ گرمیِ رفتار۔

گرمیِ رفتارِ دوست: برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یھاں — اشک ہوجاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست — ص۳۳

گرمیِ رفتارِ قاتل: دیکھیے: خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل۔

گرمیِ سعیِ تلاشِ دید: دیکھیے: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید۔

گرمیِ شعلۂ رفتار: فرش اِس دشتِ تمنا میں نہ ہوتا گر عدل — گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار — ص۵

گرمیِ شوقِ طلب: گرمیِ شوقِ طلب ہے عینِ تا پاکِ وصال — غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پاے جستجو — ص۶۹

گرمیِ صحبت: دیکھیے: یادِ گرمیِ صحبت۔

گرمیِ گل وبلبل: بے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں — دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ — ص۴۸

گرمیِ نبضِ خار وخسِ آشیاں: پرواز، یک تپِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے — گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں نہ پوچھ — ص۷۰

گرمیِ نشاطِ تصور: ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج — میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں — ص۶۲

گرمیِ وحشت: فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت — تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا — ص۲۹

گرمی ہاے صحبت: تا کجا افسوسِ گرمی ہاے صحبت اے خیال! — دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا — ص۲۰

گَرد[1]: (۱) آہنگِ عدم نالہ بہ کہسار گرد ہے — ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ — ص۳۶

[گیارہ بار بہ طورِ ردیف ص۶۹]:

(۲)، (۳) رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا، گرد — تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرد

---

۱ گَرد : تیرہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: ایک بار]۔

(۴) پرواز نقدِ دامِ تمنائے جلوہ تھا — طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو

(۵) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے — موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو

(۶) ہر ذرّہ خاک: عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو

(۷) ہے تاک میں سَلَم ہوسِ صد قدح شراب — تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو

(۸) برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں — جوں نخلِ شمع ریشے میں نشوونما گرو

(۹) طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں — جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو

(۱۰) ہے وحشتِ جنونِ بہار اِس قدر کہ ہے — بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو

(۱۱) بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار — یھاں نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو

(۱۲) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسدؔ! — تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو

گروِ غنچہ: بہار در گروِ غنچہ شہر جولاں ہے — طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم! ص۵۳

گرہ[1]: (۱) اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ — جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا ص۱۴

(۲) فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ — بہ وہمِ زر، گرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا ص۲۳

(۳) ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق — وھاں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں! ص۱۸۲

(۴) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آوردن ص۴۴۹

(۵) تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی ص۴۵۲

[راجہ شیودان سنگھ والیِ اَلور کی مدح میں جو قصیدہ ہے، اُس کی ردیف ''گرہ'' ہے، اِس میں ۲۵ شعر ہیں۔ اِس قصیدے میں لفظِ ''گرہ'' کُل بتّیس بار آیا ہے۔ ۲۶ بار بہ طورِ ردیف اور چھے بار ردیف کے علاوہ، ص۲۷۸]:

(۶)، (۷) گنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ — ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گرہ

(۸)، (۹) گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ رُوزِ شمار — ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ

(۱۰) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اِس میں بے شمار گرہ

(۱۱)، (۱۵) گرہ سے اَور گرہ کی اُمید کیوں نہ بڑھے — کہ ہر گرہ کی گرہ میں ہیں تین چار گرہ

---

[1] گرہ : پینتالیس بار [مفرد: چونتیس بار، مرکّب: گیارہ بار]۔ گرہیں : دوبار۔

(۱۶) دکھا کے رشتہ، کسی جوتشی سے پوچھا تھا — کہ دیکھ، کتنی اُٹھا لائے گا یہ تار گرہ

(۱۷) کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں — جو یہاں گنیں گے تو پاویں گے نو ہزار گرہ

(۱۸) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے — کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ

(۱۹) وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ

(۲۰) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار گرہ

(۲۱) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے بناتا ہے — ہَوا میں بوند کو ابرِ تگرگ بار گرہ

(۲۲) اُنھیں کی سال گرہ کی یہ شادمانی ہے — کہ ہوگئے ہیں گہرہائے شاہوار گرہ

(۲۳) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے یہ توقیر — کہ بن گئے ہیں ثمرہائے شاخسار گرہ

(۲۴) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے — تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ

(۲۵) پئے دعائے بقائے جنابِ فیض مآب — لگے گی اِس میں ثوابت کی اُستوار گرہ

(۲۶) ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ

(۲۷) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اس کو — کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتہ، زینہار گرہ

(۲۸) کشادہ رُخ نہ پھرے کیونکے اِس زمانے میں — بچی نہ از پئے بندِ نقابِ یار گرہ

(۲۹) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ

(۳۰) خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن — کڑوڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار گرہ

(۳۱) کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا — پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ

(۳۲)، (۳۳) گرہ کا نام لیا، پر نہ کرسکا کچھ بات — زباں تک آکے ہوئی اَور اُستوار گرہ

(۳۴) کھلے یہ گانٹھ، تو البتہ دم نکل جاوے — بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار گرہ

(۳۵) اِدھر نہ ہوگی توجہ حضور کی جب تک — کبھی کسی سے کھلے گی نہ زینہار گرہ

(۳۶) دُعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بغض — پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ

(۳۷) دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکل پھوڑے کے — خدا کرے کہ کرے اِس طرح اُبھار گرہ

دیکھیے ـــــ: (۳۸) ایک گرہ۔ (۳۹) بے گرہ۔ (۴۰) چار گرہ۔

گرہِ عجز: سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص ۹۱

گرہِ غنچہ: گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں — گرہِ غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن — ص ۴۵۰

گرہ کشا: درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں — جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کشا تھا — ص ۱۵۸

گرہِ نیم باز: کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز — ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا — ص ۱۵۵

گرہِ یارب: اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے — یادِ روزے کہ نَفَس درگرہِ یارب تھا — ص ۴۴۴

گرہیں: (۱) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہیں ہزار ہوں بلکہ سوا — ص ۲۵۴

(۲) کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں — جو یہاں گنیں گے تو پاویں گے تو ہزار گرہ

گریاں[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) برقِ ابرِ چشمِ گریاں۔ (۲) چشمِ گریاں۔ (۳)، (۴) دیدۂ گریاں [دوبار]۔ (۵) دیدہ ہائے گریاں۔ (۶) صیدِ دامِ چشمِ گریاں۔ (۷) نظر بندِ چشمِ گریاں۔

گریباں[2]: (۱) حسرتِ نشۂ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے — عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا — ص ۲۱

(۲) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی — ولیکن کیا کروں، آوے جو رسوائی گریباں کی — ص ۷۶

(۳) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدعی میرا — ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے — ص ۱۰۲

(۴) یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز — چاک کرتا ہوں میں، جب سے کہ گریباں سمجھا — ص ۱۴۷

(۵) حیف اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ! — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص ۱۵۰

(۶) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع — چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا، میرے بعد — ص ۱۶۶

(۷) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ! کیا ہوا گر اُس نے شدت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر — ص ۱۶۷

(۸) آبرو کیا خاک اُس گل کی جو گلشن میں نہیں — ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں — ص ۱۸۴

(۹) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو — ص ۱۹۸

(۱۰) پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

---

[1] گریاں : سات بار [بہ طور مرکب]۔ — گریباں ہا : ایک بار [مرکب]۔

[2] گریباں : اکتیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: اکیس بار]۔ — گریبانی : دوبار۔

دیکھیے ــــــــــ: (۱۱) ایک آدھ گریباں۔ (۱۲) بخیۂ چاکِ گریباں۔ (۱۳)-(۱۶) چاکِ گریباں [چار بار]۔(۱۷) دست و گریباں۔(۱۸) ذوقِ گریباں۔(۱۹) سر بہ گریباں۔(۲۰) فکرت احرامِ گریباں۔

گریباں چاک: جنوں کی دستگیری کس سے ہو؟ گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر — ص ۱۶۸

گریباں چاکیِ گل: دیکھیے: یک عالم گریباں چاکیِ گل۔

گریباں چاکیِ گل ہا: اسدؔ خوباں بھی دَورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں — گریباں چاکیِ گل ہا نشانِ داد خواہی ہے — ص ۲۵۵

گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب: ساقی نے از بہرِ گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب — تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا — ص ۲۶

گریبانِ خرام: گردِ جولاں سے ہے تیری بہ گریبانِ خرام — جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار — ص ۵

گریبانِ سحر: دو جہاں، گردشِ یک سجۂ اسرارِ نیاز — نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے — ص ۱۰۹

گریبانِ شقِ خامہ: سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ! — چاکِ دل شانہ کشِ طرّۂ تحریر آوے — ص ۱۱۳

گریبانِ قبا: کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ! یک پردہ نازک تر — دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو — ص ۶۸

گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی: تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی — ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی — ص ۹۲

گریباں گیرِ فرصت: شوخ، ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن — ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے — ص ۸۶

گریبانِ نَفَس: دیکھیے: سیرِ گریبانِ نفس۔

گریباں ہا: دیکھیے ایجادِ گریباں ہا۔

گریبانی: (۱) ہوں ہیولاے دو عالم صورتِ تقریر اسدؔ! — فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے — ص ۸۶

(۲) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے — ص ۲۱۱

گُریزاں[1]: (۱) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا! — ص ۱۴۷

(۲) وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں — صورتِ دود رہا سایہ گریزاں مجھ سے — ص ۲۱۱

گریز پا[2]: دیکھیے: حکایتِ صبرِ گریز پا۔

---

[1] گریزاں : دو بار۔ [2] گریز پا : ایک بار [مرکب]۔

گریوۂ غم[1]: دیکھیے: آنسوے گریوۂ غم۔

گریہ[2]: (۱) موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار — گریہ، وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا — ص۱۵

(۲) نغمۂ بے دلاں اسدؔ! سازِ فسانگی نہیں — بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ — ص۴۷

(۳) گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری — لختِ لختِ دل، نگینِ خانۂ زنجیر ہے — ص۹۵

(۴) گریہ، سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۵) گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جُراتِ شوق — قطرۂ اشک، دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۶) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ! — آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا — ص۱۴۴

(۷) وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یھاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا — ص۱۴۵

(۸) نہ کہہ کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے — مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا — ص۱۴۸

(۹) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی — در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا — ص۱۵۰

(۱۰) ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا — باور آیا ہمیں پانی کا ہَوا ہوجانا — ص۱۵۶

(۱۱) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہوکر اُڑ گیا، جو خوں کہ دامن میں نہیں — ص۱۸۵

(۱۲) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو — ہائے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۱۳) بے گریہ کمالِ ترجبینی ہے مجھے — دربزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے — ص۲۵۷

دیکھیے ____: (۱۴) اثرِ گریہ۔ (۱۵)، (۱۶) بندِ گریہ [دوبار]۔ (۱۷)، (۱۸) جوشِ گریہ [دوبار]۔ (۱۹) ذوقِ گریہ۔ (۲۰) سیلابِ گریہ۔ (۲۱) سیلِ گریہ۔ (۲۲) ضبطِ گریہ۔ (۲۳) محیطِ گریہ۔ (۲۴) موجِ گریہ۔ (۲۵) وقتِ گریہ۔ (۲۶)، (۲۷) ہجومِ گریہ [دوبار]۔

گریۂ بیباک: ہوا ہے گریۂ بیباک ضبط سے تسبیح — ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں — ص۶۳

گریۂ چشم: دیکھیے: تحریرِ حالِ گریۂ چشم۔

گریۂ سحری: دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر — نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے — ص۲۰۵

گریۂ طوفاں رکاب: گریۂ طوفاں رکاب نالۂ محشر عناں — بے سر و ساماں اسدؔ! فتنہ سر انجام ہے — ص۹۹

---

۱ گریوہ : ایک بار [مرکّب]۔ — گریہ ہا : تین بار [مرکّب]۔

۲ گریہ : تینتیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: اکیس بار]۔

گریۂ عاشق: دیکھیے: برشکالِ گریۂ عاشق۔

گریۂ مستانہ: دیکھیے: پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ۔

گریہ ہا: دیکھیے: وحشت افزا گریہ ہا۔

گریہ ہائے بے دلاں: گریہ ہائے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج — ص ۳۵

گریہ ہائے زار: اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہائے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی — ص ۳۵۵

گڑگانویں[۱]: گڑگانویں کی ہے جتنی رعیت، وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی — ص ۲۶۳

گز[۲]: (۱) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص ۱۸۸

(۲) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی — تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا — ص ۲۸۷

گزار[۳]: کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب — کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی — ص ۱۰

گزارا[۴]: گزری نہ بہرحال یہ مدت خوش و ناخوش! — کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اَور — ص ۱۷۱

تمھیں کہو، کہ گزارا صنم پرستوں کا — بُتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو، تو کیوں کر ہو؟ — ص ۱۹۷

گزارشِ[۵] احوالِ واقعی: منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی — اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے — ص ۱۲۲

گزارشِ جوانی: ہوئے مشقِ جُراتِ تازہ ورسمِ طرحِ آداب — خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی — ص ۹

گزارشِ ذوقِ سجود: خُور، شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ — سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا — ص ۱۲

گزرگاہ[۶]: ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں — ص ۲۹۸

گزرگاہِ خیال: موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال — ہے تصوّر میں زِ بس جلوہ نما موجِ شراب — ص ۱۹۳

گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر: دل گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی — گر نَفَس جادۂ سر منزلِ تقویٰ نہ ہوا — ص ۱۴۴

گزشتگاں[۷]: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ — گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں — ص ۹۳

---

۱ گڑگانویں : ایک بار۔
۲ گز : دوبار۔
۳ گزار : ایک بار [مرکب]۔
۴ گزارا : دوبار۔
۵ گزارش : تین بار [مرکب]۔
۶ گزرگاہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
۷ گزشتگاں : ایک بار۔

گزشتگی[1]: دیکھیے: از خود گزشتگی۔

گزشتن[2]: (۱) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے — کہ یھاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے — ص۹۸

(۲) دیکھیے: وقتِ گزشتن۔

گزشتہ[3]: (۱) دیکھیے: حالِ شہیدانِ گزشتہ۔

(۲) دیکھیے: عُمرِ گزشتہ۔

گزند[4]: دیکھیے: بیمِ گزند۔

گزیدہ[5]: دیکھیے ــــــ: (۱) پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ۔ (۲) دستِ گزیدہ۔ (۳) سگ گزیدہ۔ (۴) لبِ گزیدہ۔ (۵) مردم گزیدہ۔

گستاخ[6]: (۱) گر شہادت آرزو ہے، نشّے میں گستاخ ہو — بالِ شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا — ص۲۰

(۲) رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں، زاہد! — زنہار! نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے — ص۲۰۱

(۳) میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں — یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے — ص۲۴۱

گستاخ طلب: شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخ طلب — ہے ترے حوصلۂ فضل پر از بس کہ یقیں — ص۱۳۵

گستاخِ مطلب: دیکھیے: ہوس گستاخِ مطلب۔

گستاخی: دیکھیے ــــــ: (۱) رخصتِ بیبا کی و گستاخی۔ (۲) منعِ گستاخی۔

گستاخیِ آئینہ: دیکھیے: ہوس گستاخیِ آئینہ۔

گستاخیِ اربابِ جہاں: بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول — پَرِ پروانہ مری بزم میں ہے خنجرِ کیں — ص۸

گستاخیِ فرشتہ: ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں — ص۱۸۹

گستاخیِ وصال: گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز — یعنی دُعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ — ص۵۰

گستردن[7]: دیکھیے: پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن۔

---

[1] گزشتگی : ایک بار [مرکّب]۔
[2] گزشتن : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[3] گزشتہ : دو بار [مرکّب]۔
[4] گزند : ایک بار [مرکّب]۔
[5] گزیدہ : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
[6] گستاخ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
گستاخی : چھے بار [مرکّب]۔
[7] گستردن : ایک بار۔ گستردنی : ایک بار [مرکّب]۔

گستردنی: دیکھیے بمُفتِ گستردنی۔

گسستن[1]: (۱) نَفَس در سینہ ہاے ہدگر رہتا ہے پیوستہ — نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا — ص۲۷

(۲) تکلّف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا واکر — نفس بعداز وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا — ص۲۷

گسیختہ[2]: دیکھیے ــــــ: (۱) شوقِ عناں گسیختہ۔ (۲) عناں گسیختہ۔

گشتن[3]: دیکھیے: پہنِ گشتن ہاے دل۔

گشتہ: دیکھیے ــــــ: (۱) خوں گشتہ۔ (۲) خوں گشتۂ رشکِ وفا۔ (۳) دلِ خوں گشتہ۔ (۴) دلِ گم گشتہ۔

گفتار[4]: (۱) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے — ص۲۳۳

(۲) اُس چشمِ فسونگر کا اگر پائے اشارہ — طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے — ص۲۳۳

دیکھیے ــــــ: (۳) اندازِ گل افشانیِ گفتار۔ (۴) خوش گفتار۔ (۵) شانہ کشِ طرّۂ گفتار۔ (۶) طاقتِ گفتار۔ (۷) ہواے گفتار۔

گفتارِ دوست: دیکھیے: بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست۔

گفتارِ طبع: دیکھیے: طوطیِ شکر گفتارِ طبع۔

گفتگو[5]: (۱) شورِ اَوہام سے مت ہو شب خونِ انصاف — گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنّا نمکیں — ص۸

(۲) رہنِ خاموشی میں ہے آرایشِ بزمِ وصال — ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں گفتگو — ص۶۹

(۳) زباں سے عرضِ تمناے خامشی معلوم! — مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے — ص۹۹

(۴) ہرچند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو — بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر — ص۱۶۹

(۵) مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر — ص۱۶۹

---

۱ گسستن : دوبار۔
۲ گسیختہ : دوبار [مرکّب]۔
۳ گشتن : ایک بار [مرکّب]۔
گشتہ : چار بار [مرکّب]۔
۴ گفتار : نوبار [مفرد: دوبار، مرکّب: سات بار]۔
۵ گفتگو : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: سات بار]۔
گفتگوہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۶) گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیوں کر ہو　　کہے سے کچھ نہ ہوا، پھر کہو تو کیوں کر ہو　　ص ۱۹۷

دیکھیے ــــــــ: (۷) اندازِ گفتگو۔ (۸) خوانِ گفتگو۔ (۹) ذوقِ گفتگو۔ (۱۰) روشِ گفتگو۔ (۱۱) رہ و رسمِ گفتگو۔ (۱۲) سیاقِ گفتگو۔ (۱۳) شانہ کشِ گفتگو۔

گفتگوہا: دیکھیے: سرابِ گفتگوہا۔

گفت[۱] و بیاں: دیکھیے: سببِ گفت و بیاں۔

گفت و شنود: دیکھیے ــــــــ: (۱) دماغِ منتِ گفت و شنود۔ (۲) غریبِ گشورِ گفت و شنود۔

گفتۂ غالب: جو یہ کہے کہ: ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی؟　　گفتۂ غالب ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں　　ص ۱۷۸

گِل[۲]: دیکھیے ــــــــ: (۱) آب و گِل۔ (۲) پاے در گِل۔ (۳) طوفانِ آب و گِل۔

گُل[۳] [۱]: (۱) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزاے بہار　　سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گُل نا آشنا　　ص ۱۹

(۲) دیکھ اُس کے ساعدِ سیمین و دستِ پُرنگار　　شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گُل پروانہ تھا　　ص ۲۵

(۳) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے　　بجاے زخم، گُل برگوشۂ دستار ہو پیدا　　ص ۳۱

(۴) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گُل　　آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت　　ص ۳۲

(۵) جُنبشِ ہر برگ سے ہے گُل کے لب کو اختلاج　　خَبِ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج　　ص ۳۵

(۶) ہم نے سو زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی　　گُل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد　　ص ۳۸

(۷) گُل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی　　سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز　　ص ۴۵

(۸) کون گُل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے؟　　نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ　　ص ۴۸

(۹) گُل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا　　گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف!　　ص ۴۸

(۱۰) گُل، غنچگی میں غرقۂ دریاے رنگ ہے　　اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں　　ص ۵۷

(۱۱) خار سے گُل سینہ افگارِ جفا ہے اے اسدؔ!　　برگ ریزی ہے پرافشانیِ ناوک خوردگاں　　ص ۶۶

---

[۱] گفت : تین بار [مرکب]۔
گفتہ : ایک بار [مرکب]۔

[۲] گِل : تین بار [مرکب]۔

[۳] گُل [۱-۲]: دوسو اکیاون بار [مفرد: اکتالیس بار، مرکب: دوسو دس بار]۔
گُل ہا : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
گُل فروش : دو بار [مرکب]۔

(۱۲) رنگ نے گُل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم	برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے	ص ۷۸
(۱۳) داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گُل ہو شہید	لالہ چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے	ص ۷۹
(۱۴) شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل	کسوتِ ایجادِ بلبل خارِ خارِ نغمہ ہے	ص ۸۷
(۱۵) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم	مثلِ دودِ مجمر کے داغ، بالِ افشاں ہے	ص ۸۹
(۱۶) کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب!	زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے	ص ۹۱
(۱۷) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق	سرو کے قامت پہ گُل یک دامنِ کوتاہ ہے	ص ۹۲
(۱۸) وحشت، بہارِ نشہ و گل، ساغرِ شراب	چشمِ پری، شفق کدۂ راز ہے مجھے	ص ۹۷
(۱۹) چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟	کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ، شبنم ہے	ص ۱۰۲
(۲۰) اگر گُل حسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے	پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے	ص ۱۱۵
(۲۱) نہ گل اُس میں، نہ شاخ و برگ، نہ بار	جب خزاں آئے، تب ہو اُس کی بہار	ص ۱۳۰
(۲۲) دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے	خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس	ص ۱۷۳
(۲۳) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک	بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل	ص ۱۷۶
(۲۴) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے	جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں	ص ۱۸۰
(۲۵) برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے	کھل گئی مانندِ گل سَو جا سے دیوارِ چمن	ص ۱۸۱
(۲۶) آبرو کیا خاک اُس گل کی جو گلشن میں نہیں	ہے گریباں ننگِ پیراہن، جو دامن میں نہیں	ص ۱۸۳
(۲۷) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ	چٹکنا غنچۂ گل کا صدائے خندۂ دل ہے	ص ۲۰۸
(۲۸) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے	ہر غنچے کا گل ہونا، آغوش کشائی ہے	ص ۲۰۱
(۲۹) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ	اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے	ص ۲۱۳
(۳۰) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر؟	پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے	ص ۲۲۹
(۳۱) دیکھو تو دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا	موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی!	ص ۲۳۳
(۳۲) ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار	بارور جس کا سرو، گل بے خار	ص ۲۶۷

(۳۳) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرمائے اسدؔ! داغ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا ص ۴۴۶

(۳۴) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو تا گل زِ جگر زخم میں ہے راہ نفس کو ص ۴۵۰

[''گل'' گیارہ بار بہ طورِ ردیف، مختلف معانی میں، ص ۵۲]:

(۳۵) بہرِ عرضِ حال، شبنم سے رقم ایجاد گل ظاہرا، ہے اِس چمن میں لالِ مادر زاد گل

(۳۶) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد گل غنچے سے، منقارِ بلبل وار، ہو فریاد گل

(۳۷) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو شمع ساں ہوجائے قطِّ خامۂ بہزاد، گل

(۳۸) دستِ رنگیں سے جو رُخ پروا کرے زلفِ رسا شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد، گل

(۳۹) سعیِ عاشق ہے فروغ افزاے آبِ روے کار ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گل

(۴۰) ہے تصوّر صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل

(۴۱) گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہوجائے ہے غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گل

(۴۲) برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن شمعِ خلوت خانہ کیجے، ہرچہ بادا باد، گل

(۴۳) خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ! حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل

(۴۴) دیوانگاں کا چارہ، فروغِ بہار ہے ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجائے گل ص ۵۳

دیکھیے ـــــــ: (۴۵) آبِ گل۔ (۴۶) آب و رنگِ گل۔ (۴۷)، (۴۸) آتشِ گل [دو بار]۔ (۴۹) آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل۔ (۵۰) آشنائے گل۔ (۵۱)، (۵۲) آغوشِ گل [دو بار]۔ (۵۳) آئینۂ گل۔ (۵۴) آئینۂ برگِ گل۔ (۵۵) الفتِ گل۔ (۵۶) اندازِ گل۔ (۵۷) ایّامِ گل۔ (۵۸) بارگہِ شوکتِ گل۔ (۵۹)۔(۶۱) برگِ گل [تین بار]۔ (۶۲) برگ ریزی ہائے گل۔ (۶۳)۔(۶۷) بوئے گل [پانچ بار]۔ (۶۸) بہارِ گل۔ (۶۹) بہارِ رنگِ خونِ گل۔ (۷۰) بہارِ موسمِ گل۔ (۷۱) پُرگل۔ (۷۲) تماشائے گل۔ (۷۳) جائے گل۔ (۷۴) جلوہ گاہِ گل۔ (۷۵)۔(۸۲) جلوۂ گل [آٹھ بار]۔ (۸۳)، (۸۴) جوشِ گل [دو بار]۔ (۸۵) جوشِ نکہتِ گل۔ (۸۶) چراغِ گل۔ (۸۷) حوصلۂ گل۔ (۸۸) خارِ گل۔ (۸۹) خندہ ہائے گل۔ (۹۰)۔(۹۳) خندۂ گل [چار بار]۔ (۹۴) خوابِ گل۔ (۹۵) خیلِ جلوۂ گل۔ (۹۶) دامِ رگِ گل۔ (۹۷) دردِ اظہارِ تپش کسوتیِ گل۔ (۹۸)

دماغِ تماشاے سرو وگل۔ (۹۹) دودِ شمعِ کشتۂ گل۔ (۱۰۰) دولتِ نظارۂ گل۔ (۱۰۱) دہانِ گل۔ (۱۰۲) ذوقِ گل۔ (۱۰۳)، (۱۰۴) رگِ گل [دوبار]۔ (۱۰۵) رنگ ریزِ گل۔ (۱۰۶) رودے غنچۂ گل۔ (۱۰۷) زرِ گل۔ (۱۰۸)۔ (۱۱۰) سایۂ گل [تین بار]۔ (۱۱۱) سایۂ شاخِ گل۔ (۱۱۲) سبدِ گل۔ (۱۱۳)، (۱۱۴) سبزہ وگل [دوبار]۔ (۱۱۵)، (۱۱۶) سنبل وگل [دوبار]۔ (۱۱۷) سیرِ گل۔ (۱۱۸)۔ (۱۲۴) شاخِ گل [سات بار]۔ (۱۲۵) شاہدِ گل۔ (۱۲۶) شکستِ رنگِ گل۔ (۱۲۷) شکنِ خندۂ گل۔ (۱۲۸) شمع وگل۔ (۱۲۹) شۂ گل۔ (۱۳۰) شہیدِ خندۂ گل۔ (۱۳۱) صدرنگ گل۔ (۱۳۲) طرزِ گل۔ (۱۳۳) طفلِ شوخِ غنچۂ گل۔ (۱۳۴) عارضِ گل۔ (۱۳۵) عرضِ فسونِ ہوسِ گل۔ (۱۳۶) عطرِ گل۔ (۱۳۷) عکسِ گل۔ (۱۳۸) عکسِ موجِ گل۔ (۱۳۹)، (۱۴۰) غنچہ وگل [دوبار]۔ (۱۴۱)، (۱۴۲) غنچۂ گل [دوبار]۔ (۱۴۳) غنچۂ منقارِ گل۔ (۱۴۴) غیرِ گل۔ (۱۴۵)۔ (۱۴۹) فصلِ گل [پانچ بار]۔ (۱۵۰) فضاے خندۂ گل۔ (۱۵۱) قالبِ گل۔ (۱۵۲) کسوتِ گل۔ (۱۵۳) کمالِ بندگیِ گل۔ (۱۵۴) کمندِ موجِ گل۔ (۱۵۵) کوچہ دادنِ گل۔ (۱۵۶)، (۱۵۷) گوشِ گل [دوبار]۔ (۱۵۸)، (۱۵۹) لالہ وگل [دوبار]۔ (۱۶۰)، (۱۶۱) مثلِ گل [دوبار]۔ (۱۶۲) مثلِ برگِ گل (۱۶۳) محوِ عبرتِ انجامِ گل۔ (۱۶۴) موجِ بوے گل۔ (۱۶۵)، (۱۶۶) موجِ گل [دوبار]۔ (۱۶۷)، (۱۶۸) موجۂ گل [دوبار]۔ (۱۶۹)۔ (۱۷۲) موسمِ گل [چار بار]۔ (۱۷۳) موقوفِ فصلِ گل۔ (۱۷۴) نبضِ رگِ گل۔ (۱۷۵)۔ (۱۷۹) نکہتِ گل [پانچ بار]۔ (۱۸۰) نواے بلبل وگل۔ (۱۸۱) واشدِ گل۔ (۱۸۲) ہر برگِ گل۔ (۱۸۳) ہر غنچۂ گل۔ (۱۸۴) ہواے سیرِ گل۔ (۱۸۵) ہوسِ گل۔ (۱۸۶) یک بیاباں جلوۂ گل۔ (۱۸۷) یک جہاں گل۔ (۱۸۸) یک شکستِ رنگِ گل۔ (۱۸۹) یک عالم گریباں چاکیِ گل۔ (۱۹۰) یوسفِ گل۔

گُلِ آئینہ: چمن چمن گلِ آئینہ در کنارِ ہوس — اُمید، محوِ تماشاے گلستاں تجھ سے — ص ۱۱۲

گُلِ از شاخ دور اُفتادہ: خراب آبادِ اُلفت میں عبث افسوسِ ویرانی — گلِ از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیکِ پژمردن — ص ۲۲۹

گُلِ افشانیِ گفتار: دیکھیے: اندازِ گل افشانیِ گفتار۔

گُلِ اقبالِ خس: ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشاہا — گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں — ص ۵۸

گُل اندامی: برگ ریزی ہاے گل، ہے وضعِ زر افشاندنی — باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری — ص ۹۳

گُلِ باغِ واماندگی: رسیدن، گلِ باغِ واماندگی ہے — عبث محمل آراے رفتار ہیں ہم — ص ۵۵

گلِ پیام:	بہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گُلِ پیام رہا	ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا	ص۳۰
گلِ پیرہن:	تھا مجھ کو خارِ خارِ جنونِ وفا اسدؔ!	سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز	ص۴۲
گلِ تر:	باغ میں مجھ کو نہ لے جا، ورنہ میرے حال پر	ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہوجائے گا	ص۱۵۱
گلِ جَیبِ قبائے گل:	غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو	جس کا خیال، ہے گلِ جیبِ قبائے گل	ص۱۷۶
گلِ چراغ:	دیکھیے: مثلِ گلِ چراغ۔		
گلِ خرشید:	دیکھیے: رنگِ رخسارِ گلِ خرشید۔		
گلِ خزانیِ شمع:	دیکھیے: شہیدِ گلِ خزانیِ شمع۔		
گلِ دستارِ دوست:	ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے	آفتابِ روزِ محشر ہے گلِ دستارِ دوست	ص۳۳
گل رُخاں:	دیکھیے ______: (۱) خوابِ نازِ گل رُخاں۔ (۲) نگاہِ گل رخاں۔		
گل رویاں:	دیکھیے: شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں۔		
گل رنگ:	دیکھیے ______: (۱) بادۂ گل رنگ۔ (۲) ساقیِ گل رنگ۔ (۳) مَےِ گل رنگ۔		
گُلِ شاخِ ہلالِ عید:	رتبۂ تسلیم خلقت مشرباں عالی سمجھ	چشمِ قربانی، گلِ شاخِ ہلالِ عید ہے	ص۱۰۴
گُلِ شمع:	دیکھیے: مثلِ گلِ شمع۔		
گُلِ صحرا:	دیکھیے: بہم بالیدنِ سنگ وگلِ صحرا۔		
گُلِ صد شعلہ:	شمع آسا چہ سرِ دعوی و کو پائے ثبات	گلِ صد شعلہ بہ یک جَیبِ شکیبائی ہے	ص۱۰۴
گل فروش:	دیکھیے: کفِ گل فروش۔		
گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن:	ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر	ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز	ص۱۷۱
گل فشاں:	خامے کا صفحے پر رواں ہونا	شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا	ص۱۳۰
گل فشانی:	پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے	شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی	ص۲۰۶
گُل فشانی ہائے نازِ جلوہ:	گُل فشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہوگیا؟	خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہائے ہائے!	ص۲۰۴
گُلِ لالہ:	شبنم بہ گُلِ لالہ نہ خالی زِ ادا ہے	داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے	ص۲۱۸

گلِ مضمونِ شفق: نالہ، خونیں ورق و دل، گلِ مضمونِ شفق — چمن آرائے نفس وحشتِ تنہائی ہے — ص ۱۰۳

گلِ موسمِ خزاں: فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے — ص ۱۱۲

گلِ نرگس: (۱) موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید — گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار — ص ۳

(۲) باغ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے — ص ۸۸

(۳) دیکھیے: شاخِ گلِ نرگس۔

گلِ نغمہ: (۱) نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز — ص ۱۷۲

(۲) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز — ص ۴۳

گلِ نقشِ پا: دیکھیے: گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا۔

گل وبلبل: دیکھیے: گرمیِ گل وبلبل۔

گل وخار: دیکھیے: نگہِ آشنائے گل وخار۔

گل وریحان ولالہ: منطبع ہو رہی ہے ہیچ آہنگ — گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ — ص ۲۶۷

گل وسُنبلِ فردوسِ بریں: صرفِ اعدا: اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ — وقفِ احباب: گل و سُنبلِ فردوسِ بریں — ص ۱۳۵

گل وشبنم: عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ — دیتا ہے اَور جوں گل و شبنم بہار، داغ — ص ۴۸

گل وصبح: [چھے بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۳۶]:

(۱)، (۲) دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل وصبح — ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل وصبح

(۳) ساقِ گل رنگ سے اور آئنۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل وصبح

(۴) وصلِ آئینہ رُخاں ہم نَفَسِ یک دیگر — ہیں دعا ہائے سحرگاہ سے خواہاں گل وصبح

(۵) آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر — بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل وصبح

(۶) زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ! — غلفت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل وصبح

گل وغنچہ: دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر زِ گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے — ص ۱۱۴

گل وگلشن: دیکھیے: تماشائے گل وگلشن۔

گل ونرگس: رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے — ص۸۱

گل ونسریں: (۱) شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں — ص۲۸۰

(۲) دیکھیے: رنگِ لالہ وگل ونسریں۔

گل ولالہ: دیکھیے ______: (۱) رنگِ تمکینِ گل ولالہ۔ (۲) سبزہ وبرگِ گل ولالہ۔ (۳) ہرایک گل ولالہ۔

گل ہا: (۱) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغ بر افگندہ و گل ہا بے خار — ص۳

(۲) دیکھیے: گریباں چاکیِ گل ہا۔

گل ہائے سمن: دیکھیے: عکسِ گل ہائے سمن۔

گل ہائے عیش: دیکھیے: شگفتنِ گل ہائے عیش۔

گل ہائے ناز: دیکھیے: شگفتنِ گل ہائے ناز۔

گل ہائے نرگس: چمن، نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے — سحر گل ہائے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں — ص۹۳

گل ہائے یاسمیں: دیکھیے: تختۂ گل ہائے یاسمیں۔

گل[۲]: (۱) وصل میں بختِ سیہ نے سنبلستاں گل کیا — رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا — ص۲۵

(۲) طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا — یہ دلِ وابستہ، گویا بیضۂ طاؤس تھا — ص۲۱

(۳) نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

گلاس[۱]: انگبیں کے، بہ حکمِ ربّ الناس — بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس — ص۱۳۱ [آم کے لیے]

گُلال[۲]: دیکھیے: عبیر وگلال۔

گُلباز[۳]: نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں — جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز — ص۱۷۲

گلبازیِ اندیشۂ شوق: جائے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق — اِس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار — ص۲

گلبانگِ تسلی: دیکھیے: منت کشِ گلبانگِ تسلی۔

---

۱ گلاس : ایک بار۔

۲ گلال : ایک بار [مرتّب]۔

۳ گلباز : ایک بار۔ گلبازی : ایک بار [مرتّب]۔

۴ گلبانگ : ایک بار [مرتّب]۔

گلبدن[۱]: اگرچہ تھا یہ ارادہ، مگر خدا کا شکر — اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گلبدن، تکیہ — ص ۳۰۳

گلبرگ[۲]: (۱) از بس کہ ہے محوِ بہ چمن تکیہ زدن ہا — گلبرگ، پَرِ بالشِ سروِ چمنی ہے — ص ۱۱۱

(۲) دیکھیے: کفِ گلبرگ۔

گُلبُن[۳]: دیکھیے: شاخِ گلبن۔

گُلبندِ[۴] قبا: دیکھیے: موجۂ گلبندِ قبا۔

گُلچیں[۵]: (۱) وصفِ دُلدُل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار — جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے، گلچیں — ص ۹

(۲) بجائے غنچہ وگل، ہے ہجومِ خاروخس یہاں تک — کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا — ص ۲۸

(۳) سبدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص ۱۸۶

دیکھیے ______: (۴) دامانِ گلچیں۔ (۵) دامنِ گلچیں۔ (۶) نگاہِ گلچیں۔

گُلچینِ تماشا: (۱) تصوّر، بہرِ تسکینِ تپیدن ہائے طفلِ دل — بہ باغِ رنگ ہائے رفتہ گلچینِ تماشا ہے — ص ۸۴

(۲) گلزارِ تمنّا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں — صد نالہ اسدؔ! بلبل در بندِ زباں دانی — ص ۱۰۹

گُلچینِ طرب: مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دوعالم کا فشار — ص ۱۳۲

گُلچینِ گلستانِ تسلّی: خار خارِ الم حسرتِ دیدار تو ہے — شوق، گلچینِ گلستانِ تسلّی نہ سہی — ص ۲۰۹

گُلچینی[۶]: دیکھیے: آرزوئے گلچینی۔

گُلچینیِ جلّاد: قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ! — ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلّاد یہاں — ص ۵۷

گُلچینیِ نقشِ کفِ پا: دیکھیے: ذوقِ گلچینیِ نقشِ کفِ پا۔

گُلخن[۷]: (۱) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر — ص ۱۶۸

(۲) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے — جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں — ص ۱۸۰

---

۱ گلبدن : ایک بار [مرکّب]۔

۲ گلبرگ : دو بار [مرکّب]۔

۳ گلبن : ایک بار [مرکّب]۔

۴ گلبند : ایک بار [مرکّب]۔

۵ گلچیں : دس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔

۶ گلچینی : تین بار [مرکّب]۔

۷ گلخن : چار بار۔

(۳) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ، کہ ہو غربت میں قدر — بے تکلّف، ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۴) گلخن، شرر اہتمام بستر ہے آج — یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج — ص ۴۵۷

گلدام[۱]: شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے — ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے — ص ۱۰۷

گلدستہ[۲]: ستایش گر ہے زاہد اِس قدر جس باغِ رضواں کا — وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا — ص ۱۵۶

گلدستۂ احباب: تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ — متفرّق ہوئے میرے رُفقا میرے بعد — ص ۳۸

گلدستۂ جوشِ شرر: ہے طاقِ فراموشیِ سودائے دو عالم — وہ سنگ کہ گلدستۂ جوشِ شرر آوے — ص ۱۱۳

گلدستۂ خار: ذوقِ بیتابیِ دیدار سے تیرے، ہے ہنوز — جوشِ جوہر سے دلِ آئنہ، گلدستۂ خار — ص ۶

گلدستۂ صدنقشِ قدم: بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے — گر خاک ہو، گلدستۂ صدنقشِ قدم باندھ — ص ۱۷

گلدستۂ نگاہ: حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں — گلدستۂ نگاہ، سویدا کہیں جسے — ص ۲۱۸

گلزار[۳]: (۱) بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ! — دَے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا — ص ۲۱

(۲) پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی! — ص ۱۰۹

(۳) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! — دلِ پروانہ چراغاں، پَرِ بلبل گلزار — ص ۱۳۳

(۴) سیدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص ۱۸۶

(۵) سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر — تو اِس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے — ص ۲۳۴

(۶) تماشاے جہاں مفتِ نظر ہے — کہ یہ گلزار، باغِ رہ گزر ہے — ص ۳۵۵

دیکھیے ______: (۷) حیرتِ گلزار۔ (۸) سایۂ گلزار۔ سوے گلزار۔ صد گلزار۔ طاقِ گلزار۔ نمونۂ گلزار۔

گلزارِ تمنا: گلزارِ تمنا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں — صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباں دانی — ص ۱۰۹

گلزارِ چمن: صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن — جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن — ص ۵۹

گلزارِ حضور: ذوقِ تسلیمِ تمنا سے بہ گلزارِ حضور — عرضِ تسخیرِ تماشا سے بہ دامِ اظہار — ص ۵

گلزارِ خیال: مشقِ از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزارِ خیال — آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم — ص ۵۴

---

۱ گلدام : ایک بار۔

۲ گلدستہ : چھے بار [مرکّب]۔

۳ گلزار : سترہ بار [مفرد چھے بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

گلزارِ دمیدن: گلزارِ دمیدن شرر ستانِ رمیدن　　فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ　ص۳۶

گلستاں[1]: (۱) پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے! رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہوا داروں کا　ص۲۸

(۲) دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح　　ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح　ص۳۷

(۳) خدایا، کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے!　　کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی　ص۷۷

(۴) برگ ریزی ہاے گل، ہے وضعِ زرافشاندنی　　باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری　ص۹۳

(۵) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں　　صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے　ص۹۸

(۶) گلستاں، بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے　　جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے　ص۱۱۱

(۷) اسدؔ طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے!　　خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے　ص۱۱۲

(۸) لے گئے خاک میں ہم داغِ تمناے نشاط　　تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا　ص۱۵۰

(۹) مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا　　کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر　ص۱۶۷

(۱۰) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ　　چٹکنا غنچۂ گل کا، صداے خندۂ دل ہے　ص۲۰۸

(۱۱) اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ　　چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے　ص۲۲۶

(۱۲) تماشاے گل و گلشن ہے مفتِ سر بہ جیبی ہا　　بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا　ص۴۴۵

دیکھیے ــــــ: (۱۳) جوے گلستاں۔ (۱۴) خس و خاشاکِ گلستاں۔ (۱۵) رنگِ یک گلستاں۔ (۱۶) سازِ یک گلستاں۔ (۱۷) سرمایۂ صد گلستاں۔ (۱۸)، (۱۹) سیرِ گلستاں [دو بار]۔ (۲۰) صد گلستاں۔ (۲۱) محوِ تماشاے گلستاں۔ (۲۲) مردودِ گلستاں۔ (۲۳) وعدۂ سیرِ گلستاں۔ (۲۴) ہر یک گردبادِ گلستاں۔ (۲۵) یک عالم گلستاں۔ (۲۶) یک گلستاں۔

گلستانِ ارمؔ: (۱) حیرت، حدِ اقلیمِ تمناے پری ہے　　آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارمؔ باندھ　ص۱۷

(۲) دیکھیے: رشکِ گلستانِ ارمؔ۔

---

[1] گلستاں : چونتیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: تیئیس بار]۔

گلستانِ تسلی: دیکھیے: گلچینِ گلستانِ تسلی۔

گلستانِ جہاں: کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ ص۷۱

گلستانِ حیات: دیکھیے: بہارِ تماشائے گلستانِ حیات۔

گلستانِ خیالِ ساقی: دیکھیے: نظرگاہِ گلستانِ خیالِ ساقی۔

گلستاں زدہ: دیکھیے ــــــ: (۱) دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ۔ (۲) صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ۔

گلشن[۱]: گلشن و مے کدہ: سیلابیِ یک موجِ خیال نشہ و جلوۂ گل: برسرِ ہم فتنہ غبار ص۳

(۲) ہے نفس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال ص۵۲

(۳) میں چشمِ وا کشادہ و گلشن نظر فریب لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں ص۶۱

(۴) گلشن میں بند و بست بہ رنگِ دگر ہے آج قمری کا طوق، حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۱۶۵

(۵) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں ص۱۸۰

(۶) آبرو کیا خاک اُس گل کی جو گلشن میں نہیں ہے گریباں ننگِ پیراہن، جو دامن میں نہیں ص۱۸۴

(۷) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے ہر غنچے کا گل ہونا: آغوش کشائی ہے ص۲۱۰

(۸) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا ص۴۴۵

(۹) اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہَوا گرم ص۴۴۸

(۱۰) ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں، بہار گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی ص۴۵۴

دیکھیے ــــــ: (۱۱) بادۂ نظارۂ گلشن۔ (۱۲) تماشائے گلشن۔ (۱۳) تماشائے گل و گلشن۔ (۱۴) جادۂ گلشن۔

(۱۵) صفحۂ گلشن۔ (۱۶) کفِ ہر خاکِ گلشن۔ (۱۷) نواسنجانِ گلشن۔ (۱۸) ہوائے گلشن۔

گلشن آبادِ دلِ مجروح: گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہوجائے ہے غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گل ص۵۲

گلشن آرائی: دیکھیے: بندوبستِ گلشن آرائی۔

گلشنِ اتفاق گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں مے کدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار ایک ص۲۹۶

---

[۱] گلشن : اٹھائیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: اُنیس بار]۔

گلشنِ بیداد: ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا طورِ مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہِ بہار ص ۴

گلشنِ تجرید: دیکھیے: مرغِ گلشنِ تجرید۔

گلشنِ زخم: گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں گرہِ غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن ص ۴۵۰

گلشنِ کشمیر: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں ص ۵۷

گلشنِ ناآفریدہ: (۱) بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ ص ۳۶

(۲) دیکھیے: عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ۔

گلشنِ ہمیشہ بہار: ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار بارور جس کا سرو، گُل بے خار ص ۲۶۷

گلفام[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) بادۂ گلفام۔ (۲)، (۳) مَیِ گلفام [دو بار]۔

گلفامِ مشک بو: دیکھیے: بادۂ گلفامِ مشک بو۔

گلکدۂ[2] تلاش: گلکدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو ریختے کے قماش کو پُود ہے ایک، تار ایک ص ۲۹۶

گُلگشتِ[3] باغ: بے لالہ عارضاں، مجھے گلگشتِ باغ میں دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ ص ۳۸

گُلگوں[4] (۱): اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری، وہ ہَوا گرم ص ۴۴۸

گلگونِ شیریں: شرارِ سنگ سے پادر حنا گلگونِ شیریں ہے ہنوز اے ہیشۂ فرہاد! عرضِ آتشیں پائی ر ۹۲

گلگونِ نکہت: ہے بہارِ تیز رَو گلگونِ نکہت پر سوار یک شکستِ رنگِ گل: صد جُنبشِ مہمیز ہے ص ۸۵

گلگوں (۲): دیکھیے ـــــ: (۱) عکسِ روے گلگوں۔ (۲) مَیِ گلگوں۔

گلگونہ[5] آرائی: دیکھیے: شوخیِ گلگونہ آرائی۔

گُلگیر[6]: دیکھیے: غنچۂ گلگیر۔

گلگیریں: زِبس ہر شمع یہاں آیئنۂ حیرت پرستی ہے کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں ص ۶۴

---

[1] گلفام : چار بار [مرتّب]۔
[2] گلکدہ : ایک بار [مرتّب]۔
[3] گلگشت : ایک بار [مرتّب]۔
[4] گلگوں (۱) : تین بار [مفرد: ایک بار، مرتّب: دو بار]۔
گلگوں (۲): دو بار [مرتّب]۔
[5] گلگونہ : ایک بار [مرتّب]۔
[6] گلگیر : ایک بار [مرتّب]۔
گلگیریں : ایک بار۔

گلنار گوں[1]:	دیکھیے: نےِ گلنار گوں۔		
گلو[2]:	دشنے نے کبھی منہ نہ لگایا ہو جگر کو	خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی	ص۲۲۸
گلوسوزی:	دلا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی	کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلوسوزی	ص۱۰۰
گلوے بریدہ:	دیکھیے: مضرابِ تارہاے گلوے بریدہ۔		
گلوے جرس:	کیا دے صدا، کہ کلفتِ گم گشتگاں سے، آہ!	ہے سرمہ، گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام	ص۵۵
گلوے شیشۂ مے:	ریزشِ خونِ وفا ہے جرعہ نوشی ہاے یار	یہاں گلوے شیشۂ مے، قبضۂ شمشیر ہے	ص۹۵
گلہ[3]:	(۱) اسدؔ! ساغرکشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی	کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا	ص۱۹
	(۲) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گلا کروں	موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں	ص۵۶
	(۳) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا	گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا	ص۱۴۷
	(۴) نوازش ہاے بیجا دیکھتا ہوں	شکایت ہاے رنگیں کا گلا کیا!	ص۱۵۷
	(۵) نفَس، موجِ محیطِ بے خودی ہے	تغافل ہاے ساقی کا گلا کیا	ص۱۵۷
	(۶) تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ	اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا	ص۱۵۸
	(۷) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے	کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا	ص۱۵۸
	(۸) جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟	اک تماشا ہوا، گلا نہ ہوا	ص۱۶۲
	(۹) ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ	ہر چند بر سبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۴
	(۱۰) کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا ہم گلہ	کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہوگئے	ص۲۲۹
	(۱۱) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے	یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے	ص۲۴۰
	(۱۲) جب توقع ہی اُٹھ گئی غالبؔ!	کیوں کسی کا گلا کرے کوئی؟	ص۲۴۲
	(۱۳) کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ؟	دل فردِ جمع و خرجِ زباں ہاے لال ہے	ص۲۰۵

---

۱ گلنار : ایک بار [مرکّب]۔

۲ گلو : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

۳ گلہ : سترہ بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: تین بار]۔

گلہ مند : ایک بار۔

(۱۴) آپ نے مَسَّنِیَ الضُّرّ کہا ہے تو سہی — یہ بھی، یا حضرتِ ایّوب! گِلا ہے تو سہی — ص۲۱۰

گلہ مند: دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا — اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا — ص۲۵۳

گلۂ اُلفت: دیکھیے: دامِ گلۂ اُلفت۔

گلۂ پا: دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کہ آخر — نوکِ سرِمژگاں سے رقم ہو گلۂ پا — ص۲۹

گلۂ کم سخنی: گو حوصلہ پا مردِ تغافل نہیں لیکن — خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے — ص۱۱۱

گلے[۱]: (۱-۳) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جامرے — آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جامرے

سرسے گر چادر اُتارے ہے، گلے لگ جامرے — [تضمین]

(۴) کھلے یہ گانٹھ، تو البتہ دم نکل جاوے — بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار، گرہ — ص۲۷۹

گلی[۲]: (۱) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئیں ہے — نَفَس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے — ص۸۹

(۲) ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی — جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں — ص۱۹۳

(۳) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل — میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے — ص۲۳۶

گلیوں: گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں — جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار تھا — ص۱۵۴

گلیم[۳]: سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے — ص۲۸

گلیمِ بختِ سیہ: ہے گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں کاکل — موئے … بافتنِ ریشۂ سُنبل تاچند — ص۳۹

گُم[۴]: (۱) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں — خلوتِ آبلہ میں گُم کرے گر تو رفتار — ص۵

(۲) بہ روئے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے — مگر روزِ عروسی گُم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا — ص۲۶

(۳) بہ حکمِ عجز ابروے مہِ نو حیرت ایما ہے — کہ یہاں گُم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں — ص۵۸

(۴) دل دے کفِ تغافلِ ابروے یار میں — آئینہ ایسے طاق پہ گُم کر کہ تو نہ ہو — ص۶۸

(۵) موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ — گُم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار — ص۱۳۲

---

[۱] گلے : چار بار۔

[۲] گلی : تین بار۔ گلیوں : ایک بار۔

[۳] گلیم : دو بار [مرکّب]۔

[۴] گُم : اکیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۶) کہتے ہو: نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا — دل کہاں کہ گُم کیجیے، ہم نے مدّعا پایا — ص۱۴۳

(۷) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل — خوں کیا ہوا دیکھا، گُم کیا ہوا پایا — ص۱۴۳

[نو بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص۶۸]:

(۸) مبادا بے تکلّف فصل کا برگ و نوا گُم ہو — مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موجِ صبا گُم ہو

(۹) سبب وارستگاں کو تنگِ ہمّت ہے، خداوندا! — اثر سرمے سے اور لب ہاے عاشق سے صدا گُم ہو

(۱۰) نہیں جُز دردِ تسکینِ نکوہش ہاے بیدرداں — کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گُم ہو

(۱۱) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب — فرو ہوتا ہے سر سجدے میں، اے دستِ دعا! گُم ہو

(۱۲) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن — مَبادا! اے پیچ و تابِ طبع، نقشِ مدّعا گُم ہو

(۱۳) بلا گردانِ تمکینِ بتاں صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گُم ہو

(۱۴) اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گُم ہو

(۱۵) کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ یک پردہ نازک تر — دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گُم ہو

گُم کردگاں: دیکھیے: دعاے مدّعا گم کردگاں۔

گُم کردہ: (۱) شمع ہوں، لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو — مدّعا گُم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں — ص۶۳

(۲) دیکھیے: آشیاں گم کردہ۔

گُم کردہ رہ: نشّے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ، دَورِ گردشِ ساغر ہوا — ص۲۰

گُم گشتگاں: دیکھیے: کلفتِ گم گشتگاں۔

گُم گشتہ: دیکھیے: دلِ گم گشتہ۔

گماں-گمان[1]: (۱) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے — کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز — ص۴۳

(۲) اِس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! — غالبِ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے — ص۱۲۸

(۳) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور — کرتے ہیں محبّت تو گزرتا ہے گماں اَور — ص۱۷۰

---

۱ گمان : اٹھارہ بار [مفرد: دس بار، مرکب: آٹھ بار]۔

(۴) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہَے ہَے! خدا نکردہ، تجھے بے وفا کہوں! ص۱۷۸

(۵) ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں ص۱۸۳

(۶) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں — اک چھیڑ ہے، وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص۱۸۸

(۷) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلّی کا — نہ مانے دیدۂ دیدار جُو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

(۸) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشے پہ مَے کا گمان ہے ص۲۰۳

(۹) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت — غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے ص۲۰۶

(۱۰) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا — کیوں کر کہوں: لو نام نہ اُن کا مرے آگے ص۲۴۹

دیکھیے___: (۱۱-۱۵) بدگماں [پانچ بار]۔

گمانِ رنجشِ خاطر: ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے ص۲۰۸

گمانِ غرورِ دانائی: وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا — اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی ص۱۱۰

گمانِ قطعِ زحمت: بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دوچارِ خامشی ہو — کہ زبانِ سُرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی ص۹

گمراہی[۱]: دیکھیے: خوفِ گمراہی۔

گُمرہاں: بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد — ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! ص۳۷

گُمرہیِ سکندر: لبِ نگار میں، آئینہ، دیکھ آبِ حیات — بہ گمرہیِ سکندر ہے محوِ حیرانی ص۹۶

گناہ[۲]: (۱) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا ص۱۳۹

(۲) تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو — مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو ص۱۹۶

(۳) اِن دل فریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے — روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا ص۲۹۳

گناہگار: حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے — آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

گناہوں: دیکھیے______: (۱) کردہ گناہوں۔ (۲) ناکردہ گناہوں۔

---

۱ گمراہی : ایک بار [مرکّب]۔
گمرہی : ایک بار [مرکّب]۔
گمرہاں : ایک بار۔

۲ گناہ : تین بار [مفرد: دو بار]۔
گناہگار : ایک بار۔
۳ گناہوں : دو بار۔

گنبدِ بے در:[1]	اُس کی اُمّت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند	واسطے جس شہ کے غالبؔ! گنبدِ بے در کھلا	ص۱۶۱
گنبدِ تیز گردِ نیلی فام:	آسماں کو، کہا گیا کہ کہیں	گنبدِ تیز گردِ نیلی فام	ص۱۵۵
گنج:[2]	(۱) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا	غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا	ص۲۵
	(۲) دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق	اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے	ص۸۲
گنجِ تنہائی:	دیکھیے: پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی۔		
گنجِ شرر:	گریہ ہاے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں	قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج	ص۳۵
گنجِ محبت:	دیکھیے: قفلِ درِ گنجِ محبت۔		
گنج و تخت و افسر:	دیکھیے: وارثِ گنج و تخت و افسر۔		
گنج ہاے گراں مایہ:	مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم!	تو نے وہ گنج ہاے گراں مایہ کیا کیے؟	ص۲۴۳
گنجایش:[3]	ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود	قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں	ص۱۸۵
گنجایشِ عداوتِ اغیار:	گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف	یھاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں	ص۱۸۴
گنجفہ بازِ[4] خیال:	محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال	ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ ہم	ص۱۷۷
گنجینہ:[5]	حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے؟ جب ہو موجود	ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم	ص۲۶۵
گنجینۂ گوہر:	(۱) خسروِ انجم کے آیا صرف میں	شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھُلا	ص۱۳۹
	(۲) دیکھیے: درِ گنجینۂ گوہر۔		
گنجینۂ گہر:	اِس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا	سینہ، گنجینۂ گہر ہوگا	ص۲۶۸
گنجینۂ معنی:	گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے	جو لفظ کہ غالبؔ! مرے اشعار میں آوے	ص۲۳۴
گنہ:[6]	آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد	مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ	ص۱۷۶

---

۱ گنبد : دو بار [مرکّب]۔
۲ گنج : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔
گنج ہا : ایک بار [مرکّب]۔
۳ گنجایش : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۴ گنجفہ باز : ایک بار [مرکّب]۔
۵ گنجینہ : پانچ بار [مرکّب]۔
۶ گنہ : ایک بار۔

[مزید دیکھیے: بے گنہ، بے گنہ کُش، خونِ بے گنہ]۔

گنہگار[۱]: تماشاے گلشن: تمنّاے چیدن — بہار آفرینا! گنہگار ہیں ہم؟ ص۵۵

گنہگاروں: سر خطِ بند ہوا نامہ گنہگاروں کا — خونِ ہُدہُد سے لکھا نقش گرفتاروں کا ص۲۸

گوارا[۲]: (۱) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! — خوش ہوں، گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں ص۱۸۲

(۲) ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے — مرتے ہیں، مگر اُن کی تمنّا نہیں کرتے ص۲۳۴

دیکھیے ___: (۳) بادہ ہاے نابِ گوارا۔

گواہ[۳]: (۱) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۲) صادق ہوں اپنے قول میں، غالبؔ خدا گواہ — کہتا ہوں سچ، کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۳) بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے — قاتل اگر رقیب ہے، تو تم گواہ ہو ص۱۹۶

(۴) دیکھیے: احتیاجِ گواہ۔

گواہِ رنگیں: شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے — کہ ماہ، دُزدِ حناے کفِ نگاریں ہے ص۱۰۲

گواہِ عشق: پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب — اشکباری کا حکم جاری ہے ص۲۲۳

گودرز[۴]: زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے — گیو، گودرز و بیژن و رہام ص۱۳۷

گور[۵] (۱): (۱) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا ص۱۶۱

(۲) واے! وھاں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا — لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے ص۲۳۲

دیکھیے ___: (۳) دہانِ گور۔ (۴) لبِ گور۔ (۵) نوکِ زبانِ دہنِ گور۔

گورِ غریباں: خموشی میں نہاں، خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مُردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا ص۱۵۷

گور[۶] (۲): چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام — ران پر داغ تازے دے کے وہیں ص۲۸۱

---

۱ گنہگار : ایک بار۔
گنہگاروں : ایک بار۔
۲ گوارا : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۳ گواہ : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۴ گودرز : ایک بار [مرکّب]۔
۵ گور (۱) : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔
۶ گور (۲) : ایک بار۔

گورمنٹ[1]: خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور | بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام ص ۲۸۳

گورے[2]: گورے پنڈے پر نہ کر اِن کے نظر | کھینچ لیتے ہیں یہ ڈورے ڈال کر ص ۲۶۶

گوش[3]: (۱) ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی | گوش، منّت کشِ گلبانگِ تسلّی نہ ہوا ص ۱۳۳

(۲) گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال | ایک دل، تس پر یہ نا اُمیدواری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

(۳) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز | گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں ص ۲۹۸

دیکھیے ______: (۴) آشتیِ چشم و گوش۔ (۵) فردوسِ گوش۔

گوشِ حریفاں: دیکھیے: (۱)، (۲) پنبۂ گوشِ حریفاں [دو بار]۔

گوشِ دل: دیکھیے: پردگیِ گوشِ دل۔

گوشِ گل: (۱) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے | نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے ص ۱۱۳

(۲) بجا ہے، گر نہ سُنے نالہ ہائے بلبلِ زار | کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے ص ۲۱۳

گوشِ محبّت: پھونکا ہے کس نے گوشِ محبّت میں اے خدا! | افسونِ انتظار، تمنّا کہیں جسے ص ۲۱۸

گوشِ نسریں عارضاں: وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر | گوشِ نسریں عارضاں پروانۂ محفل ہوا ص ۲۹

گوشِ نصیحت نیوش: دیکھو مجھے، جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو | میری سنو، جو گوشِ نصیحت نیوش ہے ص ۲۳۰

گوش ہا: کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ | گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے ص ۸۶

گوشت[4]: (۱) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال | ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا ص ۱۵۶

(۲) فقط گوشت، سو بھیڑ کا ریشے دار | کہو، اُس کو کیا کھا کے ہم حظ اُٹھائیں؟ ص ۲۶۳

گوشہ[5]: (۱) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں | گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص ۲۳۵

(۲) جن کی مسند کا آسماں، گوشہ | جن کی خاتم کا آفتاب، نگیں ص ۲۸۰

---

۱ گورمنٹ : ایک بار۔

۲ گورے : ایک بار۔

۳ گوش : تیرہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دس بار]۔

گوش ہا : ایک بار۔ [مزید دیکھیے: حلقہ بگوش]

۴ گوشت : دوبار۔

۵ گوشہ : سترہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چودہ بار]۔

(۳) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا مرے — آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے — ص ۲۹۱

(۴) دیکھیے: گُلہ گوشہ۔

گوشہ گیراں: دیکھیے: شکستِ گوشہ گیراں۔

گوشہ گیری ہا: صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا — ص ۴۴۵

گوشہ نشیں: دیکھیے: بے نوائے گوشہ نشیں۔

گوشۂ ابرو: ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز — جوں مہِ نَو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں — ص ۸

گوشۂ بساط: دیکھیے: (۱)، (۲) ہر گوشۂ بساط [دو بار]۔

گوشۂ تنہائیِ دل: دیکھیے: وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل۔

گوشۂ دامن: بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن، گر آبِ ہفت دریا ہو — ص ۱۹۴

گوشۂ دستار: لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجائے زخم، گل برگوشۂ دستار ہو پیدا — ص ۳۱

دیکھ کر تجھ کو چمن بس کہ نمو کرتا ہے — خود بہ خود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس — ص ۱۷۳

گوشۂ غم خانہ: کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست برسر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا — ص ۲۱

گوشۂ مے خانہ: موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ — گم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار — ص ۱۳۲

گومگو[۱]: ادب ہے اور یہی کشمکش، تو کیا کیجے؟ — حیا ہے اور یہی گو مگو، تو کیوں کر ہو؟ — ص ۱۹۷

گوں[۲]: (۱) حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی — عشقِ پُرعربدہ کی گوں دلِ رنجور نہیں — ص ۱۸۵

(۲) زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے — ص ۲۰۶

گونہ[۳]: دیکھیے: (۱) اک گونہ (۲) صد گونہ۔

گوہر[۴]: (۱) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اُس میں گوہر ہو — ص ۶۷

(۲) توفیق بہ اندازۂ ہمّت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا — ص ۱۵۲

(۳) گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا — کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے — ص ۲۳۰

۱۔ گومگو : ایک بار۔

۲۔ گوں : دو بار۔

۳۔ گونہ : دو بار [مرکّب]۔

۴۔ گوہر : پینتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اٹھائیس بار]۔

(۴) شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش | صدف سے آسیاے آب میں ہے دانہ گوہر کا | ص ۴۴۴

(۵) صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا | صدف بِن قطرۂ نیساں اسدؔ! گوہر نہیں ہوتا | ص ۴۴۵

(۶) تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے | زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی | ص ۴۵۳

(۷) روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی | جوں گوہر اشک کو ہے فرامش چکیدگی | ص ۴۵۴

دیکھیے ______: (۸) آئینہ بندیِ گوہر۔ (۹) برقِ خرمن زارِ گوہر۔ (۱۰) تابِ گراں باریِ گوہر۔ (۱۱) درِ گنجینۂ گوہر۔ (۱۲) دندانِ گوہر۔ (۱۳)، (۱۴)، (۱۵) رشتۂ گوہر [تین بار]۔ (۱۶) سودۂ گوہر۔ (۱۷) شکلِ گوہر۔ (۱۸) صد موجۂ گوہر۔ (۱۹) صورتِ رشتۂ گوہر۔ (۲۰) قیمتِ گوہر۔ (۲۱) گنجینۂ گوہر۔ (۲۲) لعل و زمرّد و زر و گوہر۔

گوہر آگیں فرش: انجمِ چرخ: گوہر آگیں فرش | نور: مَے؛ ماہ: ساغرِ سیمیں | ص ۲۸۰

گوہر افشانی: خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی | درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس | ص ۲۶۴

گوہر بار: (۱) دیکھیے: آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار۔ (۲) ابرِ گوہر بار۔ (۳) مژۂ گوہر بار۔

گوہرِ دریاے شاہی: یہ دست آوردنِ دل گوہرِ دریاے شاہی ہے | وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے | ص ۴۵۴

گوہرِ شب تاب: دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع | گوہرِ شب تاب اشکِ دیدۂ خرشید ہے | ص ۱۰۴

گوہرِ شکست: دیکھیے: صدفِ گوہرِ شکست۔

گوہرِ غلتاں: رخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلتاں کی چمک | کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا | ص ۲۸۷

گوہر فروش: دیکھیے: ستارۂ گوہر فروش۔

گوہرِ مقصود: نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خود شناسی میں | کہ یھاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے | ص ۸۴

گوہرِ نایاب: (۱) غالبؔ! زبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک | آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہوگئی | ص ۹۶

(۲) کیوں اِسے گوہرِ نایاب تصوّر کیجے | کیوں اِسے مردمکِ دیدۂ عنقا کہیے | ص ۱۲۲

گوے[1]: (۱) تاک کے جی میں کیوں رہے ارماں | آئیے، یہ گوے اور یہ میداں | ص ۱۳۰

---

[1] گوے : دو بار [مرتّب: ایک بار]۔

(۲) آم کا کون مردِ میداں ہے؟ — ثمر و شاخ: گوے و چوگاں ہے — ص ۱۳۰

گویا[1]: کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے — نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ — ص ۳۸

گہہ و بے گہہ[2]: رہے ہے یوں گہہ و بے گہہ کہ کوے دوست کو اب — اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے؟ — ص ۲۴۷

گھاٹا[3]: ہاں فراوانی اگر کچھ ہے، تو ہے آفات میں — جُز غم و رنج و الم، گھاٹا ہے ہر یک بات میں — ص ۲۹۰

گھاس[4]: اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر — مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا — ص ۱۵۷

گھائل[5]: موت بس اُن کی ہے، جو مر کے وہیں دفن ہوئے — زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے — ص ۳۱۲

گھٹائیں[6]: جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں — ہے اسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم — ص ۲۶۵

گُہر[7]: (۱) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل — بے صدف گُہر گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے — ص ۸۹

(۲) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا — ص ۱۴۷

(۳) دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ — دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک — ص ۱۷۵

(۴) دنداں کا خیال چشمِ تر کر — ہر دانۂ اشک کو گہر کر — ص ۴۴۸

دیکھیے ــــــــ:(۵)، (۶) آبِ گہر [دو بار]۔ (۷) اوجِ طالعِ لعل و گہر۔ (۸) درخورِ عقدِ گہر۔ (۹) دندانِ گہر۔ (۱۰) علی بہادرِ عالی گہر۔ (۱۱) گنجینۂ گہر۔ (۱۲) محمل کشِ موجِ گہر۔ (۱۳) موجِ گہر۔

گہرِ آبلہ: ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر — پاے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا — ص ۱۳

گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر: فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر — کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل — ص ۱۲۴

گہربار[8]: دیکھیے ــــــــ:(۱) ابرِ گہربار۔ (۲) رگِ ابرِ گہربار۔

گہرہاے راز: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ! — سینہ، کہ تھا دفینہ گہر ہاے راز کا — ص ۱۵۵

گہرہاے شاہوار: اُنھیں کی سالگرہ کی یہ شادمانی ہے — کہ ہو گئے ہیں گہرہاے شاہوار، گرہ — ص ۲۷۹

---

[1] گویا : ایک بار۔
[2] گہہ و بے گہہ : ایک بار۔
[3] گھاٹا : ایک بار۔
[4] گھاس : ایک بار۔
[5] گھائل : ایک بار۔
[6] گھٹائیں : ایک بار۔
[7] گہر : سترہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تیرہ بار]۔
[8] گہربا : دو بار [مرکّب]۔

گھر[1]:

(۱) میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب! — پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا — ص۱۳

(۲) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا — اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا — ص۱۸

(۳) تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز! — گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف! — ص۴۹

(۴) گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت — صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں — ص۶۰

(۵) دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں — آگ اِس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا — ص۱۵۱

(۶) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! — دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا — ص۱۵۲

(۷) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی — گھر ترا خلد میں گر یاد آیا — ص۱۵۲

(۸) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ .... — [دیکھیے: گھاس]۔

(۹) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی، تو ویراں ہوتا — بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا — ص۱۵۸

(۱۰) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی — آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۱۱) آئے ہے بے کسیِ عشق پہ رونا غالبؔ! — کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد — ص۱۶۶

(۱۲) نظر میں کھٹکے ہے بِن تیرے گھر کی آبادی — ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار — ص۱۶۷

(۱۳)،(۱۴) گھر جب بنالیا ترے در پر، کہے بغیر — جانے گا اب بھی تو نہ مرا گھر، کہے بغیر — ص۱۶۹

(۱۵)،(۱۶) تم ماہِ شبِ چار دہم تھے مرے گھر کے — پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اَور — ص۱۷۱

(۱۷) ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ — سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

(۱۸) ہوگئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب — ذرّے، اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں — ص۱۸۵

(۱۹) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! — دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں — ص۱۸۶

(۲۰)،(۲۱) وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے — کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں — ص۱۸۷

(۲۲) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص۱۸۸

(۲۳) لُو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے — یہ جانتا اگر، تو لُٹاتا نہ گھر کو میں — ص۱۹۰

(۲۴) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں — ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں؟ — ص۱۹۰

(۲۵) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق — نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی — ص۲۰۹

---

[1] گھر : بیالیس بار۔

(۲۶) گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا — وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے — ص ۲۳۲

(۲۷) وعدہ آنے کا وفا کیجیے، یہ کیا انداز ہے؟ — تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے — ص ۲۳۲

(۲۸) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ! — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے — ص ۲۳۳

(۲۹) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل — میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے — ص ۲۳۶

(۳۰) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ! — نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے — ص ۲۳۵

(۳۱) رہے ہے یوں گہ و بے گہ، کہ کوئے دوست کو اب — اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے — ص ۲۴۷

(۳۲) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط، تو ہم سے لکھوائے — ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے — ص ۲۵۰

(۳۳) چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے — گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا — ص ۲۶۰

(۳۴) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے — زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا — ص ۲۶۰

(۳۵) جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے — احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے — ص ۲۶۸

(۳۶) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو — گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو — ص ۲۸۳

(۳۷) بگڑی ہے بہت بات، بنائے نہیں بنتی — اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی — ص ۲۸۳

(۳۸) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبِؔ آشفتہ سر! — ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے، گیا کیوں اُس کے گھر — ص ۲۹۲

(۳۹) اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے — رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے — ص ۴۴۸

(۴۰) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلا دے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم — ص ۴۴۸

(۴۱) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے — کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو — ص ۲۹۶

(۴۲) مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے — یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے — ص ۳۱۲

گہری[1]: دیکھیے: عداوت گہری۔

گھمنڈ[2]: ہم کو ہے اِس رازداری پر گھمنڈ — دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا — ص ۱۴۰

گھنٹے[3]: دیکھیے: چھے گھنٹے۔

گہوارہ[4]: (۱) شاخِ گل جُنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس — طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج — ص ۳۵

(۲) لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جُنبانی — قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے — ص ۲۱۷

---

۱ گہری : ایک بار۔
۲ گھمنڈ : ایک بار۔
۳ گھنٹے : ایک بار۔
۴ گہوارہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

گھونسلا[1] : درم و دام اپنے پاس کہاں؟ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟ ص۲۹۸

گیاوقت[2] : مہرباں ہو کے بلا لو مجھے، چاہو جس وقت میں گیاوقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں ص۱۸۶

گیاہ[3] : (۱) تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ متفرّق ہوئے میرے رفقا میرے بعد ص۳۸

(۲) غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا ص۱۳۹

گیتی[4] : (۱) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے ص۲۰۶

دیکھیے ـــــــــ:(۲) سرتاسرِ گیتی۔(۳)،(۴) غمِ گیتی[دوبار]۔(۵) نقص آبادِ گیتی۔

گہرا[5] : ظاہرا سر پنجۂ اُفتادگاں گہرا نہیں ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں ص۶۵

گیرائی: (۱) تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی ص۹۲

(۲) نہیں کچھ سبحہ و زنّار کے پھندے میں گیرائی وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمایش ہے ص۲۴۴

(۳) دیکھیے: آفتِ گیرائی۔

گیسو[6] : دیکھیے ـــــــــ:(۱) حلقۂ گیسو۔(۲) حلقۂ خمِ گیسو۔(۳)،(۴) خمِ گیسو[دوبار]۔(۵) قدو گیسو۔(۶) مستعدِ شانۂ گیسو شدن۔

گیسوے دراز: دیکھیے: ذوقِ تارِ گیسوے دراز۔

گیسوے مشکیں: دیکھیے: جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں۔

گیو[7] : زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے گیو و گودرز و پیون و رُہام ص۱۳۷

گیہوں[8] : نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی ص۱۲۳

---

۱ گھونسلا : ایک بار۔
۲ گیاوقت : ایک بار۔
۳ گیاہ : دوبار۔
۴ گیتی : پانچ بار[مفرد:ایک بار، مرکّب:چار بار]۔
۵ گہرا : ایک بار۔
گیرائی : تین بار[مرکّب:ایک بار]۔
۶ گیسو : آٹھ بار[مرکّب]۔
۷ گیو : ایک بار[مرکّب]۔
۸ گیہوں : ایک بار۔

ل

لاٹھی[۱] : آواز تری نکلے اور آواز کے ساتھ لاٹھی وہ لگے کہ جس میں آواز نہ ہو ص۳۱۳

لاجرم[۲] : لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی لاجرم، توڑکے، عاجز قلمِ چند رہا ص۲۲۶

لاچار[۳] : اسدؔ! شکوہ، کفر و دُعا، ناسپاسی ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم ص۵۵

لازم[۴] : (۱) سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے ص۱۲۸

(۲) لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اَور تنہا گئے کیوں، اب رہو تنہا کوئی دن اَور ص۱۷۰

(۳) لازم نہیں کہ خضرؔ کی ہم پیروی کریں جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے ص۲۳۷

لاشِ بےکفن[۵]: (۱) یہ لاشِ بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا ص۱۵۵

(۲) غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ ص۳۰۳

لاغر[۶] : لاغر اِتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جادے مجھے میرا ذمّہ، دیکھ کر گر کوئی بتلادے مجھے ص۲۳۵

لافِ[۷] تمکیں: لافِ تمکیں فریبِ سادہ دلی ہم ہیں اور رازہاے سینہ گداز ص۱۷۲

لافِ دانش: لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے، چہ دنیا و چہ دیں ص۱۳۴

لاکھ[۸] : شورِ رُسوائیِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا ص۱۳

لاکھ باتیں: تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں ص۵۹

---

۱ لاٹھی : ایک بار

۲ لاجرم : ایک بار

۳ لاچار : ایک بار

۴ لازم : تین بار

۵ لاش : دوبار [مرتّب]

۶ لاغر : ایک بار

۷ لاف : دوبار [مرتّب]

۸ لاکھ : پانچ بار ۹ لاکھوں: پانچ بار

لاکھ تار: اِس رشتے میں لاکھ تار ہوں، بلکہ سوا — اِتنے ہی برس شمار ہوں، بلکہ سوا ص۲۵۴

لاکھ جگر: کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر — پردے میں گُل کے، لاکھ جگر چاک ہوگئے ص۲۲۹

لاکھ عقدے: لاکھ عقدے دل میں تھے، لیکن ہر ایک — میری حدِّ وسع سے باہر کُھلا ص۱۳۹

لاکھوں: یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے — لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند ص۱۲۸

لاکھوں آرزوئیں: خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مُردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا ص۱۵۷

لاکھوں بناو: لاکھوں لگاو: ایک چُرانا نگاہ کا — لاکھوں بناو: ایک بگڑنا عتاب میں ص۱۸۹

لاکھوں تمنائیں: دائم الحبس اِس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ — جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم ص۱۷۷

لاکھوں لگاو: دیکھیے: لاکھوں بناو۔

لاگ[1]: (۱) لاگ ہو، تو اُس کو ہم سمجھیں لگاو۔ — جب نہ ہو کچھ بھی، تو دھوکا کھائیں کیا؟ ص۱۶۱

(۲) طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ — دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو ص۱۹۷

(۳) ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ — نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں ص۲۹۹

لال[2]: عرضِ دردِ بے وفائی، وحشتِ اندیشہ ہے — خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال! ص۵۲

(۲) دیکھیے ــــــــــ: فردِ جمع وخرجِ زباں ہاے لال (۳) زبانِ لال

لالِ مادرزاد: بہرِ عرضِ حال، شبنم سے رقم ایجاد، گُل — ظاہرا، ہے اِس چمن میں لالِ مادر زاد، گُل ص۵۲

لال ڈگّی[3]: لال ڈگّی پر کرے گا جا کے کیا؟ — پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا (قادرنامہ)

لالہ[4]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم — لالے کے داغ سے، جوں نقطہ وخط، سُنبل زار ص۳

(۲) داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا، مستیِ سعیِ سپند — دودِ مجمر، لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا ص۲۵

(۳) داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گرگل ہو شہید — لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

---

[1] لاگ : تین بار

[2] لال : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]

[3] لالہ : پچیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: اٹھارہ بار]

لالہ زار: تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]

لالہ کاری: دو بار [مرکب: ایک بار]

لالہ ہا : ایک بار

(۴) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم — مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے — ص۸۹

(۵) کارگاہِ ہستی میں لالہ، داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے — ص۲۱۷

(۶) نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

(۷) یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا — یاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا — ص۱۴۹

دیکھیے ______: (۸)، (۹) داغِ لالہ [دو بار]۔ (۱۰) رنگِ لالہ۔ (۱۱) رنگِ تمکینِ گل و لالہ۔ (۱۲) سبزہ و برگِ گلِ لالہ۔ (۱۳) غنچۂ لالہ۔ (۱۴) گلِ لالہ۔ (۱۵) گل و ریحان و لالہ۔ (۱۶) گل و لالہ۔ (۱۷) ہر ایک گل و لالہ۔

لالہ رنگ: حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے — ص۲۰۳

لالہ زار: (۱) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی — ص۲۵۱

(۲) وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں اسدؔ — دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ — ص۳۸

(۳) دیکھیے: ہوسِ سیرِ لالہ زار۔

لالہ عارضاں: بے لالہ عارضاں، مجھے گلگشتِ باغ میں — دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ — ص۴۸

لالہ عذارانِ سروقامت: دیکھیے: وصالِ لالہ عذارانِ سروقامت۔

لالہ کاری: (۱) گل فشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہوگیا! — خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہائے ہائے! — ص۲۰۴

(۲) دیکھیے: آمدِ فصلِ لالہ کاری۔

لالہ و گل: لالہ و گل بہم، آئینۂ اخلاقِ بہار — ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۲) سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں — ص۱۹۱

لالہ و گل و نسریں: ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا — ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے — ص۲۲۰

لالہ ہا: یک چمن جلوۂ یوسفؔ ہے بہ چشمِ یعقوبؔ — لالہ ہا داغ بر افگندہ و گل ہا بے خار — ص۳

لالۂ بےداغ: سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار — سایۂ لالۂ بے داغ، سویداے بہار — ص۳۲

لالۂ مہ: شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرماے اسدؔ! — داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا — ص۲۲۶

لامِ الف[1]: فنا تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے — کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر — ص ۱۲۷

لائق[2]: ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ — لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے — ص ۸۰

لائقِ تعزیر: یوسفؔ اُس کو کہوں اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی — گر بگڑ بیٹھے، تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا — ص ۱۵۸

لب[3]: (۱) جُنبشِ ہر برگ سے، ہے گُل کے لب کو اختلاج — حبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج — ص ۳۵

(۲) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا — ص ۱۹۲

(۳) کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب — گالیاں کھاکے بے مزا نہ ہوا — ص ۱۹۲

(۴) اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں — شوقِ فضول و جُراتِ رندانہ چاہیے — ص ۲۱۱

(۵) کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ — خطِ پیالہ، سراسر نگاہِ گلچیں ہے — ص ۲۱۳

(۶) شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں — دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے — ص ۲۱۵

(۷) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب — لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے — ص ۲۴۰

(۸) جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن — از بس کہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں — ص ۲۹۹

(۹) جاں، مطربِ ترانۂ 'ھَل من مزید' ہے — لب، پردہ سنجِ زمزمۂ اَلاماں نہیں — ص ۱۸۸

(۱۰) ممکن ہے کرے خضرؔ، سکندرؔ سے ترا ذکر؟ — گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت — ص ۱۲۷

(۱۱) کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق، خود آرایاں — صدف، دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے — ص ۹۷

(۱۲) جنوں، گرمِ انتظار و نالہ، بیتابیِ کمند آیا — سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا — ص ۱۱

دیکھیے ـــــــ: (۱۳) بوسۂ لب۔ (۱۴) پُشتِ لب۔ (۱۵)، (۱۶)، (۱۷) تبخالۂ لب [تین بار]۔
(۱۸) تشنہ لب۔ (۱۹) جانِ برلب آمدہ۔ (۲۰) جُنبشِ لب۔ (۲۱) خندہ زیرِ لب۔ (۲۲) خندۂ زیرِ لب۔
(۲۳) سخن برلب آوردگاں۔ (۲۴) صدمۂ یک جُنبشِ لب۔ (۲۵) کف برلب۔ (۲۶) کف بہ لب۔
(۲۷) مُہرِ خموشی برلب۔ (۲۸) یک جُنبشِ لب۔ (۲۹) شہیدِ تشنہ لبِ کربلاؔ۔

---

[1] لامؔ : ایک بار

[2] لائق : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]

[3] لب : ساٹھ بار
[مفرد: بارہ بار، مرکّب: اڑتالیس بار]

لبِ آلودۂ مسی : دیکھیے: موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مسی۔

لبِ افسوس : دیکھیے: یک لبِ افسوس۔

لبِ ایاغ: لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہمدگر اثر پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے ص۱۱۵

لبِ بام: (۱) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۲) دیکھیے : یک خطِ پُشتِ لبِ بام۔

لب بہ خندہ وا: خاکبازیٔ امید: کارخانۂ طفلی یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص۱۳

لبِ بے سوال: دیکھیے ______ : عذرخواہِ لبِ بے سوال۔

لبِ بیمار: دیکھیے ______ : تبخالِ لبِ بیمار۔

لبِ پیکِ نامہ رساں: مُہر بجائے نامہ، لگائی برلبِ پیکِ نامہ رساں قاصدِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص۲۷

لبِ پیمانہ: دیکھیے ______ : خالِ لبِ پیمانہ۔

لبِ تشنۂ تقریر: بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے، تو کیا بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا ص۱۵۸

لبِ خشک: ~~لبِ خشک~~ درتشنگی مُردگاں کا زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا ص۱۳۸

لبِ خشکِ صدف: نہ رکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہائے ممسک سے لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا ص۴۴۵

لبِ خونیں نوائے گل: دیکھیے ______ : نالۂ لبِ خونیں نوائے گل۔

لبِ دریا: تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام ص۲۸۲

لبِ دوختن: دیکھیے ______ : تشنۂ لبِ دوختن۔

لبِ زخمِ جگر (۱) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے ص۱۱۰

(۲) اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی ص۱۱۶

لبِ ساحل: اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے ص۳۱۲

لبِ ساغر: تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تنزیہہ کھینچے خمیازے میں تیرے لبِ ساغر کا خمار ص۹

لبِ ساقی: کون ہوتا ہے حریفِ مے مرد افگنِ عشق ہے مکرر لبِ ساقی میں صلا میرے بعد ص۱۶۶

لبِ سوفار: دیکھیے ــــــــ: پُشتِ لبِ سوفار۔

لبِ شیریں: دیکھیے ــــــــ: بوسۂ لبِ شیریں۔

لبِ عیسیٰ: لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جُنبانی قیامت، کُشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے ص ۲۱۷

(۲) اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟ ص ۲۸۴

لبِ قدح: ہوا وصال سے، شوقِ دلِ حریص زیادہ لبِ قدح پہ کفِ بادہ جوشِ تشنہ لبی ہے ص ۷۵

لبِ گزیدۂ معشوق: لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار کہ بخیہ ، جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے ص ۱۰۲

لبِ گور: بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں مردمک سے ہے خال بر لبِ گور ص ۴۱

لبِ نازک: نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا ص ۳۰

لبِ نگار: لبِ نگار میں آئینہ، دیکھ آبِ حیات بہ گمرہیِ سکندر ہے محوِ حیرانی ص ۹۶

لب ودنداں: دیکھیے ــــــــ: بقدرِ لب ودنداں۔

لبوں (۱) ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا یک بار لگا دو خُمِ مے میرے لبوں سے ص ۲۰۱

(۲) ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے ص ۲۰۱

(۳) بیدادِ وفا دیکھ ! کہ جاتی رہی آخر ہر چند مری جان کو تھا ربط لبوں سے ص ۲۰۱

لب ہا: دیکھیے ــــــــ: تہِ لب ہا۔

لبِ تفتہ: کب تلک پھیرے اسدؔ لب ہائے تفتہ پر زباں تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثر! نہیں ص ۶۶

لب ہائے عاشق: سبب، وارستگاں کو ننگِ ہمت ہے، خداوندا! اُثر سرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص ۶۸

لب ہائے مے گوں: دیکھیے ــــــــ: آرزوے بوسۂ لب ہائے مے گوں۔

لباس[۱]: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص ۱۳۳

لباسِ خانہ ویرانی: دیکھیے: قطعِ لباسِ خانہ ویرانی۔

لباسِ زعفرانی: دیکھیے: ترکِ لباسِ زعفرانی۔

---

۱ لباس: آٹھ بار [مرکب]۔ لباسی: ایک بار [مرکب]۔

لباسِ سفری: ہم آئے ہیں غالبؔ: رو اقلیمِ عدم سے یہ تیرگیِ حال: لباسِ سفری ہے ص ۲۵۴

لباسِ شمع: اسدؔ حسرت کشِ یک داغِ مشکل اندودہ ہے یارب! لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں ص ۶۴

لباسِ عریانی: قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی بہ طرزِ گل، رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے ص ۱۰۲

لباسِ کعبہ: مشکیں لباسِ کعبہ علیؑ کے قدم سے جان نافِ زمین ہے، نہ کہ نافِ غزال ہے ص ۲۰۵

لباسِ نظم: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرایش لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے ص ۷۹

لباسی : دیکھیے ـــــــ : دیدارِ دوستانِ لباسی۔

لبریز[1] : (۱) غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں ص ۱۳۵

(۲) دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز اپنی صورت کا اک بلوریں جام ص ۱۳۵ (ماہِ نو سے)

لبریزِ آمیں: غم وعشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے دعائے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے ص ۸۹

لبریزِ اشک: وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، جس سے نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو ص ۶۷

لبریزِ بہار: دیکھیے ـــــــ :غنچۂ لبریزِ بہار۔

لبریزِ خمار: کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ خمار ص ۳

لبریزِ نور: شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا ص ۱۸

دیکھیے: جامِ لبریزِ سفالی۔

لت[2] : شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جایئے دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے ص ۲۲۱

لجۂ[3] ریگِ رواں: نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں کہ تارِ جادہ سے ہے لجۂ ریگِ رواں خالی ص ۲۵۵

لحد[4] : دیکھیے ـــــــ : قالبِ خشتِ لحد۔

لحظہ[5] : دیکھیے ـــــــ : ہر لحظہ۔

لختِ[6] جگر: لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خار، شاخِ گل تا چند باغبانیِ صحرا کرے کوئی ص ۲۱۵

---

[1] لبریز : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔

[2] لت : ایک بار۔

[3] لجۂ : ایک بار [مرکب]۔

[4] لحد : ایک بار [مرکب]۔

[5] لحظہ : ایک بار [مرکب]۔

[6] لخت : ایک بار [مرکب]۔ لخت لخت: تین بار [مرکب]۔

(۲) تب نازِ گراں مایگیِ اشک بجا ہے — جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے — ص۲۳۴

(۳) دیکھیے ـــــــ: رسائیِ لختِ جگر۔

لختِ دل:(۱) بہ سیلِ اشک، لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا — غریقِ بحر، جویاے خس و خاشاک ساحل ہے — ص۷۷

(۲) ہے تصور، صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار — لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل — ص۵۲

(۳) دیکھیے: اوراقِ لختِ دل۔ (۴) خطِ لختِ دل۔

لختِ دلِ کوہِ طور: اے واے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یھاں — ہر پارہ سنگ لختِ دلِ کوہِ طور تھا — ص۱۸

لخت لخت: دیکھیے ـــــــ: جگرِ لخت لخت۔

لخت لختِ دل: گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری — لخت لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے — ص۹۵

لخت لخت شیشۂ بشکستہ: باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سُرور — لخت لختِ شیشۂ بشکستہ جُز نشتر نہیں — ص۲۶

لذّت[۱]:(۱) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ! — زورِ نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک — ص۴۹

(۲) زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن — غیر سمجھا ہے کہ لذّت زخمِ سوزن میں نہیں — ص۱۸۵

(۳) جنوں، تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی — نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی — ص۲۰۶

(۴) رفوے زخم سے مطلب ہے لذّت زخمِ سوزن کی — سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے — ص۲۰۹

(۵) بس ہجومِ نااُمیدی! خاک میں مل جائے گی — یہ جو اک لذّت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے — ص۲۳۱

(۶) دیکھنا تقریر کی لذّت! کہ جو اُس نے کہا — میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے — ص۲۳۱

(۷) دیکھیے: بقدرِ لذّتِ آزار۔ (۸) حسرتِ لذّتِ آزار۔ (۹) حریصِ لذّتِ آزار۔ (۱۰) سپاسِ لذّتِ آزارِ دوست۔

لذّتِ الم: غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی — وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے — ص۲۲۷

لذّتِ ایجادِ ناز: لذّتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل — نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا — ص۱۱

---

۱ لذّت: ستائیس بار

[مفرد: چھے بار۔ مرکّب اکیس بار]۔

لذّتِ بیداد:(۱) فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیداد دشمن پر کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر ص۳۱

(۲) وہ التماسِ لذّتِ بیداد ہوں کہ میں تیغِ ستم کو پُشتِ خمِ التجا کروں ص۵۶

لذّتِ تقریرِ عشق: لذّتِ تقریرِ عشق پردگیِ گوشِ دل جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز ص۴۳

لذّتِ جگرسوزی: بہ پرفشانیِ پروانہ چراغِ مزار ! کہ بعدِ مرگ بھی ہے لذّتِ جگر سوزی ص۱۰۰

لذّتِ خوابِ سحر: وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں اُٹھیے بس اب کہ لذّتِ خوابِ سحر گئی ص۳۳۳

لذّتِ درد: دیکھیے ______: مائدۂ لذّتِ درد۔

لذّتِ دشنام: بوسہ کیسا، یہی غنیمت ہے کہ نہ سمجھیں وہ لذّتِ دشنام ص۱۳۷

لذّتِ ریشِ جگر: عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنّا کھانا لذّتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا ص۱۵۰

لذّتِ سنگ: سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہوجائے لذّتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں ص۱۸۲

لذّتِ عرضِ کُشادِ عقدۂ مشکل: چمن گشتن ہائے دل: بزمِ نشاطِ گردباد لذّتِ عرضِ کُشادِ عقدۂ مشکل نہ پوچھ ص۴۲

لذّتِ غلتانیِ تپش: حیرت ہجومِ لذّتِ غلتانیِ تپش سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ ص۶۹

لذّتِ فراغ: شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذّتِ فراغ! تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی ص۲۳۳

لذّتِ کاوش: گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جُراتِ شوق قطرۂ اشک، دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے ص۱۰۹

لذّت ہائے حسرت: دیکھیے ______: مشتاقِ لذّت ہائے حسرت۔

لذّت یاب: ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذّت یاب تھا ص۱۳۵

لرزاں[1]:(۱) رہا نظّارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شُستہ بررو تھا ص۲۲

(۲) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص۴۳

لرزیدن[2]: دیکھیے: پرافشانِ بہ خود لرزیدن۔

لڑائی[3]:(۱) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی گھر ترا خلد میں گر یاد آیا ص۱۵۲

---

[1] لرزاں : دوبار۔

[2] لرزیدن: ایک بار۔

[3] لڑائی : تین بار۔

(۲) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی — بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور — ص۱۷۱

(۳) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟ — الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟ — ص۴۴۰

لڑکپن[1]: میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ — سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا — ص۱۵۲

لڑکوں[2]: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل — کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۲) تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی — لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال — ص۴۵۳

لڑکے: واہ بے لڑکے! پڑھی اچھی غزل — شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا — [قادرنامہ]

لڑیاں[3]: (۱) اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو — ہے تو کشتی میں و لے بحرِ رواں ہے سہرا — ص۲۸۸

(۲) رشک سے لڑتی ہیں، آپس میں اُلجھ کر لڑیاں — باندھنے کے لیے جب سر پہ، اُٹھایا سہرا — ص۲۸۸

لشکر[4]: (۱) سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے — تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے — ص۲۴۱

دیکھیے ـــــــ: (۲) رایتِ لشکر۔ (۳) سرلشکر۔ (۴) ملاذِ کشور و لشکر۔

لطف[5]: (۱) اے ترا لطف زندگی افزا! — اے ترا عہد فرخی فرجام! — ص۱۳۷

(۲) ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص۱۸۵

(۳) تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم، کیا ہے — رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے — ص۲۵۱

لطفِ آزادی: نظر بندِ تصور ہے قفس میں لطفِ آزادی — شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیّادی — ص۴۵۱

لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں: کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں — بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ یاد، آتش — ص۴۷

لطفِ بدخویاں: تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں — نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیز عریاں ہے — ص۲۱۰

لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل: روانی ہائے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے — کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا — ص۱۲

لطفِ جلوہ ہائے معانی: دل سے اٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی — غیرِ گُل، آئینۂ بہار نہیں ہے — ص۲۰۸

۱۔ لڑکپن : ایک بار۔

۲۔ لڑکوں : دو بار۔ لڑکے: ایک بار [بہ طورِ واحد]۔

۳۔ لڑیاں : دو بار۔

۴۔ لشکر : چار بار [مفرد: ایک بار۔ مرکب: تین بار]

۵۔ لطف: پچیس بار۔ (مفرد: تین بار۔ مرکب: بائیس بار)

لطفِ جَورِ بے دل: دیکھیے ــــــــ: قربانِ لطفِ جَورِ بے دل۔

لطفِ چشمکِ عبرت:	بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید	یک داغ حسرتِ نَفَسِ ناکشیدہ کھینچ	ص۳۶
لطفِ خاص:	کس مُنہ سے شکر کیجیے اِس لطفِ خاص کا	پُرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں	ص۱۸۸
لطفِ خرامِ ساقی:	لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ	یہ جنّتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے	ص۲۳۰
لطفِ خمارِ مَے:	لطفِ خمارِ مَے کو ہے در دلِ ہمدگر اثر	پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے	ص۱۱۵
لطفِ زخمِ انتظار:	تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل!	سوادِ داغِ مرہم، مردمک ہے چشمِ سوزن میں	ص۵۸
لطفِ ساقی:	دیکھیے ــــــــ: غرورِ لطفِ ساقی۔		
لطفِ ساقیِ کوثر:	دیکھیے ــــــــ: تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر۔		
لطفِ عام:	بہ اُمّیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت	مَبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا	ص۲۴
لطفِ عشق:	دیکھیے ــــــــ: نازِ لطفِ عشق۔		
لطفِ عشقِ ہر یک:	لطفِ عشقِ ہر یک اندازِ دگر دکھلائے گا	بے تکلّف یک نگاہِ آشنا ہوجایئے	ص۸۸
لطفِ کرم:	نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر	لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھایئے	ص۴۷
لطف گستر:	دیکھیے: سراسر لطف گستر۔		
لطفِ نظّارۂ قاتل:	لطفِ نظّارۂ قاتل دمِ بسمل آئے	جان جائے تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے	ص۳۱۴
لطف وعنایاتِ شہنشاہ:	بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال	ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال	ص۲۵۳
لطف وکرم:	ایک، وفا و مہر میں تازگیِ بساطِ دہر	لطف وکرم کے باب میں زینتِ روزگار، ایک	ص۲۹۶
لطفِ ہَوا:	دی لطفِ ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت	تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے	ص۱۱
لطافتِ[1]:	لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی	چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا	ص۱۳۸
لطافت ہائے جوشِ حُسن:	نہیں ہے کفِ لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مَے سے	لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا	ص۳۰

---

[1] لطافت: ایک بار۔ لطافت: ایک بار۔

لطمۂ[1] موج: اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث: مکتب لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں ص۱۸۶

لطیف[2] کلام: سلیم خاں، کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں حکیمِ حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام ص۲۶۳

لعل: لعل سی کی ہے پئے زمزمۂ مدحتِ شاہ طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار ص۱۳۲

لعلِ[3] بتاں: دیکھیے ـــــــــ: کُشتۂ لعلِ بتاں۔

لعلِ بیش بہار: آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک ص۵۰

لعل وزمرد: کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے؟ لعل و زمرد و زر و گوہر نہیں ہوں میں؟ ص۱۹۱

لعل وگہر: دیکھیے ـــــــــ: اوجِ طالعِ لعل وگہر۔

لغزشِ پا:(۱) قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ رفتار، نہیں بیش تر از لغزشِ پا ہیچ ص۳۶

(۲) بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد؟ ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! ص۳۷

(۳) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد" ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سبحہ کو خوںبہا سمجھ ص۷۳

(۴) ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک اے شمع! تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے! ص۱۰۶

لغزشِ رفتارِ خامہ: مے کشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے ص۹۵

لغزشِ مستانہ:(۱) جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! ورنہ بسمل کا تڑپھنا لغزشِ مستانہ تھا ص۲۵

(۲) لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ! آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست ص۳۳

لغو[5]: ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم لغو ہے آئنۂ فرقِ جنون و تمکیں ص۱۳۴

لفظ[6] :(۱) دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا ص۱۳۴

(۲) گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے ص۲۳۴

(۳) دیکھیے ـــــــــ: اوجِ دہ مرتبۂ معنی ولفظ۔

لفظِ تکیہ کلام: روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ "تکیہ کلام" اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن "سخن تکیہ" ص۳۰۳

لفظِ کرم: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں ص۸

---

[1] لطمہ : ایک بار۔[مرتّب]۔
[2] لطیف : ایک بار[مرتّب]۔
[3] لعل : پانچ بار[مرتّب: چار بار]۔
[4] لغزش : سات بار[مرتّب]۔
[5] لغو : ایک بار۔
[6] لفظ : آٹھ بار۔[مفرد: دو بار۔ مرتّب: چھے بار]۔

لفظِ معنیِ عنقا: وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی — ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی ص۸۷

لفظ ومعنی: (۱) بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں — وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں ص۶۲

(۲) دیکھیے ــــــ: قدردانِ لفظ ومعنی۔

لقا[1]: دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقاؔ کی داڑھی — غمِ گیتی سے مرا سینہ: عمؔر کی زنبیل ص۱۲۴

لقب[2]: فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! — کس زباں میں ہے لقب "خوابِ پریشاں" میرا ص۲۱

لقمان[3]: تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے — کسی کو یاد بھی لقماؔن کا نہیں ہے نام ص۲۹۳

لکدکوبِ[4] حوادث: لکدکوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی — مری طاقت کہ ضامن تھی بُتوں کے نازاُٹھانے کی ص۲۰۳

لکنتِ[5] زباں: بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد — ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! ص۳۷

لکھنؤ[6]: لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کُھلتا، یعنی — ہوسِ سیر و تماشا، سُو وہ کم ہے ہم کو ص۱۹۵

لکیریں[7]: جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا — سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں ص۱۹۲

لگام[8]: پھر غزل کی روش پہ چل نکلا — توسنِ طبع چاہتا تھا لگام ص۱۳۶

لگاو[9]: (۱) لاگ ہو، تو اُس کو ہم سمجھیں لگاو — جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا ص۱۶۱

(۲) لاکھوں لگاو: ایک چُرانا نگاہ کا — لاکھوں بناو: ایک بگڑنا عتاب میں ص۱۸۹

لگاوٹ[10]: کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا — تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے ص۲۲۳

لمبر[11]: (۱) سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پراے طرفِ کُلاہ! — مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا ص۲۸۷

(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم — لمبر رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام ص۲۸۲

(۳) اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو — لمبر ملا نشیب میں از روے اہتمام ص۲۸۲

۱۔ لقا : ایک بار۔
۲۔ لقب : ایک بار۔
۳۔ لقمان : ایک بار۔
۴۔ لکدکوب : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ لکنت : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ لکھنؤ : ایک بار۔
۷۔ لکیریں : ایک بار۔
۸۔ لگام : ایک بار۔
۹۔ لگاو : دو بار۔
۱۰۔ لگاوٹ : ایک بار۔
۱۱۔ لمبر : تین بار۔

لگن[۱]: دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیم تن کے پانْو رکھتا ہے ضد سے، کھینچ کے باہر لگن کے پانْو ص۱۹۶

لنگ[۲]: دیکھیے ______: عذرِ لنگ۔

لنگر[۳]: خامے سے پائی طبیعت نے مدد بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھُلا ص۱۴۰

لنگرِ عیش: لنگرِ عیش پہ سر شارِ تماشاے دوام کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پاے بہار ص۷

لنگرِ وحشتِ مجنوں: عالمِ بے سروسامانیِ فرصت مت پوچھ لنگرِ وحشتِ مجنوں ہے بیاباں میرا ص۲۱

لوح[۴] ازل: دیکھیے ______: خطِ لوحِ ازل۔

لوحِ دبستاں: ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی ص۷۶

لوحِ جہاں: یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے؟ لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرّر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

لوحِ مزار: دیکھیے ______: خطِ لوحِ مزار۔

لوح وقلم: تیری مدحت کے لیے ہیں دل وجاں، کام وزباں تیری تسلیم کو ہیں لوح وقلم، دست و جبیں ص۱۳۵

لَوحَشَ اللہ[۵]: چشمِ بد دور! خسروانہ شکوہ لَوحَش اللہ! عارفانہ کلام ص۱۳۷

لوگ[۶]: (۱) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں ص۱۲۹

(۲) ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نَفَس لوگ جانیں، طبلۂ عنبر کھُلا ص۱۴۰

(۳) کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا ص۱۶۲

(۴) غلطی ہاے مضامیں مت پوچھ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۵) کہتے ہیں، جیتے ہیں اُمید پہ لوگ ہم کو جینے کی بھی اُمید نہیں ص۱۸۳

(۶) پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا [قادرنامہ]

(۷) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں ص۱۸۵

---

۱ لگن : ایک بار۔

۲ لنگ : ایک بار [مرکّب]۔

۳ لنگر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

۴ لوح : پانچ بار [مرکّب]۔

۵ لوحش اللہ : ایک بار۔

۶ لوگ : سولہ بار۔ لوگوں: پانچ بار

(۸) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ — وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں — ص ۱۸۶

(۹) نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو — یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں — ص ۱۸۷

(۱۰) اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، اِنھیں کچھ نہ کہو — جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں — ص ۱۸۷

(۱۱) یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ — ص ۲۳۸

(۱۲) سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر — وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے — ص ۲۲۶

(۱۳) نظارہ سوز ہے یہاں تک ہر ایک ذرّۂ خاک — کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

(۱۴) آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اُٹھتے ہیں — لو، وہ برہم زنِ ہنگامۂ محفل آئے — ص ۳۱۲

(۱۵) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ — اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم — ص ۲۶۵

(۱۶) کہے گی خلق اِسے: داورِ سپہر شکوہ — لکھیں گے لوگ اِسے: خسروِ ستارہ سپاہ — ص ۲۷۸

لوگوں: (۱) ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت، کچھ نہ پوچھ — ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے — ص ۲۰۹

(۲) لوگوں کو ہے خرشیدِ جہاں تاب کا دھوکا — ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اَور — ص ۱۷۰

(۳) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی — ص ۲۵۱

(۴) جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری — کہتے ہیں مجھے وہ رافضی اور دہری — ص ۳۱۳

(۵) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت — ص ۱۶۳

لولیانِ[1] ماہ جبیں: دیکھیے ______: جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں۔

لوہارو[2]: سر آغازِ موسم میں، اندھے ہیں ہم — کہ دلّی کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں — ص ۲۶۴

لہریں[3]: صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جُنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا — ص ۳۹۳

لہو[4]: (۱) نہ ہووے کیونکے اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا — لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے — ص ۹۹

(۲) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! — قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا — ص ۱۵۷

---

۱ لولیاں : ایک بار [مرکّب]۔
۲ لوہارو : ایک بار۔
۳ لہریں : ایک بار۔
۴ لہو : آٹھ بار۔

(۳) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا — جسے غم سمجھ رہے ہو، یہ اگر شرار ہوتا — ص۱۶۰

(۴) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما — کام گر رُک گیا، روا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۵) ایسا آساں نہیں لہو رونا — دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں — ص۱۸۲

(۶) اچھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور — دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی — ص۲۲۸

(۷) رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل — جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟ — ص۲۴۱

(۸) چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہمارے جَیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے؟ — ص۲۴۱

لہنا[۱]: غالبؔ! کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے — خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کِشت کو — ص۱۹۷

لئیم[۲]: مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم! — تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟ — ص۲۴۳

لَے[۳]: فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے — نالہ پابندِ نَے نہیں ہے — ص۲۲۸

لَیالی[۴]: دیکھیے ـــــــ: بَردِ لیالی۔

لیالی و ایام: دیکھیے ـــــــ: صفحہ ہائے لیالی و ایام۔

لیل[۵] و نہار: (۱) رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار — ص۱۲۶

(۲) دیکھیے: افتخارِ لیل و نہار۔ (۳) نَفَسِ لیل و نہار۔

لیلیٰ[۶]: (۱) غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستشگر — خُمِ رنگِ سیہ، پیمانہ ہر چشمِ آہو تھا — ص۲۲

(۲) بروے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے — مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا — ص۲۶

(۳) زِ بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنّا کا — جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے — ص۸۱

(۴) تصرّف وحشیوں میں ہے تصور ہائے مجنوں کا — سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روے لیلا ہے — ص۸۳

(۵) بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلی ہے — غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے — ص۱۱۳

(۶) اخترِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے — خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلا کہیے — ص۱۲۲[چکنی ڈلی کے لیے]

---

۱ لہنا : ایک بار۔

۲ لئیم : ایک بار۔

۳ لَے : ایک بار۔

۴ لیالی : دو بار [مرکّب]۔

۵ لیل : تین بار [مرکّب]۔

۶ لیلیٰ : سولہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

(۷) کیوں اِسے تکمۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے کیوں اِسے نقش پۓ ناقۂ سلمیٰ کہیے ص ۱۲۲ [// //]

(۸) مانعِ وحشت خرامی ہاے لیلیٰ کون ہے؟ خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص ۱۳۶

(۹) ذرّہ ذرّہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے گردشِ مجنوں بہ چشمک ہاے لیلا آشنا ص ۱۳۹

(۱۰) قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟ ص ۱۸۰

(۱۱) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص ۲۲۹

دیکھیے ـــــــ: (۱۲) خیال طرّۂ لیلیٰ۔ (۱۳) خیمۂ لیلیٰ۔ (۱۴) رگِ لیلیٰ۔ (۱۵) شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ۔

لیلیِ معنیٰ: شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوں نہیں لیلیِ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے ص ۸۲

لین دین[1]: میرا اپنا جُدا معاملہ ہے اَور کے لین دین سے کیا کام ص ۱۳۶

~~~~~~~~~~

---

[1] لین دین : ایک بار۔
~~~~~~~~~~

م

ماتم[1]: (۱) دُود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا — ص ۲۵

(۲) بہارِ تعزیتِ آبادِ عشق، ماتم ہے — کہ تیغِ یار، ہلالِ مہِ محرّم ہے — ص ۱۰۲

(۳) بے دماغِ تپش و عرضِ دو عالم فریاد — ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

(۴) خزاں کیا؟ فصلِ گل کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو — وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے — ص ۲۲۰

(۵) تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو — ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو — ص ۲۸۴

دیکھیے ______: (۶) حلقۂ یک بزمِ ماتم۔ (۷) شبِ ماتم۔ (۸) نخلِ ماتم۔ (۹) نوحۂ ماتم۔

ماتم خانہ: دیکھیے: (۱۰، ۱۱) شمعِ ماتم خانہ [دوبار]۔

ماتمِ یک شہرِ آرزو: اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہرِ آرزو — توڑا جو تو نے آئنہ، تمثال دار تھا — ص ۱۵۴

ماتمیانِ شہِ مظلوم: اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو — اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟ — ص ۲۸۴

ماتمیوں: وہ جس کے ماتمیوں پر ہے سلسبیل، سبیل — شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو! — ص ۲۸۵

ماجرا[2]: (۱) نغمۂ بے دلاں اسدؔ سازِ فسانگی نہیں — بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ — ص ۷۳

(۲) ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں — ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟ — ص ۸۳

(۳) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار — یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے! — ص ۲۳۸

---

[1] ماتم : نو بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: چار بار]۔
ماتم خانہ : دو بار۔
ماتمیان : ایک بار [مرکّب]۔
ماتمیوں : ایک بار۔

[2] ماجرا : چار بار۔

(۴) گاہ روکر کہا کیے باہم ماجرا ہاے گریاں کا ص ۲۶۰

مادرزاد[1]: دیکھیے: لالِ مادرزاد۔

خجستہ انجمن طوے میرزا جعفر کہ جس کے دیکھے سے سب کا ہوا ہے جی محظوظ

مادّۂ[2] سالِ عیسوی: ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی ''محظوظ'' ص ۱۲۹ (۱۸۵۴ء)

مار[3]: کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار؟ آج ہنستے آپ جو کِھل کِھل نہیں [قادرنامہ]

مار[4]: دیکھیے: دہانِ مار۔

ماس[5]: درم و دام اپنے پاس کہاں؟ چیل کے گھونسلے میں ماں کہاں؟ ص ۲۹۸

ماسوا[6]: دیکھیے: کلفتِ ماسوا۔

مافات[7]: دیکھیے: تلافیِ مافات۔

مال[8]: (۱) پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے ص ۷۵

(۲) مال و جاہ و دست و پاے زر خریدہ ہیں اسدؔ پس بہ دل ہاے دگر راحت رسانی مفت ہے ص ۱۱۴

(۳) ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق وھاں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں! ص ۱۸۲

(۴) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ جی میں کہتے ہیں کہ: مفت آئے تو مال اچھا ہے ص ۲۳۹

مالِ سُنّی: اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ مالِ سُنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال ص ۵۲

مآل[9]: قطرہ دریا میں جو مل جائے، تو دریا ہو جائے کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے ص ۲۳۹

مآلِ سعیِ اسکندر: شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا ص ۱۴۰

مالیدہ[10]: دیکھیے: مسی مالیدہ۔

---

[1] مادرزاد : ایک بار [مرکّب]۔

[2] مادّہ : ایک بار۔

[3] مار : ایک بار۔

[4] مار : ایک بار [مرکّب]۔

[5] ماس : ایک بار۔

[6] ماسوا : ایک بار [مرکّب]۔

[7] مافات : ایک بار [مرکّب]۔

[8] مال : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

[9] مآل : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

[10] مالیدہ : ایک بار [مرکّب]۔

مانا[1]: خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے ص۱۲۲

مانائے سیاہی: سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہارِ کثافت ہا کہ رنگِ خامۂ فولاد مانائے سیاہی ہے ص۳۵۴

ماند[2]: بٹتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں ہے جن کے آگے سیم و زر، مہر و ماہ ماند ص۱۲۸

ماندگی[3]: دیکھیے: یک بیاباں ماندگی۔

ماندن[4]: دیکھیے: از خود تہی ماندن [مزید دیکھیے: باز ماندن ہائے مژگاں]۔

ماندہ: (۱) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ یعنی ہیں ماندہ از آں سو و ازیں سو راندہ ص۷۱

دیکھیے ـــــ: (۲) آب برجا ماندہ۔ (۳) برجا ماندہ۔ [مزید دیکھیے: چشمِ باز ماندہ]۔

مانع[5]: (۱) نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا ص۱۵۶

(۲) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہوگئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے ص۲۱۴

مانعِ اظہار: اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں یا نہ کہوں ص۲۹۸

مانعِ بادہ کشی: مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے ص۱۱۳

مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں: نکوہش، مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جَیب و دامن میں ص۱۸۰

مانعِ دامن کشی: مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی ہوا ہے نقش بندِ آئینہ سنگِ مزار اپنا ص۱۵

مانعِ دشت نوردی: مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں ایک چکّر ہے، مرے پانو میں زنجیر نہیں ص۱۸۲

مانعِ ذوقِ تماشا: ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں ص۱۸۰

مانعِ سیلانِ اشک: ہوسکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں ص۶۵

مانعِ عاشق نوازی: ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی تکلف برطرف، آئینۂ تمییز حائل ہے ص۷۷

مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ: مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟ خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص۱۳۶

۱۔ مانا : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

۲۔ ماند : ایک بار۔

۳۔ ماندگی : ایک بار [مرکب]۔

۴۔ ماندن : ایک بار۔

ماندہ : تین بار [مرکب: دو بار]۔

۵۔ مانع : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: نو بار]۔

مانوس[1]: دیکھیے: افسردگی مانوس۔

مانی[2]: (۱) جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی / خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار ص ۵

(۲) نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا: زلفِ تمنا کو / پریشاں تر ہے موے خامہ سے تدبیر مانی کی ص ۷۷

(۳) زلفِ تحریر پریشانِ تقاضا ہے، مگر / شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے ص ۷۸

نقشِ نازِ بُتِ طنّاز بہ آغوشِ رقیب / پاے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے ص ۲۰۹

نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے / بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے ص ۴۵۳

مانیِ اندیشہ: کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر / سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار ص ۱۳۲

ماوتو[3]: ہے خطِ عجزِ ماوتو، اوّلِ درسِ آرزو / ہے یہ سیاقِ گفتگو، کچھ نہ سمجھ، فنا سمجھ ص ۴۳

ماوراء النہری[4]: دہری کیوں کر ہو، جو کہ ہووے صوفی / شیعی کیوں کر ہو ماوراء النہری ص ۳۱۳

ماہ [۱][5]: دیکھیے: سال و ماہ۔

ماہ بہ ماہ: میری تنخواہ کیجے ماہ بہ ماہ / تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار ص ۱۲۷

ماہِ صفر: دیکھیے: آخرِ ماہِ صفر۔

ماہِ صیام: دیکھیے: تقریبِ عیدِ ماہِ صیام۔

ماہ و سال: وہ فراق اور وہ وصال کہاں! / وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں! ص ۱۸۲

ماہ و سالِ عندلیب: عمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار / گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب ص ۳۲

ماہ [۲][6]: (۱) شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر / پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا ص ۲۷

(۲) شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ / ماہ کو در تسبیحِ کواکب جاے نشینِ امام کیا ص ۲۷

(۳) شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے / کہ ماہ، دُزدِ حناے کفِ نگاریں ہے ص ۱۰۲

۱۔ مانوس : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ مانی : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔

۳۔ ماوتو : ایک بار۔

۴۔ ماوراء النہری : ایک بار۔

۵۔ ماہ[۱] : چھے بار [مرکّب]۔

۶۔ ماہ[۲] : چوبیس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

(۴) ماہ نے چھوڑ دیا ثَور سے جانا باہر زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل ص۱۲۴

(۵) ماہ بن، ماہ تاب بن، میں کون مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام؟ ص۱۳۶

(۶) مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ! قربِ ہر روزہ برسبیلِ دوام ص۱۳۶

(۷) انجمِ چرخ، گوہر آگیں فرش نور: مے، ماہ: ساغرِ سیمیں ص۲۸۰

(۸) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام ص۲۸۲

(۹) وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا ماہ پر ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا ص۳۲۵

دیکھیے____:(۱۰) آئنہ پردازِ داغِ ماہ۔(۱۱) پہلوے ماہ۔(۱۲) خرشید و ماہ۔(۱۳) سیم وزرِ مہر و ماہ۔(۱۴)

شُست وشوے داغِ ماہ۔(۱۵) غیرتِ ماہ۔(۱۶) فروغِ ماہ۔(۱۷) مہر و ماہ۔

ماہِ تاباں: مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام ص۱۳۸

ماہِ تمام: جانتا ہوں کہ اُس کے فیض سے تو پھر بنا چاہتا ہے ماہِ تمام ص۱۳۶

ماہِ شبِ چاردہم: تم ماہِ شبِ چار دہم تھے مرے گھر کے پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اور ص۱۷۱

ماہِ فروردیں: مرحبا! سالِ فرخی آئیں عیدِ شوّال و ماہِ فروردیں ص۲۸۰

ماہِ کنعاں: دیکھیے: محوِ ماہِ کنعاں۔

ماہِ نَو : (۱) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع چرخ وا کرتا ہے ماہِ نَو سے آغوشِ وداع ص۱۷۴

(۲) جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات ماہِ نو نکلے پہ گزری ہوں گی راتیں پانْ سات ص۲۹۰

(۳) ماہِ نو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے ص۳۰۵

ماہ تاب[1]: (۱) ماہ بن، ماہ تاب بن، میں کون مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام؟ ص۱۳۶

دیکھیے____:(۲) تشتِ ماہ تاب۔(۳) رشکِ ماہ تاب۔(۴) شبِ ماہ تاب۔

ماہ تابِ ہالہ پیرا: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار ماہ تابِ ہالہ پیرا، گردۂ تصویر ہے ص۹۵

ماہتابی[2]: شرم، طوفانِ خزاں رنگِ طربِ گاہِ بہار ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے ص۱۰۴

---

[1] ماہ تاب : پانچ بار[مفرد:ایک بار، مرکّب:چار بار]۔ [2] ماہتابی : ایک بار۔

ماہ جبیں[1] — دیکھیے: جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں۔

ماہی[2]: (۱) نہیں گرداب، جُز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خار ماہی کا — ص۲۶

دیکھیے ____: (۲، ۳) فلسِ ماہی [دوبار]۔

ماہیِ بے آب: خوں دل میں جو میرے نہیں باقی، تو پھر اُس کی — جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت — ص۳۲

مائدۂ[3] بذلِ خلیل: تجھ سے عالم پہ کھُلا رابطۂ قربِ کلیم — تجھ سے دنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل — ص۱۲۴

مائدۂ لذتِ درد: دلِ حسرت زدہ، تھا مائدۂ لذّتِ درد — کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا — ص۱۴۴

مائل[4]: (۱) بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر — ہے نَفَس، تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر — ص۳۹

(۲) ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل — دو دعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تواب کو ہم — ص۲۶۵

(۳) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا — کعبہ ایک اَور سہی، قبلہ نما اَور سہی — ۳۱۱

دیکھیے ____: (۴) جنوں مائل۔

مایوس[5]: (۱) اسدؔ مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے — کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا — ص۳۱

(۲) اے اسدؔ، مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف — صاحبِ دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے — ص۳۵۶

دیکھیے ____: (۳) جلوہ مایوس۔ (۳)، (۴) دلِ مایوس [دوبار]۔ (۳) زانوے دلِ مایوس۔

مایہ[6]: دیکھیے ____: (۱) تنک مایہ۔ (۲) دادو دیدِ گراں مایہ۔ (۳) گنج ہائے گراں مایہ۔

مایۂ اعتبار: نقدِ سخن کے واسطے ایک، عیارِ آگہی — شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک — ص۲۹۲

مایۂ شرمندگی: اضطرابِ نارسائی مایۂ شرمندگی — ہے عرق ریزیِ خجلت جوششِ طوفانِ عجز — ص۴۴

مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں: ہے نَفَس، مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں — پاے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار — ص۴

مباح[7]: اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ — مالِ مُنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال — ص۵۲

۱۔ ماہ جبیں : ایک بار۔
۲۔ ماہی : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۳۔ مائدہ : دو بار [مرکّب]۔
۴۔ مائل : چار بار۔
۵۔ مایوس : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔
۶۔ مایہ : چھے ر بار [مرکّب]۔
۷۔ مباح : ایک ر بار۔

مباد[1]: (۱) آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد — چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے — ص۷۸

(۲) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مباد، حوصلہ معذورِ جستجو جانے — ص۹۹

(۳) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن — مباد اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو — ص۶۸

مبادا[2]: (۱) بہ امیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت — مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا — ص۲۳

(۲) مبادا! بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو — مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو — ص۶۸

(۳) رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا! ظالم — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا — ص۱۵۳

(۴) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی — ص۲۰۷

مبارک[3]: (۱) تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! — غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت — ص۱۲۷

(۲)، (۳) علی الرّغمِ دشمن شہیدِ وفا ہوں — مبارک! مبارک! سلامت! سلامت! — ص۱۶۴

(۴) تو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو! — ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز — ص۱۷۴

(۵) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو! — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک — ص۱۷۵

(۶) آزادیِ نسیم مبارک! کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گل — ص۱۷۶

(۷) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں — مرحبا مَیں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے! — ص۲۳۲

(۸)، (۹) ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! — عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! — ص۲۹۷

مبارک باد: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص۱۳۲

مبالغہ[4]: ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ — ص۲۷۹

مبتلائے[5] آفتِ رشک: رہا بلا میں بھی میں مبتلائے آفتِ رشک — بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے — ص۲۳۶

مُبدعِ[6] عالَم: اُسے، فضائلِ علم و ہنر کی افزائش — ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اِس قدر انعام — ص۲۶۳

۱۔ مباد : تین بار۔
۲۔ مبادا : چار بار۔
۳۔ مبارک : نو بار۔
مبارک باد : ایک بار۔
۴۔ مبالغہ : ایک بار۔
۵۔ مبتلا : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ مبدع : ایک بار [مرکّب]۔

مبدّل[1]: ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا باور آیا ہمیں پانی کا ہَوا ہوجانا ص۱۵۶

متاع[2]: دیکھیے____:(۱) حیرت متاعِ عالمِ نقصان وسود۔(۲) غفلت متاع۔

متاعِ بُردہ: فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر ص۱۶۸

متاعِ تمکیں: کوہ کو بیم سے اُس کے ہے جگر باختگی نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں ص۸

متاعِ جلوہ: دیکھیے: خریدارِ متاعِ جلوہ۔

متاعِ خانۂ زنجیر: بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر متاعِ خانۂ زنجیر جُز صدا معلوم! ص۱۷۷

متاعِ دست گرداں: دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے کہ اِس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے ص۲۱۰

متاعِ زندگانی ہا: دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ آتا ہے ص۹۸

متاعِ سخن: بِک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ لیکن عیارِ طبع خریدار دیکھ کر ص۱۲۹

متاعِ عقل و دل و جاں: پھر شوق کررہا ہے خریدار کی طلب عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے ص۲۲۶

متاعِ عیش: متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ ص۲۷۹

متاعِ نظر: دیکھیے: دکانِ متاعِ نظر۔

متاعِ ہُنر: (۱) اپنے کررہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا سمجھا ہوں دل پزیر متاعِ ہُنر کو میں ص۱۹۰

(۲) دیکھیے: بہائے متاعِ ہُنر۔

متصل[3]: (۱) دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل خُم خانۂ جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں ص۶۱

(۲) کی متصل ستارہ شماری میں عُمر صرف تسبیحِ اشک ہائے زِمژگاں چکیدہ ہوں ص۶۱

(۳) اُٹھائے ہیں جو میں اُفتادگی میں متصل صدمے کروں گا اشک ہائے واچکیدہ سے حساب اُس کا ص۲۲۷

(۴) دیکھیے: وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل۔

متفرّق[4]: تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ متفرّق ہوئے میرے رفقا میرے بعد ص۳۸

۱۔ مبدّل : ایک بار۔
۲۔ متاع : چودہ بار[مرکّب]۔
۳۔ متصل : چار بار[مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ متفرّق : ایک بار۔

متقابل[1]: مقابل ہے مقابل میرا رُک گیا، دیکھ روانی میری ص۲۳۱

متین[2]: دیکھیے: (۱) طبعِ متین۔ (۲) فکرِ مضامینِ متیں۔

مٹھاس[3]: اور دوڑائیے قیاس کہاں جانِ شیریں میں یہ مٹھاس کہاں ص۱۳۰

مُٹھی[4]: اے غنچۂ تمنّا، یعنی کفِ نگاریں! دل دے تو ہم بتادیں مٹھی میں تیری کیا ہے ص۹۵

مثال[5]: (۱) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے ص۲۳۶

(۲) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خُورّم ص۲۶۵

(۳) دیکھیے: معرضِ مثال۔

مثل[6] نظیر: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! اے جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شِبہ و عدیل! ص۱۳۳

مثلِ برگِ گل: بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہوگیا ص۳۰

مثلِ پتنگِ کاغذی: ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی لے کے دل سررشتۂ آزادگی ص۲۶۶

مثلِ جوہرِ تیغ: موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال ہر ذرّہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا ص۱۵۴

مثلِ حباب: شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ص۸۶

مثلِ خارِ خشک: مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکادے وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں ص۶۴

مثلِ خطِ جام: دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ ص۱۷

مثلِ خطِ نوخیز: کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار ص۱۳۲

مثلِ خندۂ قاتل: غیر کی منّت نہ کھینچوں گا پَے توفیرِ درد زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک ص۱۷۵

مثلِ دُود: سایہ میرا مجھ سے مثلِ دود بھاگے ہے اسدؔ پاس مجھ آتش بہ جاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے ص۲۲۲

مثلِ ذرّہ: ہوئے اُس مہروَش کے جلوۂ تمثال کے آگے پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرّہ روزن میں ص۱۸۰

مثلِ ذرّہ ہاے خاک: یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی کہ مثلِ ذرّہ ہاے خاک آئینے پرافشاں ہیں ص۶۲

مثلِ زخم: خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار! مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا، جو ہوتا ہوشیار ص۲۹۰

۱۔ متقابل : ایک بار۔

۲۔ متین : دو بار [مرکّب]۔

۳۔ مٹھاس : ایک بار۔

۴۔ مُٹھی : ایک بار۔

۵۔ مثال : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

۶۔ مثل : ستائیس بار [مرکّب]۔

مثلِ سازِ نادرست: شوقِ بے پروا کے ہاتھوں، مثلِ سازِ نادرست کھنچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ دل ص۵۳

مثلِ سایۂ گل: خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل، سر بہ پاے گل ص۱۷۶

مثلِ شمع: (۱) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع مہ زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص۹۶

(۲) دیکھ اُس کے ساعدِ سیمیں و دستِ پُرنگار شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گل پروانہ تھا ص۲۵

مثلِ صدا: سرگراں مجھ سے سبک رَو کے، نہ، رہنے سے رہو کہ بہ یک جنبشِ لب مثلِ صدا جاتا ہوں ص۲۹۸

مثلِ غنچہ: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو ص۶۷

مثلِ گل: (۱) مثلِ گل زخم ہے میرا بھی سناں سے توأم تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیِ تیر نہیں ص۵۷

(۲) کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں زخم، مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے ص۱۰۳

مثلِ گلِ چراغ: سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے آئنۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے ص۱۱۵

مثلِ گلِ شمع: شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے ص۲۱۱

مثلِ مضمونِ وفا: مثلِ مضمونِ وفا باد بہ دستِ تسلیم صورتِ نقشِ قدم خاک بہ فرقِ تمکیں ص۱۳۴

مثلِ موج: ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص۴۳

مثلِ نقشِ مدعاے غیر: اُس کی بزم آرائیاں سُن کر، دلِ رنجور یہاں مثلِ نقشِ مدعاے غیر بیٹھا جائے ہے ص۲۲۲

مثلِ نیستاں: دل، سراپا وقفِ سوداے نگاہِ تیز ہے یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے ص۸۵

مجال[۱]: اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے ص۱۲۵

مجالِ خواب: وہ آکے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے ص۲۲۳

مجالِ سبحہ گردانی: شبنم آسا گو مجالِ سبحہ گردانی مجھے ہے شعاعِ مہر، زُنّارِ سلیمانی مجھے ص۸۶

مجالِ سخن: کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ ص۲۷۹

مجبور[۲]: ہمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش مجبور یہاں تلک ہوئے، اے اختیار حیف! ص۱۷۴

مجبورِ تمنا آفرینی ہا: اسدؔ، ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا فغاں! بے اختیاریؔ و فریبِ آرزو خوردن ص۴۳۹

مجبورِ خموشی: حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ ص۳۶

۱۔ مجال : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۲۔ مجبور : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
مجبوری : ایک بار۔

مجبورِ گراں جانی: سنگ آمد و سخت آمد دردِ سرِ خودداری معذورِ سبکساری، مجبورِ گراں جانی ص۱۰۹

مجبوری: مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے ص۲۱۹

مجرمِ[1] صد بے گناہ: نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر ص۴۰

مجروح[2]: دیکھیے: (۱) گلشن آبادِ دلِ مجروح۔ (۲) تنِ مجروحِ عاشق۔

مجلس[3]: (۱) پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی ص۲۰۷

(۲) میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی اے وہ مجلس نہیں، خلوت ہی سہی ص۲۲۰

مجلس آرائے نجف: شمع ہوں، تو بزم میں جا پاؤں غالب کی طرح بے محل، اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں ص۶۳

مجلس افروزی دیکھیے: پیامِ مجلس افروزی۔

مجلسِ تقریر دیکھیے: سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر۔

مجلسِ شعلہ عذاراں مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آجاتا ہوں شمع ساں میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں ص۲۹۷

مجلس فروز ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رو مجلس فروز وھاں اسدؔ تارِ شعاعِ مہر خطِ جام ہے ص۱۰۱

مجلس فروزِ خلوتِ ناموس شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا رشتۂ ہر شمع، خارِ کسوتِ فانوس تھا ص۱۵۳

مجلسیں سُو اِس اکیس دن میں، ہولی کی مجلسیں جا بہ جا ہوئیں رنگیں ص۲۸۰

مجمر[4] (۱) تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا ص۲۹

(۲)،(۳) دیکھیے: دودِ مجمر [دو بار]۔

مجمرِ بزمِ فسردن ضبط سے، جوں مردمک اسپند اقامت گیر ہے مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے ص۹۵

مجمعِ[5] اشرافِ نژادِ آدم: دیکھیے: مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم۔

مجملاً[6]: اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا مجملاً مندرج ہوئے احکام ص۱۳۸

۱۔ مجرم : ایک بار [مرکب]۔ مجلسیں : ایک بار۔

۲۔ مجروح : دو بار [مرکب]۔ ۴۔ مجمر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

۳۔ مجلس : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔ ۵۔ مجمع : ایک بار [مرکب]۔ ۶۔ مجملا : ایک بار۔

مجموعۂ[1] پریشانی: اسدؔ نے کثرتِ دل ہائے خلق سے جانا — کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی ص۹۶

مجموعۂ خیال: تالیفِ نسخہ ہائے وفا کررہا تھا میں — مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا ص۱۵۴

مجموعۂ یک خواب: بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے — ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہوجاوے ص۱۰۵

مجنوں[2]: (۱) چشم بر چشم پٹے ہے بہ تماشا مجنوں — ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار ص۲

(۲) مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی، فسانہ ہے — ہے شمعِ جادہ داغِ نغیر وختن ہنوز ص۴۲

(۳) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص۶۳

(۴) ذرہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض — ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے ص۹۵

(۵) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ — سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا ص۱۵۲

(۶) فنا تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے — کہ مجنوں 'لام الف' لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر ص۱۶۷

(۷) ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ — مجنوں جو مرگیا ہے تو جنگل اداس ہے ص۲۰۵

(۸) تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا — فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے ص۲۳۷

(۹) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام — مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص۲۴۹

دیکھیے——: (۱۰) آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں۔ (۱۱) تپشِ مجنوں۔ (۱۲) تصورہائے مجنوں۔ (۱۳) خانۂ مجنوں۔ (۱۴) خاکِ مجنوں۔ (۱۵) خاکِ دشتِ مجنوں۔ (۱۶) دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں۔ (۱۷) دلِ مجنوں۔ (۱۸) دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں۔ (۱۹) سوے وادیِ مجنوں۔ (۲۰) عرضِ خمیازۂ مجنوں۔ (۲۱) غبارِ وحشتِ مجنوں۔ (۲۲) غمِ مجنوں۔ (۲۳) گردشِ مجنوں۔ (۲۴) لنگرِ وحشتِ مجنوں۔ (۲۵) نالۂ زنجیرِ مجنوں۔ (۲۶) وحشتِ مجنوں۔

مجنونِ دشتِ عشق: ہر گرد باد، حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیّر شکار تر ص۴۱

مجنونِ صحراگرد: دیکھیے: خانۂ مجنونِ صحراگرد۔

محابا[3]: (۱) کیا ہے؟ میں ضامن، اِدھر دیکھ — شہیدانِ نگہ، کا خوں بہا کیا! ص۱۵۷

(۲) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو — گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو ص۲۸۴

(مزید دیکھیے: بے محابا)

۱۔ مجموعہ : تین بار [مرکب]۔ ۳۔ محابا : دوبار۔

۲۔ مجنوں : اٹھائیس بار [مفرد: نوبار، مرکب: اُنیس بار]۔

محال[۱] : (۱) دزدیدنِ دلِ ستم آمادہ ہے محال — مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں — ص۵۶

(۲) گر خامشی سے فائدہ اخفاے حال ہے — خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے — ص۲۰۵

مُحبِّ[۲] چار یار: دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا — ایک محبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک — ص۲۹۷

محبّت[۳]: (۱) محبت طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے — دویدن ریشہ ساں، مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے — ص۸۴

(۲) محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے — کہ موجِ بوے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا — ص۱۳۶

(۳) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور — کرتے ہیں محبت، تو گزرتا ہے گماں اَور — ص۱۷۰

(۴) وارستہ اِس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہ ہو — کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

(۵) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اِس محبت کو! — نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا رازداں کیوں ہو — ص۱۹۹

(۶) ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے — غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی — ص۲۲۰

(۷) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا — اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے — ص۲۵۰

(۸) محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا — کرے ہے مغز سے مانندِ نَے کے استخواں خالی — ص۳۵۵

دیکھیے ـــــــ: (۱) بازارِ محبت۔ (۲) بستنِ عہدِ محبت۔ (۳) بندِ محبت۔ (۴) جذبِ محبت۔ (۵) حریفِ رازِ محبت۔ (۶) سختیِ راہِ محبت۔ (۷) سوزِ محبت۔ (۸) صحراے محبت۔ (۹) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت۔ (۱۰) قطعِ محبت۔ (۱۱) قفلِ درِ گنجِ محبت۔ (۱۲) گوشِ محبت۔ (۱۳) ناموسِ پیمانِ محبت۔ (۱۴) نقشِ محبت۔ (۱۵) وفاومہرومحبت۔

محبوس[۴]: دشتِ اُلفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس وبس — پیچ و تابِ جادہ ہے خطِّ کفِ افسوس و بس — ص۴۶

محتاجِ[۵] حنا: خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد — ص۱۶۶

مُحتسب[۶]: مُحتسب سے تنگ ہے ازبس کہ کارِ مے کشاں — رَز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا — ص۲۹

محراب[۷]: پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محوِ نسبت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں — ص۱۱۶

محرابِ خمِ شمشیر: تمناے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعاے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے — ص۱۰۸

محرابِ نیازستانِ عجز: وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو — قامتِ خوباں، ہو محرابِ نیازستانِ عجز — ص۴۴

۱۔ محال : دو بار۔
۲۔ محب : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ محبّت : چھبیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔
۴۔ محبوس : ایک بار۔ ۵۔ محتاج : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ محتسب : ایک بار۔
۷۔ محراب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

دیکھیے: قبضۂ تیغ خمِ محراب۔

مُحرّم[1]: دیکھیے: ہلالِ مہِ محرّم۔

مَحرم[2]: مَحرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا — یہاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا — ص۱۵۵

محرمِ اسرار: نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر — میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص۲۹۸

محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی: محرم دردِ گرفتاریِ مستی معلوم! — ہوں نَفَس سے صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار — ص۶

محرمِ راز: کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! — دردِ جدائیِ اسداللہ خاں نہ پوچھ — ص۷۰

محرمیِ حُسن: ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں — کرے ہے ہر بُنِ مو، کامِ چشمِ بینا کا — ص۱۴۷

محروم[3]: اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ! — اِس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہوجانا! — ص۱۵۶

محرومِ جمال: گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال — ایک دل، تس پر یہ نااُمیدواری، ہاے ہاے! — ص۲۰۳

محرومِ صدا: محرومِ صدا رہا بغیر از یک تار — ابریشمِ ساز، موے چینی ہے مجھے — ص۴۵۷

محروم نواز: دیکھیے: جلوۂ محروم نواز۔

محرومیِ تسلیم: واے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا — جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں — ص۱۸۶

محرومیِ جاوید: دیکھیے: غمِ محرومیِ جاوید۔

محرومیِ قسمت: کس سے محرومیِ قسمت کی شکایت کیجے! — ہم نے چاہا تھا کہ مرجائیں، سو وہ بھی نہ ہوا — ص۱۴۴

محسوس[4]: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا — نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں — ص۴۴۹

[مزید دیکھیے: نامحسوس]۔

محشر[5]: (۱) واے! گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو — اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہاں ہوجائے گا — ص۱۵۱

(۲) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی — ص۲۰۷

۱۔ مُحرّم : ایک بار[مرکّب]۔

۲۔ مَحرم : چار بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

محرمی : ایک بار[مرکّب]۔

۳۔ محروم : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

محرومی : تین بار[مرکّب]۔

۴۔ محسوس : ایک بار۔

۵۔ محشر : تیرہ بار[مفرد: دوبار، مرکّب: گیارہ بار]۔

محشرستان: دوبار[مرکّب]۔

دیکھیے: (۳) آفتابِ محشر۔ (۴) آفتابِ روزِ محشر۔ (۵) سراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر۔ (۶) شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر۔ (۷) شورِ محشر۔ (۸) صد محشر۔ (۹) معتقدِ فتنۂ محشر۔

محشر خاکِ مجنوں: دیکھیے: آئینۂ محشر خاکِ مجنوں۔

محشرِ خیال: (۱) یارب! ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو — یہ محشرِ خیال کہ دُنیا کہیں جسے — ص۹۱

(۲) ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال — ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

محشر عناں: دیکھیے: نالۂ محشر عناں۔

محشرستانِ بے قراری: دل، ہوائے خرامِ ناز سے پھر — محشرستانِ بے قراری ہے — ص۲۲۴

محشرستانِ نگاہ: جوشِ تکلیفِ تماشا، محشرستانِ نگاہ — فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ، مُشتِ آب تھا — ص۱۵

محضِ[1] رحمت و رافت: وہ محضِ رحمت و رافت، کہ بہرِ اہلِ جہاں — نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ — ص۲۷۷

دیکھیے: خیرات خوارِ محض۔

محظوظ[2]: (۱،۲) خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر — کہ جس کے دیکھے سے، سب کا ہوا ہے جی محظوظ — ۰۰

ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ — نہ کیوں ہو مادۂ سالِ عیسوی 'محظوظ' (۱۸۵۴ء) — ص۱۲۹

محفل[3]: (۱) شررِ فرصت نگہ، سامانِ یک عالم چراغاں ہے — بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا — ص۱۷

(۲) ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں — سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز — ص۴۳

(۳) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں، اے رشک! — محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں — ص۶۰

(۴) نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دَورِ ساغر کی — مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۵) زندگی میں تو وہ محفل سے اُٹھا دیتے تھے — دیکھوں اب مر گئے پر کون اُٹھاتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۶) گرچہ ہے کس کس بُرائی سے، ولے باایں ہمہ — ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے — ص۲۳۱

(۷) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے! — ص۲۵۰

---

[1] محض : دو بار [مرکّب]۔

[2] محظوظ : دو بار۔

[3] محفل : پچیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سترہ بار]۔ محفل ہا : ایک بار [مرکّب]۔ محفلیں : ایک بار۔

(۸) یہ جو محفل میں بڑھاتے ہیں تجھے بھول مت اِس پر، اُڑاتے ہیں تجھے ص ۲۶۶

دیکھیے: (۹) آئینہ بندِ خلوت و محفل۔(۱۰) برہم زنِ ہنگامہ محفل۔(۱۱) پروانہ محفل۔(۱۲) پیرایہ محفل۔(۱۳) تار و پودِ فرشِ محفل۔(۱۴) تسکیں دہِ صد محفل۔(۱۵) حجابِ نشۂ محفل۔(۱۶) درخورِ محفل۔(۱۷) دودِ چراغِ محفل۔ (۱۸) کیفیتِ محفل۔(۱۹) گدازِ شمعِ محفل۔

محفلِ اغیار: دیکھیے: چشم و چراغِ محفلِ اغیار۔

محفلِ پیمانہ شکار: گرد باد آئنہ فتراکِ دماغِ دل ہا تیرا صحرائے طلب محفلِ پیمانہ شکار ص ۶

محفلِ خوباں: دیکھیے: نیم رنگی ہائے شمعِ محفلِ خوباں۔

محفلِ عشرت: نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جاے مَے کشاں! خالی کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی ص ۴۵۵

محفلِ غسلِ صحتِ نواب: محفلِ غسلِ صحتِ نواب رونق افزاے مسندِ تمکیں ص ۲۸۰

محفلِ نشاط قریں: پھر ہوئی ہے اِسی مہینے میں منعقد محفلِ نشاط قریں ص ۲۸۰

محفل ہا دیکھیے: فرشِ محفل ہا۔

محفلیں: محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ ہم ص ۱۷۷

محک[۱] : دیکھیے: سنگِ محک۔

محمل[۲]: (۱) ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا ص ۱۲

(۲) شبِ اختر قدحِ عیش نے محمل باندھا بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا ص ۱۴

(۳) عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں ص ۲۶

(۴) رفتار سے شیرازۂ اجزاے قدم باندھ اے آبلے! محمل پَیِ صحراے عدم باندھ ص ۷۱

(۵) زِ بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنّا کا جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے ص ۸۱

(۶) جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا ص ۱۳۲

(۷) دیکھیے: پردۂ محمل۔

۱۔ محک : ایک بار [مرکّب]۔ ۲۔ محمل : اُنیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

محمل آرائے رفتار: رسیدن، گلِ باغِ واماندگی ہے — عبث محمل آرائے رفتار ہیں ہم — ص۵۵

محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست: ہے ہوس محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست — نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث — ص۳۳

محملِ پیمانۂ فرصت: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب — دعویِ دریا کشی و نشہ پیمائی عبث — ص۳۴

محملِ حسرت: ہزار قافلۂ آرزو، بیاباں مرگ — ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود آرائی — ص۱۱۰

محملِ خوابِ پا: کلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ — ص۴۳

محملِ خوابِ سنگیں: قبلہ و ابروے بت، یک رہِ خوابیدۂ شوق — کعبہ و بت کدہ، یک محملِ خوابِ سنگیں — ص۷

محملِ دشت: وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل مت پوچھ — محملِ دشت بہ دوشِ رمِ نخچیر آیا — ص۲۷

محمل کشِ حسرت: بہ امیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت — مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا — ص۲۴

محمل کشِ لیلیٰ: بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلی ہے — غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے — ص۱۱۴

محمل کشِ موجِ گہر: اے ہرزہ دوی! منتِ تمکینِ جنوں کھینچ — تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے — ص۱۱۳

محمل نشینِ راز: شوخیِ اظہار، غیر از وحشتِ مجنوں نہیں — لیلیِ معنی اسدؔ محمل نشینِ راز ہے — ص۸۲

محملِ نگاہ: بیش از نفَس، بتاں کے کرم نے وفا نہ کی — تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! — ص۴۹

محو[1]: (۱) تغافل، آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے — ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد — ص۳۷

(۲) ہوتے ہیں محو جلوۂ خور سے ستارگاں — دیکھ اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ — ص۴۸

(۳) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا — ص۱۴۷

محوِ آرامیدگی: محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے — چشم میں توڑے نمک داں، تا شکر خوابی کرے — ص۱۰۰

محوِ آرایش: زمانہ عہد میں اُس کے ہے محوِ آرایش — بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے — ص۲۳۶

محوِ آئینہ داری: تماشا کہ اے محوِ آئینہ داری! — تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں! — ص۱۷۹

محوِ اختراع: جوں پرِ طاؤس، جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے — بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع — ص۴۷

محوِ بالشِ کمخواب: یہاں سرِ پُرشور بے خوابی سے، تھا دیوار جو — وہاں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا — ص۱۳۵

محوِ بہ چمن تکیہ زدن ہا: از بس کہ ہے محوِ بہ چمن تکیہ زدن ہا — گل برگ، پرِ بالشِ سروِ چمنی ہے — ص۱۱۱

---

[1] محو : چھبیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: تیئیس بار]۔

محوِ پُرسش ہائے پنہانی: کیوں نہ ہو بے التفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے جانتا ہے محوِ پُرسش ہائے پنہانی مجھے ص ۲۳۲

محوِ تغافل: کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو یعنی اِس بیمار کو نظّارے سے پرہیز ہے ص ۲۱۳

محوِ تماشائے دماغ: نشّے کے پردے میں ہے محوِ تماشائے دماغ بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب ص ۱۶۳

محوِ تماشائے شکستِ دل: مدعا، محوِ تماشائے شکستِ دل ہے آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے ص ۲۱۶

محوِ تماشائے گلستاں: چمن چمن گلِ آئینہ درکنارِ ہوس اُمید، محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے ص ۱۱۲

محوِ حیرانی: لبِ نگار میں، آئینہ، دیکھ آبِ حیات بہ گمرہیِّ سکندر ہے محوِ حیرانی ص ۹۶

محوِ خوابِ ناز: دیکھیے: تو صدائے پا سے جاگا تھا جو محوِ خوابِ ناز، ص ۲۹۰ [تضمین]۔

محوِ ساز: نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ ص ۷۳

محوِ سپاسِ بے زبانی: تمنّائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا ص ۱۴۶

محوِ شوخیِ ابروئے یار: جو کچھ ہے، محوِ شوخیِ ابروئے یار ہے آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ، دیکھا کرے کوئی ص ۸۸

محوِ عبرتِ انجامِ گل: ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے ص ۲۱۵

محوِ کمیں: بس کہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں جادۂ رہ سربسر مژگانِ چشمِ دام ہے ص ۱۰۱

محوِ ماہِ کنعاں: سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں ص ۱۹۱

محوِ ناخنِ دستِ نگار: زبس جُز حُسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر کشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں! ص ۸۹

محوِ نازِ مینائی: جنونِ بیکسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا شرر کیفیتِ مَے، سنگ محوِ نازِ مینائی ص ۹۲

محوِ نسبت: پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے محوِ نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں ص ۱۱۶

محوِ وفا: دل کو مَیں اور مجھے دل محوِ وفا رکھتا ہے کس قدر ذوقِ گرفتاریِ ہَم ہے ہم کو! ص ۱۹۵

محور[1]: دیکھیے: منصبِ مہر و مہ و محور۔

محیطِ[2] آب: گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال موج، محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں ص ۱۷۸

محیطِ بادہ: شب، خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا تا محیطِ بادہ، صورت خانۂ خمیازہ تھا ص ۱۴۶

محیطِ بے خودی: دیکھیے: موجِ محیطِ بے خودی۔

ا۔ محور : ایک بار [مرتّب]۔ ۲۔ محیط : سات بار [مرتّب]۔

محیطِ تنزیہ : دیکھیے: ہر موجِ محیطِ تنزیہ۔

محیطِ دہر: محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے — کہ یہاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے — ص ۹۸

محیطِ ظلم: دیکھیے: گردشِ محیطِ ظلم۔

محیطِ گریہ: شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں — دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے — ص ۲۱۵

مخالف[1]: (۱) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے — جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں — ص ۱۸۰

(۲) دعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بغض — پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ — ص ۲۷۹

مختصر[2]: (۱) نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے — کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا — ص ۱۳۶

(۲) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی — عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے — ص ۲۲۳

(۳) افسانہ اسدؔ بہ ایں درازی! — اے غم زدہ! قصہ مختصر کر — ص ۲۲۸

(۴) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا — اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا — ص ۱۸

مخمل[3] : دیکھیے: خوابِ جمعیتِ مخمل۔

مخمور[4] : دیکھیے ——: (۱) آگہی مخمور۔ (۲) نرگسِ مخمور۔ (۳) نزعِ مخمور۔

مخمورِ ہر ادا: گردش میں لا تجلی صد ساغرِ تسلی — چشمِ تحیر آغوشِ مخمورِ ہر ادا ہے — ص ۹۴

مخموریِ تابِ دیوار: دیکھیے: ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار۔

مدِّ[5] خامۂ قدرت: نہیں ہے سرنوشتِ عشق، غیر از بے دماغی ہا — جبیں پر میری مدِّ خامۂ قدرت، خطِ چیں ہے — ص ۸۹

مدِّ نظر: عشق کو ہر رنگ شانِ حسن ہے مدِّ نظر — مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب — ص ۳۲

مدّاح[6]: خانہ زاد اور مرید اور مدّاح — تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار — ص ۱۲۶

مدّاحِ دردمند: اِس کشمکش میں، آپ کا مدّاحِ دردمند — آقائے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام — ص ۲۸۳

مدّاحیِ ممدوحِ خدا: کس سے ہو سکتی ہے مدّاحیِ ممدوحِ خدا؟ — کس سے ہو سکتی ہے آرایشِ فردوسِ بریں؟ — ص ۱۳۵

۱۔ مخالف : دوبار۔
۲۔ مختصر : چار بار۔
۳۔ مخمل : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ مخمور : چار بار [مرکّب]۔
مخموری : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ مدّ : دو بار [مرکّب]۔
۶۔ مدّاح : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
مدّاحی : ایک بار [مرکّب]۔

مداد[1]: (۱) دیکھیے: صوفِ مداد۔ (۲) دیکھیے: ہیولاے مداد۔

مدار[2] (۱) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک — خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار — ص۱۲۶

(۲) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر — مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا — ص۱۵۷

(۳) شرع و آئین پر مدار سہی — ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی؟ — ص۲۴۲

مدارا[3]: دیکھیے: آئینۂ دو جہاں مدارا۔

مدام[4]: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام — دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم — ص۲۶۵

دیکھیے: گردشِ مدام۔

مداواطلبی[5] شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے — ہر قطرۂ شربت، مجھے اشکِ شکری ہے — ص۴۵۳

مدّت[6] (۱) ہوئی مدّت کہ غالبؔ مر گیا، پر یاد آتا ہے — وہ ہر یک بات پر کہنا کہ: یوں ہوتا تو کیا ہوتا — ص۱۶۰

(۲) گزری نہ بہ ہر حال یہ مدّت خوش و ناخوش! — کرنا تھا، جواں مرگ! گزارا کوئی دن اَور — ص۱۷۱

(۳) مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے — ص۲۲۵

(۴) پھر گرمِ نالہ ہاے شرر بار ہے نفس — مدّت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے — ص۲۲۵

(۵) دیدہ خوں بار ہے مدّت سے، و لے آج ندیم! — دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے — ص۳۱۲

(۶) نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال — مدّت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے — ص۳۳۰

(۷) رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجّادہ رہنِ مے — مدّت ہوئی ہے دعوتِ آب و ہَوا کیے — ص۳۴۳

(۸) یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے — کیا خیمۂ شبیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ — ص۲۸۴

مدح[7]: (۱) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر — قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت — ص۱۲۷

(۲) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی — جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار — ص۱۳۳

۱۔ مداد : دوبار [مرکّب]۔

۲۔ مدار : تین بار۔

۳۔ مدارا : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ مدام : دوبار [مفرد: ایک بار]۔

۵۔ مداوا : ایک بار [مرکّب]۔

۶۔ مدّت : آٹھ بار۔

۷۔ مدح : پندرہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب پانچ بار]۔

(۳) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب — شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں — ص ۱۳۵

(۴) مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یہاں عَرَض سے رُتبۂ جوہر کھُلا — ص ۱۴۰

(۵) ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے — دفترِ مدحِ جہاں داور کھُلا — ص ۱۴۱

(۶) ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے — سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے — ص ۲۳۶

(۷) خامہ میرا، کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن — شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے — ص ۲۴۱

(۸) مدح کے بعد دُعا چاہیے، اور اہلِ سخن — اِس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم — ص ۲۶۵

(۹) آپ کی مدح اور میرا مُنہ! — گر کہوں بھی، تو کس کو آئے یقیں — ص ۲۸۱

(۱۰) دستورِ فنِّ شعر یہی ہے قدیم سے — یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام — ص ۲۸۳

مدحِ بادشاہ: غالبؔ یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ — بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند — ص ۱۲۸

مدحِ جہاں‌داور: دیکھیے: مدح نمبر ۵۔

مدح خوان: وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو — شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزت اُس سے وام — ص ۲۸۳

مدح گستر: مدح گستر نہیں، دعا گو ہے — غالبؔ عاجزِ نیاز گزیں — ص ۲۸۱

مدحِ ناز: عُہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا — گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں — ص ۱۷۸

مدحت[۱]: تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں — تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں — ص ۱۳۵

مدحت ترازی: پھر ہوا مدحت ترازی کا خیال — پھر مہ و خرشید کا دفتر کھُلا — ص ۱۳۰

مدحت سرائے ابراہیم: دیکھیے: نثرِ مدحت سرائے ابراہیم۔

مدحتِ شاہ: دیکھیے: زمزمۂ مدحتِ شاہ۔

مدحت گر: دادِ دیوانگیِ دل، کہ ترا مدحت گر — ذرّے سے باندھے ہے خرشیدِ فلک پر آئیں — ص ۹

مدد[۲]: (۱) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد" — ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ، سبحہ کو خوںبہا سمجھ — ص ۷۳

(۲) خامے سے پائی طبیعت نے مدد — بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھُلا — ص ۱۴۰

۱۔ مدحت : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔ ۲۔ مدد : دو بار۔

مدرسہ[1]: جب مے کدہ چھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید — مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو — ص۱۹۷

مدعا[2]: (۱) مراشمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے — میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا — ص۱۷

(۲) ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک — ص۵۰

(۳) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر — عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ — ص۷۳

(۴) مدعا درپردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ — وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی — ص۹۱

(۵) میں کون اور ریختہ؟ ہاں اِس سے مدعا — جُز انبساطِ خاطرِ حضرت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۶) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا — ص۱۳۲

(۷) کہتے ہو: نہ دیں گے ہم، دل اگر پڑا پایا — دل کہاں کہ گم کیجے، ہم نے مدعا پایا — ص۱۴۳

(۸) تجاہل پیشگی سے مدعا کیا؟ — کہاں تک اے سراپا ناز! کیا کیا؟ — ص۱۵۷

(۹) بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے — اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں — ص۱۷۸

(۱۰) مدعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے — آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۱۱) مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال — تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے — ص۲۰۶

(۱۲) میں بھی مُنہ میں زبان رکھتا ہوں — کاش! پوچھو کہ مدعا کیا ہے — ص۲۲۸

(۱۳) کہوں جو حال، تو کہتے ہو: مدعا کہیے — تمھیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے — ص۲۲۸

(۱۴) بندہ پرور! ثنا ترازی سے — مدعا عرضِ فنِّ شعر نہیں — ص۲۸۱

دیکھیے: ـــــ (۱۵) احرامِ مدعا۔ (۱۶) بے مدعا۔ (۱۷) جلوۂ مدعا۔ (۱۸) دلِ بے مدعا۔ (۱۹) عجز آبادِ وہمِ مدعا۔ (۲۰) غفلتِ مدعا۔ (۲۱) کفِ مدعا۔ (۲۲) کمیں گاہِ مدعا۔ (۲۳)، (۲۴)، (۲۵) نقشِ مدعا (تین بار)۔ (۲۶) یک دلِ بے مدعا۔

مدعا طلبی (۱) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے! — جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں — ص۱۸۹

(۲) دیکھیے: رزقِ مدعا طلبی۔

۱۔ مدرسہ : ایک بار۔

۲۔ مدعا : پینتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: اکیس بار]۔

مدعا غافل: غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ — پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے — ص۸۷

مدعا گم کردگاں: دیکھیے: دعاے مدعا گم کردگاں۔

مدعا گم کردہ: شمع ہوں، لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو — مدعا گم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں — ص۴۳

مدعاے دل: بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے — کہ بہرِ مدعاے دل زبانِ لال، زنداں ہے — ص۸۰

مدعاے رنجِ بیتابی: اگر آسودگی ہے مدعاے رنجِ بیتابی — نیازِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا — ص۱۵

مدعاے ضروری الاظہار: نہ کہوں آپ سے، تو کس سے کہوں — مدعاے ضروری الاظہار — ص۱۲۶

مدعاے غیر: دیکھیے: مثلِ نقشِ مدعاے غیر۔

مدعی علیہ[1]: دل مدعی و دیدہ بنا مدعی علیہ — نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے — ص۲۱۷

مدعی[2]: (۱) مدعی میری صفاے دل سے ہوتا ہے خجل — ہے تماشا، زشت رویوں کا عتاب آئینے پر — ص۴۰

(۲) خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے — اے مدعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے — ص۹۰

(۳) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدعی میرا — ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے — ص۱۰۲

(۴) دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے — اے مدعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے — ص۱۰۵

(۵) دل مدعی و دیدہ بنا مدعی علیہ — نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے — ص۲۱۷

(۶) قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر، غالبؔ — وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

(۷)،(۸) جو مدعی بنے، اُس کے نہ مدعی بنیے — جو ناسزا کہے، اُس کو نہ ناسزا کہیے — ص۲۲۸

مدفن[3]: بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے — جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں — ص۱۸۵

مدہوشاں[4]: ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مے نوشاں — وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟ — ص۳۳۸

مذکور[5]: (۱) دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے — دشمنی ہے، وصال کا مذکور — ص۳۲

(۲) نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز — تب سے ہے یاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز — ص۳۵

۱۔ مدعی علیہ : ایک بار۔
۲۔ مدعی : آٹھ بار۔
۳۔ مدفن : ایک بار۔
۴۔ مدہوشاں : ایک بار۔
۵۔ مذکور : تین بار۔

(۳) وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق! مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں ص۱۸۵

مذہب[1]: دیکھیے: وارستۂ ہر مذہب۔

مذہبِ حق: خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام وَ الاکرام ص۲۹۷

مراد[2]: (۱) کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام اِس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں ص۱۲۹

(۲) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں اک چھیڑ ہے، وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص۱۸۸

(۳) دیکھیے: بلدستانِ مراد۔

مرادِ دلِ خراب: یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں، لیکن کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے ص۳۲۰

مرتبہ[3]: (۱) نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ ص۲۷۷

(۲) دیکھیے: یک مرتبہ۔

مرتبۂ پشتِ پا: قربانِ اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست یک آسماں ہے مرتبۂ پُشتِ پا بلند ص۳۸

مرتبۂ حُسنِ قبول: دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سَو بار "آمیں" ص۱۳۵

مرتبۂ معنی ولفظ: دیکھیے: اوجِ دہ مرتبۂ معنی ولفظ۔

مرثیہ[4]: وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید "مرگیا غالبِ آشفتہ نوا" کہتے ہیں ص۱۸۷

مرجاں[5]: (۱) غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے ص۲۱۰

(۲) دیکھیے: تسبیحِ مرجاں۔

مرجعِ[6] انام: (۱) میری سُنو، کہ آج تم اِس سرزمین پر حق کے تفضلات سے، ہو مرجعِ انام ص۲۸۲

(۲) رام پور آج ہے وہ بقعۂ معمور، کہ ہے مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم ص۲۶۵

مرحبا[7]: (۱) مرحبا اے سُرورِ خاصِ خواص حبّذا اے نشاطِ عامِ عوام! ص۱۳۶

(۲) مرحبا موشگافیِ ناوک! آفریں آبداریِ صمصام! ص۱۳۸

۱۔ مذہب : دوبار[مرکّب]۔

۲۔ مراد : چاربار[مفرد:دوبار، مرکّب: دوبار]۔

۳۔ مرتبہ : پانچ بار[مفرد:ایک بار، مرکّب:چاربار]۔

۴۔ مرثیہ : ایک بار۔

۵۔ مرجاں : دوبار[مفرد:ایک بار، مرکّب:ایک بار]۔

۶۔ مرجع : دوبار[مرکّب]۔ ۷۔ مرحبا : آٹھ بار۔

(۳)	جو آؤں سامنے اُن کے، تو "مرحبا" نہ کہیں	جو جاؤں وھاں سے کہیں کو، تو "خیر باد" نہیں	ص ۱۹۲
(۴)	بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں	مرحبا مَیں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے	ص ۲۳۲
(۵)	رہے نہ جان، تو قاتل کو خوںبہا دیجے	کٹے زبان، تو خنجر کو مرحبا کہیے	ص ۲۴۸
(۶)	مرحبا طرزِ نغز گفتاری!	حبّذا! رسم و راہِ تتاری!	ص ۲۶۷
(۷)	مرحبا سالِ فرخی آئیں!	عیدِ شوال و ماہِ فروردیں	ص ۲۸۰
(۸)	ہمارا مُنہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد	مگر نبی و علی مرحبا کہیں اُس کو	ص ۲۸۵
مرحلۂ[۱] یاس:	ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب	جُز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا	ص ۲۰
مرد[۲]: (۱)	آب ہوجاتے ہیں تنگِ ہمّتِ باطل سے مرد	اشک پیدا کر اسدؔ، گر آہ بے تاثیر ہے	ص ۹۶
	دیکھیے:——(۲) آزادمرد۔ (۳) طلبگارِ مرد۔		
مردآزما:	دیکھیے: بادۂ مردآزما۔		
مردافگن:	دیکھیے: حریفِ مَیِ مردافگن۔		
مردِمیدان:	آم کا کون مردِ میداں ہے؟	ثمر و شاخ، گوے و چوگاں ہے	ص ۱۳۰
مردانہ:	دیکھیے: وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ۔		
مُردگاں[۳]: (۱)	لبِ خشک در تشنگی مُردگاں کا	زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا	ص ۱۴۸
(۲)	ہاتھ پر ہو ہاتھ، تو درسِ تاسّف ہی سہی	شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں!	ص ۶۶
مُردگی:	زخم ہاے کُہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مُردگی	اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے	ص ۱۰۰
مردم[۴] [۱]:	اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہاے زار پر مردم	بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی	ص ۴۵۵
مردم آزار:	کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں	عشاق کی پرسش سے اُسے عار نہیں	ص ۴۵۴
مردم گزیدہ:	پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ	ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں	ص ۲۹۹

۱۔ مرحلہ : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ مرد : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
مردانہ : ایک بار۔
۳۔ مُردگاں : دوبار۔
مُردگی : ایک بار۔
۴۔ مردم [۱] : تین بار [مرکّب]۔

مردمِ[۲] چشمِ پری:[۱] تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہاے دل، غافل! سویدا مردمِ چشمِ پری، نظارہ افسوں ہے ص۱۱۲

مردمِ چشمِ تماشا: میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ ص۴۸

مردمِ چشمِ زاغ: مفتِ صفاے طبع ہے جلوۂ نازِ سوختن داغِ دلِ سیہ دلاں مردمِ چشمِ زاغ ہے ص۱۱۵

مردمک:[۲] (۱) نہاں ہے مردمک میں شوقِ رُخسارِ فروزاں سے سپندِ شعلہ نادیدہ صفت انداز جَستن کا ص۲۷

(۲) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں مردمک سے ہے خال بر لبِ گور ص۴۱

(۳) تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! سوادِ داغِ مرہم، مردمک ہے چشمِ سوزن میں ص۵۸

(۴) وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں ص۶۶

(۵) ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے ص۷۸

(۶) ضبط سے جوں مردمک، اسپند اقامت گیر ہے مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے ص۹۵

(۷) جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ کعبۂ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے ص۹۹

(۹) مردمک سے، ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ خاکِ در کی ترے، جو چشم نہ ہو آئنہ دار ص۱۳۳

(۹) دیکھیے: سویداے مردمک۔

مردمکِ چشم: جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ص۶۳

مردمکِ دیدہ: مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں ہیں جمع سویداے دلِ چشم میں آہیں ص۱۸۳

مردمکِ دیدۂ عنقا: کیوں اِسے گوہرِ نایاب تصور کیجے کیوں اِسے مردمکِ دیدۂ عنقا کہیے ص۱۲۲

مُردن:[۳] (۱) پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی ص۲۰۷

(۲) دیکھیے: نفس دُزدیدن و مردن۔

مُردنِ صاحب دلاں: نہیں ہے مردنِ صاحب دلاں، جُز کسبِ جمعیت سویدا میں نَفَس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے ص۸۱

مردودِ گلستاں:[۴] مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکادے وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں ص۶۲

۱۔ مردم[۲] : تین بار [مرکب]۔

۲۔ مردمک : بارہ بار[مفرد: آٹھ بار، مرکب: چار بار]۔

۳۔ مُردن : دو بار[مرکب]۔

۴۔ مردود : ایک بار[مرکب]۔

مُردوں: ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے سبزہ، جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے ص ۹۳

مُردہ[1] : (۱) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار ص ۱۳۶

(۲) دیکھیے: چراغِ مردہ۔

مرشد[2]: (۱)، (۲) دیکھیے: پیر و مرشد [دو بار]۔

مرشدِ جام: جاں نثاروں میں تیرے قیصرِ روم جرعہ خواروں میں تیرے مرشدِ جام ص ۱۳۷

مرشدوں: دیکھیے: دو مرشدوں۔

مرض[3] : دیکھیے: حقیقتِ جاں کا ہی مرض۔

مرغ[4] : سیدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں ص ۱۸۶

مرغِ اسیر: (۱) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے ص ۲۳۶

(۲) دیکھیے: نالۂ مرغِ اسیر۔

مُرغِ بُستانی: دیکھیے: ذوقِ نوائے مرغِ بُستانی۔

مُرغِ چمن: ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف اُڑتے ہوئے اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانو ص ۱۹۶

مرغِ خیال: دور اوفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ مرغِ خیال، بلبلِ بے بال و پر ہے آج ص ۳۵

مرغِ رشتہ برپا: ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا حنائے پنجۂ صیاد، مرغِ رشتہ برپا ہے ص ۸۴

مرغِ سحر: دیکھیے: نالۂ مرغِ سحر۔

مرغِ گرفتار: دیکھیے: (۱) قفسِ مُرغِ گرفتار۔ (۲) نوائے مرغِ گرفتار۔

مرغِ گلشنِ تجرید: کچھ نہیں حاصل تعلق میں، بغیر از کشمکش اے خوشا! رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے ص ۱۰۴

مرغوب[5] بُتِ مشکل پسند: شمارِ سبحہ مرغوبِ بُتِ مشکل پسند آیا تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل پسند آیا ص ۱۳۲

۱۔ مُردہ : ایک بار [مرکب]۔
مُردوں : ایک بار۔
۲۔ مرشد : تین بار [مرکب]۔
مرشدوں : ایک بار۔
۳۔ مرض : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ مرغ : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔
۵۔ مرغوب : ایک بار [مرکب]۔

مرگ[1]: (۱) طلسمِ خاک، کمیں گاہِ یک جہاں سودا — بہ مرگ، تکیۂ آسایشِ فنا معلوم! — ص ۵۳

(۲) مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں — ص ۶۲

(۳) جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے — مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے — ص ۱۰۳

(۴) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا — اُڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا — ص ۱۵۴

(۵) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع — ص ۱۷۴

(۶) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جُز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک — ص ۱۷۵

(۷) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ! — رہنے دے مجھے یھاں، کہ ابھی کام بہت ہے — ص ۲۲۵

(۸) غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! — ہیں ہوس پیشہ بہت؛ وہ نہ ہوا، اَور سہی — ص ۳۱۱

دیکھیے ــــ: (۹)-(۱۲) بعدِ مرگ [چار بار]۔ (۱۳) بیاباں مرگ۔ (۱۴) پیش از مرگ۔ (۱۵) پیغامِ مرگ۔
(۱۶) جواں مرگ۔ (۱۷) خیالِ مرگ۔ (۱۸) دمِ مرگ۔

مرگِ غالب: دیکھیے: آرزوے مرگِ غالبؔ۔

مرگِ ناگہاں: غفلت کفیلِ عمر و اسدؔ ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے — ص ۲۱۸

مرگِ ناگہانی: (۱) دلِ نااُمید کیوں کر بہ تسلی آشنا ہو — جو اُمیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی — ص ۱۰

(۲) ہوچکیں غالبؔ بلائیں سب تمام — ایک مرگِ ناگہانی اَور ہے — ص ۲۳۷

مرگِ نگہ: ہے کسوتِ عروجِ تغافل، کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر — ص ۴۰

مروحۂ بالِ پری[2]: وھاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ — وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار — ص ۱۳۳

مرہم[3]: مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اِس خستہ تن کے پانْو — ص ۱۹۶

دیکھیے ــــ: (۲) پنبۂ مرہم۔ (۳) تشویشِ مرہم۔ (۴) سوادِ داغِ مرہم۔ (۵) نسخۂ مرہم۔

مرہمِ زنگار: چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے — مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے — ص ۷۸

مرہونِ حنا[4]: پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن — دست مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا — ص ۱۴۷

۱۔ مرگ : تیئیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

۲۔ مروحہ : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ مرہم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

۴۔ مرہون : ایک بار [مرکّب]۔

مریدؔ[1]: خانہ زاد اور مرید اور مدّاح تھا ہمیشہ سے یہ، عریضہ نگار ص۱۲۶

مریدی: دیکھیے: نقشِ مریدی۔

مریضِ عشق[2]: تُو، ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں اچھا اگر نہ ہو، تو مسیحا کا کیا علاج ص۱۶۵

مریضِ غم: دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے ص۹۸

مزاج[3]: (۱) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے ص۲۰۵

(۲) اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے ص۱۰۲

دیکھیے ـــــ: (۳) خفقانی مزاج۔ (۴) وحشی مزاج۔

مزار[4]: (۱) کُشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں کو بیستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرّد کا مزار ص۲

(۲) ہوئے مر کے ہم جو رُسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا ص۱۶۰

(۳) جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن، تکیہ ص۳۰۳

دیکھیے ـــــ: (۴) پُرفشانیِ پروانہ چراغِ مزار۔ (۵) تہِ سنگِ مزار۔ (۶) خطِ لوحِ مزار۔ (۷) سنگِ مزار۔ (۸) شمعِ سرِ مزار۔

مزدور[5]: دیکھیے ـــــ: (۱) بارِ منّتِ مزدور۔ (۲) ہجومِ خمِ دوشِ مزدور۔

مزدورِ سنگیں دست: دیکھیے کم تریں مزدورِ سنگیں دست۔

مزدورِ طرب گاہِ رقیب: کوہکن، گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب بیستوں، آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں ص۳۴

مزدوریِ عشرت گہِ خسرو: عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں ص۱۸۶

مزرعِ[6] اُلفت: نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی نظر دانہ، سرشکِ برز میں اُفتادہ آتا ہے ص۹۸

مزا[7]: (۱) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا ص۱۳۳

۱۔ مرید : ایک بار۔
مریدی : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ مریض : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ مزاج : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔
۴۔ مزار : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۵۔ مزدور : چار بار [مرکّب]۔
مزدوری : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ مزرع : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ مزا : نو بار۔
مزے : ایک بار [جمع]۔

(۲) شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا — آپ سے کوئی پوچھے: تم نے کیا مزا پایا؟ ص ۱۴۳

(۳) ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! — نہ ہو مرنا، تو جینے کا مزا کیا! ص ۱۵۷

(۴) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک — کیا مزا ہوتا، اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک ص ۱۷۵

(۵) غالبؔ! مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو — پیتا ہوں دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو ص ۱۹۶

(۶) دے مجھ کو شکایت کی اجازت، کہ ستمگر! — کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے ص ۲۳۴

(۷) تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں! — جب اک نفس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے ص ۲۳۴

(۸) بے طلب دیں، تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا، جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے ص ۲۳۹

(۹) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخِ سیم تن تکیہ ص ۳۰۱

[مزید دیکھیے: بے مزا، بے مزہ]

مزے: مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں — سوائے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں ص ۱۸۴

مژدہ[۱]: (۱) مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی، قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس ص ۱۷۳

(۲) سبدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ، کہ گلزار میں صیاد نہیں ص ۱۸۶

(۳) مژدہ اے رہ روانِ راہِ سخن! — پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن! ص ۲۶۷

مژدہ باد: (۱،۲) تیغ در کف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف — مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد! ص ۳۸

مژدہ رسانی: چشمِ پرواز و نفس خفتہ، مگر ضعفِ اُمید — شہ پرِ کاہ پَیِ مژدہ رسانی مانگے ص ۷۸

مژدۂ دیدار: (۱) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے ص ۱۱۳

(۲) دیکھیے: ہجومِ مژدۂ دیدار۔

مژدۂ قتل: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا! طالعِ شوق — مژدۂ قتل مقدر ہے، جو مذکور نہیں ص ۱۸۵

مژدۂ وصال: نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال — مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے ص ۲۳۰

مژگاں[۲]: (۱) رونے نے طاقت اِتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار — مژگاں کو دوں فشار پَیِ امتحانِ اشک ص ۵۰

۱۔ مژدہ : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔
مژدہ باد : ایک بار۔

۲۔ مژگاں : اکثر بار۔
[مفرد: پندرہ بار، مرکب: چھپن بار]۔

(۲) مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں   اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل   ص۵۳

(۳) دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ ہے محال   مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں   ص۵۶

(۴) سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں   رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں   ص۵۸

(۵) مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے   نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو   ص۶۸

(۶) بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا   غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے   ص۷۷

(۷) دلِ بیمارِ از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے   کہ مژگاں، ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی ہے   ص۷۹

(۸) نشانِ بے قرارِ شوق جُز مژگاں نہیں باقی   کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے   ص۷۹

(۹) نگہِ معمارِ حسرت ہا؛ چہ آبادی، چہ ویرانی   کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے   ص۸۴

(۱۰) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے   قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، سُو نگاہ آلودہ ہے   ص۱۰۳

(۱۱) جلوہ از بس کہ تقاضائے نگہ کرتا ہے   جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا   ص۱۵۰

(۱۲) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا!   قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا   ص۱۵۷

(۱۳) نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں   جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز   ص۱۷۲

(۱۴) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار   جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں   ص۱۹۲

(۱۵) صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھائیے   طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے   ص۲۰۱

دیکھیے ـــــ: (۱۶) الفتِ مژگاں۔(۱۷) باز ماندن ہائے مژگاں۔(۱۸) بہم آوردہ مژگاں۔(۱۹) بیدادِ کاوش ہائے مژگاں۔(۲۰) پاسِ شوخیِ مژگاں۔(۲۱)،(۲۲) پنجۂ مژگاں [دو بار]۔(۲۳) تبِ آسودۂ مژگاں۔(۲۴) جُنبشِ مژگاں۔(۲۵) جوہرِ مژگاں۔(۲۶) چشم درشدہ مژگاں۔(۲۷) حیرت پرستِ طرزِ نا گیراؔ مژگاں۔(۲۸) خامۂ مژگاں۔(۲۹) خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں۔(۳۰) دامنِ مژگاں۔(۳۱) دشنۂ مژگاں۔(۳۲) دعوتِ مژگاں۔(۳۳) دلِ برصفِ مژگاں زدہ۔(۳۴) دل و مژگاں۔(۳۵) رشتۂ شیرازۂ مژگاں۔(۳۶) رمزِ سرِ مژگاں۔(۳۷) شوخیِ مژگاں۔(۳۸) شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں۔(۳۹) صفِ مژگاں۔(۴۰) طولِ میلِ راہِ مژگاں۔(۴۱) نازشِ مژگاں۔(۴۲) نوکِ سرِ مژگاں۔(۴۳) ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں۔(۴۴) یادِ مژگاں۔

مژگانِ آہو: (۱) بروئے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے   مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا   ص۲۶

(۲) دیکھیے: سرپنجۂ مژگانِ آہو۔

مژگانِ انتظار:	عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار	یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو	ص۶۸
مژگانِ بازماندہ:(۱)	رکھتا ہے انتظارِ تماشائے حُسنِ دوست	مژگانِ باز ماندہ سے دستِ دُعا بلند	ص۳۸
(۲)	بے خود زِ بس کہ خاطرِ بیتاب ہوگئی	مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہوگئی	ص۹۶
مژگانِ تماشا:	اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی	چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے	ص۱۱۲
مژگانِ تماشائی:	نگہ، اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی	پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی	ص۹۲
مژگانِ چشمِ تر:	جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو	یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا	ص۱۳۵
مژگانِ چشمِ دام:(۱)	گزرا جو آشیاں کا تصوّر بہ وقتِ بند	مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام	ص۵۵
(۲)	بس کہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں	جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے	ص۱۰۱

مژگاں چکیدہ: دیکھیے: تسبیحِ اشک ہائے زِمژگاں چکیدہ۔

مژگانِ حور: دیکھیے: جلوۂ مژگانِ حور۔

مژگانِ خار:	حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل	مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے	ص۸۰
مژگانِ خوابیدہ:	دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ، اسدؔ!	اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث	ص۳۴

مژگانِ خوباں: دیکھیے: یک مژگانِ خوباں۔

مژگانِ خودآرا: دیکھیے: عزمِ صفِ مژگانِ خودآرا۔

مژگانِ خوں فشاں:	بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے	رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے	ص۲۳۶

مژگانِ دوست: دیکھیے: خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست۔

مژگانِ رگِ تاک:	نشۂ مَے کے اُتر جانے کے غم سے انگور	صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا	ص۴۳۵
مژگانِ سیاہاں:	درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست	ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا	ص۲۰
مژگانِ سوزن:	نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر	کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو	ص۱۹۸

مژگانِ عاشق: دیکھیے: صورتِ مژگانِ عاشق۔

مژگانِ عجز: حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص ۴۴

مژگانِ کشودہ: شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب کہ مژگانِ کشودہ، نیشتر ہے ص ۴۵۵

مژگانِ کوہکن: ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے ص ۹۰

مژگانِ یار : دیکھیے: ودیعتِ مژگانِ یار۔

مژگانِ یتیم : دیکھیے: صورتِ مژگانِ یتیم۔

مژگانی: مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست موے شیشہ، دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے ص ۲۱۱

مژہ[ا]: (۱) وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ص ۱۱

(۲) بار لائی ہے دانہ ہاے سرشک مژہ، ہے ریشۂ رزِ انگور ص ۲۱

(۳) ہوں خموشی چمنِ حسرتِ دیدار، اسدؔ مژہ ہے شانہ کشِ طرّۂ گفتار ہنوز ص ۴۳

(۴) خطِ لختِ دل یکقلم دیکھتے ہیں مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں ص ۵۶

(۵) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر بہ پاے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخارِ بستر ہے ص ۸۵

(۶) مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے ص ۱۰۷

(۷) بے تماشا نہیں جمعیّتِ چشمِ بسمل مژہ فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے ص ۱۰۹

(۸) فکرِ پرواز جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے ص ۱۰۹

(۹) جمعیّتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو دل تا مژہ آغوشِ وداعِ نظر آوے ص ۱۱۳

(۱۰) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے مژہ پیچک میں مہ کی سوزنِ آسا چیدنی جانے ص ۱۱۵

(۱۱) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں ص ۱۸۸

(۱۲) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو؟ ص ۱۹۸

دیکھیے ــــــ: (۱۳) دامنِ مژہ۔ (۱۴) رگ ہاے مژہ۔ (۱۵) سرشک آگیں مژہ۔ (۱۶) سرِ مژہ۔ (۱۷) کشاد و بستِ مژہ۔ (۱۸) یک مژہ خوابِ پا۔

ا مژہ : بتّیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: بیس بار]۔

مژہ برہم زدن: یک مژہ برہم زدن، حشرِ دو عالم فتنہ ہے — یہاں سراغِ عافیت جز دیدۂ بسمل نہ پوچھ — ص۷۲

مژہ برہم زدنی: کوشش، ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے — صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے — ص۱۱۰

مژہ پوشیدنی ہا: نقابِ یار ہے غفلت نگاہی اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنی ہا، پردۂ تصویرِ عریاں ہے — ص۸۱

مژہ ہاے دراز: تو اور سوے غیر نظر ہاے تیز تیز! — میں اور دُکھ تری مژہ ہاے دراز کا! — ص۱۵۵

مژۂ تیز: دیکھیے: کاوش فروشیِ مژۂ تیز۔

مژۂ خار: آئی یک عُمر سے معذورِ تماشا نرگس — چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز — ص۴۳

مژۂ خواب: مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسایشِ درد — بخیۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار — ص۶

مژۂ خوابناک: (۱) مستی بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے — ص۲۱۶

(۲) دل میں ہے سوداے زلف مستِ تغافل ہنوز — ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سُنبل ہنوز — ص۴۲

مژۂ خوں فشاں: کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول — برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں — ص۵۷

مژۂ دیدۂ نخچیر: قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح — مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار — ص۶

مژۂ گوہر بار: تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نو، مژۂ گوہر بار — ص۱۳۳

مژۂ یار: (۱) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا! — ص۱۴۷

(۲) بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے — رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے — ص۲۳۶

مساسِ[1] دستِ افسوس: ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیز تپش — بے تکلف آپ پیدا کر کے تف، جلتا ہوں میں — ص۹۳

مسافر[2]: دیکھیے: کفِ پاے مسافر۔

مِس[3] اندودہ: دیکھیے: سیمِ مِس اندودہ۔

مسائلِ[4] تصوّف: یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ! — تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا — ص۱۲۰

مست[5]: (۱) اے خوشا! فیضِ ہواے چمنِ نشوونما — بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار — ص۳

۱؎ مساس : ایک بار [مرکّب]۔
۲؎ مسافر : ایک بار [مرکّب]۔
۳؎ مِس : ایک بار [مرکّب]۔
۴؎ مسائل : ایک بار [مرکّب]۔
۵؎ مست : اٹھارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: بارہ بار]۔
مستاں : تین بار۔ مستوں: ایک بار۔

(۲) جو آئے، جام بھر کے پیے اور ہو کے مست — سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند — ص ۱۲۸

(۳) ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مے جلوہ! — کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار — ص ۱۶۷

(۴) نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل — مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں؟ — ص ۱۸۱

(۵) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال، مے کدۂ بے خروش ہے — ص ۲۳۰

(۶) خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ تر جبینی ہے — اسدؔ، ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا — ص ۴۴۴

دیکھیے ـــــ: (۷) چشمِ مست۔ (۸) فرقِ ستیزہ مست۔ (۹) محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست۔

مستِ بےخودی: ہو جہاں تیرا دماغِ ناز مستِ بے خودی — خوابِ نازِ گل رُخاں دودِ چراغِ گشتہ ہے — ص ۸۰

مستِ تامّل: ہر کفِ خاک، جگر تشنۂ صد رنگ ظہور — غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار — ص ۳

مستِ تغافل: دل میں ہے سودائے زلف مستِ تغافل ہنوز — ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سُنبل ہنوز — ص ۴۴

مستِ دیدنِ مہتاب: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب — پارۂ چاکِ کتاں پر کالۂ مہ ہو گیا — ص ۴۴۶

مستِ طرب: نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب — شیشۂ مے سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے — ص ۲۱۴

مستِ فتنہ خو: نشے میں گُم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہوا — ص ۲۰

مستِ مے ذات: یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات — عارف ہمیشہ مستِ مے ذات چاہیے — ص ۲۲۰

مستِ ناز: دیکھیے: چشمِ مستِ ناز۔

(۲) گروہ مستِ ناز دیوے گا صلائے عرضِ حال — خارِ گل، بہرِ دہانِ گل زباں ہو جائے گا — ص ۱۳۷

مستاں: دیکھیے ـــــ: (۱) خُمِ مستاں۔ (۲) نشۂ پیمائیِ مستاں۔ (۳) تنگِ فہمِ مستاں۔

مستوں: ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی — ص ۷۵

مستانہ[1]: (۱) مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال — تا باز گشت سے نہ رہے مدعا مجھے — ص ۲۰۶

دیکھیے ـــــ: (۲) پیمانہ کشِ گریہ مستانہ۔ (۳)، (۴) لغزشِ مستانہ [دو بار]۔

مستی[2]: (۱) خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے — نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے — ص ۱۱۵

۱۔ مستانہ : چار بار [مفرد: ایک بار]۔

۲۔ مستی : پندرہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: گیارہ بار]۔

(۲) مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے ص۲۱۶

(۳) غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے ص۲۲۷

(۴) نظّارے نے بھی کام کیا وھاں نقاب کا مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی ص۲۳۳

دیکھیے ____ : (۵) عذرِ مستی۔(۶) محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی۔

مستیِ ابر: مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دوعالم کا فشار ص۱۳۲

مستیِ ادا: نہیں نگار کو اُلفت، نہ ہو، نگار تو ہے روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے ص۲۴۸

مستیِ بادِ صبا: مستیِ بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کہسار ص۱۳۲

مستیِ تحریر: مے کشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے ص۹۵

مستیِ چشمِ سیہ: غم نے جب گھیرا، تو چاہا ہم نے یوں اے دل نواز! مستیِ چشمِ سیہ سے، چل کے، ہوویں چارہ ساز ص۲۹۰

مستیِ دل: دیکھیے: طلسمِ مستیِ دل۔

مستیِ سعیِ سپند: داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا مستیِ سعیِ سپند دودِ مجمر لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا ص۲۵

مستیِ صبحِ بہار: دیکھیے: برہنہ مستیِ صبحِ بہار۔

مستیِ ناز: دیکھیے: طلبِ مستیِ ناز۔

مُستزاد[۱]: طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہاے یار ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد ۳۸

مستطاب[۲]: دیکھیے: ثوابِ مستطاب۔

مستعدِ شانۂ گیسو شدن[۳]: اے اسدؔ ہے مستعدِ شانۂ گیسو شدن پنجۂ مژگاں بہ خود بالیدنی رکھتا ہے آج ص۳۵

مستعدِ قتلِ یک عالم: مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلّادِ فلک کہکشاں، موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے ص۱۰۱

مستغنی[۴]: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی الٰہی! یک قیامت خاور آٹوٹے بدخشاں پر ص۳۹

مسٹر[۵]: سُو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے مسٹر کوانؔ صاحبِ عالی مقام کی ص۲۶۳

۱۔ مستزاد : ایک بار۔

۲۔ مستطاب : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ مستعد : دوبار [مرکّب]۔

۴۔ مستغنی : ایک بار۔ ۵۔ مسٹر : ایک بار۔

مسجد[1]: (۱) شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم! آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں ص۵۸

(۲) جب مے کدہ چھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو ص۱۹۷

(۳) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے ص۲۱۹

(۴) مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے یہ بندۂ کمینہ، ہمسایۂ خدا ہے ص۳۱۲

مسجد وبُت خانہ: تاچند نازِ مسجد و بُت خانہ کھینچیے جوں شمع دل بہ خلوتِ جاناں نہ کھینچیے ص۱۰۵

مسجود[2]: ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود قبلے کو، اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں ص۱۸۷

مسرّتِ پیغامِ یار[3]: گزرا اسدؔ مسرّتِ پیغامِ یار سے قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے ص۲۰۲

مسطر[4]: (۱) کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں ص۸

(۲) جنونِ آئنہ، مشتاقِ یک تماشا ہے ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ ص۲۵

دیکھیے ــــــ: (۳) کجی یک خطِ مسطر۔ (۴) نقشِ مسطر۔

مسطر کشِ سطرِ زنہار: شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا بالِ جبریلؔ سے مسطر کشِ سطرِ زنہار ص۵

مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار: آیتِ رحمتِ حق، بسملۂ مصحفِ ناز مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار ص۶

مسکن[5]: دیکھیے: پیچ وتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن۔

مسکیں[6] دیکھیے ــــــ: (۱) بلبلِ مسکیں۔ (۲) فقیرِ مسکیں۔ (۳) فقیرِ غالبؔ مسکیں۔

مسلک[7]: آزادہ رَو ہوں اور مرا مسلک ہے صلحِ کُل ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے ص۱۲۵

مسلکِ شرع: مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس خضرؔ بھی یہاں اگر آجائے تو لے اُن کے قدم ص۲۶۵

مسلماں[8]: (۱) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ! غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا ص۱۳۷

(۲) اِن چار میں ایک سے ہو جس کو انکار غالبؔ! وہ مسلمان نہیں ہے زنہار ص۳۱۳

۱ـ مسجد : پانچ بار [مفرد: چار بار]۔
۲ـ مسجود : ایک بار۔
۳ـ مسرّت : ایک بار [مرکّب]۔
۴ـ مسطر : چھے بار [مفرد: دو بار]۔
۵ـ مسکن : ایک بار [مرکّب]۔
۶ـ مسکیں : تین بار [مرکّب]۔
۷ـ مسلک : دو بار [مفرد: ایک بار]۔
۸ـ مسلماں : تین بار۔ مسلمانوں: ایک بار۔

(۳) دیکھیے: ہر مسلماں۔

مسلمانوں: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل بجُے ہے جوگ مایا اور دیپی ص ۲۶۲

مسند[1]: جن کی مسند کا آسماں، گوشہ جن کی خاتم کا آفتاب، نگیں ص ۲۸۰

مسند آرا: جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفی اُس جگہ تختِ سلیماں، نقشِ پائے مور ہے ص ۹۳

مسندِ تمکیں: دیکھیے: رونق افزائے مسندِ تمکیں۔

مسندِ عیش: جب کہ سیّد غلام بابا نے مسندِ عیش پر جگہ پائی ص ۲۶۲

مسندِ عیش وطرب: دیکھیے: فرازِ مسندِ عیش وطرب۔

مسند نشینِ بارگاہِ ناز: وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو قامتِ خوباں ہو محرابِ نیازستانِ عجز ص ۴۴

مسند وتخت: دیکھیے: چہرہ آرائے تاج ومسند وتخت۔

مَسَّنِی الضّرّ[2]: آپ نے مَسَّنِی الضّرّ کہا ہے تو سہی یہ بھی یا حضرتِ ایّوب گِلا ہے تو سہی ص ۳۱۰

مُسہل[3]: (۱)۔(۴) سہل تھا مسہل، ولے یہ سخت مشکل آپڑی مجھ پہ کیا گزرے گی اِتنے روز حاضر بن ہوئے

تین دن مسہل سے پہلے، تین دن مسہل کے بعد تین مسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے؟ ص ۱۲۹

مسئلے[4]: عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے کہ جس میں حکمت وطب ہی کے مسئلے ہیں تمام ص ۲۶۳

مِسّی[5]: دیکھیے: موجِ تبسّمِ لبِ آلودۂ مسی۔

مسی آلودہ: (۱) مسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے کہ داغ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا ص ۴۴

(۲) مسی آلودہ سر انگشتِ حسیناں لکھیے داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا کہیے ص ۱۴۲

مِسی مالیدہ: بہ جیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود مسی مالیدہ دندانِ گہر ہے ص ۴۵۵

مسیح[6]: (۱) قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار ص ۶

(۲) مسیح جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی ستم ہے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

۱۔ مسند : سات بار [مفرد: ایک بار]۔
۲۔ مَسَّنِی الضّرّ : ایک بار۔
۳۔ مُسہل : چار بار۔
۴۔ مسئلے : ایک بار۔
۵۔ مِسی : ایک بار۔
۶۔ مسیح : تین بار [مفرد: ایک بار]۔

مسیحِ کُشتۂ الفت: مسیحِ کشتۂ الفت ہبر علی خاں ہے — کہ جو اسدؔ تپشِ نبضِ آرزو جانے ص۹۹

مسیحا[1]: (۱) ارے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما! — بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار ص۳

(۲) رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے — درد ہوتا ہے مرے دل میں، جو توڑوں بالیں ص۸

(۳) وضع میں اِس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق — رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے ص۱۲۲ [بچی ہوئی کلیے]

(۴) تُو ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں — اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج ص۱۶۵

(۵) دیکھیے: اعجازِ مسیحا۔

مشابہ[2]: خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے — سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے ص۱۲۲ [بچی ہوئی کلیے]

مشاطگی: نہیں ہے ضبط، بُجز مشاطگی ہائے غم آرائی — کہ مِیلِ سرمہ، چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں ص۴۴۹

مشاطہ[3]: (۱) کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں جل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے ص۴۵۴

دیکھیے: (۲)، (۳) کفِ مشاطہ۔ (۴) نگاہِ حیرتِ مشاطہ۔

مشاطۂ اُلفت: کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں — زخم، مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے ص۱۰۴

مشاطۂ نیاز: گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز — یعنی دعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ ص۵۰

مشاطۂ واماندگی: ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہُدہُد کے شانے میں ص۵۸

مشام[4]: فوج کی گردِ راہ مشک فشاں — رہ رووں کے مشام عطر آگیں ص۲۸۱

مشاہدہ[5]: اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے — حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں؟ ص۱۸۹

مشاہدۂ حق: ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو — بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر ص۱۹۹

مُشتِ[6] آب: جوشِ تکلیفِ تماشا، محشرستانِ نگاہ — فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ، مُشتِ آب تھا ص۱۵

مُشتِ پروخارِ آشیاں: کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی — زِ دستِ مُشتِ پروخارِ آشیاں فریاد! ص۳۷

مُشتِ خار و خس: نیازِ عشق خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر — جو ہو جاوے نثارِ برق مُشتِ خار و خس، بہتر ص۲۹۴

---

[1] مسیحا : پانچ بار [مفرد: دو بار]۔
[2] مشابہ : ایک بار۔
[3] مشاطہ : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب چھے بار]۔
مشاطگی : ایک بار۔
[4] مشام : ایک بار۔
[5] مشاہدہ : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[6] مُشت : تیرہ بار [مرکّب]۔

مُشتِ خاک: (۱) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے، غیر از بیضۂ قمری عدم میں، بہرِ فرقِ سرو مُشتِ خاک باقی ہے ص۱۰۷

(۲) ہیں میری مُشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف! ص۴۹

دیکھیے ــــــ: (۳) ایک مشتِ خاک۔ (۴) یک مشتِ خاک۔

مُشتِ خاکستر: خوشا عجزے! کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلۂ خاشُش کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا ص۳۴۵

مُشتِ خس: تھی وطن میں شان کیا غالبؔ، کہ ہو غربت میں قدر بے تکلف، ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں ص۱۸۵

مُشتِ خوں: دیکھیے: یک مُشتِ خوں۔

مُشتِ زر: دیکھیے: گراں بارِ مُشتِ زر۔

مُشتِ غبار: جلوہ تمثال ہے ہر ذرّۂ نیرنگ سواد بزمِ آئینۂ تصویر نما مُشتِ غبار ص۴

مُشتِ غبارِ صحرا: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے پیمانۂ ہَوا ہے مُشتِ غبارِ صحرا ص۲۶

مشتاق[۱]: (۱) سیرِ آں سوے، تماشا ہے طلبگاروں کا خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا ص۲۸

(۲) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں سخن کا بندہ ہوں، لیکن نہیں مشتاق تحسیں کا ص۲۹

(۳) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر ص۱۶۸

(۴) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے؟ ص۲۳۸

مشتاقِ جفا: میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اَور سہی تم ہو بیداد سے خوش، اِس سے سوا اَور سہی ص۳۱۱

مشتاقِ لذت ہائے حسرت: طبع ہے مشتاقِ لذت ہائے حسرت، کیا کروں! آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے ص۲۱۴

مشتاقِ یک تماشا: جنونِ آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ ص۳۵

مشتاقاں: دیکھیے: پروائے مشتاقاں۔

مشتاقی: دیکھیے: عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی۔

مشتمل[۲]: ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر یہاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں ص۱۸۹

۱؎ مشتاق : سات بار۔ مشتاقی : ایک بار۔
مشتاقاں : ایک بار۔
۲؎ مشتمل : ایک بار۔

مشخص[1] : بارے، نوکر بھی ہوگیا، صد شکر! نسبتیں ہوگئیں مشخص چار ص۱۳۶

مشرب[2] : دیکھیے:(۱)جفامشرب۔(۲)چمن مشرب۔(۳)عشقِ خونابہ مشرب۔(۴)،(۵)وسعتِ مشرب[دوبار]۔

مشرق[3] : دیکھیے: جانبِ مشرق۔

مشعل[4] : نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق وگاہ مشعل ہے ہوا ہر خلوت وجلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی ص۹۲

مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص۴۴۹

مشعل بہ کف: ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا طور مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہِ بہار ص۴

مشغولِ حق[5]: غالب! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوے دوست مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں ص۱۸۹

مشق[6] : ہے مشق اسدؔ! دستگہِ وصل کی منظور ہوں خاک نشیں از پیِ ادراکِ قدم بوس ص۴۶

مشقِ از خود رفتگی: مشقِ از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزارِ خیال آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم ص۵۵

مشقِ بے تکلف خاک گردیدن: اسدؔ! باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہوجاوے ص۱۰۵

مشقِ پرافشانی: تپش تو کیا، نہ ہوئی مشقِ پرفشانی بھی رہا میں ضعف سے شرمندۂ نوآموزی ص۱۰۰

مشقِ تسکین: اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ! اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟ ص۸

مشقِ تغافل: حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز ہے کفِ مشاطہ میں آئینۂ گل ہنوز ص۴۳

مشقِ تماشا: زِ بس کہ مشقِ تماشا جنوں علامت ہے کشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے ص۲۱۴

مشقِ تمکینِ بہار: دیکھیے: صرفِ مشقِ تمکینِ بہار۔

مشقِ تیرہ روزی: ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی ص۷۶

مشقِ جُراتِ ناز: ہوئے مشقِ جراتِ ناز رہ و رسمِ طرحِ آداب خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی ص۱۰

مشقِ فکرِ وصل: ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے ص۸۰

۱۔ مشخص : ایک بار۔
۲۔ مشرب : پانچ بار[مرتّب]۔
۳۔ مشرق : ایک بار[مرتّب]۔
۴۔ مشعل : تین بار[مفرد:ایک بار]۔
۵۔ مشغول : ایک بار[مرتّب]۔
۶۔ مشق : سولہ بار۔ مشقّی : ایک بار[مرتّب]۔

مشقِ ناز: (۱) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا کہ "مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر" ص ۱۲۸

(۲) تو مشقِ ناز کر، دلِ پروانہ ہے بہار بیتابیِ تجلیِ آتش بجاں نہ پوچھ ص ۷۰

مشقِ نالہ: دیکھیے: صرفِ مشقِ نالہ۔

مشقِ وحشت ہا: دیکھیے: باوجودِ مشقِ وحشت ہا۔

مشقِ وفا: ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک اے شمع! تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے ص ۱۰۶

[مزید دیکھیے: تختۂ مشق، تختۂ مشقِ رنگ، تختۂ مشقِ شگفتن]

مشقِ نقشِ قدم: مشقِ نقشِ قدم نسخۂ آبِ حیواں جادۂ دشتِ نجف: عمرِ خضر کا طومار ص ۴

مشقتِ[1] گدائی: اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند رہیے نہ مشقتِ گدائی سے معاف ص ۱۱۷

مشک[2]: (۱) کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحراے طلب مشک ہے سنبلستانِ زلف میں گردِ سواد ص ۳۸

(۲) دیکھیے: ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن۔

مشک آلودۂ وحشت: دیکھیے: داغِ مشک آلودۂ وحشت۔

مشک اندودہ: (۱) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ جوں پرِ طاؤس، یکسر داغِ مشک اندودہ ہے ص ۱۰۳

(۲) دیکھیے: حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ۔

مشک بو: دیکھیے: (۱) بادۂ گلفامِ مشک بو۔ (۲) مَی مشک بو۔

مشک فشاں: فوج کی گردِ راہ: مشک فشاں رہ رووں کے مشام: عطر آگیں ص ۲۸۱

مشکِ نافہ: بہ فکرِ حیرتِ رم، آئنہ پردازِ زانو ہے کہ مشکِ نافہ، تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے ص ۹۸

مشکوے[3]: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص ۱۳۶

مشکیں: مشکیں لباسِ کعبہ علیؑ کے قدم سے جان نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے ص ۲۰۵

دیکھیے: (۲) ادہمِ مشکینِ یار۔ (۳) بوے زلفِ مشکیں۔ (۴) جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں۔ (۵) خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلا۔ (۶) زلفِ مشکیں۔ (۷) غبارِ رزمیں خیزِ زلفِ مشکیں۔ (۸) یادِ زلفِ مشکیں۔

۱۔ مشقت : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ مشک : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔

مشکیں : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

۳۔ مشکوے : ایک بار۔

مشکل[ا]: (۱) اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ — جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا — ص ۱۴

(۲) بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے — مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں — ص ۶۲

(۳) اسدؔ کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سُن لیتا — کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے — ص ۱۰۲

(۴) دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل — پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی — ص ۱۰۹

(۵) تھی نوآموزِ فنا ہمّتِ دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا — ص ۱۳۲

(۶) لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے — ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی — ص ۲۰۳

(۷) ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے — ص ۲۰۸

(۸) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی — مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی — ص ۲۱۵

(۹) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب — رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے — ص ۲۳۲

(۱۰) مشکل ہے زِ بس کلام میرا اے دل — سن سن کے اُسے سخنورانِ کامل — ص ۲۵۲

(۱۱) جس نے قادرنامہ سارا پڑھ لیا — اُس کو آمدنامہ کچھ مشکل نہیں — [قادرنامہ]

(۱۲) ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو — چاہیں اگر حضور، تو مشکل نہیں ہے کام — ص ۲۸۳

(۱۳) سہل تھا مُسہل، ولے یہ سخت مشکل آپڑی — مجھ پہ کیا گزرے گی، اِتنے رُوز حاضر بن ہوئے — ص ۱۲۹

(۱۴) سخت مشکل ہوگا سلجھانا تجھے — قہر ہے دل اِن سے اُلجھانا تجھے — ص ۳۶۶

دیکھیے: (۱۵) جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل۔ (۱۶) حریفِ مطلبِ مشکل۔ (۱۷) حلِ مشکل۔ (۱۸)، (۱۹)، (۲۰) عقدۂ مشکل [تین بار]۔ (۲۱) لذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

مشکل آساں کنِ یک خلق: اسدِ خستہ گرفتارِ دو عالم اَوہام — مشکل آساں کنِ یک خلق، تغافل تا چند! — ص ۳۹

مشکل پسند: دیکھیے: مرغوبِ بُتِ مشکل پسند۔

مشکلِ عاشق: دیکھیے: حلِ مشکلِ عاشق۔

مشکلِ عشق: بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند — مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا — ص ۲۱

ا۔ مشکل : پچیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: گیارہ بار]۔
مشکلیں : ایک بار۔
مشکل ہا : ایک بار [مرکّب]۔

مشکل ہا: دیکھیے: حلِ مشکل ہا۔

مشکلیں: رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج — مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں — ص۱۹۲

مشہدِ[1] عاشق: مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا — کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا! — ص۱۵۳

مشہود[2]: دیکھیے: اصلِ شہود وشاہد ومشہود۔

مشہور[3]: (۱) نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور — یہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سرور — ص۲۷۶

(۲) ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی، غالب — میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں — ص۱۸۶

مَشی[4]: ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مُشکینِ یار — وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب — ص۳۱

مصاحب[5]: ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اتراتا — وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے — ص۲۴۲

مصحفِ[6] ناز: دیکھیے: بسملۂ مصحفِ ناز۔

مصر[7]: دیکھیے ـــــ: (۱) زنانِ مصر۔ (۲) نسیمِ مصر۔

مصرعِ[8] برجستہ: کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں — کہ سرو ہو نہ سکے اُس کا مصرعِ ثانی — ص۹۶

مصرعِ ثانی: دیکھیے: مصرعِ برجستہ۔

مصرعِ سروِچمن: عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر — مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب — ص۳۲

مصراعِ[9] صافِ تیغ: طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار — ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد — ص۳۸

مصراعِ نالۂ نَے: موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد — مصراعِ نالۂ نَے، سکتہ ہزار جا ہے — ص۹۴

مصرف[10]: انجامِ شمارِ غم نہ پوچھو — یہ مصرف تا بہ کے نہیں ہے — ص۳۲۰

مصروفِ[11] سیہ کاری: بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زہّاد کا صوفِ مداد — ص۳۸

۱۔ مشہد : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ مشہود : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ مشہور : دوبار۔
۴۔ مشی : ایک بار۔
۵۔ مصاحب : ایک بار۔
۶۔ مصحف : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ مصر : دوبار [مرکّب]۔
۸۔ مصرع : تین بار [مرکّب]۔
۹۔ مصراع : دوبار [مرکّب]۔
۱۰۔ مصرف : ایک بار [مرکّب]۔
۱۱۔ مصروف : ایک بار [مرکّب]۔

مصطفٰی[1] : دیکھیے: جانشینِ مصطفٰی۔

مصلحت[2] : (۱) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر ص۱۶۸

دیکھیے ـــــ :(۲) بقدرِ مصلحت۔ (۳) عدوے مصلحت۔

مصوّر[3] : نقش کو اُس کے مصوّر پر بھی کیا کیا ناز ہیں! کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کھِنچتا جائے ہے ص۲۲۲

مصوّری: سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوّری تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے ص۲۱۹

مصیبت[4] : (۱) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھالی تا اسدؔ میری دِلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے! ص۷۵ [ثانی]

(۲) ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی ص۲۲۱

مصیبتِ ناسازیِ دوا: کہیں حقیقتِ جاں کاہیِ مرض لکھیے کہیں مصیبتِ ناسازیِ دوا کہیے ص۲۳۸

مضامین[5] : (۱) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے ص۲۳۰

(۲) غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں ص۱۸۱

مضامینِ خمار: دیکھیے: تقریبِ مضامینِ خمار۔

مضامینِ متیں: دیکھیے: فکرِ مضامینِ متیں۔

مضایقہ[6] : بوسے میں وہ مضایقہ نہ کرے پر مجھے طاقتِ سوال کہاں ص۶۶

مضراب[7] : وھاں ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت تھا اسدؔ! ناخنِ غم یھاں سرِ تارِ نفس مضراب تھا ص۱۵

نوائے خفتۂ اُلفت اگر بیتاب ہوجاوے پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے ص۱۰۵

مضرابِ پرپرواز: دیکھیے: آہنگِ مضرابِ پرِ پرواز۔

مضرابِ تارہاے گلوے بُریدہ: دیتا ہوں کُشتگاں کو سخن سے سرِ تپش مضرابِ تارہاے گلوے بُریدہ ہوں ص۶۱

مضرابِ جولاں: دیکھیے: شوخیِ مضرابِ جولاں۔

۱۔ مصطفٰی : ایک بار [مرتّب]۔
۲۔ مصلحت : تین بار [مرتّب: دو بار]۔
۳۔ مصوّر : ایک بار۔
مصوّری : ایک بار۔
۴۔ مصیبت : تین بار [مرتّب: ایک بار]۔
۵۔ مضامین : چار بار [مرتّب: تین بار]۔
۶۔ مضایقہ : ایک بار۔
۷۔ مضراب : پانچ بار [مرتّب: تین بار]۔
مضرابی : ایک بار۔

مضرابی: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے ص۱۰۰

مضروب[1]: اُس کے مضروب کے سرو تن سے کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام ص۱۳۸

مضطر[2]: (۱) تڑپ کر مرگیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر ص۴۰

(۲) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے ص۸۵

دیکھیے ____: (۳) حیران و مضطر۔ (۴) دلِ مضطر۔

مضطرب[3]: میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں ص۱۸۹

مضمحل[4]: مضمحل ہوگئے قویٰ غالبؔ وہ عناصر میں اعتدال کہاں! ص۱۸۳

مضمر[5]: (۱) ہجومِ سادہ لوحی، پنبۂ گوشِ حریفاں ہے وگرنہ خواب کی، مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں ص۶۴

(۲) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا ص۱۵۶

مضمون[6]: (۱) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا ص۱۳۵

(۲) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں ہم بھی مضموں کی ہَوا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۳) کھُلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی ص۲۰۳

دیکھیے ____: (۴) پیش پا اُفتادہ مضموں۔ (۵) رہنِ مضموں۔ (۶) معنیِ مضموں۔ (۷) مے کشِ مضموں۔

مضمونِ تحیر: دیکھیے: کثرتِ انشائے مضمونِ تحیر۔

مضمونِ خاکستر: اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد باد، آتش ص۴۷

مضمونِ دادخواہی: ہر نالۂ اسدؔ! ہے مضمونِ داد خواہی یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے ص۹۵

مضمونِ ستم: دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ ص۷۱

مضمونِ شفق: دیکھیے: گلِ مضمونِ شفق۔

مضمونِ عالی: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے ص۷۸

۱۔ مضروب : ایک بار۔

۲۔ مضطر : چار بار [مرکب: دوبار]۔

۳۔ مضطرب : ایک بار۔

۴۔ مضمحل : ایک بار۔

۵۔ مضمر : دوبار۔

۶۔ مضمون : پندرہ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تیرہ بار]۔

مضمونِ وصل: مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں ص۵۶

مضمونِ وفا: مثلِ مضمونِ وفا، باد بہ دستِ تسلیم صورتِ نقشِ قدم، خاک بہ فرقِ تمکیں ص۱۳۲

مطالب[1]: دیکھیے: شوخیِ عرضِ مطالب۔

مطب[2]: تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام ص۹۶

مطبعِ[3] بادشاہِ دہلی: ہاں یہی شاہراہِ دہلی ہے مطبعِ بادشاہِ دہلی ہے ص۲۶۷

مُطرّا[4]: دیکھیے: سبزہ زارہائے مُطرّا۔

مطرب[5]: (۱) ساقی بہ جلوہ، دشمنِ ایمان و آگہی مطرب بہ نغمہ، رہزنِ تمکین و ہوش ہے ص۲۳۰

(۲) دیکھیے: برگ ریزِ ناخنِ مطرب۔

مطربِ ترانۂ ہل من مزید: جاں، مطربِ ترانۂ 'ہل من مزید' ہے لب، پردہ سنجِ زمزمۂ 'الاماں' نہیں ص۱۸۸

مطربِ دل: مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا ص۱۴

مطربانِ زہرہ نوا: دیکھیے: نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا۔

مطلب[6]: (۱) نظرے سوے گہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں جو گدازِ دل ہو مطلب، تو چمن ہے سنگ جانی ص۹

(۲) بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند؟ مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا ص۲۱

(۳) بہ تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار دیدہ گو خوں ہو، تماشائے چمن مطلب تھا ص۲۴

(۴) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۶۶

(۵) رفوئے زخم سے مطلب ہے لذّتِ زخمِ سوزن کی سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے ص۲۰۸

(۶) طبع ہے مشتاقِ لذّت ہائے حسرت، کیا کروں! آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے ص۲۱۴

(۷)،(۸) ہوں میں بھی تماشائیِ نیرنگِ تمنا مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہی برآوے ص۲۲۹

۱۔ مطالب : ایک بار[مرکّب]۔
۲۔ مطب : ایک بار۔
۳۔ مطبع : ایک بار[مرکّب]۔
۴۔ مُطرّا : ایک بار[مرکّب]۔
۵۔ مطرب : چار بار[مرکّب: تین بار]۔
مطربان : ایک بار[مرکّب]۔
۶۔ مطلب : سترہ بار[مفرد: بارہ بار، مرکّب: پانچ بار]۔
مطلب ہا : ایک بار[مرکّب]۔

(۹) خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو　ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے　ص۲۵۰

(۱۰) جو نخلِ ماتم، ابر سے مطلب نہیں مجھے　رنگِ سیاہِ نیل، غبارِ سحاب ہے　ص۴۵۲

(۱۱) انساں نیاز مندِ ازل ہے، کہ جوں کماں　مطلب ہے ربط سے رگ و پَے کی خمیدگی　ص۴۵۴

(۱۲) اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر، کہ ہے　جستجوے فرصتِ ربطِ سرِ زانو مجھے　ص۷۸

دیکھیے ____: (۱۳) بے دماغِ شوخیِ مطلب۔ (۱۴) داغِ شوخیِ مطلب۔ (۱۵) گزارِ عرضِ مطلب۔ (۱۶) ہوسِ گستاخِ مطلب۔

مطلبِ مشکل: دیکھیے: حریفِ مطلبِ مشکل۔

مطلب ہا: دیکھیے: پابندِ مطلب ہا۔

مطلع[۱]: عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنرمندی اسدؔ　نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا　ص۲۹

مطلع[۲]: یہ مطلع اسدؔ جوہرِ افسونِ سخن ہو　گر عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ چاہیں　ص۵۹

مطلعِ تازہ: مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل　جامِ سرشارِ مے و غنچۂ لبریزِ بہار　ص۵

مطلعِ ثانی: وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار　جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے گلچیں　ص۹

مطلق[۳]: دیکھیے: شاہدِ ہستیِ مطلق۔

مطلوب[۴]: اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا!　آگ مطلوب ہے ہم کو، جو ہَوا کہتے ہیں　ص۱۸۸

مطیر[۵]: دیکھیے: ابرِ مطیر۔

مظلوم[۶]: دیکھیے: ماتمیانِ شہِ مظلوم۔

مظنون[۷]: اُس اکھاڑے میں، جو کہ ہے مظنون　یہاں وہ دیکھا بہ چشمِ صورت میں　ص۲۸۰

مظہرِ[۸] ذوالجلال والاکرام: قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ　مظہرِ ذو الجلال والاکرام　ص۱۳۷

۱۔ مطلع : ایک بار۔
۲۔ مطلع : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
۳۔ مطلق : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ مطلوب : ایک بار۔
۵۔ مطیر : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ مظلوم : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ مظنون : ایک بار۔
۸۔ مظہر : دو بار [مرکّب]۔

مظہرِ فیضِ خدا: مظہرِ فیضِ خدا جان و دلِ ختمِ رُسُل قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں ص ۱۳۴

معاشِ[1] جگر تفتگانِ عشق: پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق جوں شمع آپ اپنی وہ خوراک ہوگئے ص ۱۲۴ [ثانی]

معاشِ جنونِ عشق: دیکھیے: براتِ معاشِ جنونِ عشق۔

معاصی[2]: دیکھیے ــــ: (۱) جنسِ بازارِ معاصی۔ (۲) دریاے معاصی۔ (۳)، (۴) ذوقِ معاصی [دوبار]۔ (۵) ممنونِ معاصی۔

معاف[3]: (۱) اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند رہیے نہ مشقتِ گدائی سے معاف ص ۱۱۷

(۲) رکھیو غالبؔ مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے ص ۲۴۱

(۳) پیر و مرشد! معاف کیجیے گا میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال ص ۲۹۷

معافِ بیہدہ گوئی: معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں ص ۶۰

معافِ پیچ و تابِ کشمکش: بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلّف بارِ بستر ہے معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے ص ۸۵

معاملہ[4]: (۱) میرا اپنا جُدا معاملہ ہے اَور کے لین دین سے کیا کام ص ۱۳۶

(۲) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ جب آنکھ کھُل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا ص ۱۴۳

(۳) ڈالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ اپنے سے کھینچتا ہوں، خجالت ہی کیوں نہ ہو ص ۱۹۴

(۴) کھُلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے ص ۲۰۶

دیکھیے: (۵) جنوں معاملہ۔ (۶) طفلِ خود معاملہ۔

معاملۂ سوختن: فانوسِ شمع ہے کفنِ کُشتگانِ شوق در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز ص ۴۲

معانی[5]: دیکھیے ــــ: (۱) آئینۂ پردازِ معانی۔ (۲) دفترِ معانی۔ (۳) لطفِ جلوہ ہاے معانی۔

معتقدِ فتنۂ محشر[6]: جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا ص ۱۵۲

معتمدالدّولہ[7]: لائی ہے معتمدالدّولہ بہادر کی اُمید جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو ص ۱۱۶

۱ــ معاش : دوبار [مرکّب]۔
۲ــ معاصی : پانچ بار [مرکّب]۔
۳ــ معاف : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔
۴ــ معاملہ : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔
۵ــ معانی : تین بار [مرکّب]۔
۶ــ معتقد : ایک بار [مرکّب]۔
۷ــ معتمدالدّولہ: ایک بار۔

معدن[1] : سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے؟ جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو؟ ص۱۹۹

معدنِ جواہرکام: نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام ص۲۶۳

معذور[2] : (۱) شکوہ دردو دردِ داغ، اے بے وفا! معذور رکھ خونبہائے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال ص۵۲

(۲) کیا کروں، غم ہائے پنہاں لے گئے صبروقرار دُزد اگر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے ص۹۳

(۳) رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ یہاں زورقِ خود داری، طوفانیِ معنی ہے ص۱۱۵

(۴) ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں ص۱۸۵

معذورِ تغافل: یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں شفقتے! نالۂ بلبل بہ گوشِ گُل شنیدن منع ہے ص۱۱۳

معذورِ تماشا: آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز ص۴۳

معذورِ جستجو: بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال مباد حوصلہ معذورِ جستجو جانے ص۹۹

معذورِ جنوں: میں بھی معذورِ جنوں ہوں، اسدؔ اے خانہ خراب! پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا ص۱۳

معذورِ سبکساری: سنگ آمد و سخت آمد دردِ سرِ خودداری معذورِ سبکساری، مجبورِ گراں جانی ص۱۰۹

معراجِ[3] جبیں: جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں ص۸

معرضِ[4] اظہار: آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے اے وائے! اگر معرضِ اظہار میں آوے ص۲۳۴

معرضِ مثال: نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ میں معرضِ مثال میں دستِ بُریدہ ہوں ص۲۹۹

معزولِ[5] شعلہ درودن: نفس ہو نہ معزولِ شعلہ درودن کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم ص۵۵

معزولیِ آئینہ: کجا معزولیِ آئینہ؟ کو ترکِ خود آرائی؟ نمد در آب ہے اے سادہ پُرکار! اِس بہانے میں ص۵۸

معزولیِ انداز و ادا: منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد ص۱۶۶

معزولیِ تپش: معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار چشمِ کشودہ، حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۳۴

معشوق[6] : دیکھیے ــــــ: (۱) جلوۂ یکتائیِ معشوق۔ (۲) رازِ معشوق۔ (۳) لبِ گزیدۂ معشوق۔

۱؎ معدن : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۲؎ معذور : نوبار [مفرد: چار بار، مرکب: پانچ بار]۔
۳؎ معراج : ایک بار [مرکب]۔
۴؎ معرض : دوبار [مرکب]۔
۵؎ معزول : ایک بار [مرکب]۔ معزولی: تین بار [مرکب]۔
۶؎ معشوق : چھے بار [مرکب]۔

معشوقِ شوخ: ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے ص۲۱۱

معشوقِ فریبی: عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص۲۳۹

معشوق کشش: دیکھیے: زلفِ معشوق کشش۔

معشوقیِ بےحوصلگی: خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص۲۱۹

معصوم: دیکھیے: چاردہ معصوم۔

معلوم[1]: (۱) محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی معلوم ہوں نفس سے صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار ص۶

(۲) عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم خوں ہوں آئینہ، کہ ہو جلوۂ طفلاں رنگیں ص۷

(۳) نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم شرحِ برخود غلطی ہائے تحمل تاچند! ص۳۹

[سات بار بہ طورِ ردیف، ص۵۳]

(۴)،(۵) اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم! غبارِ نالہ، کہیں گاہِ مدعا معلوم!

(۶) بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم!

(۷) بہار در گروِ غنچہ شہر جولاں ہے طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا، معلوم!

(۸) طلسمِ خاک، کمیں گاہِ یک جہاں سودا بہ مرگ، تکیۂ آسایشِ فنا معلوم!

(۹) تکلف، آئنۂ دو جہاں مدارا ہے سُراغ یک نگہِ قہر آشنا معلوم!

(۱۰) اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم!

(۱۱) شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم! آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں ص۵۸

(۱۲) مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں وہ بھی ص۷۴

(۱۳) اے اسدؔ! دسترسِ وصلِ تمنا معلوم! کاش! ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے ص۸۳

(۱۴) بہ سختی ہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا ہے ص۸۵

(۱۵) زباں سے عرضِ تمنائے خامشی معلوم! مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے ص۹۹

ا۔ معلوم : پینتیس بار۔

(۱۶) صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے | غافلاں! آغازِ کار، آئینۂ انجام ہے | ص۱۰۱

(۱۷) دردِ اظہارِ تپش کسوتِ گل معلوم! | ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سلایا ہے مجھے | ص۱۰۸

(۱۸) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! | عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے | ص۱۱۳

(۱۹) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! | دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے، چہ دنیا و چہ دیں | ص۱۳۲

(۲۰) دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! | آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا | ص۱۴۳

(۲۱) حالِ دل نہیں معلوم لیکن اِس قدر، یعنی | ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارہا پایا | ص۱۴۳

(۲۲) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا | یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا | ص۱۵۱

(۲۳) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! | قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا | ص۱۵۷

(۲۴) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر | متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! | ص۱۷۷

(۲۵) قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! | اشک کو بے سروپا باندھتے ہیں | ص۱۸۱

(۲۶) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! | دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں | ص۱۸۶

(۲۷) نہ کرتا کاش نالہ! مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! | کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی | ص۲۰۲

(۲۸) جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم! | ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے | ص۲۱۶

(۲۹) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! | باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے | ص۲۱۷

(۳۰) معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ | تیغِ ستم، آئینۂ تصویر نما ہے | ص۲۱۹

(۳۱) نسیہ و نقدِ دوعالم کی حقیقت معلوم! | لے لیا مجھ سے مری ہمّتِ عالی نے مجھے | ص۲۲۲

(۳۲) دہن اُس کا جو نہ معلوم ہوا | کُھل گئی ہیچ مدانی میری | ص۲۳۱

(۳۳) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت، لیکن | دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے | ص۲۴۰

(۳۴) سالِ ہجری تو ہوگیا معلوم | بے شمولِ عبارت آرائی | ص۲۶۲

(۳۵) معلوم ہوا کہ خیر ٹھینگا باجا | ص۲۹۳

معمار[ا]: دیکھیے: سازِ طنابِ معمار۔

ا معمار : تین بار [مرتّب]۔

معمارِ چمن: ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن ص۵۹

معمارِ حسرت ہا: نگہِ معمارِ حسرت ہا، چہ آبادی چہ ویرانی کہ مژگاں جس طرح وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص۸۴

معمائے[1] آگہی: دیکھیے: حلِ معمائے آگہی۔

معمائے تکلف: معمائے تکلف سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ طومارِ بستر ہے ص۸۵

معمور[2]: (۱) پایا سرِ ہر ذرّہ جگر گوشۂ وحشت ہیں داغ سے معمور شقائق کی گلاہیں ص۵۹

(۲) دیکھیے: بقعۂ معمور۔

معمورِ تمنا: وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، جس سے نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو ص۶۷

معمورہ[3]: ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ الفت اسدؔ ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا ص۱۵۵

معموریِ شوقِ بلبل: کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار ص۳۲

معنی[4]: (۱) بہ صورتِ تکلف، بہ معنی تاسف اسدؔ میں تبسم ہوں پژمردگاں کا ص۱۸

(۲) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز ص۴۲

(۳) نہ ستایش کی تمنا، نہ صلے کی پروا گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی ص۲۰۹

دیکھیے: (۴) امیرِ صورت و معنی۔ (۵) بادشاہِ جہانِ معنی۔ (۶) باغِ معنی۔ (۷) بقدرِ لفظ و معنی۔ (۸) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی۔ (۹) خانمانِ جبریانِ غافل از معنی۔ (۱۰) دُرِ معنی۔ (۱۱) سرِ معنی۔ (۱۲) سروبرگِ ادراکِ معنی۔ (۱۳) شرمندۂ معنی۔ (۱۴) طوفانیِ معنی۔ (۱۵) فیضِ معنی۔ (۱۶) قدردانِ معنی۔ (۱۷) قدردانِ لفظ و معنی۔ (۱۸) گنجینۂ معنی۔ (۱۹) لیلیِ معنی۔ (۲۰) نقشِ معنی۔

معنیِ الہام: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز جس کا ہر قول: معنیِ الہام ص۳۷

معنیِ عنقا: دیکھیے: لفظِ معنیِ عنقا۔

معنیِ لفظِ کرم: معنیِ لفظِ کرم بسملۂ نسخۂ حُسن قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں ص۸

---

[1] معما : دوبار [مرکّب]۔
[2] معمور : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
[3] معمورہ : ایک بار۔
معموری : ایک بار۔
[4] معنی : پچیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: بائیس بار]۔

معنیِ مضموں: نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں ص۶۲

معنیِ ناز: دیکھیے: نصیبِ نگہِ معنیِ ناز۔

معنی ولفظ: دیکھیے: جوک دپ مرتبۂ معنی ولفظ۔

معیّن[1]: موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی! ص۲۳۷

معینِ[2] ملت وملک: نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملّت و ملک بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے ص۲۳۶

مغتنم[3]: دلا! یہ درد و الم بھی تو مُغتنم ہے، کہ آخر نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے ص۲۰۵

مغرور[4]: (۱) بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم شوخی ہے تغافل کو نہ کر مغرور تمکیں آزمائی کا ص۱۶

(۲) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنّا! سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ ص۳۶

(۳) وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا، غالبؔ صد جلوۂ آئینہ یک صبحِ جدائی ہے ص۸۰

(۴) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ دکھلا کے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی ص۸۸

(۵) ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیراں مغرور نہ ہو ناداں، سر تا سرِ گیتی ہے ص۱۱۵

مغز[5]: محبّت ہے نوا سازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے، مانندِ نَے کے، استخواں خالی ص۲۵۵

مغزِ استخواں: دیکھیے: حلوائے مغزِ استخواں۔

مغزِ پنبۂ مینا: مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو ص۶۸

مغزِ تمکیں: حیرت، آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں ص۸

مغزِ سر: (۱) پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا ص۲۲

(۲) غفلتِ دیوانہ جُز تمہیدِ آگاہی نہیں مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں ص۹۳

مغزِ کہسار: یک بیاباں تپشِ بالِ شرر ہے صحرا مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار ص۵

مغفرت[6]: یہ لاشِ بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا! ص۱۵۵

۱۔ معیّن : ایک بار۔
۲۔ معین : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ مغتنم : ایک بار۔
۴۔ مغرور : پانچ بار۔
۵۔ مغز : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔
۶۔ مغفرت : ایک بار۔

مغلوبِ[1] گردوں: رہے غالبِؔ خستہ مغلوبِ گردوں — یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت! ص ۳۳

مغنیِ[2] آتش نفس: ڈھونڈھے ہے اُس مغنیِ آتش نفس کو جی — جس کی صدا، ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے ص ۲۰۶

مفاسد[3]: دیکھیے: اصلاحِ مفاسد۔

مفت[4]: (۱) تھا سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد — سازہا مفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار ص ۶

(۲) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن — مباد اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گُم ہو ص ۶۸

(۳) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ — ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا ص ۱۱۷

(۴) خُوے شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں — ہے اسدؔ نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو ص ۶۹

(۵) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے — موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو ص ۶۹

(۶) مفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ — رہبری میں پردۂ رہبر کھُلا ص ۱۴۰

(۷) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ — مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے؟ ص ۲۳۸

(۸) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ — جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے ص ۲۳۹

(۹) ایک دن تجھ کو لڑا دیں گے کہیں — مفت میں ناحق کٹا دیں گے کہیں ص ۲۶۶

[آٹھ بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص ۱۱۴]:

(۱۰)، (۱۱) چار سوے عشق میں صاحب دکانی مفت ہے — نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے

(۱۲) زخمِ دل پر باندھیے حلواے مغزِ استخواں — تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے

(۱۳) نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن — یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے

(۱۴) گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا — بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے

(۱۵) چوں کہ بالاے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوس ہاے جہاں دامن فشانی مفت ہے

(۱۶) یک نفس ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عُمر میں — حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے

(۱۷) مال و جاہ و دست و پاے زر خریدہ ہیں اسدؔ — پس بہ دل ہاے دگر راحت رسانی مفت ہے

۱۔ مغلوب : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ مغنی : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ مفاسد : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ مفت : ستائیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

مفتِ افشردن:	خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے	تراوشِ شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن	ص۴۴۹
مفتِ بتاں:	میرا نیاز و عجز ہے مفتِ بتاں اسدؔ	یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں	ص۶۲
مفتِ دل وجگر:	مفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہائے ناز	کاوشِ فروشیِ مژۂ تیز یک طرف	ص۴۹
مفتِ رگِ خوابِ زلیخا:	محبت، طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے	دویدن ریشہ ساں، مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے	ص۸۴
مفتِ زندگی:	ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسّف ہی سہی	شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مردگاں!	ص۶۶
مفتِ سر بہ جیبی ہا:	تماشائے گل و گلشن ہے مفتِ سر بہ جیبی ہا	بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا	ص۴۴۵
مفتِ صفائے طبع:	مفتِ صفائے طبع جلوۂ نازِ سوختن	داغِ دلِ سیہ دلاں، مردمِ چشمِ زاغ ہے	ص۱۱۵
مفتِ نظر:	(۱) دیکھیے: سرمۂ مفتِ نظر۔		
مفتِ واگستردنی:	ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم	مفتِ واگستردنی ہے رختِ خواب آئینے پر	ص۴۴۷
مفلساں[1]:	دیکھیے: نازِ مفلساں۔		
مفیضِ[2] وجودِ سایہ و نور:	اے مفیضِ وجودِ سایہ و نور!	جب تلک ہے نمودِ سایہ و نور	ص۱۳۱
مقابل[3]:	(۱) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ	رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا	ص۱۴
	(۲) ہر چند میں ہوں طوطیِ شیریں سخن، ولے	آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا	ص۲۱
	(۳) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ	ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا	ص۱۱۷
	(۴) تیری فرصت کے مقابل اے عمر!	برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں	ص۱۸۱
	(۵) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائی غالبؔ	میرے دعوے پہ یہ حُجّت ہے کہ مشہور نہیں	ص۱۸۶
	(۶) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ	طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ	ص۲۰۱
	(۷) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد	جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے!	ص۲۱۴
	(۸) چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو	سرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے	ص۲۲۶

۱۔ مفلساں : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ مفیض : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ مقابل : گیارہ بار۔ [مفرد: دس بار، مرکّب: ایک بار]۔

(۹) متقابل ہے مقابل میرا رُک گیا، دیکھ روانی میری ص ۲۳۱

(۱۰) سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے ص ۳۱۲

مقابلِ باز: اے منشیِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص ۳۴۳

مقاصد[1]: دیکھیے: انجاحِ مقاصد۔

مقام[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) صاحبِ عالی مقام۔ (۲) نامِ شاہنشہِ بلند مقام۔ (۳) ہر مقام۔

مقامِ ترکِ حجاب: اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص ۲۴۳

مقامِ شکر: مقامِ شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاک! رہا ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس ص ۲۶۴

مقبول[3]: سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا روبرو کوئی بتِ آئنہ سیما نہ ہوا ص ۱۶۲

مقتل[4]: (۱) مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں، کہ ہے پُرگل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص ۱۳۹

(۲) چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے گھر، بنا ہے نمونہ زنداں کا ص ۲۶۰

مقدار[5]: (۱) نہ کہہ کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا ص ۱۴۸

(۲) یک نشوونما جا نہیں جولانِ ہوس کو ہرچند بہ مقدارِ دلِ تنگ نکالوں ص ۶۰

مقدر[6]: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق! مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں ص ۱۸۵

مقدمِ سیلاب[7]: (۱) مقامِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا ص ۱۴۵

(۲) دیکھیے: بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب۔

مقدمِ یار: دیکھیے: نویدِ مقدمِ یار۔

مقدمہ[8]: (۱) دل مدّعی و دیدہ بنا مدّعیٰ علیہ نظّارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص ۲۱۷

(۲) دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا آج پھر اُس کی روبکاری ہے ص ۲۲۴

مقدور[9]: (۱) نہ چلا جب کسی طرح مقدور بادۂ ناب بن گیا انگور ص ۱۳۰

۱۔ مقاصد : ایک بار[مرتّب]۔
۲۔ مقام : پانچ بار[مرتّب]۔
۳۔ مقبول : ایک بار۔
۴۔ مقتل : دوبار۔
۵۔ مقدار : دوبار[مرتّب]۔
۶۔ مقدر : ایک بار۔
۷۔ مقدم : تین بار[مرتّب]۔
۸۔ مقدمہ : ایک بار۔
۹۔ مقدور : تین بار۔

	(۲) حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں	مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں	ص۱۹۰
	(۳) مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم!	تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟	ص۲۲۳
مقرر[۱] (۱):	میری تنخواہ جو مقرر ہے	اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار	ص۱۲۶
	(۲) نثرِ مدحت سرائے ابراہیم	ہے مقرر جو اَب پیِ تعلیم	ص۲۶۷
مقرر[۲] [۲]:	(۱) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند؟	ہے تیر مقرر، مگر اُس کی ہے کماں اَور	ص۱۷۰
	(۲) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز	چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرر سہرا	ص۲۸۷
مقصد[۳]:	مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام	چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر	ص۱۶۹
	(۲) پَے بہ مقصد بُردنی ہے خضرِ ے سے اے اسدؔ	جادۂ منزل ہے خطِّ ساغرِ مُل کے تلے	ص۳۵۴
	(۳) دیکھیے: منزلِ مقصد۔		

مقصدِ نگاہِ نیاز: دیکھیے: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز۔

مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر:	وہ کہ جس کی صورتِ تکوین میں	مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر کھلا	ص۱۳۹
مقصود[۴]:	(۱) مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات	مقصود اِس سے قطعِ محبّت نہیں مجھے	ص۱۲۵
	دیکھیے ــــ: (۲) گوہرِ مقصود۔ (۳) منزلِ مقصود۔		

مقصودِ چراغ کشتہ: دیکھیے: فالِ مقصودِ چراغ کشتہ۔

مقطع[۵]:	مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات	مقصود اُس سے قطعِ محبّت نہیں مجھے	ص۱۲۵
مقطعِ سلسلۂ شوق:	مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر	عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو	ص۱۹۵
مقلوبِ[۶] جاں:	سوا ناج کے، جو ہے مقلوبِ جاں	نہ وھاں آم پائیں نہ انگور پائیں	ص۲۶۴
مقیم[۷]:	(۱) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم	حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج	ص۳۵
	(۲) در پر امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم	شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں	ص۲۹۸

۱۔ مقرر(۱) : دوبار۔
۲۔ مقرر(۲) : دوبار۔
۳۔ مقصد : پانچ بار[مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔
۴۔ مقصود : چار بار[مرکّب: تین بار]۔
۵۔ مقطع : دوبار[مرکّب: ایک بار]۔
۶۔ مقلوب : ایک بار[مرکّب]۔
۷۔ مقیم : دوبار۔

مکافات[1]: عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اَور شخص پر آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے ص ۲۱۹

مکاں[2]: (۱) منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا ص۱۵۹

(۲) میں بھولا نہیں تجھ کو اے میری جاں! کروں کیا کہ یہاں گر رہے ہیں مکاں ص۲۹۹

دیکھیے ـــــ: (۳) ٹھنڈا مکان۔ (۴) ہر یک مکان۔

مکتب[3]: (۱) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث مکتب لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں ص۱۸۶

(۲) دیکھیے: خانۂ مکتب۔

مکتبِ شوق: اے خوشا! مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار ص ۴

مکتبِ غمِ دل: لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز لیکن یہی کہ 'رفت': گیا اور 'بود': تھا ص۱۴۳

مکتوب[4]: (۱) کھُلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی ص۲۰۳

دیکھیے ـــــ: (۲) پاسخِ مکتوب۔ (۳) اِزمکتوب۔

مکتوبِ عزیزانِ گرامی: دیکھیے: مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی۔

مکرّر[5]: (۱) نہ کہہ کہ طاقتِ رُسوائیِ وصال نہیں اگر یہی عرقِ فتنہ ہے، مکرّر کھینچ ص۳۵

(۲) اُمیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو ص۶۷

(۳) میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں یعنی سبقِ شوق مکرّر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

(۴) کون ہوتا ہے حریفِ مَیِ مرد افگنِ عشق ہے مکرّر لبِ ساقی میں صلا، میرے بعد ص۱۶۶

(۵) بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات سنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر ص۱۶۹

(۶) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرّر چاہا ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۷) دیکھیے: حرفِ مکرّر۔

مکلوڈ[6]: نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور یہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور ص۲۷۶

[نیز دیکھیے: میکلوڈ]۔

---

[1] مکافات : ایک بار۔
[2] مکان : چار بار۔
[3] مکتب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
[4] مکتوب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
[5] مکرّر : سات بار۔
[6] مکلوڈ : ایک بار۔

مکوکب[1]: دیکھیے: چرخِ مکوکب۔

مکھڑا[2]: کیا ہی اِس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے! ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور، سہرا ص۲۸۷

مکیں[3]: ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف، اسدؔ مجنوں جو مرگیا ہے، تو جنگل اُداس ہے ص۲۰۵

مگس[4]: کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد؟ مَے ہے، یہ مگس کی قَے نہیں ہے ص۲۲۹

مُل[5]: دیکھیے:(۱)خطِ پیمانہ بے مُل۔(۲)خطِ ساغرِ مُل۔(۳)ساغرِ بے مُل۔

ملاذِ کشور و لشکر[6]: ملاذِ کشور و لشکر پناہِ شہر و سپاہ جنابِ عالیِ ایلن برونِ والا جاہ ص۲۷۷

ملاقات[7]: (۱) گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے، لیکن جاتی ہے ملاقات کب ایسے سببوں سے ص۷۴

(۲) تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے ص۱۲۸

(۳) سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوّری تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے ص۲۱۹

ملامت[8]:(۱)،(۲) وفورِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے سلامت ملامت، ملامت سلامت ص۳۳

(۳) رونے سے اے ندیم ملامت نہ کر مجھے آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص۲۱۵

دیکھیے:(۴)بیمِ ملامت۔(۵)طوافِ کوے ملامت۔(۶)ورطۂ ملامت۔

ملائک[9]: دیکھیے: چشمِ ملائک۔

ملّت[10]: (۱) دیکھیے: دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملّت بیزار۔(۲) کیش و ملّت۔

ملّت و ملک: دیکھیے: معینِ ملّت و ملک۔

ملّتیں: ہم موحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم ملّتیں جب مٹ گئیں، اجزاے ایماں ہوگئیں ص۱۹۲

ملخ[11]: غالبؔ، کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو ص۱۹۷

مَلَک[12]: ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک، وہ کہے امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس ۲۶۳

۱۔ مکوکب : ایک بار[مرکّب]۔
۲۔ مکھڑا : ایک بار۔
۳۔ مکیں : ایک بار۔
۴۔ مگس : ایک بار۔
۵۔ مُل : تین بار[مرکّب]۔
۶۔ ملاذ : ایک بار[مرکّب]۔
۷۔ ملاقات : تین بار۔
۸۔ ملامت : چھے بار[مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۹۔ ملائک : ایک بار[مرکّب]۔
۱۰۔ ملّت : تین بار[مرکّب]۔
ملّتیں : ایک بار۔
۱۱۔ ملخ : ایک بار۔
۱۲۔ مَلَک : دوبار۔

(۲) دیکھیے: جن وانس وملک۔

مَلَکُ الموت[1]: تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے؟ کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور ص۱۷۱

مُلک[2]: مُلک کے وارث کو دیکھا خلق نے اب فریبِ طغرل و سنجر کھُلا ص۱۳۰

(۲) جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے اخلاص کا ہوا ہے اِسی ملک سے ظہور ص۲۶۳

(۳) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم ص۲۶۵

دیکھیے ___: (۴) معینِ ملّت وملک۔ (۵) وارثِ مُلک۔

مُلکِ حُسن: دیکھیے: سیرِ ملکِ حُسن۔

مُلکِ دل: اسدؔ! ازبس کہ فوجِ دردوغم سرگرمِ جولاں ہے غبارِ راہِ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی ص۴۵۱

ملکِ روم وشام: ہے یہ دعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے اقلیمِ ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام ص۲۸۳

مُلک وسپہ: مُلک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں سلطانِ برّ و بحر کے درکار ہوں میں غلام ص۲۸۳

مُلک وگنجینہ: حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے جب ہو موجود مُلک و گنجینہ و خیل و سپہ و ملک و علم ص۲۶۵

ملول[3]: بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول پرِ پروانہ، مری بزم میں ہے خنجرِ کیں ص۸

ممدوح[4]: مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ یاں عرض سے رُتبۂ جوہر کھُلا ص۱۳۰

ممدوحِ خدا: دیکھیے: مدّاحِ ممدوحِ خدا۔

مُمسک[5]: دیکھیے ___: (۱) رشتۂ فہمیدِ ممسک۔ (۲) صحبت ہائے ممسک۔

ممکن[6]: (۱) زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رخسار ہے ص۸۳

(۲) ہرچند کہ دوستی میں کامل ہونا ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا ص۱۱۷

(۳) ممکن ہے، کرے خضر، سکندر سے ترا ذکر؟ گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت ص۱۲۷

(۴) مستی ابر سے گلچینِ طرب ہے بلبل کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار ص۱۳۲

۱۔ ملکُ الموت : ایک بار۔
۲۔ مُلک : دس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔
۳۔ ملول : ایک بار۔
۴۔ ممدوح : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۵۔ ممسک : دو بار [مرکب]۔
۶۔ ممکن : آٹھ بار۔

(۵) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں ص۱۳۵

(۶) ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں میں دشتِ غم میں آہوے صیاد دیدہ ہوں ص۲۹۹

(۷) مہِ نو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا نہیں ممکن بہ جولاں ہاے گردوں دخلِ پَیِ بُردن ص۴۴۹

(۸) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر تاثیرِ جُستنِ اشک سے، نقش برآب ہے ص۴۵۲

مملکتِ[1] کمال: مملکتِ کمال میں ایک، امیرِ نامور عرصۂ قیل و قال میں خسروِ نامدار ایک ص۲۹۶

ممنونِ[2] معاصی: وسعتِ رحمتِ حق دیکھ کہ بخشا جاوے مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا ص۱۴

مَن[3]: شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ ص۲۰۳

مناجات[4]: دیکھیے: وقتِ مناجات۔

منازلِ[5] فلکی: جب کہ چودہ منازلِ فلکی کرچکے قطع تیری تیزیِ گام ص۱۳۶

منبر[6]: (۱) جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص۱۳۵

(۲) دیکھیے: علوِّ پایۂ منبر۔

منبعِ[7] نکاتِ بدیع: نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام ص۲۶۳

منّت[8]: (۱) زِبس بُجزِ حُسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر کُشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے ص۸۹

(۲) غیر کی منّت نہ کھینچوں گا پَیِ توفیرِ درد زخم، مثلِ خندۂ قاتل، ہے سر تاپا نمک ص۱۷۵

منّتِ اقبال: دیکھیے: بے دماغِ منّتِ اقبال۔

منّتِ بیگانہ: کرتے ہوئے تصورِ یار آئے ہے حیا کیا فائدہ کہ منّتِ بیگانہ کھینچیے ص۱۰۵

منّتِ تمکینِ جنوں: اے ہرزہ دوی! منّتِ تمکینِ جنوں کھینچ تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے ص۱۱۴

منّتِ درباں: (۱) دل ہی نہیں کہ منّتِ درباں اُٹھائیے کس کو وفا کا سلسلہ جُنباں اُٹھائیے ص۷۳

۱۔ مملکت : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ممنون : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ مَن : ایک بار۔
۴۔ مناجات : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ منازل : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ منبر : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۷۔ منبع : ایک بار [مرکّب]۔
۸۔ منّت : اٹھارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: سولہ بار]۔

(۲) دیکھیے: زیرِ بارِ منّتِ درباں۔

منّتِ دستار: دیکھیے: حریفِ منّتِ دستار

منّتِ ساقی: دیکھیے: خمارِ منّتِ ساقی۔

منّتِ طبیباں: دیکھیے: نازکشِ منّتِ طبیباں۔

منّتِ طفلاں: ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق یعنی ہنوز منّتِ طفلاں اُٹھائیے ص۲۰۱

منّت کشِ دوا: درد منّت کشِ دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا، برا نہ ہوا ص۱۶۱

منّت کشِ گلبانگِ تسلّی: ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی، کہ کبھی گوش منّت کشِ گلبانگِ تسلّی نہ ہوا ص۱۴۴

منّت کشی: منّت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے ص۹۰

منّت کیموس: کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں جو کہ کھایا خونِ دل، بے منّتِ کیموس تھا ص۱۵۴

منّتِ گفت وشنود: دیکھیے: دماغِ منّتِ گفت وشنود۔

منّتِ مزدور: دیکھیے: بارِ منّتِ مزدور۔

منّتِ یک خلق: دیکھیے: طلسمِ منّتِ یک خلق۔

منتظر[۱]: جنّت ہے تیری تیغ کے کُشتوں کی منتظر جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص۱۸

منِ جملۂ اسبابِ ویرانی[۲]: میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی لکھ دیا منِ جملۂ اسبابِ ویرانی مجھے ص۲۳۲

منحرف[۳]: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سرنوشت کو ص۱۹۷

منحصر[۴]: منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید نااُمیدی اُس کی دیکھا چاہیے ص۲۲۳

مندرج[۵]: اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا مجملاً مندرج ہوئے احکام ص۳۳۸

منزل[۶]: (۱) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا ص۱۸

(۲) رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے ص۲۳۱

۱۔ منتظر : ایک بار۔
۲۔ منِ جملہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ منحرف : ایک بار۔
۴۔ منحصر : ایک بار۔ ۵۔ مندرج : ایک بار۔
۶۔ منزل : اٹھارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پندرہ بار]۔
منزل ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۳) وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے ص۳۱۲

دیکھیے ـــــ: (۴) باریک قافلہ منزل۔ (۵) تارِ جادۂ منزل۔ (۶)، (۷) جادۂ منزل [دوبار]۔ (۸) جادۂ سر منزلِ تقوی۔ (۹) خم خانہ منزل۔ (۱۰) دوریِ منزل۔ (۱۱) زیورِ صد آئینہ منزل۔ (۱۲) سر منزلِ نازک خیالی۔

منزلِ اُلفت: رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر ص۴۱

منزلِ حیرت: ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ ے نوشاں وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں ص۴۴۸

منزل رسیدگی: دیکھیے: سجدۂ سپاسِ بہ منزل رسیدگی۔

منزلِ مقصد: تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی دودِ چراغ خانہ، غبارِ سفر ہے آج ص۳۵

منزلِ مقصود: طے کرو راہِ شوق زودا زود آن پہنچی ہے منزلِ مقصود ص۲۶۷

منزلِ ہستی: دیکھیے: سر منزلِ ہستی۔

منزل ہا: دیکھیے: طرح منزل ہا۔

منزلت[1]: دیکھیے: (۱)، (۲) قدر و منزلت [دوبار]۔

منسوب[2]: ہوئی اِس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے ص۲۵۰

منشیِ[3] خیرہ سر: اے منشیِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص۳۱۳

منصب[4]: کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے ص۱۲۵

منصبِ شیفتگی: منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد ص۱۶۶

منصبِ مہر و مہ و محور: مجھ پہ، فیضِ تربیت سے شاہ کے منصبِ مہر و مہ و محور کھلا ص۱۳۹

منصور[5]: قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا، لیکن ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں ص۱۸۵

منطبع[6]: منطبع ہو رہی ہے پیچ آہنگ گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ ص۲۶۷

(۲) منطبع جب کہ ہو چکے گی کتاب زرِ قیمت کا ہوگا اور حساب ص۲۶۸

منظر[7]: (۱) تیرے پرتو سے ہوں فروغ پزیر کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص۱۳۶

۱ـ منزلت : دوبار [مرکّب]۔
۲ـ منسوب : ایک بار۔
۳ـ منشی : ایک بار [مرکّب]۔
۴ـ منصب : تین بار [مرکّب]۔
۵ـ منصور : ایک بار [مرکّب]۔
۶ـ منطبع : دوبار۔
۷ـ منظر : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔

(۲) صبح دم دروازۂ خاور کھلا مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا ص۱۳۸

(۳) منظر اک بلندی پر اَور ہم بنا سکتے عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا ص۱۵۹

(۴) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا اِس تکلّف سے کہ گویا بُت کدے کا در کھلا ص۱۶۰

دیکھیے ــــ:(۵) جلوہ منظر۔(۶) فلک منظر۔

منظور[۱]: سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا ص۱۴

(۲) ہے مشقِ اسدؔ دستگہِ وصل کی منظور ہوں خاک نشیں از پئِ ادراکِ قدم بوس ص۴۶

(۳) پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے محوِ نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں ص۱۱۶

(۴) پشت و رُخ آئینہ ہے دین و دُنیا منظور ہے دوجہاں سے تو، یعنی دل ص۱۱۷

(۵) منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے ص۱۲۴

(۶) ئے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یارب! آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص۱۵۹

(۷) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں غیر کی بات بگڑ جائے، تو کچھ دور نہیں ص۱۸۵

(۸) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں ص۸۵

(۹) اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی ص۲۰۳

(۱۰) خطِّ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے ص۱۱

(۱۱) منظور تھی یہ شکل تجلّی کو نور کی قسمت کھُلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص۲۳۳

(۱۲) جُز نام نہیں صورتِ عالم مجھے منظور جُز وہم نہیں صورتِ اشیا مرے آگے ص۲۳۸

(۱۳) جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے ص۲۶۸

منع[۲]: (۱) منع مت کر حُسن کی، ہم کو، پرستش سے کہ ہے بادۂ نظّارۂ گلشن حلالِ عندلیب ص۳۲

(۲) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبِ آشفتہ سر! ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے، گیا کیوں اُس کے گھر ص۲۹۲

[بہ طورِ جزوِ ردیف آٹھ بار، ص ۱۱۲]:

(۳)،(۴) حکم بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے باوجودِ مشقِ وحشت ہا، رمیدن منع ہے

۱۔ منظور : تیرہ بار۔ ۲۔ منع : چودہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب: چار بار]۔

(۵) شرم، آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردیدن روا، لیکن چکیدن منع ہے

(۶) بے خودی، فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں — زخم دوزی جرم و پیراہن دریدن منع ہے

(۷) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے

(۸) بیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے وقتِ سیرِ باغ — ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے

(۹) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے — نالۂ بلبل بہ گوشِ دل شنیدن منع ہے

(۱۰) مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! — بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے

منعِ بارِ باغ: بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ — ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ ص۴۸

منعِ دخلِ غیر: سختیِ راہِ محبت، منعِ دخلِ غیر ہے — پیچ و تابِ جادہ ہے یہاں جوہرِ تیغِ عسس ص۴۵

منعِ قدم بوس: کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے؟ — کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

منعِ گستاخی: غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے — گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے ص۲۲۱

منعقد[۱]: پھر ہوئی ہے اِسی مہینے میں منعقد — مجلسِ نشاط قریں ص۲۸۰

منعم[۲]: دیکھیے: خردماغی ہائے منعم۔

منعماں: دیکھیے: گردخانہ ہائے منعماں۔

منفعل[۳]: (۱) اے بہ سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں — شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ ص۲۷

(۲) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہَے ہَے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں! ص۱۷۸

(۳) دیکھیے: شوقِ منفعل۔

منقار[۴]: لعل سی کی ہے پَیِ زمزمۂ مدحتِ شاہ — طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار ص۱۳۲

منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو — تا گُل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو ص۲۵۰

منقارِ بلبل: گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد، گل — غنچے سے، منقارِ بلبل وار ہو فریاد گل ص۵۲

منقارِ طوطی: دیکھیے: غنچۂ منقارِ طوطی۔

---

[۱] منعقد : ایک بار۔
[۲] منعم : ایک بار [مرکّب]۔
منعماں : ایک بار [مرکّب]۔
[۳] منفعل : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
[۴] منقار : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔

منقارِ گُل:	دیکھیے: غنچۂ منقارِ گُل۔		
منکر[1]:	شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں	دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے	ص۲۱۵
منکرِ وفا:	جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے	کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں	ص۱۸۸
مُنہ[2]:	(۱) جور سے باز آئے، پر باز آئیں کیا!	کہتے ہیں: ہم تجھ کو منہ دکھلائیں کیا	ص۱۲۱
	(۲) تاجِ زرّیں، مہرِ تاباں سے سوا	خسروِ آفاق کے مُنہ پر کُھلا	ص۱۳۹
	(۳) آئینہ دیکھ، اپنا سا مُنہ لے کے رہ گئے	صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا!	ص۱۳۸
	(۴)،(۵) مُنہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں	زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کُھلا	ص۱۲۱
	(۶) غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں	بوسے کو پوچھتا ہوں میں، مُنہ سے مجھے بتا کہ یوں	ص۱۷۸
	(۷) کرتے کس مُنہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ	تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟	ص۱۸۶
	(۸) کس مُنہ سے شکر کیجیے اِس لطفِ خاص کا	پُرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں	ص۱۸۸
	(۹) جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز	آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں	ص۱۹۳
	(۱۰) کسی کو دے کے دل، کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو	نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو	۱۹۹
	(۱۱) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟	بس چپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زباں ہے	ص۲۰۳
	(۱۲) مے پرستاں! خُمِ مے مُنہ سے لگائے ہی بنے	ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی	ص۲۰۹
	(۱۳) مُنہ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا، پر بہ اندازِ عتاب	کھول کر پردہ ذرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے	ص۲۳۲
	(۱۴) دوستی کا پردہ ہے بیگانگی	مُنہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے	ص۲۲۳
	(۱۵) دکھا کے جُنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو	نہ دے جو بوسہ، تو مُنہ سے کہیں جواب تو دے	ص۲۲۳
	(۱۶) دشنے نے کبھی مُنہ نہ لگایا ہو جگر کو	خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی	ص۲۲۸
	(۱۷) دے کے خط، مُنہ دیکھتا ہے نامہ بر	کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے	ص۲۳۷
	(۱۸) کعبے کس مُنہ سے جاؤ گے غالبؔ؟	شرم تم کو مگر نہیں آتی!	ص۲۳۸

۱۔ منکر : دوبار [مرکب: ایک بار]۔ ۲۔ مُنہ : چوبیس بار۔

(۱۹) میں بھی مُنہ میں زبان رکھتا ہوں   کاش! پوچھو کہ مدّعا کیا ہے؟   ص۲۳۸

(۲۰) ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین   ہاں مُنہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے   ص۲۳۹

(۲۱) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے مُنہ پر رونق   وہ سمجھتے ہیں بیمار کا حال اچھا ہے   ص۲۳۹

(۲۲) پر یار کے آگے بُول سکتے ہی نہیں   غالبؔ! مُنہ بند ہوگیا ہے گویا   ص۲۵۳

(۲۳) آپ کی مدح اور میرا مُنہ   گر کہوں بھی تو کس کو آئے یقیں   ص۲۸۱

(۲۴) ہمارا مُنہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد!   مگر نبیؐ و علیؑ مرحبا کہیں اُس کو   ص۲۸۵

مِنْہ[۱]: سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک   آگ بھڑکی، مِنہ اگر دم بھر کُھلا   ص۱۳۰

مو[۲]: دیکھیے ــــ: (۱) بُتِ غالیہ مو۔ (۲) پائے خامۂ مو۔ (۳) زبانِ ہر سرِ مو۔ (۴) سرِ ہر مو۔ (۵)، (۶) ہر مو [دوبار]۔ (۷)، (۸) ہر بُنِ مو [دوبار]۔

مو بہ زباں: زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے، مگر   شانہ ساں مُو بہ زباں خامۂ مانی مانگے   ص۷۸

مو پریشاں: بہ فراقِ رفتہ یاراں، خط و حرف مو پریشاں   دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصّہ خوانی   ص۹

موشگافیِ ناوک: مرحبا! موشگافیِ ناوک   آفریں! آبداریِ صمصام   ص۱۳۸

موکشاں: سُنبلستانِ جنوں ہوں، ستم نسبتِ زلف   موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے   ص۱۰۷

موئے آتش دیدہ: بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا   موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا   ص۱۳۲

موئے چینی: محرومِ صدا رہا بغیر از یک تار   ابریشمِ ساز موئے چینی ہے مجھے   ص۴۵۷

موئے چینیِ افلاک: بھاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟   جادہ تا کہسار، موئے چینیِ افلاک ہے   ص۱۰۲

موئے خامہ: نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنّا کو   پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی   ص۷۷

موئے خمِ زلف: ٹوٹا ہے افسوس! موئے خمِ زلف   ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ   ص۴۵۰

موئے دماغ: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موئے دماغ   کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں   ص۸

(۲) دیکھیے: فکرِ سخنِ موئے دماغ۔

۱۔ مِنْہ : ایک بار۔   ۲۔ مو : اُنتیس بار [مرکّب]۔

موے دماغِ بے خودی: کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی | جسے موے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو | ص ۶۷

موے دماغِ شوق: دیکھیے: آتشِ موے دماغِ شوق۔

موے دماغِ وحشت: موے دماغِ وحشت سررشتۂ فنا ہے | شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے | ص ۹۴

موے زلف: دیکھیے: ہر یک موے زلف۔

موے سر: طلسمِ آفرینش، حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے | زمانے کے، شبِ یلدا سے موے سر پریشاں ہیں | ص ۶۲

موے سرِ دیوانہ: (۱) جانتے ہیں، جوششِ سودائے زلفِ یار میں | سنبلِ بالیدہ کو موے سرِ دیوانہ ہم | ص ۵۴

(۲) وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی نہ پوچھ | ننگِ بالیدن ہیں جوں موے سرِ دیوانہ ہم | ص ۵۴

موے شیشہ: (۱) بس کہ ہیں بدمستِ بشکن بشکنِ مے خانہ ہم | موے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم | ص ۵۴

(۲) مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست | موے شیشہ، دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے | ص ۲۱۱

(۳) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا | نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا | ص ۲۸

مواخذۂ[1] روزِ حشر: بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے | قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو | ص ۱۹۲

موافق[2]: رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے | ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر | ص ۴۱

مَوت[3]: (۱) قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں | موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں! | ص ۱۹۳

(۲) موت کا ایک دن معیّن ہے | نیند کیوں رات بھر نہیں آتی! | ص ۲۳۷

(۳) مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی | موت آتی ہے، پر نہیں آتی | ص ۲۳۸

(۴) موت کی راہ نہ دیکھوں کہ بن آئے نہ رہے | تم کو چاہوں، کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے | ص ۲۴۶

(۵) موت بس اُن کی ہے، جو مر کے وہیں دفن ہوئے | زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے | ص ۳۱۲

موتی[4]: (۱) وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال | یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا | ص ۱۳۵

(۲) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز | چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرر سہرا | ص ۲۸۷

۱۔ مواخذہ : ایک بار [مرتّب]۔

۲۔ موافق : ایک بار۔

۳۔ موت : پانچ بار۔

۴۔ موتی : چار بار۔

(۳) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی — تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا — ص۲۸۷

(۴) ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی — ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا — ص۲۸۷

موتیوں: سطحِ گردوں پر پڑا تھا رات کو — موتیوں کا ہر طرف زیور کھُلا — ص۱۳۹

موج[ا]: (۱) موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار — گریہ، وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا — ص۱۵

(۲) ہوئی ہیں آب، شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں — ص۶۳

(۳) عجب نہیں، پئِ تحریرِ حالِ گریۂ چشم — بروے آب جوہرِ موج، نقشِ مسطر ہو — ص۶۷

(۴) گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال — موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں — ص۱۷۸

دیکھیے ـــــ: (۵) پاے صد موج۔ (۶) چار موج۔ (۷) دامِ ہر موج۔ (۸) غبارِ کوچہ ہاے موج۔ (۹) کوچہ دادنِ موج۔ (۱۰) کوچۂ موج۔ (۱۱) لطمۂ موج۔ (۱۲) مثلِ موج۔ (۱۳)، (۱۴) ہر موج [دوبار]۔

موجِ آب: (۱) پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو — مانندِ موجِ آب زبانِ بُریدہ ہوں — ص۶۲

(۲) یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی — کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی — ص۹۶

(۳) کشاکش ہاے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی — ص۲۰۶

موجِ ابروے قضا: موجِ ابروے قضا جس کے تصور سے دونیم — بیم سے جس کے دلِ شحنۂ تقدیر فگار — ص۵

موجِ بادہ: (۱) بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ — شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے — ص۲۱۷

(۲) زبس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا — رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا — ص۴۴۷

موجِ بادۂ ناب: دیکھیے: گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب۔

موجِ بہار: (۱) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے — موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو — ص۶۹

(۲) دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا — موجِ بہار، یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے — ص۹۴

موجِ بوریا: یک برگِ بے نوائی، صد دعوتِ نیستاں — طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے — ص۹۵

موجِ بوے گل: محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے — کہ موجِ بوے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا — ص۱۲۶

ا۔ موج : ایک سو ایک بار [مفرد: چار بار، مرکب: ستانوے بار]۔ موجیں : ایک بار۔

موجِ تبسم: پشتِ لب تہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار ص۴

موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مسی: موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مسی میرے لیے تو تیغِ سیہ تاب ہوگئی ص۱۹۶

موجِ تیر: دیکھیے: بالیدہ موجِ تیر۔

موجِ خرامِ اظہار: سازِ عریانیِ کیفیتِ دل ہے، لیکن یہ ئے تند، نہیں موجِ خرامِ اظہار ۴

موجِ خرامِ یار: دیکھو تو دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی! ص۲۴۴

موجِ خمیازہ: ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا ص۲۱

موجِ خمیازۂ یک نشہ: موجِ خمیازۂ یک نشہ چہ اسلام و چہ کفر کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں ص۷

موجِ خوں: موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟ ص۱۹۱

(۲) نہ اتنا بُرّشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی ص۲۰۲

موجِ خونِ بسمل: دیکھیے: روانی ہائے موجِ خونِ بسمل۔

موجِ خیال: دیکھیے: یک موجِ خیال۔

موجِ دود: سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں ص۶۴

موجِ رمِ آہوہا: بیگانگیِ خوہا، موجِ رمِ آہوہا دامِ گلۂ الفت زنجیرِ پشیمانی ص۱۰۸

موجِ رنگ: (۱) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا ص۱۴۵

(۲) جو تھا، سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا اے وائے! نالۂ لبِ خونیں نوائے گل ص۱۷۹

موج زن: ہے موج زن اک قلزمِ خوں، کاش! یہی ہو آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے ص۲۴۹

موجِ سراب: (۱) جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراب وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث ص۴۴

(۲) ہستی فریب نامۂ موجِ سراب ہے یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھایئے ۷۴

موجِ سرابِ دشتِ وفا: موجِ شرابِ دستِ وفا کا نہ پوچھ حال ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا ص۱۵۴

موجِ سرابِ صحرا: دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا ص۲۶

موجِ سیل: دیکھیے: چاکِ موجِ سیل۔

موجِ شراب: (۱ تا ۱۳) بہ طورِ ردیف تیرہ بار، ص ۱۶۳۔ دیکھیے: شراب۔

(۱۴) مستی بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے موجِ شراب یک مژۂ خوابناک ہے ص ۲۱۶

(۱۵) دیکھیے: جلوۂ موجِ شراب۔

موجِ شفق: (۱) بہ ہوائے چمنِ جلوہ، ہے طاؤس پرست باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زنّار ص ۳

(۲) مستعدِّ قتلِ یک عالم ہے جلّادِ فلک کہکشاں، موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے ص ۱۰۱

(۳) چار موج اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب ص ۱۶۳

موجِ صبا: (۱) یہاں آب و دانہ موسمِ گل میں حرام ہے زنّارِ وا گسستہ ہے موجِ صبا مجھے ص ۶۷

(۲) ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر شرارِ آہ سے موجِ صبا، دامانِ گلچیں ہے ص ۸۹

(۳) دیکھیے: موجِ شفق ۳۔

دیکھیے ــــــ: (۴) پیچشِ موجِ صبا۔ (۵) جُنبشِ موجِ صبا۔ (۶) شوخیِ موجِ صبا۔

موجِ طوفان: موجِ طوفان ہو اگر خونِ دو عالم ہستی ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار ص ۵

موجِ طوفانِ غضب: موجِ طوفانِ غضب چشمۂ نُہ چرخ حباب ذوالفقارِ شہِ مرداں خطِ قدرت آثار ص ۵

موجِ غبار: (۱) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گِلا کروں موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں ص ۵۶

(۲) دیکھیے: ہر موجِ غبار۔

موجِ غبارِ سرمہ: از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے ص ۷۶

موجِ کوثر: غرورِ لطفِ ساقی، نشۂ بیباکیِ مستاں نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی ص ۷۷

موجِ گردابِ حیا: تر جبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے موجِ گردابِ حیا ہے چینِ پیشانی مجھے ص ۸۶

موجِ گردِ راہ: دیکھیے: ہر موجِ گردِ راہ۔

موجِ گریہ: نہیں جز درد، تسکیں نکوہش ہائے بیدرداں کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو ص ۶۸

موجِ گل: موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ گم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار ص ۱۳۲

(۲) دیکھیے: موجِ شفق ۳۔ (۳) عکسِ موجِ گل۔ (۴) کمندِ موجِ گل۔

موجِ گہر: (۱) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں — خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار — ص۵

(۲) دیکھیے: محمل کشِ موجِ گہر۔

موجِ مے: موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید — گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار — ص۳

(۲) شعلہ آغاز، ولے حیرتِ داغ انجام — موجِ مے، لیک زِ سر تا قدم آغوشِ خمار — ص۶

(۳) دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں — موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ — ص۱۷

(۴) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟ — اِس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے — ص۹۵

(۵) روانی موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی — ص۹۷

(۶) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق — لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۷) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں — ص۱۸۵

(۸) دیکھیے: رنگِ موجِ مے۔

موجِ محیطِ بے خودی: نفس، موجِ محیطِ بے خودی ہے — تغافل ہائے ساقی کا گِلا کیا! — ص۱۵۷

موجِ محیطِ تنزیہ: دیکھیے: ہر موجِ محیطِ تنزیہ۔

موجِ نفس: بے دماغی حیلہ جوے ترکِ تنہائی نہیں — ورنہ کیا موجِ نفس زنجیرِ رُسوائی نہیں؟ — ص۶۵

موجِ نگہ: (۱) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب! — غنچہ، صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۲) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ غبار — یہ مے کدہ خراب ہے مے کے سراغ کا — ص۱۵۰

موج وحباب: دیکھیے: قطرہ و موج و حباب۔

موجِ ہستی: (۱) اسد کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی — ص۷۷

(۲) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا موجِ شراب — ص۱۹۳

موجیں: اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو — ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا — ص۲۸۸

موجہٴ[ا] حیا: دیکھیے: کفِ موجہٴ حیا۔

موجہٴ خوں: (۱) دل و جگر میں پر افشاں جو ایک موجہٴ خوں ہے — ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم، آگے — ص۲۲۸

ا موجہ : سولہ بار [مرتّب]۔

(۲) شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب کہ مژگانِ کشیدہ، نیشتر ہے ص ۳۵۵

موجۂ دریا: (۱) ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت ص ۱۲۷

(۲) دیکھیے: زخمِ موجۂ دریا۔

موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار: آیتِ رحمتِ حق، بسملۂ مصحفِ ناز مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار ص ۶

موجۂ رفتار: دیکھیے: حبابِ موجۂ رفتار۔

موجۂ ریگ: اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے ص ۱۱۳

موجۂ ریگِ رواں: کرے ہے رہرواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی ص ۴۵۱

موجۂ سبزۂ نوخیز: (۱) ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیتِ فصل موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موجِ شراب ص ۱۶۳

(۲) کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ خمار ص ۳

موجۂ کیفیتِ دل: مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل جامِ سرشارِ مے و غنچۂ لبریزِ بہار ص ۵

موجۂ گل: (۱) شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص ۱۳

(۲) موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال ہے تصور میں ز بس جلوہ نما موجِ شراب ص ۱۶۳

موجۂ گلبندِ قبا: بالِ رعنائے دُم: موجۂ گلبندِ قبا گردشِ کاسۂ سُم: چشمِ پری آئنہ دار ص ۵

موجۂ گوہر: دیکھیے: صد موجۂ گوہر۔

موجب[1]: دیکھیے: بے موجب۔

موجبِ آرامِ جان و تن: شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ ہوا ہے باعثِ آرامِ جان و تن تکیہ ص ۳۰۳

موجبِ حکم: کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم اُس رقم کو دیا طرازِ دوام ص ۱۳۸

موجدِ عشق[2]: تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال! ص ۲۵۳

موجود[3]: (۱) جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود پھر یہ ہنگامہ اے خدا! کیا ہے؟ ص ۲۳۸

(۲) حق سے کیا مانگیے ان کے لیے، جب ہو موجود ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم ص ۲۶۵

۱۔ موجب : تین بار [مرکّب]۔ ۲۔ موجد : ایک بار [مرکّب]۔ ۳۔ موجود : دو بار۔

مُوحّد[1]: ہم موحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم ملّتیں جب مٹ گئیں، اجزاے ایماں ہوگئیں ص۱۹۲

مُور[2]: دیکھیے ــــ: (۱) بیضۂ مور۔ (۲) چشمِ مور۔ (۳) خیلِ مور۔ (۴) روغنِ مور۔ (۵) زیرِ پاے خیلِ مور۔ (۶) شہپرِ مور۔ (۷)، (۸) نقشِ پاے مور [دوبار]۔ (۹) نقشِ پَیِ مور۔ (۱۰) نقشِ دلِ مور۔

موراں[3]: دیکھیے: استخواں ریزۂ موراں۔

موزوں[4]: (۱) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی ص۹۲

(۲) گلستاں، بے تکلف پیش پا اُفتادہ مضموں ہے جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ص۱۱۱

دیکھیے ــــ: (۳) صورتِ موزوں۔ (۴) نالۂ موزوں۔

موزونی: طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہاے یار ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد ص۳۸

موزونیِ دوعالم: موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد مصراعِ نالۂ نَے، سکتہ ہزار جا ہے ص۹۴

موسم[4]: (۱) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا موجِ شراب ص۱۶۳

(۲) خزاں کیا، فصلِ گل کہتے ہیں کس کو، کوئی موسم ہو وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے ص۲۲۰

(۳) دیکھیے: سرآغازِ موسم۔

موسمِ خزاں: دیکھیے: گلِ موسمِ خزاں۔

موسمِ گل: (۱) ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی کہ تھا آئینۂ خور پر تصور زنگ بستن کا ص۲۷

(۲) موسمِ گل میں مے گلگوں حلالِ مے کشاں عقدِ وصلِ دخترِ رز انگور کا ہردانہ تھا ص۲۵

(۳) دیکھیے: تحتِ موجِ صبا۔

(۴) شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے موسمِ گل! رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب! ص۱۶۳

(۵) دیکھیے: بہارِ موسمِ گل۔

موسیٰ[5]: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ ہے عرضِ اعجاز دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا ص۱۴

مشاطگی[6]: کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی کہ ہے تہ بندیِ خط، سبزۂ خط در تہِ لب ہا ص۲۳

۱۔ موحّد : ایک بار۔
۲۔ مور : دس بار [مرکّب]۔
۳۔ موراں : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ موزوں : چار بار [مرکّب: دوبار]۔
موزونی : دوبار [مرکّب]۔
۴۔ موسم : نوبار [مرکّب: سات بار]۔
۵۔ موسیٰ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ مشاطگی : ایک بار۔

موقوف[1]: (۱) ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ اے شب پروانہ و رُوزِ وصالِ عندلیب! ص۳۲

(۲) موقوف کیجیے یہ تکلف نگاریاں ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند ص۳۸

(۳) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر ص۱۲۸

(۴) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص۲۰۹

(۵) ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے ص۴۵۵

موقوفِ اندازِ تغافل: کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو تکلف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے ص۱۰۸

موقوفِ فصلِ گل: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ چشمِ دریا بار، ہے میر آبِ سرکارِ چمن ص۵۹

موکبِ[2] خاص: موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا جس طرح ہے سپہر پر پرویں ص۲۸۱

مولا[3]: ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ! ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے ص۱۰۱

مولود[4]: دیکھیے: احکامِ طالعِ مولود۔

موم[5]: (۱) خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا کہ موم آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا ص۲۱

(۲)، (۳) دیکھیے: گدازِ موم [دوبار]۔

مومِ آئینۂ ایجاد: حیرت، آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں ص۸

مومِ جادو: (۱) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم شب پیدا نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادو خواب بستن کا ص۲۷

(۲) دیکھیے: طلسمِ مومِ جادو۔

مومیائی[6]: نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے سوادِ خطِّ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا ص۱۶

مونس[7]: (۱) شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا ص۱۴۹

(۲) شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ ہوا ہے موجبِ آرامِ جان و تن تکیہ ص۳۰۳

موہوم[8]: بے دلوں سے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب ہے شرر موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل ص۵۳

۱۔ موقوف : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دوبار]۔
۲۔ موکب : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ مولا : ایک بار۔
۴۔ مولود : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ موم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۶۔ مومیائی : ایک بار۔
۷۔ مونس : دوبار۔
۸۔ موہوم : ایک بار۔

موئنہ[1]: ہے گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں، کاکل موئنہ بافتنِ ریشۂ سُنبل تاچند ص ۳۹

مہ[2]: (۱) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیماب تھا ص ۱۵

(۲) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روئے عرق آگیں پُنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا ص ۲۸

(۳) ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہائے دل چاہے ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر ص ۴۰

(۴) وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں ص ۲۶

(۵) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ کرمکِ شب تاب آسا مہ پرافشانی کرے ص ۸۲

(۶) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع مہ زسر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص ۹۶

(۷) ہے ریا کا رُتبہ بالا تر تصور کردنی تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے ص ۱۰۳

(۸) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے مژہ پیچک میں مہ کی سوزن آسا چیدنی جانے ص ۱۱۵

(۹) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے ص ۲۴۱

دیکھیے ــــــ: (۱۰) پرکالۂ مہ۔ (۱۱) پیچکِ مہ۔ (۱۲) جانشینِ ہالۂ مہ۔ (۱۳) حُسنِ مہ۔ (۱۴)، (۱۵) داغِ مہ [دوبار]۔ (۱۶) دودِ شعلہ جوالۂ مہ۔ (۱۷)، (۱۸) شبِ مہ [دوبار]۔ (۱۹) عکسِ داغِ مہ۔ (۲۰) گردِ ہالۂ مہ۔ (۲۱) لالۂ مہ۔ (۲۲) مہر و مہ۔

مہِ اختر فشاں: مہ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے تماشا کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا ص ۱۱

مہِ چاردہ: چاہا تھا میں نے، تم کو مہِ چاردہ کہوں دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیالِ خام ص ۲۸۲

مہِ خرشید جمال: حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچھا ہے اُس سے میرا مہِ خرشید جمال اچھا ہے ص ۲۳۹

مہ رُخوں: سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصوّری تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے ص ۲۱۹

مہ طلعتوں: غافل! اِن مہ طلعتوں کے واسطے چاہنے والا بھی اچھا چاہیے ص ۲۲۳

مہِ محرم: دیکھیے: ہلالِ مہِ محرم۔

مہِ نخشب: چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے خرشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا ص ۱۵۲

مہِ نَو: (۱) ختم کر ایک عبارت میں اشاراتِ نیاز جوں مہِ نَو، ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں ص ۸

---

[1] موئنہ : ایک بار۔ [2] مہ : چھیالیس بار [مفرد: نوبار، مرکّب: سینتیس بار]۔

(۲) تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں سلکِ اختر میں مہِ نَو، مژهٔ گوہر بار ص ۱۳۳

(۳) ہاں مہِ نَو! سُنیں ہم اُس کا نام جس کو تو جھک کے کررہا ہے سلام ص ۱۳۵

(۴) مہِ نَو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا نہیں ممکن بہ جولاں ہاے گردوں دخلِ پَے بُردن ص ۴۴۹

(۵) دیکھیے: ابروے مہِ نَو۔ (۶) دیکھیے: طرفِ نقابِ مہِ نَو۔

مہ وَش: دیکھیے: ساقیِ مہ وَش۔

مہ وَشاں: دیکھیے: (۱) زلفِ مہ وشاں۔ (۳) دیکھیے: شغلِ انتظارِ مہ وَشاں۔

مہ واختر: (۱) وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا ص ۱۳۹

(۲) دیکھیے: فروغِ مہ واختر۔

مہ وخرشید: (۱) بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے مہ وخرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں ص ۷۲

(۲) پھر ہوا مدحت ترازی کا خیال پھر مہ و خرشید کا دفتر کُھلا ص ۱۴۰

مہ وسال: شب و روز: افتخارِ لیل و نہار مہ و سال: اشرفِ شہور و سنیں ص ۲۸۰

مہ ومحور: دیکھیے: منصبِ مہر ومہ ومحور۔

مہ ومہر: (۱) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام ص ۱۳۷

(۲) دیکھیے: رونقِ بزمِ مہ ومہر۔

مہاراوراجہ[۱]: خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ ص ۲۷۸

مہارت[۲]: ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغّل ہے گرچہ مجھے سحر ترازی میں مہارت ص ۱۲۷

مہتاب[۳]: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲)، (۳) شبِ مہتاب [تین بار]۔ (۴) پرتوِ مہتاب۔

(۵) دیکھیے: مستِ دیدنِ مہتاب۔

(۶) دیکھیے: وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب۔

مہتابی[۴]: صبح دم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر رنگِ رخسارِ گلِ خرشید مہتابی کرے ص ۱۰۰

۱۔ مہاراوراجہ : ایک بار۔
۲۔ مہارت : ایک بار۔
۳۔ مہتاب : چھے بار [مرتّب]۔
۴۔ مہتابی (کرے): ایک بار۔

مہجورِ[1] پیام: گوشِ مہجورِ پیام و چشمِ محرومِ جمال ایک دل، تس پر یہ نااُمیدواری، ہائے ہائے! ص۲۰۴

مہر[2] [۱]: دیکھیے ــــــ: (۱) رہِ مہر۔ (۲) سردمہر۔ (۳) وفاومہر۔ (۴) وفاومہرومحبت۔

مہر ووفا: آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا ص۱۳۵

(۳) دیکھیے: بہارِ ریاضِ مہرووفا۔ (۳) دیکھیے: تعریت مہر و وفا۔

مہر[3] [۲]: (۱) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام ص۱۳۷

(۲) مہر کا نپا، چرخ چکر کھا گیا بادشہ کا رایت لشکر کھلا ص۱۴۰

(۳) گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ قرصِ کافوری ہے مہر از بہرِ سرما خوردگاں ص۲۶

(۴) زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا ص۱۳۶

(۵) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ ص۲۰۱

دیکھیے: (۶) تارِ شعاعِ مہر۔ (۷) رونقِ بزمِ مہ و مہر۔ (۸)، (۹)، (۱۰) شعاعِ مہر [تین بار]۔ (۱۱) صاعقہ و مہر۔ (۱۲) صبح ومہر۔

مہرِ تاباں: (۱) مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ! قربِ ہر روزہ بر سبیلِ دوام ص۱۳۶

(۲) تاجِ زریں مہرِ تاباں سے سوا خسروِ آفاق کے مُنہ پر کھلا ص۱۳۹

مہرِجہاں تاب: (۱) کیسا فلک اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا ص۲۸۴

(۲) دیکھیے: شرفِ مہرِجہاں تاب۔

مہرِ درخشاں: دیکھیے: (۱) زحمتِ مہرِ درخشاں۔ (۲) شعاعِ مہرِ درخشاں۔

مہرِ رخشاں: مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام ص۱۳۸

مہرِ عالم تاب: صبح دم دروازۂ خاور کھلا مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا ص۱۳۸

مہرِ علَم: دیکھیے: شہنشاہِ کواکب سپہ مہر علَم۔

مہر فر: دیکھیے: سرورِ مہر فر۔

۱۔ مہجور : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ مہر (۱) : سات بار [مرکّب]۔
۳۔ مہر (۲) : اٹھائیس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھبّیس بار]۔

مہرِ گردوں: ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام مہرِ گردوں ہے چراغِ رہ گزارِ باد یہاں ص ۱۸۲

مہرِ نیم روز: دیکھیے: صورتِ مہرِ نیم روز۔

مہر و ماہ:[1] (۱) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں ص ۱۹۱

(۲) دیکھیے: سیم و زرِ مہر و ماہ۔

مہر وش: ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں ص ۱۸۰

مہر و مہ: پھر اِس انداز سے بہار آئی کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی ص ۲۵۱

مہر و مہ و محور: دیکھیے: منصبِ مہر و مہ و محور۔

مُہر: (۱) مُہر بجائے نامہ، لگائی برلبِ پیکِ نامہ رساں قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص ۲۷

(۲) جوں اعتمادِ نامہ و خط کا ہو مُہر سے یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ ص ۴۸

(۳) نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا کہ پُشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر ص ۱۶۷

(۴) دیکھیے: سر بہ مہر۔

مُہرِ چشم: معمائے تکلف، سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ طومارِ بستر ہے ص ۸۵

مُہرِ خموشی: دادِ خواہِ تپش و مُہرِ خموشی برلب کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا ص ۲۸

مُہرِ دہاں: گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہوجائے گا بے تکلف داغِ مہ، مُہرِ دہاں ہوجائے گا ص ۱۵۰

مُہرِ دہن: ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے ص ۸۶

مُہرِ سلیماں: وہ داد و دید گراں مایہ شرط ہے ہمدم! وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے! ص ۳۱۲

مُہرِ صد نظر: نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رسوا بے وفائی کا بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا ص ۱۳۶

مُہرِ ضبطِ بیجا: دیکھیے: داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا۔

مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی: مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی لکھیے حرزِ بازوے شگرفانِ خود آرا کہیے ص ۱۲۲

مُہرِ نامہ: بہ مہرِ نامہ جو بوسہ گُلِ پیام رہا ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا ص ۳۰

۱۔ مہر : چودہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: گیارہ بار]۔

مُہرِ نوازش نامہ: مسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے کہ داغ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا ص۲۲

مُہرِ نماز[1]: (۱) دلِ از اضطراب آسودہ طاعت گاہِ داغ آیا بہ رنگِ شعلہ ہے مُہرِ نماز از پانشستن ہا ص۲۳

(۲) صومعے میں اِسے ٹھہرایئے گر مُہرِ نماز مے کدے میں اِسے خشتِ خُم صہبا کہیے ص۱۲۲

(۳) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم، مُہرِ نماز ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار ص۱۳۲

مہرباں[2]: (۱) شادو دل شاد و شادماں رکھیو اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو ص۱۳۱

(۲) سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہوجائے گا ص۱۸۶

(۳) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں ص۱۸۸

(۴) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو ص۲۰۰

(۵) عمر و دولت سے شادماں رہیں اور غالبؔ پہ مہربان رہیں ص۲۷۶

(۶) وہ مہرباں ہو، تو انجم کہیں: الٰہی شکر! وہ خشمگیں ہو، تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! ص۲۷۷

(۷) مہرباں ہو کے بلالو مجھے چاہو جس وقت میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں ص۱۸۶

دیکھیے ـــــ: (۸) رنجشِ یارِ مہرباں۔ (۹) عیسیٔ مہرباں۔

مہرباں تر: خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے ص۹۱

مہربانی ہائے دشمن[3] مہربانی ہاے دشمن کی شکایت کیجیے یا بیاں کیجے سپاسِ لذتِ آزارِ دوست ص۱۶۵

مہر گیا[4]: پاے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے خارِ رہ کو ترے ہم مہر گیا کہتے ہیں ص۱۸۷

مُہرہ[5]: (۱) اسدؔ! اندیشۂ ششدر شدن ہے نہ پھریے مُہرہ ساں خانہ بہ خانہ ص۳۵۱

(۲) زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے منعماں دانۂ تسبیح سے میں مہرہ در ششدر ہوا ص۲۰

مہماں[6]: نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھایئے ص۴۷

(۲) مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

۱۔ مُہرِ نماز : تین بار۔
۲۔ مہرباں : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: دو بار]۔
۳۔ مہربانی ہا : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ مہر گیا : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ مُہرہ : دو بار [مرکّب]۔
۶۔ مہمان : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

مہماں پرور: دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور | دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے ہے رُخسار ص۴

مہمانِ تغافل: زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں | بے فائدہ یاروں کو فکرِ غم و شادی ہے ص۱۱۵

مہمیز[۱]: دیکھیے: صد جُنبشِ مہمیز۔

مُہیّا[۲]: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں | کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مُہیّا ہو ص۶۷

مہینا[۳]: (۱) پھر ہوئی ہے اِسی مہینے میں | منعقد محفلِ نشاط قریں ص۲۸۰

(۲) تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں | استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام ص۱۸۲

(۳)، (۴) دیکھیے: ہر مہینے [دوبار]۔

مَے[۴]: (۱) اِس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسدؔ | زُور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۴۹

(۲) بس کہ مَے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ | خطِ پیمانۂ مَے ہے نفَسِ دزدیدہ ص۱۷

(۳) کجا مَے، کو عرق؟ سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر | خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے ص۸۱

(۴) ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کو مَے، کہ آج | آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے ص۱۰۰

(۵) مَے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں | غم سے جب ہوگئی ہو زیست حرام ص۱۳۶

(۶) بے مَے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی | کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا ص۱۵۰

(۷) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ غبار | یہ مے کدہ خراب ہے مَے کے سراغ کا ص۱۵۰

(۸) مَے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں یارب! | آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص۱۵۹

(۹) رات کے وقت مَے پیے، ساتھ رقیب کو لیے | آوے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں ص۱۷۸

(۱۰) قرض کی پیتے تھے مَے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں | رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن ص۱۷۹

(۱۱) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ | غافل کو میرے شیشے پہ مَے کا گمان ہے ص۲۰۳

(۱۲) مَے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو | اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے ص۲۱۹

۱۔ مہمیز : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ مہیّا : ایک بار۔
۳۔ مہینا : چار بار۔
۴۔ مَے : ایک سو دو بار [مفرد: اُنیس بار، مرکّب: تراسی بار]۔

(۱۳) کیوں ردِ قدح کرے ہے زاہد مَے ہے، یہ مگس کی قَے نہیں ہے ص۲۲۹

(۱۴) مَے نے کیا ہے حُسنِ خود آرا کو بے حجاب اے شوق! ہاں، اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے ۲۳۰

(۱۵) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مَے جس قدر ملے ص۲۳۶

(۱۶) میں اُنھیں چھیڑوں اور کچھ نہ کہیں چل نکلتے جو مَے پیے ہوتے ص۲۴۳

(۱۷) رات پی زم زم پہ مَے اور صبح دم دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے ص۲۵۰

(۱۸) انجمِ چرخ: گوہر آگیں فرشِ نور: مَے، ماہ: ساغرِ سیمیں ص۲۸۰

(۱۹) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوئے گلستاں میں کہ مَے، عکسِ شفق ہے اور ساغر، ہے حباب اُس کا ص۴۴۷

دیکھیے ـــــ: (۲۰)، (۲۱) آتشِ مَے [دوبار]۔ (۲۲) آلودہ بہ مَے۔ (۲۳) بادبانِ کشتیِ مَے۔ (۲۴)، (۲۵) بزمِ مَے [دوبار]۔ (۲۶) بطِ مَے۔ (۲۷) پنبۂ مینائے مَے۔ (۲۸) پیمانۂ مَے۔ (۲۹)، (۳۰)، (۳۱) جامِ مَے [تین بار]۔ (۳۲) جامِ سرشارِ مَے۔ (۳۳) جائے مَے۔ (۳۴) حبابِ مَے۔ (۳۵) خشکیِ مے۔ (۳۶) خطِ جامِ مَے۔ (۳۷)، (۳۸) خُمِ مَے [دوبار]۔ (۳۹) خطِ پیمانۂ مَے۔ (۴۰) داغِ مَے۔ (۴۱)، (۴۲) دریائے مَے [دوبار]۔ (۴۳) راہِ طلبِ مَے۔ (۴۴) رنگِ موجِ مَے۔ (۴۵) رہنِ مَے۔ (۴۶) ریزۂ شیشۂ مَے۔ (۴۷) شیشۂ مَے۔ (۴۸) صافِ مَے۔ (۴۹) صرفِ بہائے مَے۔ (۵۰) طوفانِ مَے۔ (۵۱) غرقۂ مَے۔ (۵۲) فرطِ نشۂ مَے۔ (۵۳) فروغِ مَے۔ (۵۴) قطرہ فشانی ہائے مَے۔ (۵۵) قطرۂ مَے۔ (۵۶)، (۵۷) کیفیتِ مَے [دوبار]۔ (۵۸) گدائے مَے۔ (۵۹) گلوئے شیشۂ مَے۔ (۶۰) لطفِ خمارِ مَے۔ (۶۰)ــــ(۶۷) موجِ مَے [سات بار]۔ (۶۸)، (۶۹) مینائے مَے [دوبار]۔ (۷۰)ــــ(۷۴) نشۂ مَے [پانچ بار]۔ (۷۵) نیازِ گردشِ پیمانۂ مَے۔ (۷۶) وقتِ مَے۔

مَے آشامی: اے خیالِ وصل! نادر ہے مَے آشامی تری پختگی ہائے کبابِ دل، ہوئی خامی تری ص۹۳

مَیِ اُلفت: عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری مےِ اُلفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی ص۴۵۵

مے پرستاں: (۱) پنبۂ مینائے مَے رکھ لو تم اپنے کان میں مے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے ص۱۰۳

(۲) مے پرستاں! خُمِ مَے مُنہ سے لگائے ہی بنے ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی ص۲۰۹

مَے پرستی: (۱) دیکھیے ــ: بزمِ مے پرستی۔ (۲) وقتِ مَے پرستی۔

مۓ تمثالِ پری: مۓ تمثالِ پری نشۂ مینا آزاد | دلِ آئینہ طرب ساغرِ بختِ بیدار — ص۷

مۓ تُند: سازِ عریانیِ کیفیتِ دل ہے، لیکن | یہ مۓ تند، نہیں موجِ خرامِ اظہار — ص۳

مۓ جلوہ: دیکھیے: ارزانیِ مۓ جلوہ۔

مۓ ذات: دیکھیے: مستِ مۓ ذات۔

مۓ رنجِ خمار: دیکھیے: ساغرِ مۓ رنجِ خمار۔

مۓ صدا: دیکھیے: دُردِ مۓ صدا۔

مۓ عشرت: مۓ عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے | لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی — ص۲۰۲

مۓ کشیدن: بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیّتِ حال | مے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا — ص۴۴۵

مۓ کیفیّتِ ...: بہ ہنگامِ تصور ساغرِ زانو سے پیتا ہوں | مۓ کیفیّتِ خمیازہ ہاے صبحِ آغوشاں — ص۴۴۹

مۓ گل رنگ: کیفیّتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں | یک غنچے سے صد خُم مۓ گل رنگ نکالوں — ص۶۰

مۓ گل فام: (۱) جو کہ بخشے گا تجھ کو فرِّ فروغ | کیا نہ دے گا مجھے مۓ گل فام؟ — ص۱۳۶

(۲) غم کھانے میں بُودا دلِ ناکام بہت ہے | یہ رنج کہ کم ہے مۓ گل فام، بہت ہے — ص۴۴۵

مۓ گل گوں: موسمِ گل میں مۓ گل گوں حلالِ مۓ کشاں | عقدِ وصلِ دُختِ رز، انگور کا ہردانہ تھا — ص۲۵

مۓ گلنارگوں: کہاں ہے ساقیِ مہ وَش؟ کہاں ہے ابرِ مطیر؟ | بیار: لا مۓ گلنارگوں، ببار: برس — ص۲۶۴

مۓ گوں: دیکھیے: آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں۔

مۓ مردافگنِ عشق: دیکھیے: حریفِ مۓ مردافگنِ عشق۔

مۓ مشک بو: ہے چار شنبہ آخرِ ماہِ صفر، چلو | رکھ دیں چمن میں، بھر کے مۓ مُشک بو کی ناند — ص۱۲۸

مۓ وانگبیں: طاعت میں تار ہے نہ مے وانگبیں کی لاگ | دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو — ص۱۹۷

مے وساغر: دیکھیے: گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر۔

مے ونغمہ: اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، اِنھیں کچھ نہ کہو | جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں — ۱۸۷

میخانہ[1]: (۱) بس کہ ہے میخانہ ویراں جوں بیابانِ خراب | عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب — ص۳۱

۱۔ میخانہ : سترہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

(۲) لکھی یاروں کی بدمستی نے میخانے کی پامالی ہوئی قطرہ فشانی ہاے مے بارانِ سنگ آخر ص۴۰

(۳) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس تو نبے بو دیجیے میخانے کی دیوار کے پاس ص۴۶

(۴) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے میخانے میں اسدؔ صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص۵۱

(۵) رہا آباد عالم اہلِ ہمّت کے نہ ہونے سے بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، میخانہ خالی ہے ص۲۰۹

(۶) کہاں میخانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ! پر اتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے ص۲۵۰

دیکھیے ـــــ: (۷) ابرِ میخانہ۔ (۸) بدستِ بشکنِ میخانہ۔ (۹) خاکِ درِ میخانہ۔ (۱۰) دروازۂ میخانہ۔
(۱۱) کیفیتِ میخانہ۔ (۱۲) گدائے کوچۂ میخانہ۔ (۱۳) گوشۂ میخانہ۔

میخانۂ جگر: میخانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں خمیازہ کھینچے ہے بُتِ بیداد فن ہنوز ص۱۷۱

میخانۂ جنوں: دیکھیے: وسعتِ میخانۂ جنوں۔

میخانۂ دریاے بےساحل: جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ قطرے سے میخانۂ دریاے بےساحل نہ پوچھ ص۲۷

میخانۂ نیرنگ: دیکھیے: ساغرِ میخانۂ نیرنگ۔

میخانہ ہا: سیرِ ملکِ حُسن کر، میخانہ ہا نذرِ خمار چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج ص۳۵

میخوار[۱]: دیکھیے: بُتِ میخوار۔

میخواروں: کھول کر دروازہ میخانہ، بولا مے فروش اب شکستِ توبہ میخواروں کو فتح الباب ہے ص۳۰۴

مے فروش[۲]: دیکھیے: ''میخواروں''۔

میکدہ[۳]: (۱) ہر کفِ خاک: جگر تشنۂ صد رنگ ظہور غنچے کے میکدے میں مستِ تاءمل ہے بہار ص۳

(۲) خمارِ منّتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ دلِ گداختہ کے میکدے میں ساغر کھینچ ص۳۵

(۳) طلسمِ مستی دل آں سوے ہجومِ سرشک ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہیں ص۴۳

(۴) خشکیِ مے نے تلف کی میکدے کی آبرو کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو ص۶۸

میخانہ ہا : ایک بار۔
۱۔ میخوار : ایک بار [مرکّب]۔
میخواروں : ایک بار۔
۲۔ مے فروش : ایک بار۔
۳۔ میکدہ : تیرہ بار [مفرد: نو بار، مرکّب: چار بار]۔

(۵) صومعے میں اِسے ٹھہرائیے گر مُہرِ نماز   میکدے میں اِسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے   ص۱۲۲

(۶) میکدے میں ہو اگر آرزوے گل چینی   بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار   ص۱۳۲

(۷) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ غبار   یہ میکدہ خراب ہے مَے کے سراغ کا   ص۱۵۰

(۸) جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید   مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو   ص۱۹۷

(۹) میکدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست   موے شیشہ، دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے   ص۲۱۱

دیکھیے ــــ: (۱۰) رندانِ درِ میکدہ۔ (۱۱) گلشن و میکدہ۔

میکدۂ بے خروش: دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست   بزمِ خیال میکدۂ بے خروش ہے   ص۲۳۰

میکدۂ وفاق: گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں   میکدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار ایک   ص۲۹۶

میکش[۱]: خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں میکش   شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں   ص۱۸۴

میکشِ مضموں: میکشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے   لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے   ص۹۵

میکشاں: (۱) نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جاے میکشاں! خالی   کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی   ص۴۵۵

دیکھیے ــــ: (۲) حلالِ میکشاں۔ (۳) کارِ میکشاں۔

مَے کشی[۲]: (۱) کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی   کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مَے سے فروزاں کی   ص۷۶

(۲) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ!   تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے   ص۲۰۸

(۳) مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل   بادہ غالبؔ! عرقِ بید نہیں   ص۲۱۹

دیکھیے ــــ: (۴) آلاتِ مے کشی۔ (۵) آہنگِ مے کشی۔ (۶) بزمِ مے کشی۔

مَے نوشاں[۳]: دیکھیے: خطِ جامِ مَے نوشاں۔

میانِ کہسار[۴]: بُت کدہ بہرِ پرستشگریِ قبلۂ ناز   باندھے زُنّارِ رگِ سنگ میانِ کہسار   ص۴

میدان[۵]: (۱) تاک کے جی میں کیوں رہے ارمان   آئے، یہ گوے اور یہ میدان!   ص۳۰

۱۔ میکش : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
میکشاں : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
۲۔ مے کشی : پانچ بار [مرکّب: دوبار]۔
۳۔ مے نوشاں : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ میان : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ میدان : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

دیکھیے___:(۲)مردِ میداں۔(۳) یک عربدہ میداں۔(۴) شیر افگنِ میدانِ قالی۔

میدانِ نزاع: دیکھیے: گردِ میدانِ نزاع۔

میدانِ ہوس: عجز خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ حاصل؟ ہرچند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے ص۱۱۱

میر[1]: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں ص۵۷

(۲) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ کہتے ہیں: اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا ص۱۵۹

[مزید دیکھیے: قولِ ناسخ]

میر آب[2] سرکار چمن: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ چشمِ دریا بار ہے میر آبِ سرکارِ چمن ص۵۹

میرزا جعفر[3]: (۱) ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی ہوا بزمِ طرب میں رقصِ ناہید ص۱۲۹

(۲) خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر کہ جس کے دیکھے سے، سب کا ہوا ہے جی محظوظ ص۱۲۹

میرزا صاحب[4]: دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہوگئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے ص۲۱۴

میرزا یوسف[5]: دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی میرزا یوسف، ہے غالبؔ یوسفِ ثانی مجھے ص۲۳۲

میرزائی[6]: دیکھیے: غرورِ میرزائی۔

میزانِ[7] طبیعت: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا ص۴۴۵

میزانِ عدل: دیکھیے: غفلت متاع کفۂ میزانِ عدل۔

میزبانِ[8] قیصر و جم: بزم میں میزبانِ قیصر و جم رزم میں اوستادِ رستم و سام ص۱۳۷

میسّر[9]: (۱) ہوا نہ غلبہ میسّر کبھی کسی پہ مجھے کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے ص۱۲۹

(۲) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا ص۱۵۰

میکلوڈ[10]: جم رتبہ میکلوڈ بہادر، کہ وقتِ رزم تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام ص۲۸۲

[نیز دیکھیے: مکلوڈ]۔

میلِ راہِ مژگاں: دیکھیے: طولِ میلِ راہِ مژگاں۔

۱۔ میرؔ : دوبار۔
۲۔ میر آب : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ میرزا جعفر : دوبار۔
۴۔ میرزا صاحب : ایک بار۔
۵۔ میرزا یوسف : ایک بار۔
۶۔ میرزائی : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ میزان : دوبار [مرکّب]۔
۸۔ میزبان : ایک بار [مرکّب]۔
۹۔ میسّر : دوبار۔
۱۰۔ میکلوڈ : ایک بار۔ ۱۱۔ میل (۱) : ایک بار۔

میلِ[1] سرمہ: نہیں ہے ضبط جز مشاطگی ہائے غم آرائی کہ میلِ سرمہ چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں ص۴۴۹

میلا[2]: شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ آج عالم اور ہے بازار کا ص۲۷۴

میلوں: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل بجے ہے جُوگ مایا اور دیپی ص۲۶۲

مینا[3]: (۱) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص۵۱

(۲) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں ص۱۸۵

(۳) زِبس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا ص۴۴۷

دیکھیے ــــــ: (۴)ــ(۷) پنبۂ مینا [چار بار]۔ (۸) تارِ نگاہِ سوزنِ مینا۔ (۹) ریزۂ مینا۔ (۱۰)، (۱۱) زُنّارِ مینا [دو بار]۔ (۱۲)، (۱۳) ساغر و مینا [دو بار]۔ (۱۴)ـــ(۱۶) گردنِ مینا [تین بار]۔ (۱۷) مغزِ پنبۂ مینا۔ (۱۸) نشۂ مینا آزاد۔ (۱۹) یک پنبۂ مینا۔

میناشکستگاں: برہم زنِ دوعالم تکلیفِ یک صدا ہے مینا شکستگاں کو کہسار خوںبہا ہے ص۹۴

مینائے بےشراب: شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گل ص۱۷۶

مینائے خالی: عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے ص۷۹

مینائے سروِ بوستاں: عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری مَیِ الفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی ص۴۵۵

مینائے مَے: (۱) عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید مینائے مَے ہے آبلہ پائے نگاہ کا ص۱۹

(۲) مینائے مَے ہے سرو، نشاطِ بہار سے بالِ تدرو، جلوۂ موجِ شراب ہے ص۲۰۶

(۳) دیکھیے: پنبۂ مینائے مَے۔

مینائی: دیکھیے: (۱) دعوائے مینائی۔ (۲) روکشِ سطحِ چرخِ مینائی۔ (۳) محوِ نازِ مینائی۔

میوہ[4]: (۱) وہ چُھڑاوے باغ سے میوہ، جسے پھاند جانا یاد ہو دیوار کا [قادرنامہ]

(۲) ہے اصلِ تخمِ ہند سے، اور اِس زمین سے پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور ص۲۶۳

میوہ ہائے تازۂ شیریں: وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ واہ! وہ بادہ ہائے نابِ گوارا کہ ہائے ہائے! ص۱۲۳

میہمان[5]: دلّی کے رہنے والو! اسدؔ کو ستاؤ مت بیچارہ چند روز کا یہاں میہمان ہے ص۷۴

میہمانی: یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی ص۱۰

۱۔ میل (۲): ایک بار۔
۲۔ میلا : ایک بار۔
میلوں : ایک بار۔
۳۔ مینا : چھتّیس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چونتیس بار]۔
۴۔ مینائی : تین بار [مرکّب]۔
۵۔ میوہ : دو بار۔
میوہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ میہمان : ایک بار۔
میہمانی : ایک بار۔

ن

ناآشنا[1]: (۱) خود پرستی سے رہے باہم‌دگر ناآشنا بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا ص۱۹

(۲) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزاے بہار سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل ناآشنا ص۱۹

ناآفریدہ[2]: دیکھیے ــــ: (۱) عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ۔ (۲) گلشنِ ناآفریدہ۔

ناامید[3]: (۱) ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے اُمید ناامید و تمنا شکستہ دل ص۵۱

(۲) دیکھیے: دلِ ناامید۔

ناامیدتر[4]: سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ جتنا کہ ناامید تر، اُمیدوار تر ص۴۱

ناامیدواری[5]: گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال ایک دل، تس پر یہ ناامیدواری، ہاے ہاے! ص۲۰۴

ناامیدی[6]: ناامیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا ص۱۴

(۲) یاس، آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے ناامیدی، ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ ص۴۷

(۳) یک درِ بررُوے رحمت بستہ دورِ شش جہت ناامیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے ص۱۰۱

(۴) منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید ناامیدی اُس کی دیکھا چاہیے ص۲۲۳

(۵) سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی، کیا قیامت ہے! کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

دیکھیے ــــ: (۶) اُمید و ناامیدی۔ (۷) طلسمِ ناامیدی۔ (۸) عروجِ ناامیدی۔ (۹) ہجومِ ناامیدی۔ (۱۰) ہمہ ناامیدی۔

۱۔ ناآشنا : دوبار۔
۲۔ ناآفریدہ : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ ناامید : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ ناامیدتر : ایک بار۔
۵۔ ناامیدواری : ایک بار۔
۶۔ ناامیدی : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پانچ بار]۔

نا انصاف[1] : دیکھیے: فلکِ نا انصاف۔

ناب[2] : (۱)، (۲) دیکھیے: بادۂ ناب [دوبار]۔ (۳) بادہ ہاے نابِ گوارا۔ (۴) خونِ ناب۔ (۵) گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب۔

نابکار[3] : دعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بُغض — پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ ص۲۷۹

ناپینا[4] : دیکھیے: پردہ ہاے چشمِ ناپینا۔

ناپیدا[5] : (۱) بہ رہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی، اہتمام اُس کا — نگیں میں، جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا ص۲۴

(۲) صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں — توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے ص۸۶

(۳) درد ناپیدا و بیجا تُہمتِ وارستگی — پردہ دارِ یاوگی ہے وسعتِ مشرب مجھے ص۸۶

ناتمام[6] : (۱) شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سُنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا ص۳۰

(۲) فکر اچھی، پر ستایش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستایش گر کُھلا ص۱۴۱

ناتمامی: (۱) ہرچند عمر گزری آزردگی میں، لیکن — ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی ص۷۵

(۲) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے — نگاہِ نازِ چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے ص۸۳

(۳) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں — ہم نہیں جلتے، نفس ہرچند آتش بار ہے ص۲۱۲

(۴) دیکھیے: داغِ ناتمامی۔

ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار: جلتا ہے دل، کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے — اے ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار، حیف! ص۱۷۵

ناتواں[7] : (۱) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر — بہ پاے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخارِ بستر ہے ص۸۵

(۲) جنوں افسردہ وجاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر — گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی ص۹۲

(۳) ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے — کہ ظاہر پنجۂ خرشید، دستِ زیرِ پہلو ہے ص۹۸

(۴) ہنستے ہیں، دیکھ دیکھ کے سب ناتواں مجھے — یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زعفراں مجھے ص۳۰۴

ناتوانائی[8] : نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی — پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص۹۲

۱۔ نا انصاف : ایک بار [مرتب]۔
۲۔ ناب : پانچ بار [مرتب]۔
۳۔ نابکار : ایک بار۔
۴۔ ناپینا : ایک بار [مرتب]۔
۵۔ ناپیدا : تین بار۔
۶۔ ناتمام : دوبار۔ ناتمامی: پانچ بار [مرتب: دوبار]۔
۷۔ ناتواں : چار بار۔
۸۔ ناتوانائی : ایک بار۔

ناتوانی[1]: ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ | رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا ص۱۴

(۲) دریغ اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے | طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا ص۱۵

(۳) بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں! | جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال ص۵۲

(۴) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب | فرو ہوتا ہے سرسجدے میں، اے دستِ دعا! گم ہو ص۶۸

(۵) کماں ہم بھی رگ وپَے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے | نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی ص۷۶

(۶) ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ | ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے ص۱۰۱

(۷) زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ اُستخواں | تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے ص۱۱۴

(۸) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ | رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا ص۱۴

(۹) مرگیا صدمۂ یک جُنبشِ لب سے غالبؔ | ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا ص۱۴۴

(۱۰) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! | قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

(۱۱) اُدھر وہ بدگمانی ہے، اِدھر یہ ناتوانی ہے | نہ پوچھا جائے ہے اُس سے، نہ بولا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

(۱۲) ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم | مفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر ص۲۴۷

دیکھیے—: (۱۳) سپاسِ ناتوانی۔ (۱۴) شہیدِ ناتوانی۔ (۱۵) فرطِ ناتوانی۔ فریبِ ناتوانی۔

ناتوانیِ شمع: غم اُس کو حسرتِ پروانہ کا ہے، اے شعلے! | ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع ص۱۷۴

ناتوانی ہاے دل: دیکھیے: نازِ ناتوانی ہاے دل۔

ناج[2]: ہوا ناج کے، جو ہے مقلوبِ جاں | نہ وہاں آم پائیں، نہ انگور پائیں ص۲۶۴

ناچار[3]: (۱) جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو | روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے! ص۱۲۸

(۲) یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے | شرم سے پانی پانی ہونا ہے ص۱۳۰

(۳) تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے | تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں! ص۱۹۱

(۴) دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار | پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو ص۱۹۵

۱۔ ناتوانی : سترہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: پانچ بار]۔ ۲۔ ناج : ایک بار۔

ناتوانی ہا : ایک بار [مرکّب]۔ ۳۔ ناچار : چھے بار۔

(۵) ناچار بیکسی کی بھی حسرت اُٹھایئے دشوارئ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ ص۲۰۱

(۶) آگ سے، پانی میں بُجھتے وقت، اُٹھتی ہے صدا ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے ص۲۱۲

ناچیز[۱]: دیکھیے: (۱) ذرۂ ناچیز۔ (۲) ہراک ناچیز۔

ناحق[۲]: (۱) پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟ ص۱۵۹

(۲) ایک دن تجھ کو لڑا دیں گے کہیں مفت میں ناحق کٹا دیں گے کہیں ص۲۶۶

ناخدا[۳]: دیکھیے: ستم وجورِ ناخدا۔

ناخداترس[۴]: ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں ستمگر، ناخداترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟ ص۸۳

ناخریدہ[۵]: دیکھیے: بندۂ بہ درم ناخریدہ۔

ناخن[۶]: (۱) دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نَو ہے ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں ص۶۰

(۲) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا سرمایۂ طوفاں! بر انگشتِ حسابِ اشک ناخن نعلِ واژوں ہے ص۱۱۱

(۳) کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال قوتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار ص۱۳۲

(۴) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا ص۱۵۵

(۵) دوست، غم خواری میں میری سعی فرماویں گے کیا؟ زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

(۶) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال ہوگیا گوشت سے ناخن کا جُدا ہوجانا ص۱۵۶

(۷) درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کُشا تھا ص۱۵۸

(۸) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد ص۱۶۶

(۹) پھر جگر کھودنے لگا ناخن آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے ص۲۲۳

دیکھیے ــــــ: (۱۰) ذوقِ کاوشِ ناخن۔ (۱۱) سرِ ناخن۔

ناخنِ انگشت: بس کہ حیرت سے زِ پا اُفتادۂ زنہار ہے ناخنِ انگشت، تبخالِ لبِ بیمار ہے ص۸۳

ناخنِ انگشتِ خوباں: کاوشِ دُزدِ حنا، پوشیدہ افسوں ہے مجھے ناخنِ انگشتِ خوباں، نعلِ واژوں ہے مجھے ص۹۹

۱۔ ناچیز : دوبار [مرکّب]۔
۲۔ ناحق : دوبار۔
۳۔ ناخدا : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ناخداترس : ایک بار۔
۵۔ ناخریدہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ ناخن : ستائیس بار [مفرد: نو۹ بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

ناخنِ بُریدہ: (۱) رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ — اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ، ابرو تھا — ص۲۲

(۲) وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس — ناخنِ بُریدہ، ہے تیغِ صفاہانی مجھے — ص۸۶

ناخنِ پا: شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع — مہ زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے — ص۹۶

ناخنِ تاویل: وہ کہ جس کے ناخنِ تاویل سے — عقدۂ احکامِ پیغمبر کھُلا — ص۱۳۹

ناخنِ تدبیر: (۱) یہاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر — جوہر طلسمِ عقدۂ مشکل ہے آئنہ — ص۷۰

(۲) دیکھیے: بُنِ ناخنِ تدبیر۔

ناخنِ تیغِ بتاں: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس — ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے — ص۱۰۰

ناخنِ دخلِ عزیزاں: (۱) عیادت سے اسدؔ میں بیش تر بیمار رہتا ہوں — سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا — ص۲۷

(۲) ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن — پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث — ص۳۴

ناخنِ دستِ نگاریں: دیکھیے: محوِ ناخنِ دستِ نگاریں۔

ناخن زدن: مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں — ص۶۳

ناخنِ شمشیر: دیکھیے: نوکِ ناخنِ شمشیر۔

ناخنِ غم: وھاں ہجومِ نغمہ ہائے سازِ عشرت تھا اسدؔ — ناخنِ غم یہاں سرِ تارِ نَفَس، مضراب تھا — ص۱۵

ناخنِ مطرب: دیکھیے: برگ ریزِ ناخنِ مطرب۔

ناخنکِ[1] دیدہ ہائے اختر: اگر وہ آفتِ نظّارہ جلوہ گستر ہو — ہلال، ناخنکِ دیدہ ہائے اختر ہو — ص۶۷

ناخواندہ[2]: دیکھیے: (۱) سبقِ ناخواندہ۔ (۲) ورقِ ناخواندہ۔

ناخوش[3]: (۱) سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے — ہے زلیخا خوش، کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں — ص۱۹۱

(۲) دیکھیے: خوش و ناخوش۔

ناداں[4]: (۱) مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! — بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے — ص۱۱۳

(۲) ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیراں — مغرور نہ ہو ناداں! سر تا سرِ گیتی ہے — ص۱۱۵

۱۔ ناخنک : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ناخواندہ : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ ناخوش : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ ناداں : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔

(۳) فائدہ کیا، سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا ص۱۵۱

(۴) ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اَور ص۱۷۱

دیکھیے ــــــ: (۵)، (۶) دلِ ناداں [دو بار]۔ (۷) صیادِ ناداں۔

نادانی[۱]: دیکھیے: ہمہ نادانی۔

نادانستہ[۲]: گئے وہ دن کہ نادانستہ، غیروں کی وفاداری کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے ص۱۲۳

نادر[۳]: (۱) اے خیالِ وصل! نادر ہے مئے آشامی تری پُختگی ہائے کبابِ دل ہوئی خامی تری ص۹۳

(۲) دیکھیے: نسخۂ نادر۔

نادرست[۴]: دیکھیے: مشقِ سازِ نادرست۔

نادمیدہ[۵]: دیکھیے: آبلۂ نادمیدہ۔

نادیدہ[۶]: دیکھیے: چشمِ غفلت نظرِ شبنم خورِ نادیدہ۔

نادیدہ صفت: دیکھیے: سپندِ شعلہ نادیدہ صفت۔

نار[۷]: ملتی ہے خوئے یار سے نار، التہاب میں کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں ص۱۸۸

نارسا[۸]: (۱) دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا ص۱۴۳

دیکھیے ــــــ: (۲) آہِ نارسا۔ (۳) اثر کمندیِ فریادِ نارسا۔ (۴) جنونِ نارسا۔ (۵) خجلت گدازیِ نفسِ نارسا۔ (۶) دستِ سعیِ نارسا۔ (۷) دماغ نارسا۔ (۸) نالۂ نارسا۔

نارسائی: (۱) بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہو گیا صفحۂ نامہ غلافِ بالشِ پر ہو گیا ص۲۹

دیکھیے ــــــ: (۲) اضطرابِ نارسائی۔ (۳) شرمِ نارسائی [دو بار]۔

نارنج[۹]: دیکھیے: ریشۂ نارنج صفت۔

۱۔ نادانی : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نادانستہ : ایک بار۔
۳۔ نادر : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ نادرست : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نادمیدہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نادیدہ : دو بار [مرکّب]۔
۷۔ نار : ایک بار۔
۸۔ نارسا : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
نارسائی : چار بار [مرکّب: تین بار]۔
۹۔ نارنج : ایک بار [مرکّب]۔

ناز[1]

(۱) ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا — طورِ مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہِ بہار — ص ۴

(۲) کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا؟ — کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا — ص ۲۷

(۳) اے بہ سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں! — شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ — ص ۴۷

(۴)، (۵) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر — اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام — ص ۲۸۲

(۶) عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا — جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا — ص ۱۵۳

(۷) وہ بھی دن ہو! کہ اُس ستمگر سے — ناز کھینچوں، بجائے حسرتِ ناز — ص ۱۷۴

(۸) نہ اِتنا بُرشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ — مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی — ص ۲۰۲

(۹) لکدکوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی — مری طاقت، کہ ضامن تھی بُتوں کے ناز اُٹھانے کی — ص ۲۰۳

(۱۰) نقش کو اُس کے مصوّر پر بھی کیا کیا ناز ہیں! — کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کِھنچتا جائے ہے — ص ۲۲۲

(۱۱) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں، کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے — ص ۲۳۳

دیکھیے ____ : (۱۲) آبِ تیغِ ناز۔ (۱۳) آئنۂ ناز۔ (۱۴) آئینۂ ناز۔ (۱۵) اک ادائے ناز۔ (۱۶) التفاتِ ناز۔ (۱۷) انجمنِ ناز۔ (۱۸) بزمِ ناز۔ (۱۹) بسملۂ مصحفِ ناز۔ (۲۰)، (۲۱) بہارِ ناز [دوبار]۔ (۲۲) پرِ پروازِ زلفِ ناز۔ (۲۳) پرستش گریِ قبلۂ ناز۔ (۲۴) پروازِ شوقِ ناز۔ (۲۵) پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز۔ (۲۶) پوشیدہ چشمی ہائے ناز۔ (۲۷) تمثالِ ناز۔ (۲۸) تیغِ ناز۔ (۲۹) جُراتِ ناز۔ (۳۰) جگر تشنۂ ناز۔ (۳۱) چشمِ مستِ ناز۔ (۳۲) چشمکِ نگہِ ناز۔ (۳۳) حسرتِ ناز۔ (۳۴) حقِ ودیعتِ ناز۔ (۳۵) حیرت کدۂ شوخیِ ناز۔ (۳۶) خرامِ ناز۔ (۳۷) خلشِ غمزہ ہائے ناز۔ (۳۸) خلوتِ ناز۔ (۳۹) درِ عدالتِ ناز۔ (۴۰) دماغِ ناز۔ (۴۱) رندِ تمام ناز۔ (۴۲) ریزش ہائے استقبالِ ناز۔ (۴۳) خمِ تیغِ ناز۔ (۴۴) سبقِ ناز۔ (۴۵)، (۴۶) سراپا ناز [دوبار]۔ (۴۷) سلسلۂ ناز۔ (۴۸) سلسلۂ وحشتِ ناز۔ (۴۹) سوارِ سمندِ ناز۔ (۵۰) شگفتنِ گل ہائے ناز۔ (۵۱) طلبِ مستیِ ناز۔ (۵۲) طلسمِ ناز۔ (۵۳) طومارِ ناز۔ (۵۴) عرضِ ناز۔ (۵۵) عزمِ ناز۔ (۵۶) غرورِ عزّ و ناز۔ (۵۷) فرشِ رہِ ناز۔ (۵۸) فرقِ ناز۔ (۵۹) فسونِ نگہِ ناز۔ (۶۰) گرمِ خرامِ ناز۔ (۶۱) لذّتِ ایجادِ ناز۔ (۶۲) محوِ

---

[1] ناز : ایک سو بائیس بار
[مفرد: گیارہ بار، مرکّب: ایک سو گیارہ بار]۔
نازہا : ایک بار [مرکّب]۔
نازاں : ایک بار۔

خوابِ ناز۔(۶۳) مدحِ ناز۔(۶۴) مسند نشینِ بارگاہِ ناز۔(۶۵)،(۶۶) مشقِ ناز [دوبار]۔(۶۷) مشقِ جراتِ ناز۔(۶۸) ناوکِ ناز۔(۶۹) نشاں دارِ ناز۔(۷۰) نصیبِ نگہِ معنیِ ناز۔(۷۱)،(۷۲)،(۷۳) نگاہِ ناز [تین بار]۔(۷۴)،(۷۵) نگاہِ بے حجابِ ناز [دوبار]۔(۷۶)،(۷۷) نگہِ ناز [دوبار]۔(۷۸) نوبہارِ ناز۔(۷۹) وہمِ ناز۔(۸۰) ہوائے جلوۂ ناز۔(۸۱) ہوائے خرامِ ناز۔

نازِ بُتِ طنّاز: دیکھیے: نقشِ نازِ بُتِ طنّاز۔

نازبردارِ غرورِ نشۂ صہبا: زبس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا ص۴۴۷

نازِ بستر: تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل! کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ ص۱۶۵

نازِ بسیار: دیکھیے: خطِ نازِ بسیار۔

نازِ بہار: گل سر بسر اشارۂ جَیبِ دریدہ ہے نازِ بہار جز بہ تقاضا نہ کھینچیے ص۱۰۶

نازِ بے پروائیِ قاتل: دیکھیے: خرامِ نازِ بے پروائِ قاتل۔

نازِ پروردۂ بہار: صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم نازِ پروردۂ بہار ہے آم ص۱۳۱

نازِ پروردۂ صد رنگ تمنّا: نازِ پروردۂ صد رنگ تمنّا ہوں، ولے پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار ص۶

نازِ پرویں: دیکھیے: آئینۂ نازِ پرویں۔

نازِ توکّل: دیکھیے: آئینۂ نازِ توکّل۔

نازِ جلوہ: دیکھیے: گل فشانی ہائے نازِ جلوہ۔

نازِ جلوہ پیرائی: دیکھیے: تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی۔

نازِ خود بینی: نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر ص۴۰

(۲) ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی تکلف برطرف، آئینۂ تمیز حائل ہے ص۷۷

نازِ ربطِ مژگاں: دیکھیے: خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں۔

نازِ رفتن ہا: (۱،۲) عجزِ دیدن ہا بہ ناز و نازِ رفتن ہا بہ چشم جادۂ صحرائے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے ص۸۷

نازِ زخمِ دل: دیکھیے: سامانِ نازِ زخمِ دل۔

نازِ زمیں: دیکھیے: خم شدۂ نازِ زمیں۔

نازِ سجدۂ عرضِ نیاز: اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث ص۳۴

نازِ سُنبلستانی: دودِ شمعِ کشتۂ گل، بزم سامانی عبث یک شبہ آشفتہ نازِ سُنبلستانی عبث ص۳۳

نازِ سوختن: دیکھیے: جلوۂ نازِ سوختن۔

نازِ شوخیِ دنداں: دیکھیے: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں۔

نازِ شوخیِ عنواں: ہستی: فریبِ نامۂ موجِ سراب ہے یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھائیے ص۴۷

نازِ شہادت: عشقِ تر سا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ کہ کُلہ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا ص۲۸

نازکشِ منتِ طبیباں: فغاں کہ بہرِ شفاے حصولِ ناشدنی دماغ نازکشِ منتِ طبیباں ہے ص۱۰۲

نازِ کُشتۂ جاں بخشیِ خوباں: بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں خضرؔ کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا ص۲۲

نازِ گراں مایگیِ اشک: تب نازِ گراں مایگیِ اشک بجا ہے جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے ص۲۳۴

نازِ گل: دیکھیے: کُلاہِ نازِ گل۔

نازِ گل رُخاں: دیکھیے: خوابِ نازِ گل رُخاں۔

نازِ لطفِ عشق: نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی، عبث رنگ ہے سنگِ محک، دعواے مینائی عبث ص۳۴

نازِ مسجد و بت خانہ: تاچند نازِ مسجد و بُت خانہ کھینچیے جوں شمع دل بہ خلوتِ جاناں نہ کھینچیے ص۱۰۵

نازِ مشتاقی: دیکھیے: عرضِ نازِ مشتاقی۔

نازِ مفلساں: ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز ص۱۷۱

نازِ مینائی: دیکھیے: محوِ نازِ مینائی۔

نازِ ناتوانی ہاے دل: عرضِ وحشت پر ہے نازِ ناتوانی ہاے دل شعلۂ بے پردہ چینِ دامنِ خاشاک ہے ص۱۰۷

نازِ نسیمِ عشق: دیکھیے: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق۔

ناز و ادا: دل اُس کو، پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا ص۱۳۸

نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ: بے دل نہ نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ کھینچ جوں بوے غنچہ یک نفس آرمیدہ کھینچ ص۳۶

ناز وغمزہ: مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر ص۱۲۹

ناز ونیاز: دیکھیے: جامِ دوجہاں ناز و نیاز۔

نازہاے التفاتِ اوّلیں: یاد رکھیے ناز ہاے التفاتِ اوّلیں آشیانِ طائرِ رنگِ حنا ہوجایئے ص۸۸

نازاں: ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟ پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے ص۲۴۵

نازشِ[1] اربابِ عجز: دیکھیے: ساماں ترازِ نازشِ اربابِ عجز۔

نازشِ ایامِ خاکستر نشینی: نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں! پہلوے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا ص۱۴۵

نازشِ دودمانِ آب وہوا: رونقِ کارگاہِ برگ و نوا نازشِ دودمانِ آب و ہوا ص۱۳۱

نازشِ مژگاں: جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار ص۱۳۳

نازشِ ہم چشمیِ ساغر: دیکھیے: حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر۔

نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں: کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں تیرا بیمار، برا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا ص۱۶۲

نازک[2]: (۱) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص۴۳

(۲) زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو ص۶۸

(۳) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۴) ہوکے عاشق، وہ پری رخ اور نازک بن گیا رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اُڑتا جائے ہے ص۲۲۲

(۵) بن گیا سبحہ وہ زنار، خدا خیر کرے! وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے ص۳۱۲

(۳) دیکھیے____: (۶) ہم طبعِ نازکِ خوباں۔ (۷) تنِ نازک۔ (۸) دلِ نازک۔ (۹) فسانِ تیغِ نازک۔ (۱۰) لبِ نازک۔

نازک بدن: دیکھیے: بُتِ نازک بدن۔

نازک تر: (۱) اے بہ ضبطِ حال خو ناکردگاں! جوشِ جنوں نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

۱۔ نازش : چھے بار (مرکّب)۔ ۲۔ نازک : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: نو بار]۔

(۲) کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ یک پردہ نازک تر — دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو — ص ۶۸

نازک خیالی: دیکھیے: تارِ جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی۔

نازکی[1]: تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بُودا — کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر اُستوار ہوتا — ص ۱۶۰

نازکیِ طبعِ آرزو: اسدؔ! یہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف — کہ ایک وہم ضعیف و غمِ دوعالم ہے — ص ۱۰۲

نازکیِ وحشتِ شکیبائی: بہ چشمِ در شدہ مژگاں، ہے جوہرِ رگِ خواب — نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی — ص ۱۱۰

نازنیں[2]: وہ سبزہ زار ہائے مطرّا، کہ ہے غضب — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

ناساز[3]: دیکھیے: (۱) بختِ ناساز۔ (۲) سازِ طالعِ ناساز۔

ناسازگاری[4]: زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی — یعنی تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہائے ہائے! — ص ۲۰۴

ناسازیِ[5] دوا: دیکھیے: مصیبتِ ناسازیِ دوا۔

ناسازیِ نصیب: ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے — اُمید نااُمید و تمنا شکستہ دل — ص ۵۱

ناسپاسی[6]: اسدؔ! شکوہ کفر و دعا ناسپاسی — ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم — ص ۵۵

ناسخ[7]: غالبؔ! اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخؔ — "آپ بے بہرہ ہے، جو معتقدِ میرؔ نہیں" — ص ۱۸۲

ناسزا[8]: (۱)، (۲) جو مدّعی بنے، اُس کے نہ مدّعی بنیے — جو ناسزا کہے، اُس کو نہ ناسزا کہیے — ص ۲۳۸

(۳) امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد — پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

(۴) اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں — سمجھیں تو زرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں — ص ۳۱۳

ناسوختہ[9]: دیکھیے: دلِ ناسوختہ۔

ناسور[10]: (۱) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۲) دیکھیے: چشمِ صد ناسور۔ (۳) در پردۂ ناسو۔

۱۔ نازکی : تین بار [مرتّب: دوبار]۔
۲۔ نازنیں : ایک بار۔
۳۔ ناساز : دو بار [مرتّب]۔
۴۔ ناسازگاری : ایک بار۔
۵۔ ناسازی : دو بار [مرتّب]۔
۶۔ ناسپاسی : ایک بار۔
۷۔ ناسخ : ایک بار [مرتّب]۔
۸۔ ناسزا : چار بار۔
۹۔ ناسوختہ : ایک بار [مرتّب]۔
۱۰۔ ناسور : چار بار [مرتّب: تین بار]۔

ناسورِ چشمِ تعزیت: تڑپ کر مرگیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر ص ۴۰

ناشدنی[1]: فغاں! کہ بہرِ شفائے حصولِ ناشدنی دماغ نازکشِ منّتِ طبیباں ہے ص ۱۰۲

ناشکیبی[2]: دیکھیے: عرضِ ناشکیبی۔

ناشگفتہ[3]: دیکھیے: غنچۂ ناشگفتہ۔

ناشناس[4]: دیکھیے: حق ناشناس۔

ناشنیدہ[5]: ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ ہوں میں کلامِ نغز، ولے ناشنیدہ ہوں ص ۲۹۹

ناصح[6]: (۱) گرکیا ناصح نے ہم کو قید؛ اچھا، یوں سہی یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟ ص ۱۵۵

(۲) یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح؟ کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا ص ۱۶۰

(۳) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ، کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر ص ۱۶۷

دیکھیے:- (۴) حضرتِ ناصح۔ (۵) شورِ پندِ ناصح۔

ناصحِ بےصرفہ گو: پنبۂ مینائے مَے رکھ لو تم اپنے کان میں مَے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے ص ۱۰۳

ناصحِ دانا: دیکھیے: سخنِ ناصحِ دانا۔

ناصحانِ عزیز: معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں ص ۶۰

ناصیہ سا[7]: (۱) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام ص ۱۳۷

(۲) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال آستاں پر ترے، مہ ناصیہ سا ہوتا ہے ص ۲۴۱

ناصیہ فرسا: مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور ص ۱۷۰

ناصیۂ عرش: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص ۱۳۵

ناصیۂ قلزم و نیل: دیکھیے: داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل۔

۱۔ ناشدنی : ایک بار[مرکّب]۔
۲۔ ناشکیبی : ایک بار[مرکّب]۔
۳۔ ناشگفتہ : ایک بار[مرکّب]۔
۴۔ ناشناس : ایک بار[مرکّب]۔
۵۔ ناشنیدہ : ایک بار۔
۶۔ ناصح : سات بار[مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔
ناصحاں : ایک بار[مرکّب]۔
۷۔ ناصیہ : پانچ بار[مرکّب]۔

ناطق[1]: دیکھیے: حکمِ ناطق۔

ناطقہ[2]: خامہ انگشت بہ دنداں کہ اِسے کیا لکھیے ناطقہ سر بہ گریباں کہ اِسے کیا کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]

ناعاقبت اندیش[3]: دیکھیے: دلِ ناعاقبت اندیش۔

ناف[4] زمین: مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے ص۲۰۵

نافِ غزال: دیکھیے: نافِ زمین۔

نافہ[5]: (۱) حجرالاسودِ دیوارِ حرم کیجیے فرض نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]

(۲) جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے نافہ دماغِ آہوے مشکِ تتار ہے ص۲۱۷

(۳) دیکھیے: مشکِ نافہ۔

ناقابلی[6]: خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے ص۹۱

ناقص[7]: دیکھیے: امتیازِ ناقص وکامل۔

ناقوس[8]: (۱) کفر ہے، غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا راہِ صحرائے حرم میں ہے جرسِ ناقوس وبس ص۴۶

(۲) کعبے میں جا، بجائیں گے ناقوس اب تو باندھا ہے دَیر میں احرام ص۱۳۷

دیکھیے ـــــ: (۳) نالۂ ناقوس۔ (۴) یک نالۂ ناقوس۔

ناقوسی: بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بُت خانۂ چیں کا ص۲۸

ناقہ[9]: دیکھیے: زمامِ ناقہ۔

ناقۂ سلما: دیکھیے: نقشِ پَیِ ناقۂ سلما۔

ناک[10]: محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے کہ موجِ بوے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا ص۱۳۶

۱۔ ناطق : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ناطقہ : ایک بار۔
۳۔ ناعاقبت اندیش: ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ناف : دوبار [مرکّب]۔
۵۔ نافہ : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۶۔ ناقابلی : ایک بار۔
۷۔ ناقص : ایک بار [مرکّب]۔
۸۔ ناقوس : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔
ناقوسی : ایک بار۔
۹۔ ناقہ : دوبار [مرکّب]۔ ۱۰۔ ناک : ایک بار۔

ناکام[1]: (۱) صد حیف! وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ | حسرت میں رہے ایک بتِ عربدہ جو کی | ص۲۲۸

(۲) دیکھیے: دلِ ناکام۔

ناکامی: (۱) بس کہ ہے عبرت، ادیبِ یادگی ہائے ہوس | میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری | ص۹۳

(۲) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی | وائے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے | ص۲۱۳

ناکامیِ نگاہ: ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز | تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی | ص۲۱۵

ناکردگاں: اے بہ ضبطِ حال خوناکردگاں! جوشِ جنوں | نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا | ص۲۰

ناکردہ[2]: ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد | یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے | ص۲۱۹

ناکسی[3]: (۱) سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا | ناکسی، آئنۂ نازِ توکّل تاچند؟ | ص۳۹

(۲) دیکھیے: شرمِ ناکسی۔

ناکشیدہ[4]: دیکھیے: یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ۔

ناگاہ[5]: (۱) ہند سے پہلے سات سات کے دو دیے | ناگاہ مجھ کو دکھلائی | ص۲۶۲

(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم | لمبر رہا نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام | ص۲۸۲

ناگزیرِ اُلفتِ ہستی[6]: سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی | عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا | ص۱۴۸

ناگزیرِ عقدہ پیرائی: اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی | بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلِّ مشکل ہا | ص۲۳

ناگوار[7]: (۱) ہے جُنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار | خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں | ص۶۱

(۲) دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار | صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے | ص۱۰۶

ناگوارا[8]: ناگوار ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں | ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں | ص۵۷

(۲) زِبس عُجزِ حُسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر | کُشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے | ص۸۹

۱۔ ناکام : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔
ناکامی : تین بار [مرتّب: ایک بار]۔
۲۔ ناکردہ : ایک بار۔
ناکردگاں : ایک بار [مرتّب]۔
۳۔ ناکسی : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔
۴۔ ناکشیدہ : ایک بار [مرتّب]۔
۵۔ ناگاہ : دوبار۔
۶۔ ناگزیر : دوبار [مرتّب]۔
۷۔ ناگوار : دوبار۔
۸۔ ناگوارا : دوبار۔

ناگواراتر[۱]: ہم نشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری ص۹۳

ناگہ[۲]: زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا ص۴۳۶

ناگہاں[۳]: ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا دل، کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذّت یاب تھا ص۱۴۵

(۲) ناگہاں یاد آگئی ہے مجھ کو یارب کب کی بات! کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات ص۲۹۱

(۳) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب اگرچہ زانوے نل پر رکھے دمن تکیہ ص۳۰۳

(۴) دیکھیے: مرگِ ناگہاں۔

ناگہانی[۴]: دیکھیے: (۱)، (۲) مرگِ ناگہانی [دوبار]۔

ناگیرائیِ مژگاں: دیکھیے: حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں۔

نالِ[۵] خامہ: سرنوشتِ اضطراب انجامیِ اُلفت نہ پوچھ نالِ خامہ، خار خارِ خاطرِ آغاز ہے ص۸۲

نالِ قلم: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم، موے دماغ کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں ص۸

(۲) دیکھیے: جُنبشِ نالِ قلم۔

نالاں[۷]: نالاں ہو اسدؔ تو بھی سرِ راہ گزر پر کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو ص۴۵۰

(۲) جورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۴۵۳

(۳) دیکھیے: دلِ نالاں۔

نالہ[۸]: (۱) توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں ص۷

(۲) جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابیِ کمند آیا سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

(۳) شب کہ دل زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر آیا نالہ برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا ص۲۷

(۴) اسدؔ! اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تاچند حوصلہ تنگ نہ کر بے سببِ آزاروں کا ص۲۸

۱۔ ناگواراتر : ایک بار۔
۲۔ ناگہ : ایک بار۔
۳۔ ناگہاں : چار بار [مرکّب: ایک بار)۔
۴۔ ناگہانی : دوبار [مرکّب]۔
۵۔ ناگیرائی : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نال : دوبار [مرکّب]۔
۷۔ نالاں : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۸۔ نالہ : پچانوے بار [مفرد: اُنتالیس بار مرکّب: چھپّن بار]۔
نالوں : ایک بار۔
نالہ ہا : چار بار۔ نالے : چار بار۔

(۵) نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم! شرح برخود غلطی ہائے عزیزاں تاچند ص۳۹

(۶) نے کوچۂ رسوائی و زنجیرِ پریشاں اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں؟ ص۶۰

(۷) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! ص۱۷۷

(۸) نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جُرات ہوں اسدؔ کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزو تاویل کی ص۹۱

(۹) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت ڈھیل کی ص۹۱

(۱۰) خدایا! خوں ہوں رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی ص۹۲

(۱۱) وحشت نہ کھینچ قاتل، حیرت نفس ہے بسمل جب نالہ خوں ہو غافل، تاثیر کیا بلا ہے! ص۹۴

(۱۲) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے ص۹۹

(۱۳) نالہ خونیں ورق و دل گلِ مضمونِ شفق چمن آرائے نَفَس وحشتِ تنہائی ہے ص۱۰۴

(۱۴) ہوش اے ہرزہ درا! تُہمتِ بیدردی چند؟ نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے ص۱۱۰

(۱۵) شکستِ سازِ خیال آں سوے گریوۂ غم ہنوز نالہ پر افشانِ ذوقِ رعنائی ص۱۱۰

(۱۶) دوستدارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا ص۱۴۳

(۱۷) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا ص۱۵۲

(۱۸) دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا ص۱۵۹

(۱۹) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا ص۱۶۴

(۲۰) غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۲۱) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں ص۱۸۲

(۲۲) نالہ جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں ص۱۸۶

(۲۳) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے اَور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ ص۱۸۷

(۲۴)، (۲۵) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ۱۸۹

(۲۶) نہ کرتا کاش نالہ! مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی ص۲۰۲

(۲۷) وھاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر یھاں نالے کو اور اُلٹا دعواے رسائی ہے ص۲۱۰

(۲۸) آگ سے، پانی میں بُجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے ص۲۱۳

(۲۹) ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے ص۲۱۴

(۳۰) نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۳۱) قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۹

(۳۲) مری ہستی، فضاے حیرت آبادِ تمنّا ہے جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے ص۲۲۰

(۳۳) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جایئے دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے ص۲۲۰

(۳۴) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے! واہ واہ! نغمہ ہوجاتا ہے وھاں گر نالہ میرا جائے ہے ص۲۲۱

(۳۵) پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے نالہ گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے ص۲۲۷

(۳۶) فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے نالہ پابندِ نَے نہیں ہے ص۲۲۸

(۳۷) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے ص۲۳۰

(۳۸) جورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی ہندؔ میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۲۵۳

(۳۹) اے تسلی! ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے ص۸۳

دیکھیے ـــــ: (۴۰) آہنگ عدم نالہ۔ (۴۱) اجزاے نالہ۔ (۴۲) بہارِ نالہ۔ (۴۳) پرورشِ نالہ۔ (۴۴) تپشِ نالہ۔ (۴۵) رازِ نالہ۔ (۴۶) رخصتِ نالہ۔ (۴۷) رہِ نالہ۔ (۴۸) سُراغِ تفِ نالہ۔ (۴۹) صد نالہ اسدؔ۔ (۵۰) صرفِ مشقِ نالہ۔ (۵۱) غبارِ نالہ۔ (۵۲) فکرِ نالہ۔ (۵۳) کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ۔ (۵۴) گدازِ نالہ۔ (۵۵) نذرِ خراشِ نالہ۔ (۵۶) وحشتِ نالہ۔ (۵۷) ہجومِ نالہ۔ (۵۸) یادگارِ نالہ۔ (۵۹) یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ۔ (۶۰) یک نالہ۔

نالہ طلبگار: داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز ص۴۳

نالہ فرسا: اگر وہ سروقد گرمِ خرامِ ناز آجاوے کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو ص۱۹۴

نالہ فرسائی: (۱) ذوہی صد رنگ نالہ فرسائی ذوہی صدگونہ اشک باری ہے ص۲۲۴

(۲) دیکھیے: سعیِ نالہ فرسائی۔

نالہ ہا: نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں کشتِ سپند دلِ ناسوختہ، آتش کدۂ صد تب تھا ص۲۴

نالہ ہاے بلبلِ زار: بجا ہے، گر نہ سنے نالہ ہاے بلبلِ زار کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے ص۲۱۳

نالہ ہاے زار: ڈر نالہ ہاے زار سے میرے، خدا کو مان آخر نواے مُرغِ گرفتار بھی نہیں ص۱۸۴

دیکھیے: (۱) سرگرمِ نالہ ہاے شرر بار۔ (۲) گرمِ نالہ ہاے شرر بار۔

نالۂ اسدؔ: ہر نالۂ اسدؔ، ہے مضمونِ داد خواہی یعنی سخن کو کاغذ، احرامِ مدعا ہے ص۹۵

نالۂ بلبل: (۱) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں شفقتے! نالۂ بلبل بہ گوشِ دل شنیدن منع ہے ص۱۱۳

(۲) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص۴۴

(۳) مجھ کو ارزانی رہے! تجھ کو مبارک ہو جیو! نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک ص۱۷۵

(۴) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر؟ پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے ص۲۲۹

(۵) دیکھیے: خرابِ نالۂ بلبل۔

نالۂ بیباک: یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے جادہ تا کہسار، موے چینیِ افلاک ہے ص۱۰۶

نالۂ بیدرد: حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی راہِ خوابیدہ کو غوغاے جرس افسانہ تھا ص۲۵

نالۂ بیمارِ بدخو: اسدؔ تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمارِ بدخو ہے ص۹۸

نالۂ دل: (۱) یادِ روزے کہ نَفَس سلسلۂ یارب تھا نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا ص۲۴

(۲) بوے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا ص۱۴۴

(۳) نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا ص۱۴۵

(۴) نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا ص۱۴۷

(۵) دیکھیے: طوفانِ نالۂ دل۔

نالۂ دل ہاے حزیں: دیکھیے: اثرِ نالہ ہاے دل ہاے حزیں۔

نالۂ رنجور: (۱) وهاں سے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی، اور اسدؔ یہاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے ص۹۳

(۲) حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں — نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے — ص ۹۳

نالۂ زار: تھا سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد — سازہا مفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار — ص ۶

نالۂ زنجیر: رامشگرِ اربابِ فنا، نالۂ زنجیر — عیشِ ابد، از خویش بروں تاختنی ہے — ص ۱۱۱

نالۂ زنجیرِ مجنوں: سُنبلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز — نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے — ص ۸۷

نالۂ کشیدہ: ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو — گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں — ص ۲۹۹

نالۂ لبِ خونیں نواے گل: جو تھا، سُو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا — اے واے! نالۂ لبِ خونیں نواے گل — ص ۱۷۶

نالۂ محشر عناں: گریۂ طوفان رکاب، نالۂ محشر عناں — بے سروساماں اسدؔ فتنہ سر انجام ہے — ص ۹۹

نالۂ مرغِ اسیر: نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر — رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے — ص ۸۲

نالۂ مرغِ سحر: رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں — نالۂ مرغِ سحر، تیغِ دودم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

نالۂ موزوں: تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول — اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں — ص ۶۱

نالۂ نارسا: وحشتِ دردِ بیکسی بے اثر اِس قدر نہیں — رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ نارسا سمجھ — ص ۲۷

نالۂ ناقوس: (۱) اسدؔ کو بُت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا — ص ۲۳

(۲) دیکھیے: یک نالۂ ناقوس۔

نالۂ نَے: دیکھیے: مصراعِ نالۂ نَے۔

نالوں: نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو — لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا — ص ۱۵۶

نالے: (۱) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں، مثلِ سازِ نادرست — کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ، دل — ص ۵۳

(۲) پاتے نہیں جب راہ، تو چڑھ جاتے ہیں نالے — رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اَور — ص ۱۷۰

(۳) میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھُل گیا — بلبلیں، سُن کر مرے نالے، غزل خواں ہوگئیں — ص ۱۹۲

(۴) نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے — جو وھاں نہ کھچ سکے، سُو وہ یہاں آ کے دم ہوئے — ص ۲۲۷

نام[۱]: (۱) درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے — وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلّص صبور تھا — ص ۱۸

۱۔ نام: تینتالیس بار [مفرد: بتّیس بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

(۲)	یہ رہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی، اہتمام اُس کا — نگیں میں، جوں شرارِ سنگ، ناپیدا ہے نام اُس کا	ص ۲۴
(۳)	بہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گلِ پیام رہا — ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا	ص ۳۰
(۴)	گو نفَس وجہِ غبار؟ جُراتِ عجز آشکار — در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے	ص ۹۹
(۵)	سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے	ص ۱۲۸
(۶)	آتشِ گُل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام	ص ۱۳۱ [آم کے لیے]
(۷)	ہاں مہِ نَو! سُنیں ہم اُس کا نام — جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام	ص ۱۳۵
(۸)	چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصہ آئے — کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام	ص ۱۳۷
(۹)	مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز — ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام	ص ۱۳۸
(۱۰)	پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام — اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھُلا	ص ۱۳۹
(۱۱)	بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِّ پایۂ منبر کھُلا	ص ۱۴۰
(۱۲)	ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے — دفترِ مدحِ جہاں داور کھُلا	ص ۱۴۱
(۱۳)	پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام — ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا	ص ۱۵۹
(۱۴)	نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا — کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا	ص ۱۶۴
(۱۵)	کام اُس سے آ پڑا ہے، کہ جس کا جہان میں — لیوے نہ کوئی نام، ستمگر کہے بغیر	ص ۱۶۹
(۱۶)	ہمارے ذہن میں اِس فکر کا ہے نام وصال — کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں؟ ہو تو کیوں کر ہو	ص ۱۹۸
(۱۷)	چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں — ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ: جاؤں کدھر کو میں؟	ص ۱۹۰
(۱۸)	زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا! — کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے	ص ۲۳۶
(۱۹)	شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے — یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گِلا ہوتا ہے	ص ۲۴۰
(۲۰)	جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور — جُز وہم، نہیں ہستیِ اشیا مرے آگے	ص ۲۴۸
(۲۱)	نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا — کیوں کر کہوں: لو نام نہ اُن کا مرے آگے	ص ۲۴۹
(۲۲)	خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو — ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے	ص ۲۵۰

(۲۳) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا — مگر ہاں نام کو اورنگ زیبی — ص۲۶۲

(۲۴) تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے — کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام — ص۲۶۳

(۲۵) گڑگانویں کی ہے جتنی رعیّت، وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی — ص۲۶۳

(۲۶) تین نسخوں سے کام کیا نکلے — اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے — ص۲۶۷

(۲۷) نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور — یہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور — ص۲۷۶

(۲۸) گرہ کا نام لیا، پر نہ کرسکا کچھ بات — زباں تک آکے ہوئی اُور اُستوار گرہ — ص۲۷۹

(۲۹) وھاں کہاں یہ عطا و بذل و کرم — کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں — ص۲۸۰

(۳۰) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا — جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام — ص۲۸۲

(۳۱) عزّت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بنا — عزّت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام — ص۲۸۲

(۳۲) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور — بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام — ص۲۸۳

دیکھیے: (۳۳) اہلِ نام۔ (۳۴) بے ننگ و نام۔ (۳۵) نسبتِ نام۔

نامِ شاہد: دیکھیے: نگینِ نامِ شاہد۔

نامِ شاہنشہِ بلندمقام: تو نہیں جانتا، تو مجھ سے سُن — نامِ شاہنشہِ بلند مقام — ص۱۳۷

نامِ صاحبِ خانہ: ہے نگیں کی پاداری نامِ صاحبِ خانہ — ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا — ص۱۳

نامِ نامی: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر منبر — نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش نگیں — ص۱۳۵

نامِ نکو: دیکھیے: آتش زنِ نامِ نکو۔

نامِ والائے علی: اسدؔ، گر نامِ والائے علیؑ تعویذِ بازو ہو — غریقِ بحرِ خوں، تمثال در آئینہ رہتا ہے — ص۸۳

نام ونشاں: یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا — بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ — ص۳۵۱

نام ونگیں: ہیں نام و نگیں کمیں گہِ نقبِ شعور — یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں — ص۱۱۸

نام آور[1]: دیکھیے: خاقانِ نام آور۔

---

[1] نام آور : ایک بار [مرتّب]۔

نام آوری: گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری لختِ لختِ دل، نگینِ خانۂ زنجیر ہے ص۹۵

نامحرمِ[۱] آگاہیِ دیدارِ خوباں: چمن نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے سحر گل ہائے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں ص۶۴

نامحسوس[۲]: آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں ص۶۵

نامِ خدا[۳]: دیکھیے، لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ؟ اُس کی ہر بات پہ ہم 'نامِ خدا' کہتے ہیں ص۱۸۸

نامدار[۴]: دیکھیے: خسروِ نامدار۔

نامراد[۵]: علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں ص۱۹۲

نامرادِ جلوہ: نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

نامراد دل: میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں؟ مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے ص۲۰۶

نامرد[۶]: اسدؔ! مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے ص۷۹

نامور[۷]: دیکھیے: (۱) آقائے نامور۔ (۲) امیرِ نامور۔

ناموس[۸]: دیکھیے: (۱) غارت گرِ ناموس۔ (۲) خلوت فروزِ مجلسِ ناموس۔

ناموسِ پیمانِ محبت: خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی؟ اُٹھ گئی دنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہائے ہائے! ص۲۰۴

ناموسِ دوعالم: جلوہ پرواز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دوعالم کی امیں ص۱۳۴

ناموسِ وفا: (۱) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئیں ہے نَفَس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے ص۸۹

(۲) دیکھیے: پاسِ ناموسِ وفا۔

نامہ[۹]: (۱) کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر نامہ عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں ص۸

(۲) مُہر بجائے نامہ، لگائی برلبِ پیکِ نامہ رساں قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص۲۷

نام آوری : ایک بار۔
۱۔ نامحرم : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نامحسوس : ایک بار۔
۳۔ نامِ خدا : ایک بار۔
۴۔ نامدار : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نامراد : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
۶۔ نامرد : ایک بار۔
۷۔ نامور : دو بار [مرکّب]۔
۸۔ ناموس : چھے بار [مرکّب]۔
۹۔ نامہ : چونتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: ستائیس بار]۔
نامہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۳) سرِ خطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا خونِ ہُدہُد سے لکھا نقش گرفتاروں کا ص۲۸

(۴) نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف! رکھتے ہو مجھ سے اِتنی کدورت، ہزار حیف! ص۲۹

(۵) ہے صریرِ خامہ، ریزشِ ہائے استقبالِ ناز نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے ص۸۲

(۶) نامے کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ رہ گیا خط میری چھاتی پر کھُلا ص۱۳۰

(۷) نہ دے نامے کو اِتنا طول، غالبؔ مختصر لکھ دے کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جُدائی کا ص۱۳۶

(۸) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھُلا ص۱۶۱

دیکھیے: (۹) تپشِ نامۂ تمنا۔ (۱۰) صفحۂ نامہ۔ (۱۱) طرب نامہ۔ (۱۲) فریب نامۂ موجِ سراب۔ (۱۳) مُہرِ نامہ۔

(۱۴) مُہرِ نوازش نامہ۔ (۱۵) نسب نامہ [مزید دیکھیے: سرنامہ]۔

نامہ بر: (۱) طرفِ سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نکردہ ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی ص۷۴

(۲) دیکھیے: نامہ ۸۔

(۳) ہو لیے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ؟ یا رب، اپنے خط کو ہم پہنچائیں کیا! ص۱۶۱

(۴) یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

(۵) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے ص۲۲۷

(۶) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن اے ندیم! میرا سلام کہیو، اگر نامہ بر ملے ص۲۳۶

(۷) دے کے خط، مُنہ دیکھتا ہے نامہ بر کچھ تو پیغامِ زبانی اَور ہے ص۲۳۷

(۸) دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے ہوا رقیب تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے ص۲۴۷

(۹) گیا جو نامہ بر، وہاں سے بہ رنگِ باختہ آیا خطوطِ روے قالیں نقش ہے پُشتِ کبوتر کا ص۳۲۲

(۱۰) دیکھیے: دردِ ہلاکِ نامہ بر

نامہ رساں: (۱،۲) دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے اے نامہ رساں نامہ رساں چاہیے جاسوس ص۳۶

(۳) دیکھیے: لبِ پیکِ نامہ رساں۔

نامہ وخط: جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مُہر سے یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ ص۳۸

نامہ ہا: دیکھیے: عنایت نامہ ہائے اہلِ دنیا۔

نامۂ اعمال: شومیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے ص۸۶

نقل کرتا ہوں اُسے نامۂ اعمال میں مَیں کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی ص۳۱۱

نامۂ دلدار: پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے ص۲۲۶

نامۂ راز: دیکھیے: نگارنامۂ راز۔

نامۂ شوق: تپشِ آئنہ پروازِ تمنّا لائی نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا ص۱۴

نامہرباں[1]: (۱) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں ص۱۸۸

(۲) ہے بارے اعتمادِ وفاداری اِس قدر غالبؔ، ہم اِس میں خوش ہیں کہ نامہربان ہے ص۲۰۴

نامی[2]: دیکھیے: نامِ نامی۔

نامیہ[3]: دیکھیے: قوتِ نامیہ۔

ناند[4]: ہے چارشنبہ آخرِ ماہِ صَفَر، چلو رکھ دیں چمن میں، بھر کے مئے مشک بو کی ناند ص۱۲۸

نانہادہ[5]: دیکھیے: سرِ بہ پائے بُتِ نانہادہ۔

ناو[6]: ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا ص۲۸۷

ناوک[7]: دیکھیے: (۱) پیکانِ ناوک۔ (۲) موشگافیِ ناوک۔

ناوکِ بیداد: دیکھیے: ہدفِ ناوکِ بیداد۔

ناوکِ تاثیر: دیکھیے: دُکانِ ناوکِ تاثیر۔

ناوک خوردگاں: دیکھیے: پرافشانیِ ناوک خوردگاں۔

ناوک خیز: دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے ص۸۵

ناوکِ صیاد: دیکھیے: غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد۔

۱۔ نامہرباں : دوبار۔
۲۔ نامی : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ نامیہ : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ناند : ایک بار۔
۵۔ نانہادہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ ناو : ایک بار۔
۷۔ ناوک : آٹھ بار [مرکّب]۔

ناوک فگن: دیکھیے شستِ بُتِ ناوک فگن۔

ناوکِ ناز: دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ تیرا ہی عکسِ رُخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں ص ۱۹۳

ناہید[1]: دیکھیے: رقصِ ناہید۔

نایاب[2]: (۱) نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا ص ۱۳۵

(۲) وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا ص ۱۳۵

(۳)، (۴) دیکھیے: گوہرِ نایاب [دو بار]۔

نایافت[3]: دیکھیے: طعنۂ نایافت۔

نائے ونوش[4]: دیکھیے: ہوسِ نائے ونوش۔

نبات[5]: دیکھیے: شاخِ نبات۔

نباتی: دیکھیے: روحِ نباتی۔

نَبَرد[6]: دیکھیے: بابِ نبرد۔

نَبَردِ پیشہ: دیکھیے: عشقِ نبرد پیشہ۔

نَبَردِ عشق: (۱) ہوئے ہیں پانو ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے، نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۵

(۲) دیکھیے: ترکِ نبردِ عشق۔

نبضِ[7] آرزو: دیکھیے: تپشِ نبضِ آرزو۔

نبضِ بیمار: قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار ص ۶

نبضِ بیمارِ وفا: رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے ص ۲۱۰

نبضِ پری: بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص ۲۱۷

نبضِ جگر: وہ تبِ عشق تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے ص ۲۰۹

۱۔ ناہید : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ نایاب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

۳۔ نایافت : ایک بار [مرکب]۔

۴۔ نائے ونوش : ایک بار [مرکب]۔

۵۔ نبات : ایک بار [مرکب]۔

نباتی : ایک بار [مرکب]۔

۶۔ نبرد : چار بار [مرکب]۔

۷۔ نبض : دس بار [مرکب]۔

نبضِ خار و خسِ آشیاں: دیکھیے: گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں۔

نبضِ خس: عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا ص ۱۴۷

نبضِ دستِ بُریدہ: ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے مانندِ نبضِ دستِ بُریدہ ص ۴۵۰

نبضِ دلِ بیمار: کروں گر عرضِ سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا ص ۳۱

نبضِ رگِ گل: نہیں ریزشِ عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی ص ۹۷

نبود[1]: دیکھیے: گرمِ حیرتِ بود و نبود۔

نبی[2]: (۱) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے رکھے امام سے جو بغض، کیا کہیں اُس کو؟ ص ۲۸۶

(۲)،(۳) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام وَالاکرام ص ۲۹۷

(۴) وہ دوست نبی کے اور تم اُن کے دشمن لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ ص ۳۱۳

(۵) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم ہے ہے! نہ کہو، کسے بُرا کہتے ہیں! ص ۳۱۳

دیکھیے:(۶) جانشینِ نبی۔(۷) دشمنِ آلِ نبی۔(۸) زمزمۂ نعتِ نبی۔(۹) قبلۂ آلِ نبی۔(۱۰) یارانِ نبی۔

نبیّ و امام: دیکھیے: قائلِ خدا و نبیّ و امام۔

نبیّ و علی: ہمارا مُنہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد مگر نبیّ و علی مرحبا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

نثار[3]: (۱) جان تم پر نثار کرتا ہوں میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے! ص ۲۳۸

(۲) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ ص ۲۷۸

(۳) دیکھیے: اسبابِ نثار۔

نثارِ برق: نیازِ عشق، خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر جو ہو جاوے نثارِ برق، مشتِ خار و خس بہتر ص ۲۹۴

نثاری[4]: دیکھیے: رسم و راہِ نثاری۔

نثر[5]: نثر اُس کی: ہے کارنامۂ راز نظم اُس کی: نگارنامۂ راز ص ۲۶۸

۱۔ نبود : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نبی : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: سات بار]۔
۳۔ نثار : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔
۴۔ نثاری : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نثر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
نثروں : ایک بار۔ نثرہا : ایک بار [مرکّب]۔

دیکھیے: (۲) سوادِ اعظم نثر۔ (۳) نظم عالم نثر۔

نثر مدحت سرائے ابراہیم: نثرِ مدحت سرائے ابراہیم ہے مقرر جو اَب پئے تعلیم ص ۲۶۷

نثروں: تین نثروں سے کام کیا نکلے اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے ص ۲۶۷

نثرہائے کہن: دیکھیے: درسِ نثرہائے کہن۔

نجات[1]: (۱) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں ص ۱۹۳

(۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس ص ۲۶۴

نجف[2]: دیکھیے: (۱) جادۂ دشتِ نجف۔ (۲) خاکِ صحرائے نجف۔ (۳) درِ شاہِ نجف۔ (۴) عزمِ سیرِ نجف۔ (۵) مجلس آرائے نجف۔

نجوم[3]: قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم وہ بلائے آسمانی اَور ہے ص ۲۳۷

نخچیر[4]: (۱) لذّتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا ص ۱۱

(۲) تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا؟ ص ۱۵۸

دیکھیے: (۳) بیاضِ دیدۂ نخچیر۔ (۴) دوشِ رمِ نخچیر۔ (۵)، (۶) دیدۂ نخچیر [دوبار]۔ (۷) رمِ نخچیر۔ (۸) مژۂ دیدۂ نخچیر۔

نخشب[5]: دیکھیے: مہِ نخشب۔

نخل[6]: (۱،۲) تب ہوا ہے ثمر فشاں یہ نخل ہم کہاں ورنہ اَور کہاں یہ نخل ص ۱۳۱

نخلِ باغ سلطاں: دیکھیے: نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں۔

نخلِ رطب فشاں: بارے، آموں کا کچھ بیاں ہوجائے خامہ، نخلِ رطب فشاں ہوجائے ص ۱۳۰

نخلِ شمع: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں جوں نخلِ شمع ریشے میں نشوونما گرو ص ۶۹

نخلِ طور: دیکھیے: ہر برگِ نخلِ طور۔

۱۔ نجات : دوبار۔
۲۔ نجف : پانچ بار [مرکّب]۔
۳۔ نجوم : ایک بار۔
۴۔ نخچیر : سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔
۵۔ نخشب : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نخل : سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔

نخلِ ماتم: جوں نخلِ ماتم ابر سے مطلب نہیں مجھے رنگِ سیاہِ نیل غبارِ سحاب ہے ص۵۴۲

نخوت[1]: (۱) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں ص۱۸۵

(۲) دیکھیے، لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ اُس کی ہر بات پہ ہم 'نامِ خدا' کہتے ہیں ص۱۸۸

نداده[2]: (۱) تنِ بہ بندِ ہوس در نداده رکھتے ہیں دلِ زِ کارِ جہاں اوفتاده رکھتے ہیں ص۵۹

(۲) معافِ بیہده گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نداده رکھتے ہیں ص۵۹

ندامت[3]: دیکھیے: سیلیِ ندامت۔

ندیم[4]: (۱) رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن اے ندیم میرا سلام کہیو، اگر نامہ بر ملے ص۲۳۶

(۳) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ ص۲۷۹

(۴) دیدہ خوں بار ہے مدت سے، ولے آج ندیم! دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے ص۳۱۲

ندیمِ دوست: غالبؔ! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوے دوست مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں ص۱۹۰

نذر[5]: (۱) میں اور حظِّ وصل، خدا ساز بات ہے! جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں ص۱۸۹

(۲) غالبؔ، گر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی ص۲۴۴

(۳) سو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے مسٹر کوان صاحبِ عالی مقام کی ص۲۶۳

(۴) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم لمبر رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام ص۲۸۲

نذرِ الطاف: اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پُرسیدنی جانے ص۱۱۵

نذرِ امتحاں: دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا ص۱۵۱

نذرِ تغافل: آئنۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ شش جہت اسباب ہے وہمِ توکل ہنوز ص۴۴

نذرِ خراشِ نالہ: نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھائیے ص۴۷

۱۔ نخوت : دوبار۔
۲۔ نداده : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ ندامت : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ندیم : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔
۵۔ نذر : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دس بار]۔

نذرِ خمار: سیرِ مُلکِ حُسن کر، مے خانہ ہا نذرِ خمار چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج ص۳۵

نذرِ دل‌فریبیِ عنواں: پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے ص۲۲۶

نذرِ سبکباریِ اسدؔ: یک بخت اوج نذرِ سبکباریِ اسدؔ سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہُما نہ مانگ ص۵۱

نذرِ سمندر: رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتش خانہ ہم ص۵۴

نذرِ صدا: کوہ کو بیم سے اُس کے ہے جگر باختگی نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں ص۸

نذرِ کرم: پَے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا ص۱۲۶

نرگس[1]: (۱) سُنبل و دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیّاد نرگس و جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار ص۳

(۲) آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز ص۴۳

(۳) شہِ گل نے کیا جب بند و بستِ گلشن آرائی عصائے سبزدے، نرگس کو خدمت دی نظارت کی ص۹۷

دیکھیے:- (۴)، (۵) چشمِ نرگس [دوبار]۔ (۶) شاخِ گلِ نرگس۔ (۷)، (۸) گُلِ نرگس [دوبار]۔ (۹) گل و نرگس۔
(۱۰) گل ہائے نرگس۔ (۱۱) نظارۂ نرگس۔

نرگسِ مخمور: گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز ص۴۵

نرگستاں[2]: (۱) تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا ص۲۳

(۲) دیکھیے: گردِ سوادِ نرگستاں۔

نردبانی[3]: شررِ اسیرِ دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ نردبانی ص۱۰

نرم[4] رفتار: نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برقِ گداز رفتنِ رنگِ حنا ہے، تپشِ بالِ شرار ص۵

نرمی[5]: دیکھیے: باریکی و نرمی۔

نزار[6]: کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار ص۱۲۶

نزار و زار و حزیں: اور پھر اب، کہ ضعفِ پیری سے ہوگیا ہوں نزار و زار و حزیں ص۲۸۱

۱۔ نرگس : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: نو بار]۔
۲۔ نرگستاں : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۳۔ نردبانی : ایک بار۔
۴۔ نرم : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نرمی : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نزار : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

نزاع[1]: دیکھیے: گردِ میدانِ نزاع۔

نزاعِ جلوہ: دیکھیے: گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ۔

نزاکت[2]: (۱) نزاکت ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا | شرارِ سنگ: اندازِ چراغ از چشم جَستن ہا ص۲۲

(۲) ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن | قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن ص۵۹

(۳) دی لطفِ ہَوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت | تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے ص۱۱۱

(۴) اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا | ہاتھ آویں تو انھیں ہاتھ لگائے نہ بنے ص۲۴۶

(۵) اگرچہ تھا یہ ارادہ، مگر خدا کا شکر! | اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن، تکیہ ص۳۰۳

(۶) دیکھیے: کارگہِ ربطِ نزاکت۔

نزاکت جلوہ: رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا اعضا میں عکس | ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری ص۹۳

نزاکت ساماں: دیکھیے: طبعِ نزاکت ساماں۔

نزدیک[3]: اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک | اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے ص۲۲۸

نزدیکِ پژمردن: خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی | گُلِ از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیکِ پژمردن ص۴۴۹

نزع[4]: (۱) اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! | مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص۲۱۳

دیکھیے ــــــ: (۲) دمِ نزع۔ (۳) کشمکشِ نزع۔ (۴) وقتِ نزع۔

نزع مخمور: نزع مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں، کہ مجھے | رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ باز پسیں ص۷

نزول[5]: کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول | آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کُھلا ص۱۶۱

نژادِ[6] آدم: دیکھیے: مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم۔

نژند[7]: دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا | اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا ص۲۵۳

نسب[8]: دیکھیے ــــــ: (۱) آفت نسب۔ (۲) دلِ اُلفت نسب۔ (۳) غفلت نسب۔

۱ـ نزاع : دوبار [مرکّب]۔
۲ـ نزاکت : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تین بار]۔
۳ـ نزدیک : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۴ـ نزع : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
۵ـ نزول : ایک بار۔
۶ـ نژاد : ایک بار [مرکّب]۔
۷ـ نژند : ایک بار۔
۶ـ نسب : چار بار [مرکّب]۔

نسب نامۂ نیرنگ: دیکھیے: یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ۔

نسبت[1]: (۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے، ولیکن بہ تضاد وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتواے یقیں ص۹

(۲) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ زُور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۴۹

(۳) اخترِ سوختۂ قیسؔ سے نسبت دیجے خالِ مشکینِ رُخِ دل کشِ لیلاؔ کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی]

(۴) خستگی کا ہو بھلا، جس کے سبب سے سرِ دست نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے ص۱۲۸

(۵) مرے شاہِ سلیماںؔ جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ فریدونؔ و جمؔ و کیخسروؔ و داراؔب و بہمنؔ کو ص۱۹۹

(۶) گو وھاں نہیں، پہ وھاں کے نکالے ہوئے تو ہیں کعبےؔ سے اِن بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی ص۲۲۲

دیکھیے: (۷)، (۸) محوِنسبت [دو بار]۔ (۹) ستمِ نسبتِ زلف۔

نسبتِ نام: نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رُتبہ کہ رہے ابداً پشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں ص۱۳۴

نسبتیں: بارے، نوکر بھی ہوگیا، صدشکر! نسبتیں ہوگئیں مشخّص چار ص۱۲۶

نسترن[2]: دیکھیے: دستۂ نسرین ونسترن۔

نسخہ[3] (۱): نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے سوادِ خطِّ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا ص۱۶

بجاے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو ص۶۷

نسخۂ آبِ حیواں: مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں جادۂ دشتِ نجفؔ: عمرِ خضرؔ کا طومار ص۴

نسخۂ ادوارِ ظہور: تیرا پیمانۂ مَے: نسخۂ ادوارِ ظہور تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار ص۶

نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا: کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت سویدا: نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا ہے ص۸۴

نسخۂ عرضِ دوا: عیسیٰؔ! طلسمِ حُسنِ تغافل ہے زینہار جُز پشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ ص۵۰

نسخۂ مرہم: نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحتِ دل کا کہ اُس میں ریزۂ الماس جُزوِ اعظم ہے ص۲۲۹

نسخہ[4] (۲): ہو سخن کی جسے طلبگاری کرے اِس نسخے کی خریداری ص۲۶۸

---

[1] نسبت : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چار بار]۔
نسبتیں : ایک بار۔
[2] نسترن : ایک بار [مرکّب]۔
[3] نسخہ (۱) : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔
[4] نسخہ (۲) : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
نسخہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

نسخۂ تحفہ: کہا یہ جلد کہ تو اِس میں سونچتا کیا ہے؟ لکھا ہے: نسخۂ تحفہ، یہی ہے سالِ تمام ص ۲۶۴

نسخۂ حُسن: دیکھیے: بسملۂ نسخۂ حُسن۔

نسخۂ نادر: عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے کہ جس میں حکمت وطب ہی کے مسئلے ہیں تمام ص ۲۶۳

نسخہ ہاے وفا: دیکھیے: تالیفِ نسخہ ہاے وفا۔

نسریں[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) رنگِ لالہ وگل ونسریں۔ (۲) گل ونسریں۔

نسریں عارضاں: دیکھیے: گوشِ نسریں عارضاں۔

نسرین ونسترن: دیکھیے: دستۂ نسرین ونسترن۔

نسیاں[2]: دیکھیے: (۱) طاقِ نسیاں۔ (۲) نقش ونگارِ طاقِ نسیاں۔

نسیم[3]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم لالے کے داغ سے، جوں نقطہ وخط، سنبل زار ص ۴

(۲) جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے نافہ: دماغِ آہوے دشتِ تتار ہے ص ۲۱۷

(۳) بہار شوخ وچمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے ص ۴۵۲

(۴) دیکھیے: آزادیِ نسیم۔

نسیم عشق: دیکھیے: حریفِ وحشت نازِ نسیم عشق۔

نسیمِ مصر: نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہَوا خواہی اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمائش ہے ص ۲۴۴

نسیہ[4] ونقدِ دوعالم: نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم لے لیا مجھ سے مری ہمّتِ عالی نے مجھے ص ۲۲۲

نشاط[5]: (۱) مقتل کو کس نشاط سے جاتی ہوں میں، کہ ہے پُر گُل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص ۲۲۷

(۲) مَے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو؟ اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے ص ۲۱۹

(۳) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے کہ اپنے سایے سے سر، پانْو سے ہے دو قدم آگے ص ۲۲۷

دیکھیے ـــــ: (۴) آئینۂ صد رنگ نشاط۔ (۵) داغِ تمنّاے نشاط۔ (۶) ضامنِ نشاط۔ (۷) عالمِ نیرنگِ نشاط۔

۱۔ نسریں : چار بار [مرکّب]۔
۲۔ نسیاں : دو بار [مرکّب]۔
۳۔ نسیم : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۴۔ نسیہ : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نشاط : چھبیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: بیس بار]۔

(۴) یک جُنبشِ نشاط۔

نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری: ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری، واہ واہ! پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے ص۲۳۲

نشاطِ آہنگ: مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا ص۱۳۵

نشاطِ بہار: مینائے مے ہے سرو، نشاطِ بہار سے بالِ تدرو، جلوۂ موجِ شراب ہے ص۲۰۶

نشاطِ تصور: دیکھیے: گرمیِ نشاطِ تصوّر۔

نشاطِ داغِ غمِ عشق: نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ شگفتگی، ہے شہیدِ گُلِ خزانیِ شمع ص۱۷۴

نشاطِ دل: دیکھیے: بساطِ نشاطِ دل۔

نشاطِ دہر: دیکھیے: فرصتِ رنج و نشاطِ دہر۔

نشاطِ دید: دیکھیے: عرضِ نشاطِ دید۔

نشاطِ دیدۂ بینا: نشاطِ دیدۂ بینا ہے، کو خواب وچہ بیداری؟ بہم آوردہ مژگاں روئے بر روئے تماشا ہے ص۸۴

نشاطِ عامِ عوام: مرحبا! اے سُرورِ خاصِ خواص حبذا! اے نشاطِ عامِ عوام ص۱۳۵

نشاطِ عشق: غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے ص۲۲۷

نشاط قریں: دیکھیے: مجلسِ نشاط قریں۔

نشاطِ کار: ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! نہ ہو مرنا، تو جینے کا مزا کیا؟ ص۱۵۷

نشاطِ گرد باد: دیکھیے: بزمِ نشاطِ گرد باد۔

نشاط و سُرور: دیکھیے: صد نشاط و سُرور۔

نشان[ل]: (۱) تیرگیِ ظاہری ہے طبعِ آگہ کا نشاں غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب ص۳۱

(۲) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں ص۶۱

(۳) رنجشِ یارِ مہرباں، عیش و طرب کا ہے نشاں دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے ص۱۱۶

(۴) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اَور ص۱۷۰

ل نشان : سترہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: دس بار]۔ نشاں دار : ایک بار [مرکب]۔

(۵) کہتے ہو: کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں؟ گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں ص۱۸۸

(۶) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹادیا کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے ص۲۰۳

(۷) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا مگر ہاں نام کو اورنگ زیبی ص۲۶۲

دیکھیے:(۸)امیرِشاہ نشاں۔(۹)نام ونشاں۔

نشانِ اشک: سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک ص۵۰

نشانِ بے قرارِشوق: نشانِ بے قرارِ شوق جُز مژگاں نہیں باقی کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے ص۷۹

نشانِ جگرِسوختہ: قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۹

نشانِ حال: دیکھیے: آئینۂ نشانِ حال۔

نشانِ خالِ رُخ: ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے نشانِ خالِ رُخ: داغِ شرابِ پرتگالی ہے ص۷۹

نشانِ دادخواہی: اسدؔ! خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں گریباں چاکیِ گل ہا، نشانِ دادخواہی ہے ص۴۵۴

نشاں دارِناز: جَیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کُلاہ کا ص۱۹

نشانِ روشنیِ دل: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص۴۴۹

نشانِ سوادِ دیارِ حُسن: ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حُسن عیاں کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے ص۱۰۳

نشانی[۱]: (۱) رنگ نے گل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے ص۷۸

(۲) کافی ہے نشانی ترا چھلّے کا نہ دینا خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت ص۱۶۴

(۳) ہوں زِ خود رفتۂ بیدائے خیال بھول جانا ہے نشانی میری ص۲۳۱

نشتر[۲]: (۱) بہارِ رنگِ خونِ گل ہے ساماں اشک باری کا جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا ص۱۸

(۲) درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا ص۲۰

(۳) صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج خارِ پیراہن رگِ بستر کو نشتر ہوگیا ص۲۹

(۴) باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سُرور لختِ لختِ شیشۂ بشکستہ جُز نشتر نہیں ص۶۶

۱۔ نشانی : تین بار۔ ۲۔ نشتر : چودہ بار[مفرد: آٹھ بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۵) مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے — نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو — ص۶۸

(۶) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب؟ — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا — ص۱۶۰

(۷) رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے — اگر بو دے بجاے دانہ دہقاں نوک نشتر کی — ص۲۰۷

(۸) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے — نفس کرتا ہے رگ ہاے مژہ پر کام نشتر کا — ص۳۳۲

(۹) دیکھیے: دعوتِ صد نشتر۔

نشترِ خار: یک بیاباں تپشِ بالِ شرر ہے، صحرا — مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار — ص۵

نشترِ خوں ریز: خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں — سبزۂ صحراے الفت نشترِ خوں ریز ہے — ص۸۵

نشتر زار: دیکھیے: وقفِ نشتر زار۔

نشتر زارِ سوداے خیال: یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سوداے خیال — چاہیے وقتِ تپش یک دست صد پہلو مجھے — ص۸۷

نشترِ زنبور: بہ شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں نشترِ زنبور — خود آرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا — ص۲۲

نشترِ فصاد: ہے گدازِ موم، اندازِ چکیدن ہاے خوں — نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصاد یہاں — ص۵۷

نشر[۱]: نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملت کا — خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے — ص۳۱۲

نشستن[۲]: کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا؟ — کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا — ص۲۷

نشستن ہا: دیکھیے: پانشستن ہا۔

نشنیدن[۳]: میں اور صد ہزار نواے جگر خراش — تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں! — ص۱۷۸

نشوونما[۴]: (۱) برس آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں — جوں نخلِ شمع، ریشے میں نشوونما گرو — ص۶۹

(۲) نشوونما ہے اصل سے غالبؔ فروع کو — خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے — ص۲۱۹

دیکھیے___: (۳) حوصلۂ نشوونما۔ (۴) سرِ نشوونما۔ (۵) فرصتِ نشوونما۔ (۶) فیضِ ہواے چمنِ نشوونما۔ (۷) کوتاہیِ نشوونما۔ (۸) ہمتِ نشوونما۔ (۹) یک نشوونما۔

نشوونماے خندہ: دیکھیے: فرصتِ نشوونماے خندہ۔

۱۔ نشر : ایک بار [مرکب]
۲۔ نشستن : ایک بار۔ نشستن ہا : ایک بار۔
۳۔ نشنیدن : ایک بار۔
۴۔ نشوونما : دس بار [مفرد: دوبار، مرکب: آٹھ بار]۔

نشہ[1]: (۱) گلشن و مے کدہ: سیلابیِ یک موجِ خیال نشہ و جلوۂ گل: برسرِ ہم فتنہ غبار ص۳

(۲) گر شہادت آرزو ہے، نشّے میں گستاخ ہو بال شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا ص۲۰

(۳) نشّے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو آج رنگِ رفتہ، دورِ گردشِ ساغر ہوا ص۲۰

(۴) نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ ص۷۲

(۵) نشّے کے پردے میں ہے محوِ تماشاے دماغ بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب ص۱۶۳

(۶) دیتے ہیں جنّت حیاتِ دہر کے بدلے نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے ص۲۰۸

(۷) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا نشہ بخشا غضب اِس ساغرِ خالی نے مجھے ص۳۲۰

دیکھیے:(۸) اُفتادگیِ نشہ۔(۹) بہارِ نشہ۔(۱۰) سعیِ عروجِ نشہ۔(۱۱) عروجِ نشہ۔(۱۲) موجِ خمیازۂ یک نشہ۔

نشہ پیمائی: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب دعویِ دریا کشیّ و نشہ پیمائی عبث ص۳۴

نشہ فرساے خمارِ بنگ: ہوں زِ پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز کس قدر ہے نشہ فرساے خمارِ بنگ، دل ص۵۳

نشۂ اظہار: خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے تراوشِ شیرۂ انگور کی ہے مُفتِ افشردن ص۴۴۹

نشۂ ایجادِ مجنوں: دیکھیے: دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں۔

نشۂ ایجادِ ازل: کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل سُبحۂ عرضِ دوعالم بہ کفِ آبلہ دار ص۳

نشۂ بیباکیِ مستاں: غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی ص۷۷

نشۂ تریاک: مے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا (ص۴۴۵)

نشۂ خونِ جگر: ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے ص۱۰۶

نشۂ رنگ: نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں ص۱۸۱

نشۂ صہبا: دیکھیے: ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا۔

نشۂ فکرِ سخن: تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا ص۱۵۰

نشۂ گردش: دیکھیے: سُرورِ نشۂ گردش۔

نشۂ محفل: دیکھیے: حجابِ نشۂ محفل۔

---

[1] نشہ : تینتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: چھبیس بار]۔ نشہ ہا: ایک بار۔

نشۂ مے: (۱) اے بہ ضبطِ حال خو نا کردگاں! جوشِ جنوں نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

(۲) ہے ہوس محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِؔ مست نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث ص۳۳

(۳) نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے ص۷۹

(۴) نشۂ مے کے اُتر جانے کے غم سے انگور صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا ص۴۲۵

(۵) خمیدن نشۂ مے میں، ہے شرمِ زشتِ اعمالی دماغِ زُہد میں آخر غُرورِ بے گناہی ہے ص۴۵۴

(۶) مےِ تمثال پری، نشۂ مینا آزاد دلِ آئینہ طرب، ساغرِ بختِ بیدار ص۷

نشۂ واماندگی: دیکھیے: عروجِ نشۂ واماندگی۔

نشۂ وحشت: دیکھیے: حسرتِ نشۂ وحشت۔

نشہ ہا: نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب شیشۂ مے، سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے ص۲۱۴

نشیب[۱]: اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو لبریز ملا نشیب میں ازروے اہتمام ص۲۸۲

نشیب وفراز: نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز ص۱۷۱

نصاب[۲]: دیکھیے: کتابِ طرب نصاب۔

نصارا[۳]: اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ زُور نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۳۹

نصرت الملک[۴]: نصرت الملک بہادر مجھے بتلا کہ مجھے تجھ سے جو اتنی ارادت ہے تو کس بات سے ہے؟ ص۱۲۷

نصیب[۵]: (۱) جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو؟ ص۱۹۷

(۲) میں یہ کیا جانوں کہ وہ کس واسطے ہوں پھر گئے؟ پر نصیب اپنا، اُنھیں جاتا سنا جوں، پھر گئے ص۲۹۱

(۳) دیکھیے: دلِ حسرت نصیب۔ (۴) ناسازیِ نصیب۔

نصیبِ آستیں: نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں چُنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا ص۲۸

نصیبِ تیرہ: نصیبِ تیرہ بلا گردش آفریں ہے اسدؔ زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا ص۴۳۶

نصیبِ خاطرِ آگاہ: رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ پیچ و تابِ دل، نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے ص۹۳

۱۔ نشیب : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ نصاب : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ نصارا : ایک بار۔
۴۔ نصرت الملک : ایک بار۔
۵۔ نصیب : آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔
نصیبوں : ایک بار [مرکّب]۔

نصیبِ نگہِ معنیِ ناز:	پر یہ دولت تھی نصیبِ نگہِ معنیِ ناز	کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار	ص ۴
نصیبوں:	غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو	اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن	ص ۱۷۹
نصیحت[1] نیوش:	دیکھیے: گوشِ نصیحت نیوش۔		
نصیرِ[2] دولت و دیں:	نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملّت و ملک	بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے	ص ۲۳۶
نضارت[3]:	شہِ گل نے کیا جب بند و بستِ گلشن آرائی	عصائے سبز دے، نرگس کو خدمت دی نضارت کی	ص ۹۷
نطق[4]:	زباں پہ بارِ خدایا! یہ کس کا نام آیا؟	کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے	ص ۲۳۶
نظّارگی[5]: (۱)	شب کہ تھا نظّارگی روئے بتاں کا اے اسدؔ	گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب	۳۱
(۲)	تکلّف برطرف، نظّارگی میں بھی سہی لیکن	وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے	ص ۲۲۵
نظّارگیِ صنعتِ حق:	نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں	نظّارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت	ص ۱۲۷
نظّارہ، نظارہ[6]: (۱)	رہا نظّارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں	سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شستہ بر رو تھا	ص ۲۲
(۲)	تمثال گداز آئنہ ہے عبرتِ بینش	نظّارہ تحیّر، چمنستانِ بقا ہیچ	ص ۳۶
(۳)	نظّارہ دیگر و دلِ خونیں نفَس دگر	آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ	ص ۵۰
(۴)	تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل!	سویدا: مردمِ چشمِ پری، نظّارہ: افسوں ہے	ص ۱۱۲
(۵)	نظّارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا	جوشِ بہار، جلوے کو جس کے نقاب ہے	ص ۲۰۶
(۶)	کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو	یعنی اِس بیمار کو نظّارے سے پرہیز ہے	ص ۲۱۳
(۷)	نظّارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا	مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی	ص ۲۳۳
(۸)	دل مدّعی و دیدہ بنا مدّعیٰ علیہ	نظّارے کا مقدمہ پھر رو بکار ہے	ص ۲۱۷

دیکھیے ____: (۹) آفتِ نظارہ۔ (۱۰) بہارِ حیرتِ نظّارہ۔ (۱۱) حیرتِ نظّارہ۔ (۱۲) دعوتِ نظّارہ۔ (۱۳) رشکِ نظّارہ۔ (۱۴) صبحِ بہارِ نظّارہ۔ (۱۵) عیدِ نظارہ۔ (۱۶) کثرتِ نظّارہ۔ (۱۷) کلفتِ نظّارہ۔ (۱۸) وحشیِ خو کردۂ نظّارہ۔

۱۔ نصیحت : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نصیر : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ نضارت : ایک بار۔
۴۔ نطق : ایک بار۔
۵۔ نظّارگی : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۶۔ نظّارہ، نظارہ: اُنتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: اکیس بار]۔

نظارہ پرور: شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص ۱۳

نظارہ سوز: (۱) جب وہ جمالِ دل فروز صورتِ مہرِ نیم روز آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں ص ۱۹۳

(۲) نظارہ سوز ہے یہاں تک ہر ایک ذرّۂ خاک کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

(۳) دیکھیے: برقِ نظارہ سوز۔

نظّارہ وخیال: باہمدگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب نظّارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے ص ۲۲۵

نظّارۂ جمال: (۱) نے مژدۂ وصال، نہ نظّارۂ جمال مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے ص ۲۳۰

(۲) دیکھیے: ذوقِ نظّارۂ جمال۔

نظّارۂ قاتل: دیکھیے: لطفِ نظّارۂ قاتل۔

نظّارۂ گل: دیکھیے: دولتِ نظّارۂ گل۔

نظّارۂ گلشن: دیکھیے: بادۂ نظّارۂ گلشن۔

نظارۂ نرگس: تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ ۱۲۶

نظام الدّین[۱]: ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب نظام الدّین کو خسرؔو، سراج الدّین کو غالبؔ ص ۲۹۳

نظر[۲]: (۱) برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہَوا میں عالم اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں ص ۹

(۲) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا ص ۲۸

(۳) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت ص ۳۲

(۴) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص ۴۳

(۵) اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز ص ۴۵

(۶) کرتا ہے بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس رنگِ زِ نظر رفتہ حنائے کفِ افسوس ص ۴۶

(۷) ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں ص ۵۷

(۸) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدّعا سمجھ ص ۷۳

(۹) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی ص ۷۳

۱۔ نظام الدّین : ایک بار۔

۲۔ نظر : اٹھاسی بار [مفرد: چھیالیس بار، مرکّب: بیالیس بار]۔

نظرہاے : ایک بار [مرکّب]۔

نظرے : ایک بار۔

(۱۰)	نظر بہ نقصِ گدایاں کمال بے ادبی ہے	کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نسبی ہے	ص ۷۵
(۱۱)	ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے	مردمک، ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے	ص ۷۸
(۱۲)	شورِ تمثال ہے کس رشکِ قمر کا یارب!	آئنہ، بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے	ص ۸۸
(۱۳)	نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر	کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی	ص ۹۶
(۱۴)	نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی	نظر دانہ سرشکِ بر زمیں اُفتادہ، آتا ہے	ص ۹۸
(۱۵)	عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز	آئنہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے	ص ۱۰۷
(۱۶)	پرِ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے	ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے	ص ۱۰۷
(۱۷)	وہ تشنۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو	ہر ذرّہ بہ کیفیتِ ساغر نظر آوے	ص ۱۱۴
(۱۸)	گرچہ از روے ننگِ بے ہُنری	ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار	ص ۱۲۵
(۱۹)	نظر آتا ہے یوں مجھے یہ ثمر	کہ دواخانۂ ازل میں مگر	ص ۱۳۰
(۲۰)	وو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح	یہی انداز اور یہی اندام	ص ۱۳۵
(۲۱)	ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ	دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر، کھلا	ص ۱۳۹
(۲۲)	صبح آیا جانبِ مشرق نظر	اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھلا	ص ۱۳۹
(۲۳)	نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا، غالبؔ	کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشاں کا	ص ۱۵۷
(۲۴)	نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی	ہمیشہ روتے ہیں ہم، دیکھ کر در و دیوار	ص ۱۶۷
(۲۵)	مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے	دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس	ص ۱۷۳
(۲۶)	پرتوِ خُور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم	میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک	ص ۱۷۵
(۲۷)	مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں	سواے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں	ص ۱۸۴
(۲۸)	نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو	یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں	ص ۱۸۷
(۲۹)	کس طرح کاٹے کوئی شب ہاے تارِ برشکال	ہے نظر خوکردۂ اختر شماری، ہاے ہاے!	ص ۲۰۴
(۳۰)	باغ، پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے	سایۂ شاخِ گل، افعی نظر آتا ہے مجھے	ص ۲۱۶

(۳۱) نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۳۲) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے ص۲۱۶

(۳۳) اچھا ہے سرِ انگشتِ حنائی کا تصور دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی ص۲۲۸

(۳۴) دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے ص۲۳۶

(۳۵) کوئی اُمید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی ص۲۳۷

(۳۶) داغِ دل گر نظر نہیں آتا بو بھی اے چارہ گر! نہیں آتی؟ ص۲۳۸

(۳۷) فکرِ تاریخِ سال میں مجھ کو ایک صورت نئی نظر آئی ص۲۶۲

(۳۸) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم ص۲۶۵

(۳۹) گورے پنڈے پر نہ کر اِن کے نظر کھینچ لیتے ہیں یہ ڈورے ڈال کر ص۲۶۶

(۴۰)، (۴۱) یہ تو دیکھو کہ کیا نظر آیا جلوۂ مدعا نظر آیا ص۲۶۷ [دوبار]

(۴۲) یہاں زمیں پر نظر جہاں تک جائے ژالہ آسا بچھے ہیں دُرِ ثمیں ص۲۸۰

(۴۳) اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام ص۲۸۲

(۴۴) کچھ اور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا ص۲۸۴

(۴۵) صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں جُنبشِ بادِ سحر نے جو ہِلایا سہرا ص۲۸۸

(۴۶) از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے ص۳۱۰

دیکھیے ــــــ: (۴۷) آبروے شیوۂ اہلِ نظر۔ (۴۸) آغوشِ وداعِ نظر۔ (۴۹) آفتِ فالِ نظر۔ (۵۰) تا (۵۳) اہلِ نظر [چار بار]۔ (۵۴) برق سامانِ نظر۔ (۵۵) بزمِ نظر۔ (۵۶) بستنِ نظر۔ (۵۷)، (۵۸)، (۵۹) پاے نظر [تین بار]۔ (۶۰) پرفشانِ دامِ نظر۔ (۶۱) پری زادِ نظر۔ (۶۲)، (۶۳) پیشِ نظر [دوبار]۔ (۶۴)، (۶۵) تارِ نظر [دوبار]۔ (۶۶) حَفِ نظر۔ (۶۷) دکانِ متاعِ نظر۔ (۶۸) ذوقِ نظر۔ (۶۹) سرتارِ نظر۔ (۷۰) سرمۂ مفتِ نظر۔ (۷۱) صافیِ قطعِ نظر۔ (۷۲) قبلۂ اہلِ نظر۔ (۷۳) قبلۂ نورِ نظر۔ (۷۴) قطعِ نظر۔ (۷۵) قلزمِ ذوقِ نظر۔ (۷۶) کمیں گاہِ نظر۔ (۷۷) مدِّ نظر۔ (۷۸) مفتِ نظر۔ (۷۹) مُہرِ صد نظر۔ (۸۰) نیرنگِ نظر۔ (۸۱) وداعِ نظر۔ (۸۲) ہر نظر۔ (۸۳) یک نظر بیش۔

نظرِبد: زلفِ سیہ، افعی، نظرِ بد قلمی ہے ہر چند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے ص۱۰۶

نظرپرستی: نظر پرستی و بیکاریِ خود آرائی رقیبِ آئنہ ہے حیرتِ تماشائی ص۱۱۰

نظرِ شبنمِ خورنادیدہ: دیکھیے: چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خورنادیدہ۔

نظرفروز: سُو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے مسٹر کوان صاحب عالی مقام کی ص۲۶۳

نظرفریب: میں چشمِ وا کشادہ و گلشن نظر فریب لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں ص۶۱

نظرہاے تیزتیز: تو اور سوے غیر نظر ہاے تیز تیز میں اور دُکھ تری مژہ ہاے دراز کا ص۱۵۵

نظرے: نظرے سوے گہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں جوگدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جانی ص۹

نظرباز[1]: دیکھیے: حُسنِ نظرباز۔

نظربازی[2]: نظر بازی طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے رہا بیگانہ تاثیر افسوں آشنائی کا ص۱۶

(۲) دیکھیے: آبلہ پایانِ صحراے نظربازی۔ (۳) تکلیفِ نظربازی۔

نظربندِ[3] تصور: ہے قفس میں لطفِ آزادی شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی ص۴۵۱

نظربندِ چشمِ گریاں: عذارِ یار، نظر بندِ چشمِ گریاں ہے عجب کہ پرتوِ خُور، شمعِ شبستاں ہے ص۱۰۲

نظربندی[4]: تھی نظر بندی، کیا جب ردِّ سحر بادۂ گل رنگ کا ساغر کھُلا ص۱۳۹

نظرگاہِ[5] اہلِ وہم وخیال: وہ نظر گاہِ اہلِ وہم و خیال یہ ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں ص۲۸۰

نظرگاہِ حیا: شبنم بہ گُلِ لالہ نہ خالی زِ ادا ہے داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص۲۱۸

نظرگاہِ گلستانِ خیالِ ساقی: بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی بے خودی، دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار ص۳

نظم[6]: نثر اِس کی، ہے کارنامۂ راز نظم اِس کی، نگارنامۂ راز ص۲۶۷

دیکھیے: لباسِ نظم

نظمِ عالمِ نثر: پاس ہے اب سوادِ اعظمِ نثر دیکھیے چل کے نظمِ عالمِ نثر ص۲۶۷

۱۔ نظرباز : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ نظربازی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

۳۔ نظربند : دوبار [مرکّب]۔

۴۔ نظربندی : ایک بار۔

۵۔ نظرگاہ : تین بار [مرکّب]۔

۶۔ نظم : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

نظیر[1]: دیکھیے: شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل ونظیر۔

نعتِ[2] نبی: دیکھیے: زمزمۂ نعتِ نبی۔

نعش[3]: (۱) گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو، کہ میں — جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار تھا — ص۱۵۳

(۲) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی، جس کو دیکھ کے، غمناک ہوگئے — ص۲۲۹

نعل[4]: (۱) لذّتِ ایجادِ ناز، افسونِ عرضِ ذوقِ قتل — نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا — ص۱۱

(۲) بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار — یعنی نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو — ص۶۹

نعل درآتش: دشت تسخیر ہو گر گردِ خرامِ دُلدُل — نعل در آتشِ ہر ذرّہ ہے تیغِ کہسار — ص۵

نعلِ واژگوں: مہِ نَو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا — نہیں ممکن بہ جولاں ہائے گردوں دخلِ پَے بُردن — ص۴۴۹

نعلِ واژوں: (۱) کاوشِ دُزدِ حنا، پوشیدہ افسوں ہے مجھے — ناخنِ انگشتِ خوباں، نعلِ واژوں ہے مجھے — ص۹۹

(۲) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں — برانگشتِ حسابِ اشک ناخن، نعلِ واژوں ہے — ص۱۱۱

نعل بَہا[5]: سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے — تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے — ص۲۴۱

نعمت[6]: دیکھیے: خداوندِ نعمت۔

نغز[7]: دیکھیے: کلامِ نغز۔

نغز گفتاری: دیکھیے: طرزِ نغز گفتاری۔

نغز گوے: دیکھیے: شاعرِ نغز گوے۔

نغمہ[8]: (۱) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ، آخر — ص۴۰

(۲) نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشّہ ہے، بے نیاز رہ — رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ — ص۷۳

(۳) نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر — رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے — ص۸۲

[’نغمہ‘ سات بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص۸۶]:

۱۔ نظیر : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ نعت : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ نعش : دوبار۔

۴۔ نعل : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

۵۔ نعل بہا : ایک بار۔

۶۔ نعمت : ایک بار [مرکّب]۔

۷۔ نغز : تین بار مرکّب]۔

۸۔ نغمہ : چونتیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تیس بار]۔

(۴)،(۵) شوخیِ مضرابِ جولاں: آبیارِ نغمہ ہے برگریزِ ناخنِ مطرب: بہارِ نغمہ ہے

(۶) کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے

(۷) سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے سیل، یہاں کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے

(۸) سُنبلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے

(۹) شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل کسوتِ ایجادِ بلبل خارخارِ نغمہ ہے

(۱۰) غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے

['نغمہ' دو بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۲۱۴]

(۱۱) نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب شیشۂ مے، سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے

(۱۲) ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست وہاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے

(۱۳) دور چشمِ بدتری بزمِ طرب سے! واہ واہ! نغمہ ہو جاتا ہے وہاں گر نالہ میرا جائے ہے ص ۲۲۱

(۱۴) ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے ص ۲۳۰

دیکھیے ___: (۱۵) شاخِ گلِ نغمہ۔ (۱۶) صفتِ نغمہ۔ (۱۷) گلِ نغمہ۔ (۱۸) مے و نغمہ۔

نغمہ پیرائی: کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس ص ۴۵

نغمہ سرا: خامہ میرا، کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے ص ۲۴۱

نغمہ سنج: (۱) ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں ص ۶۱

(۲) آمد بہار کی ہے، جو بلبل ہے نغمہ سنج اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی ص ۲۲۳

نغمہ وچنگ: سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن ص ۴۵۰

نغمہ ہا: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے ص ۱۰۰

(۲) دیکھیے: ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت۔

نغمہ ہاے غم: نغمہ ہاے غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن ص ۱۷۹

نغمۂ بیدل: (۱) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ ساز پر رشتہ پے نغمۂ بیدلؔ باندھا ص ۱۴

(۲) آہنگِ اسدؔ میں نہیں جز نغمۂ بیدلؔ "عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ" ص۳۶

(۳) دیکھیے: شوخیِ نغمۂ بیدلؔ۔

نغمۂ بےدلاں: نغمۂ بے دلاں اسدؔ سازِ فسانگی نہیں بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ ص۴۳

نغمۂ چنگِ خمیدہ: تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں ص۶۱

نغمۂ زیر و بمِ ہستی وعدم: ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم لغو ہے آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں ص۳۴

نغمۂ شادی: ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص۲۰۹

نغمۂ شہرت: دیکھیے: صداے نغمۂ شہرت۔

نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا: نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں ص۲۸۱

نغمۂ وجود و عدم: ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد! ص۳۷

نغمۂ یا علی مدد: لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد" ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سُبحہ کو خوں بہا سمجھ ص۴۳

نفرت[۱]: (۱) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے ص۱۲۸

(۲) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیرؔ سے لڑائی بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور ص۱۷۱

(۳) پلادے اوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت ہے پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے ص۲۲۳

(۴) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا کیوں کر کہوں: لو نام نہ اُن کا مرے آگے ص۲۴۹

نفریں[۲]: دیکھیے: دماغِ نفریں۔

نفَس[۳]: (۱) اے خوشا! فیضِ ہواے چمنِ نشوونما بادہ پُرزور و نفَس مست و مسیحا بیمار ص۳

(۲) ہے نفس مایۂ شوقِ دوجہاں ریگِ رواں پاے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار ص۴

(۳) محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی معلوم! ہوں نفس سے، صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار ص۶

(۴) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰؔ کا نفس استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماںؔ کا نگیں ص۷

(۵) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا یارب! نفس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ ص۱۹

۱۔ نفرت : چار بار۔
۲۔ نفریں : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ نفَس : ستاسی بار [مفرد: چھتیس بار، مرکب: اکاون بار]۔
نفَس گرمی : ایک بار [مرکب]۔

(۶)	نفس حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائۂ مژگاں	مگر یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں پایا	ص ۲۲
(۷)	یادِ روزے کہ نفس سلسلۂ یارب تھا	نالۂ دل، بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا	ص ۲۴
(۸)	نفس در سینہ ہائے ہمدگر رہتا ہے پیوستہ	نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا	ص ۲۷
(۹)	تکلف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا واکر	نفس بعد از وصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا	ص ۲۷
(۱۰)	بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر	ہے نفس تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر	ص ۳۹
(۱۱)	پیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی	تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف!	ص ۴۹
(۱۲)	نفس ہو نہ معزولِ شعلہ دُرودن	کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم	ص ۵۵
(۱۳)	چشمِ پرواز و نفس خفتہ، مگر ضعفِ اُمید	شہپرِ کاہ پئے مژدہ رسانی مانگے	ص ۷۸
(۱۴)	آئینہ نفس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش	عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے	ص ۸۰
(۱۵)	نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں، جُز کسبِ جمعیت	سویدا میں نفس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے	ص ۸۱
(۱۶)	تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رُسوائے آئیں ہے	نفس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے	ص ۸۹
(۱۷)	نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو	زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے	ص ۹۸
(۱۸)	نفس بہ نالہ رقیب و نگہ، بہ اشک عدو	زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے	ص ۹۸
(۱۹)	دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب!	نفس آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے	ص ۱۰۸
(۲۰)	تا چند نفس غفلتِ ہستی سے برآوے	قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب خبر آوے!	ص ۱۱۳
(۲۱)	جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب ہے، مگر عاشق	نفس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے	ص ۱۱۵
(۲۲)	ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نفس	لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا	ص ۱۴۰
(۲۳)	دل، گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی	گر نفس جادۂ سر منزلِ تقوی نہ ہوا	ص ۱۴۴
(۲۴)	یہاں نفس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی	جلوۂ گل، وہاں بساطِ صحبتِ احباب تھا	ص ۱۴۵
(۲۵)	وہی اک بات ہے جو یہاں نفس، وہاں نکہتِ گل ہے	چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا	ص ۱۴۶

(۲۶) نفس، موجِ محیطِ بے خودی ہے تغافل ہائے ساقی کا گِلا کیا! ص۱۵۷

(۲۷) نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ ص۱۶۵

(۲۸) ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو ہے عارِ دل، نفس اگر آذر فشاں نہیں ص۱۸۸

(۲۹) پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نفس مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۳۰) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتش بار ہے ص۲۱۴

(۳۱) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے نفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا ص۳۳۴

(۳۲) اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے یادِ روزے کہ نفس در گرہِ یارب تھا ص۳۳۳

(۳۳) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو تا گل زِ جگر زخم میں ہے راہ نفس کو ص۳۵۰

دیکھیے ــــــ: (۳۴) آمد و رفتِ نفس۔ (۳۵) افسردۂ دُزدیدہ نفس۔ (۳۶) اک نفس۔ (۳۷) بقدرِ نفس۔ (۳۸) بقدرِ یک نفس۔ (۳۹) بیش از یک نفس۔ (۴۰-۴۴) تارِ نفس [پانچ بار]۔ (۴۵) تدبیرِ پیچ و تابِ نفس۔ (۴۶) چمن آرے نفس۔ (۴۷) حیرت نفس۔ (۴۸) رنگِ یک نفس۔ (۴۹) شوخیِ بالِ نفس۔ (۵۰) دلِ خونیں نفس۔ (۵۱) سرِ تارِ نفس۔ (۵۲) سیرِ گریبانِ نفس۔ (۵۳) مُغنیِ آتش نفس۔ (۵۴) موجِ نفس۔ (۵۵) وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔ (۵۶) ہر نفس۔ (۵۷) ہر یک نفس۔ (۵۸) ہمہ یک نفس۔ (۵۹) یک تارِ نفس۔ (۶۰)، (۶۱) یک نفس [دوبار]۔

نفسِ آرمیدہ: دیکھیے: یک نفسِ آرمیدہ۔

نفسِ آشنا: دیکھیے: نوازشِ نفسِ آشنا۔

نفسِ اہلِ وفا: کس نے دیکھا نفسِ اہلِ وفا آتش خیز؟ کس نے پایا اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں؟ ص۱۳۳

نفسِ بادِ سحر: ہاں اے نفسِ بادِ سحر! شعلہ فشاں ہو اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک سے رواں ہو ص۲۸۳

نفسِ بادِ صبا: فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا بوے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگیں ص۱۳۴

نفسِ بے اثر: بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا اثر مرے نفسِ بے اثر میں خاک نہیں ص۱۸۴

نفس پرور: قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفس پرور ہوا خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا ص۱۵۱

نفس پروردہ: ہے نفس پروردہ گلشن کس ہواے بام کا؟ طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال ص۵۲

نفس پیچیدنِ فکر: غنچگی ہے، بر نفس پیچیدنِ فکر اے اسدؔ واشگفتن ہاے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے ص۱۰۰

نفسِ جاں گداز: صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں طعمہ ہوں ایک ہی نفسِ جاں گداز کا ص۱۵۵

نفسِ چند: (۱) زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ غلفت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح ص۳۶

(۲) زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا ص۴۲۶

نفس دُزدیدن: (۱) بس کہ شرمندۂ بوے خوشِ گل رویاں ہے نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفس دُزدیدن ص۴۵۰

(۲) فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں خوشا اے غفلت آگاہاں! نفس دُزدیدن و مُردن ص۴۴۹

نفسِ دُزدیدہ: بس کہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ خطِ پیمانۂ مے ہے نفسِ دُزدیدہ ص۱۷

نفس دُزدیدہ: دیکھیے: عزادارِ شہیدانِ نفس دُزدیدہ۔

نفسِ سوختہ: (۱) باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ نفسِ سوختۂ رمزِ چمن ایمائی ہے ص۱۰۴

(۲) دیکھیے: عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ۔

نفسِ شعلہ بار: دیکھیے: ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار۔

نفسِ صدق گزیں: دلِ اُلفت نسب و سینۂ توحید فضا نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں ص۱۳۵

نفسِ عطر سائے گل: ایجاد کرتی ہے اِسے تیرے لیے بہار میرا رقیب ہے نفسِ عطر سائے گل ص۱۷۶

نفسِ قیس: نفسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ، نہ سہی ص۲۰۹

نفس گرمیِ احباب: افسردۂ تمکیں ہے نفس گرمیِ احباب پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں ص۶۱

نفسِ لیل و نہار: گردِ رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر ہر نفس راہ میں ٹوٹے نفسِ لیل و نہار ص۵

نفسِ نارسا: دیکھیے: خجلت گدازیِ نفسِ نارسا۔

نفسِ ناکشیدہ: دیکھیے: یک داغ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ۔

نفع[ا]: دیکھیے: چشمِ حصولِ نفع۔

نفعِ عبادت: لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دُنیا و چہ دیں ص۱۳۴

ا۔ نفع : دو بار [مرتّب]۔

نفی[1]: نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا | دی ہے جاے دہن اُس کو دمِ ایجاد: نہیں ص۱۸۶

نقاب[2]: (۱) مُنہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں | زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھلا ص۱۶۱

(۲)،(۳) ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے | ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں ص۱۸۹

(۴) آرایشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز | پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں ص۱۸۹

(۵) اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے ایک تار | مرتا ہوں میں کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو ص۱۹۲

(۶) نظّارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا؟ | جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے ص۲۰۶

(۷) بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر | ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے ص۲۱۷

(۸) نظّارے نے بھی کام کیا وھاں نقاب کا | مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی ص۱۳۳

(۹) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا | بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا ص۴۴۷

دیکھیے: (۱۰) آئینہ پردازِ نقاب۔ (۱۱) طرفِ نقاب۔

نقابِ جلوۂ جانانہ: عاشق نقابِ جلوۂ جانانہ چاہیے | فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے ص۸۲

نقابِ حُسن: دیکھیے: بندِ نقابِ حُسن۔

نقابِ خاک: شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں | ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہاے ہاے! ص۲۰۳

نقابِ مہِ نو: دیکھیے: طرفِ نقابِ مہِ نو۔

نقابِ یار: نقابِ یار ہے غفلت نگاہیِ اہلِ بینش کی | مژہ پوشیدنی ہا پردۂ تصویرِ عریاں ہے ص۸۱

(۲) کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ | نقابِ یار ہے از پردہ ہاے چشمِ نابینا ص۴۳۷

(۳) دیکھیے: بندِ نقابِ یار۔

نقاب[3]: تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب | بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد ص۳۸

نقاشِ[4] یک تمثالِ شیریں: کوہ کن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ! | سنگ سے سر مار کر، ہووے نہ پیدا آشنا ص۱۳۹

۱۔ نفی : ایک بار۔
۲۔ نقاب : اٹھارہ بار [مفرد: نوبار، مرکب: نوبار]۔
۳۔ نقاب : ایک بار۔
۴۔ نقاش : ایک بار [مرکب]۔

نقب زن: ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث ص ۳۴

نقبِ شعور: دیکھیے: کمیں گہِ نقبِ شعور۔

نقد[1]: (۱) چار سوے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے ص ۱۱۴

(۲) اُس قدح کا ہے دور مجھ کو نقد چرخ نے لی ہے جس سے گردش وام ۱۳۷

(۳) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہیے کہ اِس بازار میں ساغر متاعِ دستگرداں ہے ص ۲۱۰

نقدِ انجم: نقدِ انجم تا بہ کے از شیشہ بیروں ریختن؟ یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے ص ۱۱۴

نقدِ اندیشہ: دیکھیے: غفلت نقدِ اندیشہ۔

نقدِ داغِ دل: جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی ص ۲۰۷

نقدِ دامِ تمنائے جلوہ: پرواز نقدِ دامِ تمنائے جلوہ تھا طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو ص ۶۹

نقدِ دو عالم: دیکھیے: نسیہ و نقدِ دو عالم۔

نقدِ سخن: نقدِ سخن کے واسطے ایک: عیارِ آگہی شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار: ایک ص ۲۹۶

نقدِ عشرت: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضائے خندہ ہے ص ۸۷

نقدِ صد دل: دو جہاں: گردشِ یک سجۂ اسرارِ نیاز نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے ص ۱۰۹

نقش[2]: (۱) سر خطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا خونِ ہُدہُد سے لکھا نقش گرفتاروں کا ص ۲۸

(۲) جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ زیرِ مشقِ شعر ہے نقش از پَیِ احضارِ باغ ص ۴۸

(۳) زِ بس ہر شمع یھاں آئینۂ حیرت پرستی ہے کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں ص ۶۴

(۴) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ ص ۷۳

(۵) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا ص ۱۳۴

(۶) نقش کو اُس کے، مصوّر پر بھی کیا کیا ناز ہیں! کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کھنچتا جائے ہے ص ۲۲۲

(۷) گیا جو نامہ بر، وھاں سے بہ رنگِ باختہ آیا خطوطِ روے قالیں نقش ہے پشتِ کبوتر کا ص ۴۳۴

---

[1] نقد : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔ [2] نقش : چھیاسی بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اُناسی بار]۔

(۸) دیکھیے: صدرنگ نقش۔

نقشِ احضارِ چمن: تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار جوہرِ آئینہ ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن ص۵۹

نقشِ برآب: (۱) اسدؔ! ہر اشک ہے یہاں حلقہ برزنجیر افزودن بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اُمیدِ رستن ہا ص۴۳

(۲) ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا ص۴۷

(۳) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر تاثیر جُستن اشک سے نقشِ برآب ہے ص۴۵۲

نقشِ بندِ آئنہ: مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی ہوا ہے نقشِ بندِ آئنہ سنگِ مزار اپنا ص۱۵

نقش بندی ہائے دہر: دیکھیے: بہارِ نقش بندی ہائے دہر۔

نقشِ بوریا: شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص۴۳

نقشِ پا: (۱) جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں ص۸

(۲) ہوسِ فروختن ہا، تب و تابِ سوختن ہا سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی ص۱۰

(۳) ظاہرا سر پنجۂ اُفتادگاں گیرا نہیں ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں ص۶۵

(۴) داد از دستِ جفائے صدمۂ ضرب المثل! گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجایئے ص۸۸

(۵) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟ اِس موجِ مَے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے ص۹۴

(۶) نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب تو کہے، بُت خانۂ آزر کھُلا ص۱۳۹

(۷) یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز ص۱۷۲

(۸) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے ص۲۱۷

دیکھیے ـــــ: (۹) آغوشِ نقشِ پا۔ (۱۰) ایک نقشِ پا۔ (۱۱) حیرتِ نقشِ پا۔ (۱۲) دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا۔ (۱۳) زنجیرِ نقشِ پا۔ (۱۴) گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا۔

نقشِ پائے جستجو: گرمیِ شوقِ طلب ہے عینِ تا پاکِ وصال غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو ص۶۹

نقشِ پائے خضر: حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! نقشِ پائے خضر یہاں سدِ سکندر ہوگیا ص۳۰

نقشِ پائے مور: (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ! نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے ص۸۲

(۲) جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفٰی — اُس جگہ تختِ سلیماں نقشِ پاے مور ہے — ص ۹۳

نقشِ پَیِ مور: ضعف سے نقشِ پَیِ مور ہے طوقِ گردن — تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

نقشِ پَیِ ناقۂ سلمیٰ: کیوں اِسے حکمۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے — کیوں اِسے نقشِ پَیِ ناقۂ سلمیٰ کہیے — ص ۱۲۲

نقشِ تمکیں: کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موے دماغ — کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں — ص ۸

نقشِ تمنا: گر صفحے کو نہ دیجیے پردازِ سادگی — جُز خطِ عجز نقشِ تمنا نہ کھینچیے — ص ۱۰۶

نقشِ حیرت: خیالِ سادگی ہاے تصوّر نقشِ حیرت ہے — پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں — ص ۶۴

نقشِ خود آرائی: درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے — ص ۱۰۸

نقشِ خود بینی: چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں — آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست — ص ۳۳

نقشِ خودکامی: دیکھیے: شست وشوے نقشِ خودکامی۔

نقشِ خیال: دیکھیے: حیرت کدۂ نقشِ خیال۔

نقشِ خیالِ یار: دیکھیے: پرتوِ نقشِ خیالِ یار۔

نقشِ داغ: دیکھیے: ریزشِ نقشِ داغ۔

نقشِ دلِ مُور: نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مُور ہنوز — تب سے ہے یہاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز — ص ۴۵

نقشِ رنگِ رفتہ: گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ رد سطرِ تبسم یکقلم انشا کرے — ص ۱۰۱

نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے — بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے — ص ۴۵۳

نقشِ روے یار: (۱) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو — شمع ساں ہوجاۓ قطِ خامۂ بہزاد گل — ص ۵۲

(۲) دیکھیے: فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار۔

نقشِ صد سطرِ تبسم: نقشِ صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ — حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے — ص ۳۵۲

نقشِ سُمِ سمند: نقشِ سُمِ سمند سے یکسر — بن گیا دشت دامنِ گل چیں — ص ۲۸۱

نقشِ سویدا: آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا — ص ۱۳۳

نقشِ عبرت: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط — دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضاے خندہ ہے — ص ۸۷

نقشِ قدم: (۱) تیرا پیمانۂ مے: نسخۂ ادوارِ ظہور — تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار — ص ۶

(۲) رہِ خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا ص۱۶

(۳) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اُس میں گوہر ہو ص۶۷

(۴) بعد از وداعِ یار بہ خوں در تپیدہ ہیں نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے ص۸۰

(۵) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مُہرِ نماز ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار ص۱۳۳

(۶) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا وہ کفِ خاک ہے ناموسِ دوعالم کی امیں ص۱۳۴

(۷) نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا ص۱۴۶

(۸) جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

(۹) سراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے کہ شب رَو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

دیکھیے: (۱۰) جنتِ نقشِ قدم۔ (۱۱) چشمِ نقشِ قدم۔ (۱۲)، (۱۳) حیرت کدۂ نقشِ قدم۔ (۱۴) صورتِ نقشِ قدم [دوبار]۔ (۱۵) گلدستۂ نقشِ قدم۔ (۱۶) مشقِ نقشِ قدم۔ نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم۔

نقشِ کفِ پا: دیکھیے: ذوقِ گل چینیِ نقشِ کفِ پا۔

نقشِ لاحول: نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر! یا علیؔ عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں! ص۱۳۲

نقشِ محبت: چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

نقشِ مدعا: (۱) ہے نگیں کی پاداری، نامِ صاحبِ خانہ ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا ص۱۳

(۲) جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جُز موجِ سراب وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث ص۳۳

(۳) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن مبادا! اے پیچ و تابِ طبع نقشِ مدعا گم ہو ص۶۸

نقشِ مدعائے غیر: دیکھیے: مثلِ نقشِ مدعائے غیر۔

نقشِ مریدی: ہے نقشِ مریدی ترا: فرمانِ الٰہی ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت ص۱۲۷

نقشِ مسطر: عجب نہیں پَیِ تحریرِ حالِ گریۂ چشم بروئے آب جوہرِ موج، نقشِ مسطر ہو ص۶۷

نقشِ معنی: ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں ص۱۳۴

نقشِ نازِ بُتِ طناز: نقشِ نازِ بُتِ طناز بہ آغوشِ رقیب پائے طاؤس پئے خامۂ مانیؔ مانگے ص۲۰۹

نقشِ وفا: دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا ص۱۴۴

نقش ونگارِ طاقِ نسیاں: یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہوگئیں ص۱۹۱

نقشِ ہرذرّہ: کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب! نقشِ ہرذرّہ سویداے بیاباں نکلا ص۱۳

نقشِ ہرگام: گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں نقشِ ہرگام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں ص۸

نقشِ یک دلِ صد چاک: بہزاد! نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر گر زلفِ یار کھینچ نہ سکے، شانہ کھینچیے ص۱۰۵

نقشا[۱]: (۱) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنمستاں کا ص۱۵۶

(۲) تم ماہِ شبِ چاردہم تھے مرے گھر کے پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اَور ص۱۷۱

(۳) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں ص۱۸۶

(۴) کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا (ص۲۸۴)

نقص[۲]: عیب کا دریافت کرنا ہے ہنرمندی اسدؔ نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا ص۲۹

نقص آبادِ گیتی: کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے پختگی ہاے تصور یھاں خیالِ خام ہے ص۱۰۱

نقصِ ظاہری: بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے کہ بہرِ مدعاے دل زبانِ لال، زنداں ہے ص۸۰

نقصِ گدایاں: نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نسبی ہے ص۷۵

نقصان[۳]: (۱) سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ جتنا کہ نااُمید تر، اُمید وار تر ص۴۱

(۲) چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع ص۴۸

(۳) بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال ص۵۱

(۴) خوبیِ شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں ہے اسدؔ نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو ص۶۹

(۵) تا چند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے اب چار سوے عشق سے دکاں اُٹھائیے ص۷۴

(۶) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں ص۱۸۸

۱۔ نقشا : چار بار۔

۲۔ نقص : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۳۔ نقصان : دس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تین بار]۔

(۷) ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی ص۲۱۵

(۸) دیکھیے: ہمہ نقصاں۔

نقصانِ بہار: دیکھیے: بسکِ نقصانِ بہار۔

نقصان و سود: دیکھیے: حیرت متاعِ عالمِ نقصان وسود۔

نقطہ[۱]: (۱) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے دربِ نیرنگ اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں ص۸

(۲) نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں جُز کسبِ جمعیت سویدا میں نفس، مانندِ خط نقطے میں پنہاں ہے ص۸۱

نقطہ آرائی: دیکھیے: انتخابِ نقطہ آرائی۔

نقطہ و خط: بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم لالے کے داغ سے جوں نقطہ و خط، سُنبل زار ص۳

نقطۂ پرکارِ باغ: میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار مردمِ چشم تماشا نقطۂ پرکارِ باغ ص۴۸

نقطۂ پرکارِ تمنا: کیوں اسے قفلِ درِ گنجِ محبت لکھیے کیوں اسے نقطۂ پرکارِ تمنا کہیے ص۱۲۲

نقل[۲]: نقل کرتا ہوں اُسے نامۂ اعمال میں میں کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی ص۳۱۱

نکاتِ[۳] بدیع: دیکھیے: اک منبعِ نکاتِ بدیع۔

نکتہ چیں[۴]: نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سُنائے نہ بنے کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے ص۲۴۶

نکتہ داں: دیکھیے: یارانِ نکتہ داں۔

نکتہ دانی: دیکھیے: آئینِ نکتہ دانی۔

نکتہ سرا: ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے ص۲۳۶

نکتہ سرائی: ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغّل ہے گرچہ مجھے سحر طرازی میں مہارت ص۱۲۷

نکتہ سرائیِ طبع: دیکھیے: طرز آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع۔

نکتہ گوئی: کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا ص۲۶

۱۔ نقطہ : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔
۲۔ نقل : ایک بار۔
۳۔ نکات : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ نکتہ : سات بار [مرکّب]۔
نکتہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

نکتہ ہائے خردفزا: مجھ سے کیا پوچھتا ہے کیا لکھیے؟ نکتہ ہائے خرد فزا لکھیے ص۱۳۰

نکردہ[1]: (۱،۲) دیکھیے: خدانکردہ [دوبار]۔

نکشادہ[2]: دیکھیے: چشم از خوابِ عدم نکشادہ۔

نکشودہ[3]: (۱) دیکھیے: چشمِ نکشودہ۔ (۲) سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ۔ (۳) درِ نکشودۂ دل۔

نکما[4]: عشق نے غالبؔ نکما کردیا ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے ص۲۵۰

نِکو[5]: دیکھیے: آتش زنِ نامِ نکو۔

نکونامیِ فرہاد: عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں ص۱۸۶

نکوہش[6]: (۱) نکوہش مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جَیب و دامن میں ص۱۸۰

(۲) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی ص۲۰۷

(۳) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے ص۲۰۶

نکوہش ہائے بیدرداں: دیکھیے: تسکینِ نکوہش ہائے بیدرداں۔

نکہت[7]: (۱) دیکھیے: گلگونِ نکہت۔

نکہتِ گل: (۲) وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے ص۷۸

(۳) وہی اک بات ہے جو یہاں نفس، وہاں نکہتِ گل ہے چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا ص۱۳۶

(۴) گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا ص۱۵۶

(۵) کرتا ہے بس کہ باغ میں تو بے حجابیاں آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے ص۲۰۶

(۶) بس کہ شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں ہے نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفس دُزدیدن ص۲۵۰

(۷) دیکھیے: جوشِ نکہتِ گل۔

۱۔ نکردہ : دوبار [مرتّب]۔
۲۔ نکشادہ : ایک بار [مرتّب]۔
۳۔ نکشودہ : تین بار [مرتّب]۔
۴۔ نکما : ایک بار۔
۵۔ نِکو : دوبار [مرتّب]۔
۶۔ نکوہش : تین بار
نکوہش ہا ایک بار، [مرتّب]۔
۷۔ نکہت : سات بار [مرتّب]۔

نکیرین[1]: ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین ہاں، مُنہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے ص۳۳۹

نگار(۱)[2]: (۱) جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار ص۵

دیکھیے:(۲) پیرہنِ زر نگار۔(۳) دستِ پُر نگار۔(۴) نقش و نگار۔

نگار(۲)[3]: (۱،۲) نہیں نگار کو اُلفت، نہ ہو، نگار تو ہے روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے ص۲۴۸

دیکھیے:(۳) رخِ نگار۔(۴) روئے نگار۔(۵) سرِ ناخنِ نگار۔(۶) غنچۂ پیکانِ نگار۔(۷) کفِ پائے نگار۔(۸) لبِ نگار۔

نگارِ آتشیں رُخ: صبح آیا جانبِ مشرق نظر اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھُلا ص۳۹

نگارے: معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے ندادہ رکھتے ہیں ص۶۰

نگارخانۂ چیں[4]: شہر: گویا نمونۂ گلزار باغ: گویا نگارخانۂ چیں ص۲۸۰

نگارستان[5]: دیکھیے: عرضِ بہارِ صد نگارستاں۔

نگارنامۂ راز[6]: نثر اُس کی: ہے کارنامۂ راز نظم اُس کی: نگارنامۂ راز ص۲۶۸

نگاریں[7]: دیکھیے:(۱) دُزدِ حنائے کفِ نگاریں۔(۲) دستِ نگاریں۔(۳) کفِ نگاریں۔(۴) محوِ ناخنِ دستِ نگاریں۔

نگارش ہائے[8] سطرِ شعلہ: دیکھیے: تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ۔

نگاہ[9]: (۱) نہ تمنّا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں ص۸

(۲) بہ فرازِ گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا؟ کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی ص۹

(۳) کو بہ وقتِ قتلِ حقّ آشنائی اے نگاہ؟ خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا ص۲۵

(۴) یارب! یہ درد مند ہے کس کی نگاہ کا؟ ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز ص۴۲

۱۔ نکیریں : ایک بار۔
۲۔ نگار(۱) : چار بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۳۔ نگار(۲) : نو بار[مفرد: دو بار، مرکّب: چھے بار]۔
نگارے : ایک بار۔
۴۔ نگارخانہ : ایک بار[مرکّب]۔
۵۔ نگارستان : ایک بار[مرکّب]۔
۶۔ نگارنامہ : ایک بار[مرکّب]۔
۷۔ نگاریں : چار بار[مرکّب]۔
۸۔ نگارش ہا : ایک بار[مرکّب]۔
۹۔ نگاہ : چھہتّر بار[مفرد: بائیس بار، مرکّب: چوّن بار]۔
نگاہیں : چھے بار۔

(۵) فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز ص۴۳

(۶) ہنوز اے اثرِ دیدہ! ننگِ رُسوائی نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص۴۳

(۷) مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل ص۵۳

(۸) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا ص۱۱۷

(۹) نہ کہہ کہ گریہ بمقدارِ حسرتِ دل ہے مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا ص۱۴۸

(۱۰) مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں، کہ ہے پُر گُل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص۱۴۹

(۱۱) وا کردیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن غیر از نگاہ، اب کوئی حائل نہیں رہا ص۱۵۳

(۱۲) سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گل ص۱۷۶

(۱۳) لاکھوں لگاو: ایک چُرانا نگاہ کا لاکھوں بناو: ایک بگڑنا عتاب میں ص۱۸۹

(۱۴) اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے ایک تار مرتا ہوں میں کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو ص۱۹۶

(۱۵) خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے نگاہ دل سے ترے سرمہ سا نکلتی ہے ص۲۱۸

(۱۶) دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۱۷) اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ چہرہ فروغِ مَے سے گلستاں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۱۸) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے ص۲۲۹

(۱۹) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے ص۲۳۰

(۲۰) دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی دونوں کو اک ادا میں رضا مند کرگئی ص۲۳۳

(۲۱) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ جی میں کہتے ہیں کہ مُفت آئے تو مال اچھا ہے ص۲۳۹

(۲۲) وہ محضِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص۲۷۷

(۳) دیکھیے___: (۲۳) آبِ تیغِ نگاہ۔ (۲۴) ایک ہی نگاہ۔ (۲۵) پائے نگاہ۔ (۲۶)، (۲۷) تارِ نگاہ [دوبار]۔ (۲۸) تیرِ نگاہ۔ (۲۹) تیغِ نگاہ۔ (۳۰) جنبشِ نگاہ۔ (۳۱) جوشِ نگاہ۔ (۳۲) چراغانِ نگاہ۔ (۳۳) حیرت نگاہ۔ (۳۴) دردِ پریشانیِ نگاہ۔ (۳۵) دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ۔ (۳۶) دیدۂ عبرت نگاہ۔ (۳۷) ذوقِ نگاہ۔ (۳۸) طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ۔ (۳۹) عزاخانۂ اقبالِ نگاہ۔ (۴۰) کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ۔ (۴۱) گلدستۂ نگاہ۔ (۴۲)

محشرستانِ نگاہ۔ (۴۳) محملِ نگاہ۔ (۴۴) ناکامیِ نگاہ۔

نگاہِ آشنا: دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے ص۲۰۹

(۲) یک نگاہِ آشنا۔

نگاہِ آفتاب: دیکھیے: اجزاے نگاہِ آفتاب۔

نگاہِ بےحجابِ ناز: (۱) تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا ص۱۱

(۲) تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں نگاہِ بے حجابِ ناز: تیغِ تیزِ عریاں ہے ص۲۱۰

نگاہِ بےمحابا: نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں تغافل ہاے تمکیں آزما کیا ص۱۵۷

نگاہِ پاک: دیکھیے: یک نگاہِ پاک۔

نگاہِ تیز: برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یہاں اشک ہوجاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست ص۳۳

(۲) دیکھیے: وقفِ سوداے نگاہِ تیز۔

نگاہِ چشمِ حاسد: نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا ص۱۷

نگاہِ حیرتِ مشاطہ: پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے ص۱۱۲

نگاہِ خاص: بہ اُمیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا ص۲۴

نگاہِ خلق: دیکھیے: پاے نگاہِ خلق۔

نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں ص۶۳

نگاہِ سوزنِ مینا: دیکھیے: تارِ نگاہِ سوزنِ مینا۔

نگاہِ شرگیں: دیکھیے: اندازِ نگاہِ شرگیں۔

نگاہِ شوق: (۱) جنوں کر اے چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی! نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے ص۷۹

(۲) بلا سے، ہیں جو بہ پیشِ نظر در و دیوار نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار ص۱۶۶

نگاہِ صاف: یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے ہے رگِ یاقوت عکسِ خطِ جامِ آفتاب ص۳۱

نگاہِ عاجزاں: نہ سوے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے بہ جولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں، پا ہے ص۸۵

نگاہِ عبرت افسوں: نگاہِ عبرت فسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے ہوا ہر جلوت و خلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی ص ۹۲

نگاہِ عجز: (۱) بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ نگاہِ عجز سرِ رشتۂ سلامت ہے ص ۲۱۴

(۲) دیکھیے: شرحِ نگاہِ عجز۔

نگاہِ غلط انداز: جان کر کیجے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ہے ہم کو ص ۱۹۵

نگاہِ گرم: (۱) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط شعلہ خَس میں جیسے، خوں رگ میں نہاں ہو جائے گا ص ۱۵۱

(۲) دیکھیے: یک نگاہِ گرم۔

نگاہِ گل چیں: کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ خطِ پیالہ، سراسر نگاہِ گل چیں ہے ص ۲۱۳

نگاہِ گُل رُخاں: سدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گل رُخاں گر کرے یوں امر، نبیِ بوتراب آئینے پر ص ۴۰

نگاہِ ناز: (۱) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے ص ۸۳

(۲) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی دیا ابرو کو چھیڑ اور اُس نے فتنے کو اشارت کی ص ۹۷

(۳) وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے ص ۲۴۸

نگاہِ نیاز: دیکھیے: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز۔

نگاہِ واپسیں: دیکھیے: یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں۔

نگاہ و بے نگاہی: چہ اُمید و نااُمیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی ص ۱۰

نگاہیں: (۱) جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ص ۵۹

(۲) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں جوں دود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص ۵۹

(۳) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں کھینچوں ہوں سویدائے دلِ چشم سے آہیں ص ۵۹

(۴) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حَف نظر! طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے! ص ۱۲۳

(۵) مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں ص ۱۸۳

(۶) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہو گئیں ص ۱۹۲

نگراں[ا]: (۱) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں مردمک سے ہے خال برلبِ گور ص ۴۱

ا۔ نگراں : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔

(۲) ہنگامِ انتظار قدومِ بتاں اسدؔ ہے برسرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک ص۵۰

دیکھیے: (۳) براتِ نگرانِ امّید

نگرانی[1] غافل: جلوہ مایوس نہیں دل، نگرانی غافل! چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا ص۲۸

دیکھیے: (۲) حیرت فروشِ صد نگرانی۔

نگوں[2]: دیکھیے: سرنگوں [دوبار]۔

نگہ[3]: (۱) چشم برچشم پچنے ہے بہ تماشا مجنوں ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار ص۲

(۲) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار ص۴

(۳) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار ص۵

(۴) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں ص۸

(۵) جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پزیر اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں ص۹

(۶) بہ وقتِ سرنگونی ہے تصوّر انتظارستاں نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا ص۱۹

(۷) نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے ہوئے ہیں پردہ ہائے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا ص۲۳

(۸) تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا ص۲۳

(۹) تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد ص۳۸

(۱۰) بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص۴۰

(۱۱) خوش اوفتادگی! کہ بہ صحرائے انتظار جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں ص۵۶

(۱۲) وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظّارہ لا، جس سے نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنّا ہو ص۶۷

(۱۳) نگہ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی چہ ویرانی؟ کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص۸۳

(۱۴) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے ص۹۰

(۱۵) نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص۹۲

۱۔ نگرانی : دوبار [مرکّب]۔

۲۔ نگوں : دوبار۔

۳۔ نگہ : ۵۹بار [مفرد: ۲۵بار، مرکّب: ۳۴بار]۔

(۱۶)،(۱۷) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے — وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے — ص۹۸

(۱۸) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو — زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے — ص۹۸

(۱۹) خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی — نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۲۰) زِ خود گزشتنِ دل کاروانِ حیرت ہے — نگہ غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی — ص۱۱۰

(۲۱) خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے — نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے — ص۱۱۵

(۲۲) ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے — شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر — ص۱۲۸

(۲۳) میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں! — مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے — ص۲۰۶

(۲۴) درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر — ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے — ص۲۱۱

(۲۵) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے — ہو نگہ مثلِ گُلِ شمع پریشاں مجھ سے — ص۲۱۱

دیکھیے: (۲۶) اک نگہ۔ (۲۷) تارِ نگہ۔ (۲۸) تقاضائے نگہ۔ (۲۹) تیغِ نگہ۔ (۳۰) جادۂ تارِ نگہ۔ (۳۱) جَیبِ ہر نگہ۔ (۳۲) خونِ نگہ۔ (۳۳) شررِ فرصت نگہ۔ (۳۴) شہیدانِ نگہ۔ (۳۵) کارِ نگہ۔ (۳۶) مرگِ نگہ۔ (۳۷)، (۳۸) موجِ نگہ [دوبار]۔ (۳۹) ہر نگہ۔

نگہِ آشنا: میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں — دشمن سمجھ، ولے نگہِ آشنا نہ مانگ — ص۵۰

(۲) پرواز ہا نیازِ تماشائے حُسنِ دوست — بالِ کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے — ص۷۶

نگہ آشنائے گل و خار: نہ ذوقِ گریباں نہ پروائے داماں — نگہ آشنائے گل و خار ہیں ہم — ص۵۵

نگہ آلودہ: (۱) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے — قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، سُو نگہ آلودہ ہے — ص۱۰۳

(۲) تجھ کو اے غفلت نسب! پروائے مشتاقاں کہاں — یھاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری — ص۴۵۳

نگہِ آئنہ: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب — نگہِ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار — ص۴

نگہِ بازپسیں: نزع مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں کہ مجھے — رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ بازپسیں — ص۷

نگہِ جلوہ پرست: دلِ اُلفت نسب و سینۂ توحید فضا — نگہِ جلوہ پرست و نفَسِ صدق گزیں — ص۱۳۵

نگہِ چشمِ سرمہ سا: شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے؟ — نگہِ چشمِ سرمہ سا کیا ہے؟ — ص۲۳۸

نگہِ دیدۂ تصویر: شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں جادہ، غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں ص ۱۸۲

نگہِ سرمہ سا: حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بہ سوے دل ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں ص ۱۷۸

نگہِ شوق: دیکھیے: غفلتِ نگہِ شوق۔

نگہِ قہر آشنا: دیکھیے: سُراغِ یک نگہِ قہر آشنا۔

نگہِ گرم: (۱) نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے ص ۲۱۲

(۲) دیکھیے: یک نگہِ گرم۔

نگہِ مستیِ ناز: دیکھیے: نصیبِ نگہِ مستیِ ناز۔

نگہِ ناز: (۱) در خورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد ص ۱۶۶

(۲) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند؟ ہے تیر مقرّر، مگر اُس کی ہے کماں اَور ص ۱۷۰

(۳) دیکھیے: چشمکِ نگہِ ناز۔ (۴) فسونِ نگہِ ناز۔

نگہبان[۱]: تغافل: کمیں گاہِ وحشت شناسی نگہبانِ دل ہائے اغیار ہیں ہم ص ۵۵

نگہبانی: ہے ہوس محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست نشۂ مَے کے تصوّر میں نگہبانی عبث ص ۳۳

نگیں[۲]: (۱) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نَفَس استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں ص ۷

(۲) ہے نگیں کی پاداری نامِ صاحبِ خانہ ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا ص ۱۳

(۳) بہ رہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی، اہتمام اُس کا نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا ص ۲۴

(۴) جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص ۱۳۵

(۵) جن کی مسند کا آسماں: گوشہ جن کی خاتم کا آفتاب: نگیں ص ۲۸۰

دیکھیے ـــــ: (۶)، (۷) زیرِ نگیں [دو بار]۔ (۸) نام و نگیں۔ (۹) یاقوتِ نگیں۔

نگینِ خانۂ زنجیر: گریے سے بندِ محبّت میں ہوئی نام آوری لختِ لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے ص ۹۵

نگینِ نامِ شاہد: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں ص ۱۸۰

۱۔ نگہبان : ایک بار [مرکب]۔
نگہبانی : ایک بار۔

۲۔ نگیں : گیارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: چھے بار]۔

تَل[1]: دیکھیے: زانوے تَل۔

نَم[2]: (۱) آتش و آب و باد و خاک نے لی وضعِ سوز و نَم و رَم و آرام ص۱۳۸

(۲) دیکھیے: چشمِ پُرنم۔ (۳) دیدۂ پُرنم۔ (۴) سرشکِ دیدۂ پُرنم۔

نمِ دامانِ عصیاں: غرورِ لطفِ ساقی: نشۂ بیباکیِ مستاں نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی ص۷۷

نمِ شبنم: بجا ہے گر نہ سُنے نالہ ہاے بلبلِ زار کہ گوشِ گُل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے ص۲۱۳

نمِ شرمِ جبینِ آشنا: گردِ ساحل ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جاے کدو ص۶۹

نماز[3]: (۱،۲،۳) دیکھیے: مُہرِ نماز [تین بار]۔

نمّام[4]: رازِ دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں نمّام ص۱۳۶

نمایاں[5]: (۱) بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں ص۶۲

(۲) زِ بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنّا کا جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے ص۸۱

(۳) اُس کے مضروب کے سروتن سے کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام ص۱۳۸

(۴) سب کہاں، کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں ص۱۹۱

(۵) ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے ص۲۱۱

دیکھیے:(۶) داغِ نمایاں۔ (۷) زخمِ نمایاں۔

نمد[6]: نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا ص۱۴

نمد درآباد: کجا معزولیِ آئینہ؟ کو ترکِ خود آرائی؟ نمد درآب ہے اے سادہ پرکار! اِس بہانے میں ص۵۸

نمدبافی: ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی کہ تھا آئینۂ خور پر تصور زنگ بستن کا ص۲۷

نمرود[7]: کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟ بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا ص۱۶۱

۱۔ تَل : ایک بار۔

۲۔ نَم : سات بار [مرکب]۔

۳۔ نماز : تین بار [مرکب]۔

۴۔ نمّام : ایک بار۔

۵۔ نمایاں : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دو بار]۔

۶۔ نمد : دو بار۔

نمدبافی : ایک بار۔

۷۔ نمرود : ایک بار۔

نمک[۸]: (۱) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشمِ شب پیما — نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادو، خوابِ بستن کا — ص ۲۷

(۲) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ — زُور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک — ص ۴۹

(۳) چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں — ص ۶۵

(۴) شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا — آپ سے کوئی پوچھے: تم نے کیا مزا پایا؟ — ص ۱۴۳

(۵) نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے — سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہوجاوے — ص ۴۵۳

['نمک' نوبار بہ طورِ ردیف، ص۱۷۵]:

(۶)،(۷) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک — کیا مزا ہوتا، اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک

(۸) گردِ راہِ یار، ہے سامانِ نازِ زخمِ دل — ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک

(۹) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو! — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک

(۱۰) شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا کہ آج — گردِ ساحل، ہے بہ زخمِ موجۂ دریا نمک

(۱۱) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! — یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک

(۱۲) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے! — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک

(۱۳) غیر کی منّت نہ کھینچوں گا پَیِ توفیرِ درد — زخم مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک

(۱۴) یاد ہیں غالبؔ تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں — زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک

نمک اثر: دیکھیے: سرشکِ نمک اثر۔

نمک پاشِ خراشِ دل: جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی — نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی — ص ۲۰۶

نمک خوار: اُمیدوارِ عنایات شیونارائن — کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولت خواہ — ص ۲۷۸

نمک دان: (۱) ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورش نمک داں کی — ص ۷۷

(۲) محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے — چشم میں توڑے نمک داں تا شکر خوابی کرے — ص ۱۰۰

(۳) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے — بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر — ص ۱۶۷

۱۔ نمک : اُنّیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: پانچ بار]۔
نمک خوار : ایک بار۔
نمک دان : پانچ بار [مرکب: ایک بار]۔
نمکین : ایک بار۔

(۴) پھر پرشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق سامانِ صدہزار نمک داں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۵) دیکھیے: غرقِ نمک داں۔

نمکِ زخمِ جگر: وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے ص۷۸

نمک سود: دیکھیے: یک زخمِ نمک سود۔

نمک سودۂ زخمِ تکرار: گردِ جولاں سے ہے تیری بہ گریبانِ خرام جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار ص۵

نمکیں: شورِ اوہام سے مت ہو شبخونِ انصاف گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں ص۸

نمو[1]: دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس ص۱۷۳

نمود[2]: (۱) وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا ص۱۳۹

(۲) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

(۳) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی ص۲۵۱

نمودِ سایہ و نور: اے مفیضِ وجودِ سایہ و نور! جب تلک ہے نمودِ سایۂ نور ص۱۳۱

نمودِ صُوَر: ہے مشتمل نمودِ صور پر وجودِ بحر یہاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں ص۱۸۹

نمونہ[3]: چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا ص۲۶۰

نمونۂ گلزار: شہر: گویا نمونۂ گلزار باغ: گویا نگارخانۂ چیں ص۲۸۰

ننگ[4]: (۱) ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر شرارِ آہ سے موجِ صبا دامانِ گل چیں ہے ص۸۹

(۲) دیکھیے: بے ننگ و نام۔

ننگِ بالیدن: وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی نہ پوچھ ننگِ بالیدن ہیں جوں موے سرِ دیوانہ، ہم ص۵۴

ننگِ بے دماغانِ خود آرائی: غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہُدہُد پر سُلیمانی ہے ننگِ بے دماغانِ خود آرائی ص۹۲

ننگِ بے ہُنری: گرچہ از روے ننگِ بے ہُنری ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار ص۱۲۵

۱۔ نمو : ایک بار۔

۲۔ نمود : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

۳۔ نمونہ : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

۴۔ ننگ : پندرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چودہ بار]۔

ننگِ پیراہن: آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں! ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں ص ۱۸۳

ننگِ پیری: کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ ننگِ پیری ہے جوانی میری ص ۲۳۱

ننگِ تمنّا: حیف اے ننگِ تمنّا! کہ پَیِ عرضِ حیا یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا ص ۱۴

ننگِ رُسوائی: ہنوز اے اثرِ دید! ننگِ رسوائی نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص ۴۳

ننگِ فہمِ مستاں: اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بد روز گاری کا ص ۱۹

ننگِ سجدہ: گھستے گھستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا ص ۱۵۹

ننگِ سینہ : ہے ننگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو ہے عارِ دل، نفس اگر آذر فشاں نہیں ص ۱۸۸

ننگِ وجود : ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص ۱۴۳

ننگِ ہمّت : سبب، وارستگاں کو ننگِ ہمّت ہے، خداوندا! اثر سُرمے سے اورلب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص ۶۸

ننگِ ہمّتِ باطل: آب ہوجاتے ہیں ننگِ ہمّتِ باطل سے مرد اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے ص ۹۶

ننگا[1] : آپ کا بندہ اور پھروں ننگا! آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار! ص ۱۲۷

نَو[2] (۱): (۱) دیکھیے: ابروے مہِ نَو۔ (۲)، (۳) از سرِ نَو [دوبار]۔ (۴) طرفِ نقابِ مہِ نَو۔ (۵)، (۶)، (۷) ماہِ نَو [تین بار]۔ (۸)، (۹)، (۱۰)، (۱۱) مہِ نَو [چار بار]۔

نَوآموزِ فنا : تھی نوآموزِ فنا ہمّتِ دشوار پسند سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا ص ۱۴۳

نَوآموزی: دیکھیے: شرمندۂ نوآموزی۔

نَو برِ نخلِ باغِ سلطاں: خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں ہو ص ۳۳۱

نَو بہار[3]: (۱) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار گرہ ص ۲۷۹

(۲) دیکھیے: شمیمِ نوبہار۔

نَو بہارتر: بینش، بہ سعیِ ضبطِ جنوں نوبہار تر دل درگدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص ۳۰

نَو بہارِ حدیقۂ اسلام: شہ سوارِ طریقۂ انصاف نوبہارِ حدیقۂ اسلام ص ۳۲۷

۱۔ ننگا : ایک بار۔

۲۔ نَو (۱) : چودہ بار [مرکّب]۔

۳۔ نوبہار : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

نَو بہارِ ناز: اک نو بہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے ص۲۲۶

نَوجوانی[۱]: اسدکوبُوریے میں دھرکے پھونکاموجِ ہستی نے فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی ص۷۷

نَوخاستہ[۲]: دیکھیے: ہرسبزۂ نوخاستہ۔

نَوخیز[۳]: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲) خطِ نوخیز [دوبار]۔(۳) سبزۂ نوخیزِ مسیحا۔(۴) قامتِ نوخیز۔(۵) مثلِ خطِ نوخیز۔(۶)، (۷) موجۂ سبزۂ نوخیز [دوبار]۔

نَو گرہیں[۴]: کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نوگرہیں جو یھاں گنیں گے، تو پائیں گے نوہزار گرہ ص۲۷۹

نَو ہزار: دیکھیے: نوگرہیں۔

نوا[۵]: دیکھیے: (۱) خوش نوایانِ چمن۔(۲) خوہِیں نوا۔(۳) غالبِ آشفتہ نوا۔(۴) نالۂ لبِ خونیں نوائے گل۔(۵) نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا۔

نواپرداز: چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے سرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے ص۲۲۷

نواسازِ تماشا: اے نوا سازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں ص۶۳

نواسازِ فغاں: محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے مانندِ نَے کے استخواں خالی ص۴۵۵

نوا سامانِ بندِساز: نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مُرغِ اسیر رشتۂ پا یھاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے ص۸۲

نواسنجانِ گلشن: قفس میں ہوں، گراچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو مرا ہونا بُرا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو ص۱۹۸

نواسنجِ فغاں: کسی کو دے کے دل، کوئی نواسنجِ فغاں کیوں ہو؟ نہ ہو جب دل ہی سینے میں، تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو ص۱۹۹

نوائے بربط وچنگ وچغانہ: دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا نوائے بربط و چنگ و چغانہ ص۴۵۱

نوائے بلبل وگل: نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے ص۱۱۵

نوائے جگرخراش: دیکھیے: صد ہزار نوائے جگرخراش۔

نوائے خفتۂ اُلفت: نوائے خفتۂ اُلفت اگر بیتاب ہوجاوے پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے ص۱۰۵

۱۔ نوجوانی : ایک بار۔

۲۔ نوخاستہ : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ نوخیز : سات بار [مرکّب]۔

۴۔ نو(۲) : دوبار۔

۵۔ نوا : اُنیس بار [مرکّب]۔

نواہا : ایک بار [مرکّب]۔

نواے سروش: آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں غالبؔ! صریرِ خامہ نواے سروش ہے ص۲۳۰

نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ: نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے ص۱۱۵

نواے مرغِ بستانی: دیکھیے: ذوقِ نواے مرغِ بستانی۔

نواے مرغِ گرفتار: ڈر نالہ ہاے زار سے میرے، خدا کو مان آخر نواے مرغ گرفتار بھی نہیں ص۱۸۴

نواہاے راز: محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا یہاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا ص۱۵۵

نوا[1] (۲): دیکھیے: (۱) برگ ونوا۔ (۲) رونقِ کارگاہِ برگ ونوا۔

ثواب[2]: (۱) ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں ثواب کو ہم ص۲۶۵

(۲) دیکھیے: حضرتِ ثواب۔ (۳) محفلِ غسلِ صحتِ ثواب۔

ثوابِ مستطاب: حق گوے وحق پرست وحق اندیش وحق شناس ثوابِ مستطاب، امیرِ شہ احتشام ص۲۸۴

ثوابی: بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ تو پھر کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز ثوابی کرے ص۱۰۱

نوازش[3]: دیکھیے: خمِ دستِ نوازش۔

نوازش نامہ: دیکھیے: مُہرِ نوازش نامہ۔

نوازشِ نفسِ آشنا: نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ بہ رنگِ نَے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد ص۳۷

نوازش ہاے بیجا: نوازش ہاے بیجا دیکھتا ہوں شکایت ہاے رنگیں کا گِلا کیا ص۱۵۷

نوحہ[4]: حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں نوحہ گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے ص۹۳

نوحہ خواں: پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیماردار اور اگر مرجائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو ص۱۹۶

نوحہ گر: حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں ص۱۹۰

نوحۂ غم: ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص۲۰۹

۱۔ نوا(۲) : دوبار [مرکب]۔

۲۔ ثواب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

ثوابی : ایک بار۔

۳۔ نوازش : دوبار [مرکب]۔

نوازش نامہ : ایک بار [مرکب]۔

نوازش ہا : ایک بار [مرکب]۔

۴۔ نوحہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔

نوحہ خواں: ایک بار۔ نوحہ گر : ایک بار۔

نوحۂ ماتم: جو عزادارِ شہیدانِ نفس دُزدیدہ ہو نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے ص۱۰۱

نور[ا]: نور سے تیرے، ہے اُس کی روشنی ورنہ تھا خرشید یک دستِ سوال ص۵۱

(۲) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص۲۴۳

(۳) انجمِ چرخ: گوہر آگیں فرشِ نور: ئے؛ ماہ: ساغرِ سیمیں ص۲۸۰

دیکھیے ـــــ: (۴) پُرنور۔ (۵) دریاے نور۔ (۶) رُخِ پُرنور۔ (۷) لبریزِ نور۔ (۸) مفیضِ وجودِ سایہ ونور۔ (۹) نمودِ سایہ ونور [نیز دیکھیے: بے نور]۔

نورُالعینِ دامن: سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: نورُالعینِ دامن ہے دلِ بے دست و پا اُفتادہ: برخوردارِ بستر ہے ص۲۱۲

نورِ چراغِ بزم: ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج ص۳۵

نورِ چشمِ واصل خاں: سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں حکیم حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام ص۲۶۳

نورِ چشمِ وحشت: اے آبلے! کرم کر، یھاں رنجہ یک قدم کر اے نورِ چشمِ وحشت، اے یادگارِ صحرا! ص۲۶

نورِ صبح: کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں ص۱۸۵

نورِ نظر: دیکھیے: قبلۂ نورِ نظر۔

نورانی: سب کو اُس کا سواد ارزانی چشمِ بینش ہو جس سے نورانی ص۲۶۷

نوروز[۲]: نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں نظّارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت ص۱۲۷

(۲) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز لیک بیش از سہ ہفتہ بعد نہیں ص۲۸۰

نوش[۳]: دیکھیے: ہوسِ ناے ونوش۔

نوشت[۴]: دیکھیے: سرنوشت۔

نوشت خواند: غالبؔ! یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند ص۱۲۸

نوک[۵]: رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے اگر بووے بجاے دانہ دہقاں نوک نشتر کی ص۲۰۷

۱۔ نور : چودہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: گیارہ بار]۔
نورالعین : ایک بار [مرکّب]۔
نورانی : ایک بار۔ ۲۔ نوروز: دوبار۔
۳۔ نوش : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ نوشت : دوبار [مرکّب]۔
۵۔ نوک : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

نوکِ زبانِ دہنِ گور: سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز حسرتِ عرضِ تمنا میں ہوں رنجور ہنوز ص۴۴

نوکِ خامۂ فرسودہ: کثرتِ انشاے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے ص۱۰۳

نوکِ سرِ مژگاں: دیدار طلب ہے دلِ وامانده، کہ آخر نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا ص۲۹

نوکِ ناخنِ شمشیر: اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلِّ مشکل ہا ص۲۳

نوکِ نیشِ عقرب ہا: عیادت ہاے زہر آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے رفوے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا ص۲۳

نوکِ ہر خار: نوکِ ہر خار تھا بس کہ سرِ دزدیِ زخم جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا ص۱۴

نوکر[1]: (۱) ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟ ص۸۴

(۲) بارے، نوکر بھی ہوگیا، صد شکر! نسبتیں ہوگئیں مشخص چار ص۱۲۶

(۳) غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

(۴) بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں ص۲۹۸

نومید[2]: (۱) عشق، تاثیر سے نومید نہیں جاں سپاری، شجرِ بید نہیں ص۱۸۳

(۲) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے ص۲۱۱

نومیدی[3]: دیکھیے ____: (۳) تابِ رنجِ نومیدی۔ (۴) جولاں گاہِ نومیدی۔

نومیدیِ اربابِ ہوس: یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے غالبؔ کو بُرا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے ص۲۳۵

نومیدیِ جاوید: (۱) بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص۱۳۳

(۲) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! خوش ہوں، گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں ص۱۸۲

نوید[4]: (۱) تیرا اقبالِ ترحّم: مرے جینے کی نوید تیرا اندازِ تغافل: مرے مرنے کی دلیل ص۱۲۴

(۲) سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے ص۲۰۳

نویدِ امن: نویدِ امن ہے بیدادِ دوست، جاں کے لیے رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے ص۲۳۵

نویدِ مقدمِ یار: نہیں ہے سایہ، کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار گئے ہیں چند قدم پیش تر در و دیوار ص۱۶۷

۱۔ نوکر : چاربار۔

۲۔ نومید : دوبار۔

۳۔ نومیدی : پانچ بار [مرتّب]۔

۴۔ نوید : چاربار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔

نویں[1]: تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی ص۳۱۲

نُہ[2] پایہ: یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ ص۲۸۴

نُہ چمن: سبزۂ نُہ چمن و یک خطِ پُشتِ لبِ بام رفعتِ ہمّتِ صد عارف و یک اوجِ حصار ص۱۳۲

نُہ چرخ: دیکھیے: چشمۂ نُہ چرخ حباب۔

نُہ چرخ و ہفت اختر: وہ کہ جس کی صورتِ تکوین میں مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر کھُلا ص۱۳۹

نُہ فلک: جوشِ طوفانِ کرم: ساقیِ کوثر ساغرِ نُہ فلک: آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار ص۴ [منقبت]

نہار[3]: دیکھیے: (۱) افتخارِ لیل ونہار۔ (۲) لیل ونہار۔ (۳) نَفَسِ لیل ونہار۔

نہال[4]: دیکھیے: تازہ نہال۔

نہالِ دوستی: دیکھیے: طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی۔

نہالِ شکوہ: بس کہ ہے اصلِ دمیدن ہا غبار ہے نہالِ شکوہ ریحانِ سفال ص۵۱

نہالِ شمع: (۱) گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار، آتش ص۴۷

(۲) وقتِ حُسن افروزیِ زینت تراز اں، جاے گُل ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے ص۹۵

نہالی[5]: دیکھیے: (۲) پیراہنِ شکلِ نہالی۔ (۲) تصویرِ نہالی۔ (۳) شکلِ نہالی۔

نہاں[6]: (۱) ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز جوں مہِ نو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں ص۸

(۲) اسدؔ کو بُت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا ص۲۳

(۳) نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے سپندِ شعلہ نادیدہ صفت انداز جَستن کا ص۲۷

(۴) نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ بہ رنگِ نَے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد ص۳۷

(۵) ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس ص۳۶

۱۔ نویں : ایک بار۔
۲۔ نُہ : پانچ بار [مرکّب]۔
۳۔ نہار : تین بار [مرکّب]۔
۴۔ نہال : پانچ بار [مرکّب]۔
۵۔ نہالی : تین بار [مرکّب]۔
۶۔ نہاں : چھتیس بار [مفرد: بائیس بار، مرکّب: چار بار]۔
نہاں خانہ : ایک بار [مرکّب]۔
نہانی : دو بار [مرکّب]۔

(۶) زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار — جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز — ص۴۵

(۷) دستِ رنگیں سے جو رُخ پر وا کرے زلفِ رسا — شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد، گل — ص۵۲

(۸) سُرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو — نہاں ہر گرد بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے — ص۷۹

(۹) نہاں ہے گوہرِ مقصود جَیبِ خود شناسی میں — کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے — ص۸۳

(۱۰) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی — جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار — ص۱۳۳

(۱۱) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں جیسے، خوں رگ میں نہاں ہو جائے گا — ص۱۵۱

(۱۲) خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا — ص۱۵۷

(۱۳) تھیں بناتُ النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں — شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں — ص۱۹۱

(۱۴) یہ کہہ سکتے ہو: ہم دل میں نہیں ہیں، پر یہ بتلاؤ — کہ جب دل میں تمھیں تم ہو، تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو — ص۱۹۹

(۱۵) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی — ص۲۰۷

(۱۶) ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں — شوقِ عناں گسیختہ، دریا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۱۷) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا، مرے ہوتے — گھِستا ہے جبیں خاک پہ دریا، مرے آگے — ص۲۲۸

(۱۸) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا — بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا — ص۴۴۷

(۱۹) نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا — نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں — ص۴۴۹

(۲۰) سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن — نغمۂ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن — ص۴۵۰

(۲۱) خوشا! طوطیؔ و گنجِ آشیانہ — نہاں در زیرِ بالِ آئینہ خانہ — ص۴۵۱

(۲۲) نقشِ صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ — حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے — ص۴۵۲

دیکھیے____: (۲۳) داغِ نہاں۔ (۲۴) رازِ نہاں۔ (۲۵) سوزِ نہاں۔ (۲۶) حالِ رازِ نہانِ عشق۔

نہاں خانۂ دل: تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب — بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد — ص۳۸

نہانی: دیکھیے: (۱) ربطِ نہانی۔ (۲) سوزِ غم ہائے نہانی۔

نہفتہ[1]: (۱) تھا مجھ کو خارِ خارِ جنونِ وفا اسدؔ سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز ص۴۲

(۲) دیکھیے: خوں در جگر نہفتہ۔

نہفتہ داں: دیکھیے: عقلِ نہفتہ داں۔

نہنگ[2]: دیکھیے: حلقۂ صد کامِ نہنگ۔

نہیِ بوتراب[3]: سدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گل رُخاں گر کرے یوں امر نہیِ بوتراب آئینے پر ص۳۹

نَے[4]: (۱) نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ بہ رنگِ نَے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد ص۳۷

(۲) محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے، مانندِ نَے کے، استخواں خالی ص۴۵۵

دیکھیے: (۳) پابندِ نَے۔ (۴) کوچہ ہائے نَے۔ (۵) مصراعِ نالۂ نَے۔

نیا[5]: روز اِس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے ص۳۰۹

نیابتِ دمِ عیسیٰ[6]: وہ محضِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص۲۷۷

نیاز[7]: نیاز پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے ص۱۱۲

دیکھیے ـــــ: (۲) تحفۂ اہلِ نیاز۔ (۳) جامِ دو جہاں ناز و نیاز۔ (۴) حسرتِ عرضِ نیاز۔ (۵) دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز۔ (۶) ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز۔ (۷) عباراتِ نیاز۔ (۸) عجز و نیاز۔ (۹) فسونِ نیاز۔ (۱۰) قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز۔ (۱۱) کمیِ ربطِ نیاز۔ (۱۲) گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز۔ (۱۳) مشاطۂ نیاز۔ (۱۴) نازِ سجدۂ عرضِ نیاز۔

نیاز گزیں: دیکھیے: غالبِ عاجزِ نیاز گزیں۔

نیازِ پرفشانی: غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر ص۴۱

نیازِ تماشائے حُسنِ دوست: پروازہا نیازِ تماشائے حُسنِ دوست بالِ کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے ص۷۶

نیازِ جلوہ ریزی: نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پُرسی کا ص۲۶

۱۔ نہفتہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
۲۔ نہنگ : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ نہی : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ نَے : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔
۵۔ نیا : ایک بار۔
۶۔ نیابت : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ نیاز : چھتّیس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پچّیس بار]۔
نیاز گزیں : ایک بار۔
نیازستان : ایک بار [مرکّب]۔
نیازمند : ایک بار [مرکّب]۔

نیازِ جوششِ حسرت: کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنّا ہے ص۸۴

نیازِ حسرتِ دیدار: دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کرچکے دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں ص۱۸۴

نیازِ عشق: نیازِ عشق خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر جو ہوجاوے نثارِ برق، مُشتِ خار و خس بہتر ص۲۹۴

دیکھیے: (۲) جَیبِ نیازِ عشق۔ (۳) عرضِ نیازِ عشق۔

نیازِ قدِجاں‌فزا: بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند ص۳۹

نیازِ کلفتِ وحشت: وسعتِ مشرب، نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ! یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما ہوجایئے ص۸۸

نیازِ گردشِ پیمانۂ مے: اگر آسودگی ہے مدعائے رنجِ بیتابی نیازِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا ص۱۵

نیاز وعجز: میرا نیاز و عجز ہے مفتِ بتاں اسدؔ یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں ص۶۴

نیازستانِ عجز: دیکھیے: محرابِ نیازستانِ عجز۔

نیازمندِ ازل: انساں نیاز مندِ ازل ہے کہ جوں کماں مطلب ہے ربط سے، رگ و پَے کی خمیدگی ص۳۵۴

نیام[۱]: تیر کو تیرے تیرِ غیر: ہدف تیغ کو تیری تیغِ خصم: نیام ص۱۳۸

[نیز دیکھیے: بے نیام]۔

نیامِ پردۂ زخمِ جگر: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ ص۱۶۶

نیچے[۲]: جن کی دیوارِ قصر کے نیچے آسماں ہے گدائے گوشہ نشیں ص۲۸۰

تیرؔ[۳]: مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی بچّوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اَور ص۱۷۱

نیرنگ[۴]: دیکھیے: (۱) آفت زدۂ عرضِ دوعالم نیرنگ۔ (۲)، (۳) درسِ نیرنگ [دوبار]۔ (۴) ساغرِ مےخانۂ نیرنگ۔ (۵) شوخیِ نیرنگ۔ (۶) یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ۔

نیرنگِ اعتبار: تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار ہستی عدم ہے، آئنہ گر رو بہ رو نہ ہو ص۶۸

نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ: دیکھیے: جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ۔

نیرنگِ بیتابی: بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر ص۱۶۸

۱۔ نیام : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ نیچے : ایک بار۔
۳۔ نیّر : ایک بار۔
۴۔ نیام : انتیس بار [مرکّب]۔

نیرنگِ تماشا: دیکھیے: گرفتاریِ نیرنگِ تماشا۔

نیرنگِ تمنا: دیکھیے: تماشائیِ نیرنگِ تمنا۔

نیرنگِ خیال: دیکھیے: پُرافشانیِ نیرنگِ خیال۔

نیرنگِ داغِ حیرت انشائی: پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی دو عالم دیدۂ بسمل چراغاں جلوہ پیمائی ص۹۲

نیرنگِ زمانہ: دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج نیرنگِ زمانہ، فتنہ پرور ہے آج ص۱۱۸

نیرنگ سواد: دیکھیے: ہرذرۂ نیرنگ سواد۔

نیرنگِ صورت: دیکھیے: تماشائے نیرنگِ صورت۔

نیرنگِ نشاط: دیکھیے: عالمِ نیرنگِ نشاط۔

نیرنگِ نظر: سادگی ہائے تمنا، یعنی پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا ص۱۵۲

نیرنگِ یک بُت خانہ: دیکھیے: ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ۔

نیروئے[1] تن: کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر ابھی اُس خستہ کے نیروئے تن کی آزمائش ہے ص۲۴۴

نیزہ[2]: ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے آفتابِ روزِ محشر ہے گلِ دستارِ دوست ص۳۳

نیساں[3]: پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں یہ تنک مایہ، ہے فریادیِ جوشِ ایثار ص۴

دیکھیے—:(۲) ابرِ نیساں (۳) پُشتِ چشمِ نیساں (۴) قطرۂ نیساں۔

نیستاں[4]: (۱) ضبطِ جنوں سے، ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز یک نالہ بیٹھیے، تو نیستاں اُٹھایئے ص۴۷

(۲) نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا ص۱۵۶

دیکھیے: (۳) ریشۂ صد نیستاں۔ (۴) صد دعوتِ نیستاں۔ (۵) مثلِ نیستاں۔ (۶) یک نیستاں۔

نیستانِ شیر قالی: دیکھیے: ریشہ دارِ نیستانِ شیر قالی۔

نیستانِ عالم: دیکھیے: یک نیستاں عالم۔

نیستی[5]: پیری و نیستی، خدا کی پناہ! دستِ خالی و خاطرِ غمگیں ص۲۸۱

نیش[6]: بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو؟ ص۱۹۸

۱۔ نیرو : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نیزہ : ایک بار۔
۳۔ نیساں : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۴۔ نیستاں : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھے بار]۔
۵۔ نیستی : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نیش : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

نیشِ زنبورِ عسل: ہے گدازِ موم، اندازِ چکیدن ہائے خوں   نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصّاد یہاں   ص۵۷

نیشِ عقرب ہا: عیادت ہائے زہر آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے   رفوئے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا   ص۲۳

نیشتر[۱]: وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے   نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے   ص۲۳۸

شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب   کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے   ص۲۵۵

نیشکر[۲]: مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے   آم کے آگے نیشکر کیا ہے!   ص۱۳۰

نیغر وختن[۳]: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے   ہے شمعِ جادہ داغِ نیغر وختن ہنوز   ص۳۲

نیک[۴]: نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف   جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل   ص۱۲۳

نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے   جو گل ہوں، تو ہوں گلخن میں؛ جو خس ہوں، تو ہوں گلشن میں   ص۱۸۰

نیک نامی: کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے وفائی!   سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی!   ص۷۳

نیکی[۵]: (۱) کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں غالبؔ   بدی کی اُس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی   ص۲۰۳

(۲) کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے   جفائیں کر کے اپنی یاد، شرما جائے ہے مجھ سے   ص۲۲۳

(۲) دیکھیے: تمیزِ زشتی و نیکی۔

نیل[۶] (۱): (۱) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید   ہے جو آبی پیرہن ہر موج رُودِ نیل کی   ص۹۱

(۲) بہ سخن: اوجِ دہِ مرتبۂ معنی و لفظ   بہ کرم: داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل   ص۱۲۳

نیل[۷] (۲): (۱) خیر خواہِ دید ہوں، از بہرِ دفعِ چشمِ زخم   کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی   ص۹۱

(۲) دیکھیے: رنگِ سیاہِ نیل۔

نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض: خطِ نوخیز: نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض   لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر   ص۳۰

نیلی فام[۸]: دیکھیے: (۱) چرخِ نیلی فام۔ (۲) گنبدِ تیز گردِ نیلی فام۔

۱۔ نیشتر : دوبار۔

۲۔ نیشکر : ایک بار۔

۳۔ نیغر وختن : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ نیک : دوبار[۔ نیک نامی : ایک بار۔

۵۔ نیکی : تین بار [مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔

۶۔ نیل (۱) : دوبار [مرکّب]۔

۷۔ نیل (۲) : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

۶۔ نیلی فام : دوبار [مرکّب]۔

نیم باز[1] : دیکھیے: گرہِ نیم باز۔

نیم جاں : جاں ہے بہاے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں ص۱۸۸

نیم رنگ : دیکھیے: بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک۔

نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار: دیکھیے: داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار۔

نیم رنگی ہاے شمعِ محفلِ خوباں: نیم رنگی ہاے شمعِ محفلِ خوباں سے ہے پیچکِ مہ، صرفِ چاکِ پردۂ فانوس و بس ص۳۶

نیم رُوز: دیکھیے: صورتِ مہرِ نیم روز۔

نیم شبی: دیکھیے: آہِ نیم شبی۔

نیم غمزہ: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ ص۱۶۶

نیم کش: دیکھیے: تیرِ نیم کش۔

نیند[2]: نینداُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہوگئیں ص۱۹۱

تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر آنے کا عہد کرگئے، آئے جو خواب میں ص۱۸۸

موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی ص۲۳۷

واللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ ص۲۵۳

آتی نہیں نیند، اے شبِ تار! افسانۂ زلفِ یار سر کر ص۴۴۸

نئی[3]: فکرِ تاریخِ سال میں مجھ کو ایک صورت نئی نظر آئی ص۲۶۲

نئے[4]: قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

۱۔ نیم باز : نوبار [مرتّب]۔
۲۔ نیند : پانچ بار۔
۳۔ نئی : ایک بار۔
۴۔ نئے : ایک بار۔

و

وا[1] : تکلف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر — نَفَس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا — ص۴۷

(۲) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز — عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز — ص۴۴

(۳) دستِ رنگیں سے جو رُخ پر وا کرے زلفِ رسا — شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد، گل — ص۵۲

(۴) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گِلا کروں — موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں — ص۵۵

(۵) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک — درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں — ص۵۶

(۶) جُنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا — کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں — ص۵۷

(۷) قید میں بھی ہے اسیری، آزاد — چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں — ص۵۸

(۸) کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں — چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ — ص۷۱

(۹) اسدؔ! بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو تو دکھلادوں کہ یک عالم گلستاں ہے — ص۸۱

(۱۰) نگہ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی؟ چہ ویرانی؟ — کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے — ص۸۳

(۱۱) وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس — ناخنِ بُریدہ ہے تیغِ صفاہانی مجھے — ص۸۶

(۱۲) اے خوشا وقتے! کہ ساقی یک خُمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے — ص۱۰۱

(۱۳) گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے — رشتۂ پا، شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے — ص۱۰۱

(۱۴) خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق — جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے — ص۱۰۷

(۱۵)،(۱۶) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا — تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت — ص۱۲۷

ا۔ وا : چھتیس بار [مفرد: ستائیس بار، مرکب: نو بار]۔

(۱۷) وا کردیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا ص۱۵۳

(۱۸) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام مٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہوجانا ص۱۵۶

(۱۹) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ! چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا ص۱۵۶

(۲۰) بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود بیں ہیں کہ ہم اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا ص۱۶۲

(۲۱) جادۂ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع چرخ وا کرتا ہے ماہِ نَو سے آغوشِ وداع ص۱۷۴

(۲۲) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو ص۱۹۴

(۲۳) چاکِ جگر سے جب رہِ پرسش نہ وا ہوئی کیا فائدہ کہ جَیب کو رُسوا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۴) رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۵) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۶) وا کرسکے یہاں کون، بجز کاوشِ شوخی جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم ص۴۳۸

(۲۷) خاکبازیِ اُمید: کارخانۂ طفلی یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص۱۳

وا چکیدہ: دیکھیے: اشک ہاے واچکیدہ۔

وا شدنِ پیچشِ طومار: کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب! جادہ ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز ص۴۳

وا شدنِ عقدۂ غم: اے اسدؔ! وا شدنِ عقدۂ غم گر چاہے حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا ص۴۴۵

وا شکستگی: دیکھیے: رقمِ واشکستگی۔

وا شگفتن ہاے دل: غنچگی ہے، بر نفس پیچیدنِ فکر اے اسدؔ! واشگفتن ہاے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے ص۱۰۰

وا کشادہ: دیکھیے: چشمِ واکشادہ۔

وا گردیدہ: دیکھیے: چشمِ واگردیدہ۔

وا گستردنی: دیکھیے: مُفتِ واگستردنی۔

وا گسستہ: دیکھیے: زنّارِ واگسستہ۔

وابستہ[1]: دیکھیے:(۱) خاطرِ وابستہ۔(۲)،(۳)،(۴) دلِ وابستہ۔(۵) کشادِ خاطرِ وابستہ۔

وابستۂ تن: دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے کر گئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے ص۲۳۲

وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے ص۱۰۰

واپسیں[2]: دیکھیے:(۱) دمِ واپسیں۔(۲) یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں۔

واجب[3] (۱):(۱) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں ص۱۳۵

واجب[4] (۲): صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر جائے مے، اپنے کو کھینچا چاہیے ص۲۲۲

واحسرتا![5]: واحسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ ہم کو حریصِ لذتِ آزار دیکھ کر ص۱۶۹

وادی[6]: دیکھیے: ریگِ تفتۂ وادی۔

وادیِ پُرخار: (۱) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب! اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے ص۲۳۴

(۲) دیکھیے: سیرِ وادیِ پُرخار۔

وادیِ جوہرغبار: کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا ؟ آئینہ خانہ: وادیِ جوہر غبار تھا ص۱۷

وادیِ حسرت: جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراب وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث ص۳۴

وادیِ خیال: مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے ص۲۰۶

وادیِ طلب: میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق از بس کہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک ص۵۰

وادیِ مجنوں: بے پردہ سوئے وادیِ مجنوں گزر نہ کر ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے ص۲۱۷

وارستگاں: (۱) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے ص۹۸

(۲) سبب، وارستگاں کو تنگیِ ہمت ہے، خداوندا! اثر سُرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص۶۸

وارستگی[7]: (۱) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۶۶

(۲) وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

۱۔ وابستہ : سات بار[مرکّب]۔

۲۔ واپسیں : دوبار[مرکّب]۔

۳۔ واجب(۱) : ایک بار۔ ۴۔ واجب(۲) : ایک بار۔

۵۔ واحسرتا : ایک بار۔

۶۔ وادی : آٹھ بار[مرکّب]۔

۷۔ وارستگی : چھے بار[مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

دیکھیے:(۳) تہمتِ وارستگی۔ (۴) جنوں رسوائے وارستگی۔ (۵)، (۶) دعویِ وارستگی [دوبار]۔

وارستہ[1]: وارستہ اِس سے ہیں کہ محبت کیوں نہ ہو — کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

وارستۂ ہرمذہب: (۱) آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا — دلِ دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا — ص۴۴

(۲) دیکھیے: دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملت بیزار۔

وارفتہ[2]: آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر — بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح — ص۳۶

وارث[3]: ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے — اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا — ص۱۴۰

وارثِ آدم: چاہے گر جنّت، جز آدم وارثِ آدم نہیں — شوخیِ ایمانِ زاہد، سستیِ تدبیر ہے — ص۹۵

وارثِ گنج و تخت و افسر: اِس خداوندِ بندہ پرور کو — وارثِ گنج و تخت و افسر کو — ص۱۳۱

وارثِ مُلک: وارثِ مُلک جانتے ہیں تجھے — ایرج و تور و خسرو و بہرام — ص۱۳۷

واژگوں[4]: دیکھیے:(۱) جامِ واژگوں۔ (۲) نعلِ واژگوں۔

واژوں[5]: دیکھیے:(۱)، (۲) نعلِ واژوں [دوبار]۔

واسطہ[6]: نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بُریدہ ہوں — ص۲۹۹

واشُد[7]: طبع کی واشُد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا — یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا — ص۲۱

واشُدِ گل: نشۂ رنگ سے ہے واشُدِ گل — مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

واصل خاں[8]: سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں — حکیم حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام — ص۲۶۳

واعظ[9]: (۱) غالبؔ! بُرا نہ مان جو واعظ بُرا کہے — ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۲) جلاد سے ڈرتے ہیں نہ واعظ سے جھگڑتے — ہم سمجھے ہوئے ہیں اُسے جس بھیس میں جو آئے — ص۲۳۹

۱ـ وارستہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
وارستگاں : دوبار۔
۲ـ وارفتہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳ـ وارث : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۶ـ واژگوں : دوبار [مرکّب]۔
۷ـ واژوں : دوبار [مرکّب]۔
۸ـ واسطہ : ایک بار۔
۹ـ واشُد : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۱۰ـ واصل خاں : ایک بار۔
۱۱ـ واعظ : پانچ بار۔

(۳) واعظ! نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو — کیا بات ہے تمھاری شرابِ طہور کی! ص۲۴۳

(۴) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ! — پر اِتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے ص۲۵۰

(۵) کوئی دُنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ! — خلد بھی باغ ہے، خیر، آب و ہوا اَور سہی ص۳۱۱

واقف[۱]: ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مے نوشاں — وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں ص۴۲۹

واقعہ[۲]: تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ! — واقعہ سخت ہے اور جان عزیز ص۱۷۳

واقعی[۳]: واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ — زخم لیکن داغ سے بہتر کُھلا ص۱۴۰

(۲) منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی — اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے ص۱۲۴

والا[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱) حضورِ والا۔ (۲) شہِ والا۔ (۳) نامِ والائے علی۔

والا جاہ: دیکھیے: ایلن برونِ والا جاہ۔

وَالسّلام[۵]: (۱) پایا قادرنامے نے آج اختتام — اک غزل تم اور پڑھ لو، وَالسّلام ص۳۷۵

(۲) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام — یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام والاکرام ص۲۹۷

واللہ[۶]: (۱) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہائے بتاں سے — سچ کہتے ہیں واللہ! کہ اللہ غنی ہے ص۱۱۱

(۲) واللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں — سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ! ص۲۵۳

والیِ[۷] ولایتِ عہد: وہ کہ ہے والیِ ولایتِ عہد — عدل سے اُس کے ہے حمایتِ عہد ص۱۳۱

وام[۸]: (۱) نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! — تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا ص۱۷

(۲) بہرِ جاں پروردنِ یعقوبؑ، بالِ خاک سے — وام لیتی ہے پرِ پرواز، پیراہن کی بو ص۶۹

(۳) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد — چرخ نے جس سے لی ہے گردشِ وام ص۱۳۷

(۴) لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، و لے — غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں ص۱۷۷

(۵) وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خواں ہو — شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزّت اُس سے وام ص۲۸۳

۱۔ واقف : ایک بار۔
۲۔ واقعہ : ایک بار۔
۳۔ واقعی : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ والا : چار بار [مرکّب]۔
۵۔ والسّلام : دوبار۔
۶۔ واللہ : دوبار۔
۷۔ والی : ایک بار [مرکّب]۔
۸۔ وام : پانچ بار۔

واماندگانِ[1] دید: عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید مینائے مَے ہے آبلہ پائے نگاہ کا ص۱۹

واماندگی[2]: (۱) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا ص۱۸

(۲) واماندگی، بہانہ و دل بستگی، فریب دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے ص۱۰۶

(۳) رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے! اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے ص۲۳۱

دیکھیے ــــ: (۴) باعثِ واماندگی۔ (۵) عذرِ واماندگی۔ (۶) عروجِ نشۂ واماندگی۔ (۷) گُلِ باغِ واماندگی۔ (۸) مشاطۂ واماندگی۔

واماندگیِ شوق: (۱) سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا ص۱۴

(۲) دیر و حرم: آئینۂ تکرارِ تمنّا واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں ص۵۹

واماندگیِ وحشت: وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے جرسِ قافلہ یھاں دل ہے گراں باروں کا ص۲۸

واماندگیاں: اہلِ تدبیر کی واماندگیاں! آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں ص۱۸۱

وامانده[3]: دیکھیے: دلِ وامانده۔

وامانده شدن: ہے تنگ زِ وامانده شدن حوصلۂ پا جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا ص۲۹

واماندۂ ذوقِ طربِ وصل: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں اے حسرتِ بسیار! تمنّا کی کمی ہے ص۱۰۶

واویلا[4]: دیکھیے: پیش از مرگ واویلا۔

واہ[5]: (۱) سات جلدوں کا پارسل پہنچا واہ! کیا خوب برمحل پہنچا ص۲۹۳

(۲) یاد آیا جو وہ کہنا کہ نہیں، واہ! غلط کی تصوّر نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط ص۲۹۴

واہ بے لڑکے: واہ بے لڑکے پڑھی اچھی غزل شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا ص۲۷۵

واہ واہ[6]: (۱) وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ! واہ! وہ بادہ ہائے نابِ گوارا کہ ہائے ہائے! [قادرنامہ]

(۲) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک ص۱۷۵

۱۔ واماندگاں : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ واماندگی : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
واماندگیاں : ایک بار۔
۳۔ وامانده : تین بار [مرکّب]۔
۴۔ واویلا : ایک بار۔
۵۔ واہ : دو بار۔
واہ بے : ایک بار۔
۶۔ واہ واہ : چار بار۔

(۳) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے، واہ واہ! — نغمہ ہوجاتا ہے، وھاں گر نالہ میرا جائے ہے — ص۲۲۱

(۴) ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ! — پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے — ص۲۳۲

وائے[1]: وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہر دم مجھ کو — آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا — ص۱۵۰

(۲) وائے! گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو — اب تلک تو یہ توقّع ہے کہ وھاں ہوجائے گا — ص۱۵۱

(۳) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جمؔ ہیں ہم لوگ — وائے وہ بادہ! کہ افشردۂ انگور نہیں — ص۱۸۶

(۴) وائے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا — جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں — ص۱۸۶

(۵) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی — وائے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے — ص۲۱۳

(۶) چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ! — وائے! اے بے خودی وتہمتِ آرامیدن — ص۲۵۰

(۷) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل وبے دماغ ہے — ص۱۱۶

(۸) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے — وائے! اگر عہد اُستوار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۹) وائے! وھاں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا — لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے — ص۲۳۲

[نیز دیکھیے: اے وائے]۔

وبال[2]: فکرِ دُنیا میں سر کھپاتا ہوں — میں کہاں اور یہ وبال کہاں! — ص۱۸۳

وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ: ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو — ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ ہم — ص۱۷۷

وبالِ دوش: شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش — صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں! — ص۱۸۳

وبالِ سایۂ بالِ ہُما: یک بخت اوج نذرِ سبکباریِ اسدؔ — سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہُما نہ مانگ — ص۵۱

وبالِ ہزار آرزو: سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا — یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں؟ — ص۶۲

وجدِ[3] برق: فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیدادِ دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر — ص۴۱

وجدِ ذوق: یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں — زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک — ص۱۷۵

وجود[4]: (۱) تنگیِ رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا — میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا — ص۱۲

۱۔ وائے : نوبار۔

۲۔ وبال : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

۳۔ وجد : دوبار [مرکّب]۔

۴۔ وجود : نوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

(۲) نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود | ہنوز تیرے تصوّر میں ہے نشیب و فراز | ص۱۷۱

(۳) ہے تجلّی تری سامانِ وجود | ذرّہ بے پرتوِ خرشید نہیں | ص۱۸۳

(۴) ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی | میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا | ص۱۴۳

(۵) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا | جوں صبح، چاکِ جَیب مجھے تار و پود تھا | ص۱۲

وجودِ بحر: ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر | یھاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں | ص۱۸۹

وجودِ سایہ‌ونور: دیکھیے: مفیضِ وجودِ سایہ‌ونور۔

وجود وعدم: (۱) پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا | آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہوگئے | ص۲۲۹

(۲) ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم | جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد! | ص۳۷

وجہ[۱]: دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار | پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو | ص۱۹۵

[نیز دیکھیے: بےوجہ]۔

وجہِ پریشانیِ صہبا: ہے دَورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا | یک بار لگا دو خُمِ مے میرے لبوں سے | ص۲۰۱

وجہِ تسلّی: دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلّی نہ ہوا | ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا | ص۱۴۴

وجہِ حیرتِ اظہارِ حال: ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال | داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے | ص۴۶

وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن: پوچھ مت وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن | سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہَوا موجِ شراب | ص۱۶۳

وجہِ صفائی: آئینہ نفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش | عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے | ص۸۰

وحدت[۲]: کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم | کردیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے | ص۲۲۲

وحدت[۳] خانۂ دل: نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! | تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا | ص۱۷

وحشت[۴]: وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید | مرگیا غالبِؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں | ص۱۸۷

وحشت[۵]: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے | پیمانہ ہُوا ہے مُشتِ غبارِ صحرا | ص۲۶

(۲) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنّا؟ | سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ | ص۳۶

۱ـ وجہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۲ـ وحدت : دوبار [مرکّب]۔
۳ـ وحشتؔ : ایک بار [مرکّب]۔
۴ـ وحشت : ۸۹ بار [مفرد: پچیس بار، مرکّب: چونسٹھ بار]۔

وحشت کدہ : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
وحشتناک : ایک بار۔
وحشت‌ہا : ایک بار [مرکّب]۔
وحشتے : ایک بار۔

(۳) یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے پیش از مرگ واویلا! رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر ص ۴۱

(۴) نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا بلا گردانِ بے پروا خرامی ہائے یار آتش ص ۴۷

(۵) ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال ص ۵۲

(۶) وہ بے دماغ منتِ اقبال ہوں کہ میں وحشت بہ داغ سایۂ بالِ ہما کروں ص ۵۶

(۷) گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں ص ۶۰

(۸) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص ۶۳

(۹) وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی ص ۸۷

(۱۰) وحشت نہ کھینچ قاتل حیرت نفَس ہے بسمل جب نالہ خوں ہو غافل تاثیر کیا بلا ہے ص ۹۴

(۱۱) وحشت بہارِ نشہ و گُل ساغرِ شراب چشمِ پری شفق کدۂ راز ہے مجھے ص ۹۷

(۱۲) جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم پیمودہ ہے ص ۱۰۳

(۱۳) اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو بیاضِ دیدۂ آہو کفِ سیلاب ہوجاوے ص ۱۰۵

(۱۴) حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے ص ۱۰۶

(۱۵) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے مژہ، پیچک میں مہ کی سوزنِ آسا چیدنی جانے ص ۱۱۵

(۱۶) روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے ۱۳۵

(۱۷) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا ص ۱۵۱

(۱۸) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی ہوا جامِ زمرّد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر ص ۱۶۸

(۱۹) وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو ص ۱۹۴

(۲۰) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے! ص ۲۰۴

(۲۱) وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے ص ۲۰۵

(۲۲) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے ص ۲۱۱

(۲۳) بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے! سایہ خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے ص ۲۲۰

(۲۴)،(۲۵) عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی میری وحشت تری شہرت ہی سہی ص۲۲۰

دیکھیے:(۲۶) پردۂ وحشت۔(۲۷) جگر گوشۂ وحشت۔(۲۸) چارہ سازیِ وحشت۔(۲۹) حسرتِ نشۂ وحشت۔(۳۰) داغ مشک آلودۂ وحشت۔(۳۱) دل تنگیِ وحشت۔(۳۲) دیباچۂ وحشت۔(۳۳) ربطِ یک شیرازۂ وحشت۔(۳۴) سرمایۂ وحشت۔(۳۵) شوخیِ وحشت۔(۳۶) شورِ وحشت۔(۳۷) عرضِ وحشت۔(۳۸) غبارِ دشتِ وحشت۔(۳۹) گرمیِ وحشت۔(۴۰) موے دماغِ وحشت۔(۴۱) نورِ چشمِ وحشت۔(۴۲) نیازِ کلفتِ وحشت۔(۴۳) واماندگیِ وحشت۔(۴۴) یک قدم وحشت۔

وحشتِ آتشِ دل: وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں صورتِ دود رہا سایہ گریزاں مجھ سے ص۲۱۱

وحشت آبادِ پرستاں: دیکھیے: طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں۔

وحشت آبادِ تسلی: دیکھیے: غریبِ وحشت آبادِ تسلی۔

وحشت افزا گریہ ہا: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ! چشمِ دریا بار، ہے میر آبِ سرکارِ چمن ص۵۹

وحشت انجمن: وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے ص۸۹

وحشتِ اندیشہ: عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال! ص۵۲

دیکھیے: خار خارِ وحشتِ اندیشہ۔

وحشتِ بیجا: پروازِ آشیانۂ عنقاے ناز ہے بالِ پری بہ وحشتِ بیجا نہ کھینچیے ص۱۰۶

وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی: وحشتِ بے ربطیِ پیچ خمِ ہستی نہ پوچھ ننگِ بالیدن ہیں جوں موے سرِ دیوانہ ہم ص۵۴

وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب: موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار گریہ، وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا ص۱۵

وحشت پرستِ گوشۂ تنہاۓ دل: اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہاۓ دل ہوں بہ رنگِ موجِ مے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا ص۱۶

وحشتِ پرواز: پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز ص۴۴

وحشتِ تسخیر: دیکھیے: خرابِ وحشتِ تسخیر۔

وحشتِ تنہائی: نالہ: خونیں ورق و دل: گُلِ مضمونِ شفق چمن آراے نفس وحشتِ تنہائی ہے ص۱۰۴

وحشتِ جنونِ بہار: ہے وحشتِ جنونِ بہار اِس قدر کہ ہے بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو ص۶۹

وحشتِ جَیبِ دریدہ: دیکھیے: نازِ وحشتِ جَیبِ دریدہ۔

وحشتِ چشمِ پری: خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا کہ موم آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا ص ۲۱

وحشت خرامی ہائے لیلیٰ: مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟ خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص ۱۳۶

وحشتِ خوابِ عدم: وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ! جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ص ۱۱

وحشتِ دردِ بے کسی: وحشتِ دردِ بے کسی بے اثر اِس قدر نہیں رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ نارسا سمجھ ص ۷۲

وحشتِ دل: وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئیں ص ۸

(۲) عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص ۴۳

(۳) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے ص ۱۱۰

(۴) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص ۲۱۹

وحشت رمی ہا: دیکھیے: سازِ وحشت رمی ہا۔

وحشتِ زخمِ وفا: وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے ص ۱۰۴

وحشت سراغ: عدم، وحشت سراغ و ہستی، آئیں بندِ رنگینی دماغِ دو جہاں پر سُنبل و گل یک شبیخوں ہے ص ۱۱۱

وحشتِ شکیبائی: دیکھیے: نازکیِ وحشتِ شکیبائی۔

وحشت شناسی: دیکھیے: کمیں گاہِ وحشت شناسی۔

وحشتِ شورِ تماشا: وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے ص ۸۷

وحشتِ شوقِ خروشِ آمادہ: دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ سے فالِ رُسوائی سرشکِ سر بہ صحرا دادہ ہے ص ۸۹

وحشتِ طاؤس: دیکھیے: صیدِ وحشتِ طاؤس۔

وحشتِ طبیعتِ ایجاد: ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی ص ۲۱۵

وحشتِ علمی: دیکھیے: سرلشکرِ وحشتِ علمی۔

وحشتِ غالبؔ: کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا ص ۱۳

وحشتِ فرصتِ یک جَیب کشش:	وحشتِ فرصتِ یک جَیب کشش نے کھویا	صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار	ص۶
وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی:	نہ ہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی	غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ و خم میرا	ص۱۶
وحشت گاہِ امکاں:	بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے	مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں	ص۲۲
وحشتِ مجنوں:	(۱) شوخیِ اظہار، غیر از وحشتِ مجنوں نہیں	لیلیِ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے	ص۸۲
	(۲) عالم غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر	کب تک خیالِ طرّۂ لیلا کرے کوئی	ص۲۱۵
	(۲) دیکھیے: لنگرِ وحشتِ مجنوں۔		
وحشتِ ناز:	دیکھیے: سلسلۂ وحشتِ ناز۔		
وحشتِ نازِ نسیمِ عشق:	حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں	کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو	ص۶۷
وحشتِ نالہ:	وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے	جرسِ قافلہ یھاں دل ہے گراں باروں کا	ص۲۸
وحشتِ ہستی:	دیکھیے: جنونِ وحشتِ ہستی۔		
وحشت ہا:	دیکھیے: باوجودِ مشقِ وحشت ہا۔		
وحشتے:	خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں	جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں	ص۵۵
وحشت کدہ:	بزمِ مَے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟	شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے	ص۲۱۷
وحشت کدۂ بزمِ جہاں:	ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع	شعلۂ عشق کو اپنا سروساماں سمجھا	ص۱۷
وحشت کدۂ تلاش:	ہے خلقِ حسد قماش لڑنے کے لیے	وحشت کدۂ تلاش لڑنے کے لیے	ص۲۵۳
وحشتناک:	بس کہ سودائے خیالِ زلف وحشتناک ہے	تادلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے	ص۱۰۶
وحشی[1]:	(۱) وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا	رشتۂ چاکِ جَیب دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا	ص۲۶
	(۲) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد	ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا	ص۱۵۸

ا۔ وحشی : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکب: چار بار]۔ وحشیوں : ایک بار۔

دیکھیے: (۳) دلِ وحشی۔ (۴) غالبِ وحشی۔

وحشیِ خوکردۂ نظارہ: وحشیِ خو کردۂ نظارہ ہے حیرت، جسے حلقۂ زنجیر جز چشمِ تماشائی نہیں ص۶۵

وحشی مزاج: شاخِ گل جُنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج ص۳۵

وحشیوں: تصرّف وحشیوں میں ہے تصورہائے مجنوں کا سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روئے لیلا ہے ص۸۴

وداع[1]: (۱) آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے اے عندلیب! چل کہ چلے دن بہار کے ص۲۱۰

دیکھیے: (۲)، (۳)، (۴) آغوشِ وداع [تین بار]۔ (۵) ہنگامِ وداع۔ (۶) یک آغوشِ وداع۔

وداعِ انجمن: فرصتِ یک چشمِ حیرت، شش جہت آغوش ہے ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں ص۶۴

وداعِ بہار: دیکھیے: وقتِ وداعِ بہار۔

وداعِ تمکیں: اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص۲۱۳

وداعِ جلوہ: دیکھیے: آغوشِ وداعِ جلوہ۔

وداعِ حوصلہ: وداعِ حوصلہ توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی! ص۱۱۰

وداعِ خزاں: ہر رنگ گردش آئنہ ایجادِ درد ہے اشکِ سحاب جز بہ وداعِ خزاں نہیں ص۵۷

وداعِ دل: دیکھیے: فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل۔

وداعِ قرار: بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں ص۶۴

وداعِ نظر: (۱) بزمِ وداعِ نظر، یاس طرب نامہ بر فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے ص۹۹

(۲) دیکھیے: آغوشِ وداعِ نظر۔

وداعِ ہوش: بیمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش مجبور یہاں تلک ہوئے، اے اختیار حیف! ص۱۷۴

وداعِ یار: بعد از وداعِ یار بہ خوں درتپیدہ ہیں نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے ص۸۰

وداعِ یوسفستاں: دیکھیے: آغوشِ وداعِ یوسفستاں۔

ودیعت[2] خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں ص۱۸۰

۱۔ وداع : انیس بار [مرتّب]۔ ۲۔ ودیعت : تین بار [مرتّب]۔

ودیعتِ مژگانِ یار: ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا ص۱۵۳

ودیعتِ ناز: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ ص۱۲۶

وردِ[1] اسمِ حق: وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا ص۲۹

ورزشِ[2] قصۂ کہن: ورزشِ قصہ کہن کب تک؟ داستانِ شہِ دکن کب تک؟ ص۲۶۷

ورطۂ[3] ملامت: نہ جانوں کیونکے مٹے داغِ طعنِ بدعہدی تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے ص۲۱۴

ورع[4]: دیکھیے:(۱) اہلِ ورع۔(۲) بعدِ یک عُمرِ ورع۔

ورق[5]: ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے ص۲۳۶

(۲) [دیکھیے:خونیں ورق]۔

(۳) ہر ورق۔[دیکھیے:ورقِ انتخاب]۔

ورقِ انتخاب: بے چشمِ دل، نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے ص۷۶

ورق شماری: دیکھیے:ابتدائے ورق شماری۔

ورقِ گردانده: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخوانده ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده ص۱۷

ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ: محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ ہم ص۱۷۷

ورقِ ناخوانده: کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدگر سے ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخوانده ص۱۷

وزارت[6]:(۱،۲) آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا ہے فخرِ سلیماں، جو کرے تیری وزارت ص۱۲۷

وزن[7]: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا ص۴۴۵

وسع[8]: دیکھیے:حدِ وسع۔

وسعت[9]: (۱) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں ص۱۸۶

۱۔ ورد : ایک بار[مرکب]۔
۲۔ ورزش : ایک بار[مرکب]۔
۳۔ ورطہ : ایک بار[مرکب]۔
۴۔ ورع : دوبار[مرکب]۔
۵۔ ورق : آٹھ بار[مفرد:ایک بار، مرکب:سات بار]۔
۶۔ وزارت : دوبار۔
۷۔ وزن : ایک بار[مرکب]۔
۸۔ وسع : ایک بار[مرکب]۔
۹۔ وسعت : بارہ بار[مفرد:دوبار، مرکب:دس بار]۔
وسعت کدہ : ایک بار[مرکب]۔

(۲) بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے ص۲۳۶

(۳) دیکھیے: دوجہاں وسعت۔

وسعتِ جولانِ یک جنوں: ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا ص۱۷

وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل: وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل مت پوچھ محملِ دشت بہ دوشِ رمِ نخچیر آیا ص۲۷

وسعتِ رحمتِ حق: وسعتِ رحمتِ حق دیکھ، کہ بخشا جاوے مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا ص۱۳

وسعتِ سعیِ کرم: وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سر تا سرِ خاک گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہر بار ہنوز ص۱۷۲

وسعتِ صحرا: ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے ص۲۱۷

وسعت گہِ تمنا: گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہوا ہے ص۹۳

وسعتِ مشرب: وسعتِ مشربِ نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ! یک بیاباں سایۂ بالِ ہما ہوجایئے ص۸۸

(۲) درد ناپیدا و بیجا تہمتِ وارستگی پردہ دارِ یاوگی ہے وسعتِ مشرب مجھے ص۸۶

وسعتِ مے خانۂ جنوں: نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالبؔ! جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز ص۱۷۲

وسعت کدۂ شوق: دیکھیے: پیمانۂ وسعت کدۂ شوق۔

وسمۂ[1] ابرو: چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے ص۷۸

وسواس[2] قریں: دیکھیے: فطرتِ وسواس قریں۔

وسیع[3]: رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خُرّم ص۲۶۵

وصال[4]: (۱) دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے دشمنی ہے وصال کا مذکور ص۳۲

(۲) ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ لبِ قدح پہ کفِ بادہ، جوشِ تشنہ لبی ہے ص۷۵

(۳) وصال جلوہ تماشا ہے، پر دماغ کہاں کہ دیجے آئینۂ انتظار کو پرداز ص۱۷۱

(۴) وہ فراق اور وہ وصال کہاں! وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں! ص۱۸۲

۱۔ وسمہ : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ وسواس : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ وسیع : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ وصال : بائیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: سولہ بار]۔

(۵) ہمارے ذہن میں اِس فکر کا ہے نام وصال کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں، ہو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

(۶) اِس طرح کے وصال سے، یارب! کیا مٹے دل سے داغِ ہجراں کا ص۲۶۰

دیکھیے:(۷) آرائشِ بزمِ وصال۔(۸) خیالِ وصال۔(۹) شبِ وصال۔(۱۰) صبحِ وصال۔(۱۱) طاقتِ وصال۔(۱۲) عینِ تاپاکِ وصال۔(۱۳) فرصتِ وصال۔(۱۴) گستاخیِ وصال۔(۱۵) مژدۂ وصال۔(۱۶) وعدۂ وصال۔(۱۷) جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔

وصالِ دوست: تکلّف عافیت میں ہے، دلا! بندِ قبا واکر نفس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا ص۲۷

وصالِ عندلیب: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب! ص۳۲

وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت: اسدؔ! بہارِ تماشائے گلستانِ حیات وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت ہے ص۸۶

وصالِ یار: (۱) یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا اگر اَور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا ص۱۵۹

(۲) دیکھیے: شامِ وصالِ یار۔

وصفِ[1] دُلدُل: وصفِ دُلدُل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے گل چیں ص۹

وصفِ قامت: کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں کہ سرو ہو نہ سکے جس کا مصرعِ ثانی ص۹۶

وصفِ کمر: دیکھیے: رہِ وصفِ کمر۔

وصل[2]: (۱) وصل میں بختِ سیہ نے سُنبلستاں گُل کیا رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا ص۲۵

(۲) وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر فتنہ، تاراجِ تمنّا کے لیے درکار ہے ص۸۳

(۳) جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ! وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے ص۹۵

(۴) عشق: بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس وصل: زنگارِ رُخِ آئینۂ حُسنِ یقیں ص۱۳۴

(۵) گرترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست وپا کہ یوں ص۱۷۸

(۶) میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں ص۱۸۹

(۷) ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے ص۲۱۱

---

[1] وصف : تین بار [مرکّب]۔ [2] وصال : چھبیس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: چودہ بار]۔

(۸) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ! گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ص۲۲۱

(۹) خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے آئی شبِ ہجراں کی تمنا مرے آگے ص۲۴۹

دیکھیے ـــــ: (۱۰) تحیر کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل۔ (۱۱) حظِ وصل (۱۲) خیالِ وصل۔ (۱۳) دستگہِ وصل۔ (۱۴) ذوقِ وصل۔ (۱۵) شوقِ وصل۔ (۱۶) مشقِ فکرِ وصل۔ (۱۷) مضمونِ وصل۔ (۱۸) واماندۂ ذوقِ طربِ وصل۔ (۱۹) دسترسِ وصلِ تمنا۔

وصلِ آئینہ رُخاں: وصلِ آئینہ رُخاں ہم نفسِ یک دیگر ہیں دعا ہائے سحر گاہ سے خواہاں گل و صبح ص۳۶

وصلِ دُختِ رز: دیکھیے: عقدِ وصلِ دُختِ رز۔

وصلِ غیر: دیکھیے: (۱) ذکرِ وصلِ غیر۔ (۲) سپندِ بزمِ وصلِ غیر۔

وصلِ ہر رنگ جنوں: بوے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رُسوائی ہے ص۱۰۴

وصیِ ختمِ رُسُل[1]: (۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولیکن بہ تضاد وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ اثباتِ یقیں ص۹

(۲) جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا! وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۳۴

وضع[2] (۱): (۱) دیکھیے: حجابِ پاسِ وضع۔

(۲) کب مجھے کوے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں ص۱۷۸

(۳) وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟ ص۱۹۹

وضعِ احتیاط: پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے ص۲۲۵

وضعِ زرافشاندنی: برگ ریزی ہاے گل ہے وضعِ زرافشاندنی باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری ص۹۳

وضعِ سوز و نم و رم و آرام: آتش و آب و باد و خاک نے لی وضعِ سوز و نم و رم و آرام ص۱۳۸

وضع[3] (۲): (۱) دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک ص۲۹۶

(۲) وضع میں اس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق رنگ میں سبزۂ نوخیز مسیحا کہیے ص۱۲۲

وضو[4]: (۱) بے درد، سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو ص۶۷

۱۔ وصی : دوبار [مرکب]۔

۲۔ وضع (۱) : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکب: چار بار]۔

۳۔ وضع (۲) : دوبار۔

۴۔ وضو : تین بار۔

(۲) نہ ہووے کیونکے اُسے فرضِ قتلِ اہلِ وفا — لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے — ص۹۹

(۳) گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے — اِتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی — ص۱۱۶

وطن[1]: (۱) ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت — عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں — ص۶۶

(۲) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال — نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھُلا — ص۱۶۱

(۳) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور — رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم — ص۱۷۷

(۴) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ! کہ ہو غربت میں قدر — بے تکلّف ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں — ص۱۸۵

دیکھیے:۔۔۔ (۵) بے مہریِ یارانِ وطن۔ (۶) رشتۂ حبّ الوطن۔ (۷)، (۸) صبحِ وطن [دو بار]۔ (۹) غریبِ تسلّی گہِ وطن۔ (۱۰) ہجرِ یارانِ وطن۔

وظیفہ خوار[2]: غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا — وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں — ص۱۹۱

وعدہ[3]: (۱) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا — کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی — ص۴۳

(۲) ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی — گوش منت کشِ گلبانگِ تسلّی نہ ہوا — ص۱۴۴

(۳) ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا — کہ خوشی سے مر نہ جاتے، اگر اعتبار ہوتا — ص۱۶۰

(۴) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ — یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں — ص۱۹۲

(۵) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرّر چاہا — ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۶) وعدہ آنے کا وفا کیجیے، یہ کیا انداز ہے؟ — تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے — ص۲۳۲

(۷) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ — نئے فتنوں میں اب چرخِ کُہن کی آزمائش ہے — ص۲۴۵

(۸) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا — جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا — [قادرنامہ]

دیکھیے:۔۔۔ (۹) فسونِ وعدہ۔ (۱۰) ہوسِ وعدہ۔

وعدۂ دلدار: پیچ آپڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے — وہ آئے یا نہ آئے، پہ یہاں انتظار ہے — ص۲۱۷

وعدۂ دیدارِ دوست: دیکھیے: پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست۔

وعدۂ سیرِ گلستاں: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق! — مژدۂ قتل مقدّر ہے جو مذکور نہیں — ص۱۸۵

۱۔ وطن : دس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چھے بار]۔
۲۔ وظیفہ خوار : ایک بار۔
۳۔ وعدہ : سترہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: نو بار]۔
وعدے : ایک بار۔

وعدۂ صبرآزما: (۱) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عُمر فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲) یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں؟ یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا! ص۱۵۸

وعدۂ وصال: چرِبی پہلوے خیال، رزقِ دو عالم احتمال کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! سمجھ ص۴۷

وعدۂ وفا: اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم! ص۵۴

وعدے: ضد کی ہے اَور بات، مگر خو بری نہیں بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے ص۲۴۴

وفا[۱]: (۱) نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے چہ حسابِ جاں فشانی؟ چہ غرورِ دل ستانی ص۹

(۲) بیش از نَفَس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! ص۴۹

(۳) دل ہی نہیں کہ منّتِ درباں اُٹھایئے کس کو وفا کا سلسلہ جُنباں اُٹھایئے ص۴۷

(۴) کی وفا ہم سے، تو غیر اِس کو جفا کہتے ہیں ہوتی آئی ہے کہ اچّھوں کو بُرا کہتے ہیں ص۱۸۷

(۵) وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو؟ ص۲۰۰

(۶) وعدہ آنے کا وفا کیجیے، یہ کیا انداز ہے؟ تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے ص۲۴۲

(۷)، (۸) ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید جو نہیں جانتے وفا کیا ہے ص۲۴۸

(۹) بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے [دیکھیے: وعدے]۔

(۱۰) وفا مقابل و دعواے عشق بے بنیاد جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے! ص۲۱۴

(۱۱) تیری وفا سے کیا ہو تلافی کہ دہر میں تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے ص۲۲۶

(۲۱) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے نہ سہی ہم سے، پر اُس بُت میں وفا ہے تو سہی ص۲۱۱

دیکھیے ـــــ: (۱۳) آرزو شہیدِ وفا۔ (۱۴) اسیرِ ستم کشمکشِ دامِ وفا۔ (۵۱) اندوہِ وفا۔ (۶۱) بزمِ وفا۔ (۷۱) بستنِ پیمانِ وفا۔ (۸۱) بناے عہدِ وفا۔ (۹۱) بہارِ ریاضِ مہر و وفا۔ (۲۰) بیدادِ وفا۔ (۲۱)، (۲۲) بیگانۂ وفا [دو بار]۔ (۲۳) پاسِ ناموسِ وفا۔ (۲۴)، (۲۵)، (۲۶) پیمانِ وفا [تین بار]۔ (۲۷) تالیفِ نسخہ ہاے وفا۔ (۲۸) (۲۹) (۳۰) ترکِ وفا [تین بار]۔ (۳۱) تعزیتِ مہر و وفا۔ (۳۲) جادۂ راہِ وفا۔ (۳۳) حالِ وفا۔ (۳۴) حرفِ وفا۔ (۳۵) خارِ خارِ جنونِ وفا۔ (۳۶) خجلت کشِ وفا۔ (۳۷) خریدارِ وفا۔ (۳۸) خونِ وفا۔ (۳۹) خوں گشتۂ رشکِ وفا۔ (۴۰) دشمنِ اربابِ وفا۔ (۴۱) دلبریِ وعدۂ وفا۔ (۴۲) ریزشِ خونِ وفا۔ (۴۳) سررشتۂ وفا۔ (۴۴) شہیدِ وفا۔ (۴۵) صرف

---

۱ وفا : ایک بار۔

وفا۔ (۴۶) صورتِ عہدِ وفا۔ (۴۷) عجزِ وفا۔ (۴۸) عہدِ وفا۔ (۴۹) غارت گرِ جنسِ وفا۔ (۵۰) فریبِ وفا خوردگاں۔ (۵۱) قتلِ اہلِ وفا۔ (۵۲) گرفتارِ وفا۔ (۵۳) مشکلِ مضمونِ وفا۔ (۵۴) محوِ وفا۔ (۵۵) مشقِ وفا۔ (۵۶) منکرِ وفا۔ (۵۷) موجِ سرابِ دشتِ وفا۔ (۵۸) مہر و وفا۔ (۵۹) ناموسِ وفا۔ (۶۰) نبضِ بیمارِ وفا۔ (۶۱) نفَسِ اہلِ وفا۔ (۶۲) نقشِ وفا۔ (۶۳) وحشتِ زخمِ وفا۔ (۶۴) وفورِ وفا۔ (۶۵) ہوائے کشتِ وفا۔

وفا پرست: دیکھیے: جانِ وفا پرست۔

وفا و مہر: ایک وفا و مہر میں تازگیِ بساطِ دہر — لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار ایک — ص ۲۹۶

وفا و مہر و محبت: ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور — ص ۲۶۳

وفاہا: دیکھیے: آسایشِ وفاہا۔

وفائے حوصلہ: بہانہ جوئیِ رحمت: کمیں گرِ تقریب — وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے — ص ۱۱۲

وفائے دلبراں: وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! — اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے — ص ۲۲۰

وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر: دیکھی وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر — خمیازہ یک درازیِ عمرِ خمار تھا — ص ۱۷

وفائے گل: دیکھیے: ہلاکِ فریبِ وفائے گل۔

وفادار[۱]: دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا — ص ۱۴۷

وفاداری: گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری — کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے — ص ۱۲۳

وفاداری بہ شرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے — مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو — ص ۱۹۹

نہیں کچھ سبحہ و زُنّار کے پھندے میں گیرائی — وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۴

دیکھیے: اعتمادِ وفاداری۔

وفاق[۲]: دیکھیے: مے کدۂ وفاق۔

وفور[۳]: ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور — ص ۲۶۳

وفورِ اشک: وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ — کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار — ص ۱۶۷

وفورِ شوق: کُفر ہے غیر از وفورِ شوق، رہبر ڈھونڈھنا — راہِ صحرائے حرم میں ہے جرسِ ناقوس و بس — ص ۴۶

۱۔ وفادار : ایک بار۔
وفاداری : چار بار [مفرد: ایک بار۔ مرکّب: تین بار]۔
۲۔ وفاق : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ وفور : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

وفورِ وفا: وفورِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے | سلامت ملامت، ملامت سلامت | ص۳۳

وقار[1] و تمکیں: کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ! | یک قلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں | ص۱۳۳

وقت[2]: (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے، اسدؔ! | نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے | ص۸۲

(۲) وقت ہے، گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے | یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن | ص۵۹

(۳) تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر | تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل | ص۱۲۴

(۴) رنگِ شکستہ، صبحِ بہارِ نظارہ ہے | یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے راز کا | ص۱۵۵

(۵) پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب | دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا، موجِ شراب | ص۱۶۳

(۶) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسدؔ! | پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب | ص۱۶۳

(۷) مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، غالبؔ! | یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! | ص۱۶۵

(۸) رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے | آوے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں | ص۱۷۸

(۹) مہرباں ہو کے بلالو مجھے، چاہو جس وقت | میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آبھی نہ سکوں | ص۱۸۶

(۱۰) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت | ہے نگاہِ آشنا، تیرا سرِ ہر مو مجھے | ص۲۰۹

(۱۱) آگ سے، پانی میں بُجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا | ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے | ص۲۱۲

(۱۲) آیا تھا وقت ریل کے کھُلنے کا بھی قریب | تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام | ص۲۸۳

(۱۳) اے پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب! اِدھر بھی | سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے | ص۲۱۹

(۱۴) دیکھیے: امامِ وقت۔ خوب وقت۔

وقتِ آرائش: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش | لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے | ص۷۹

وقتِ اضطراب: دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا! | رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر | ص۴۰

وقتِ بند: گزرا جو آشیاں کا تصور بہ وقتِ بند | مژگانِ چشم دام ہوئے خار و خس تمام | ص۵۵

وقتِ بے نقابی: رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں | سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شستہ بر رو تھا | ص۲۲

وقتِ تپش: ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا | اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا | ص۱۸

۱۔ وقار : ایک بار [مرکب]۔ — وقتوں : ایک بار۔

۲۔ وقت : اڑتالیس بار [مفرد: ۱۴ بار، مرکب: ۳۴ بار]۔ — ۳۔ وقتے : ایک بار۔

وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں:	وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں جائے گل	ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے	ص ۹۵
وقتِ حُسن ترازی:	عکسِ رُخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ	شوخ نے وقتِ حُسن ترازی تمکیں سے آرام کیا	ص ۴۶
وقتِ خود آرائی:	کجا جوہر؟ چہ عکسِ خط؟ بتاں وقتِ خود آرائی	دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور ملتے ہیں	ص ۶۴
وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں:	وقتِ خیالِ جلوۂ حسنِ بتاں اسدؔ!	دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ	ص ۴۸
وقتِ دگر:	ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ	اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب!	ص ۳۲
وقتِ دید:	نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی	پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی	ص ۹۲
وقتِ رزم:	جمؔ رُتبہ میکلوڈؔ بہادر کہ وقتِ رزم	ترکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حُسام	۲۸۲
وقتِ سرنگونی:	بہ وقتِ سرنگونی ہے تصور، انتظارستاں	نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا	ص ۱۹
وقتِ سفر: (۱)	دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز	پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا	ص ۱۵۲
(۲)	کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا	خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت	ص ۱۶۴
وقتِ سیرِ باغ:	بیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے، وقتِ سیرِ باغ	ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے	ص ۱۱۳
وقتِ شام:	جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع	چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع	ص ۱۷۴
وقتِ شب: (۱)	وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر	گوشِ نسریں عارضاں پروانۂ محفل ہوا	ص ۲۹
(۲)	ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکینِ یار	وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب	ص ۳۱
وقتِ شکستن:	نہ دیجے پاسِ ضبطِ آبرو وقتِ شکستن بھی	تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا	ص ۴۴۷
وقتِ عنایات:	کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ	یا علیؔ! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے	ص ۱۰۴
وقتِ قتل:	کو بہ وقتِ قتل حقِ آشنائی اے نگاہ!	خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا	ص ۲۵
وقتِ قدح نوشی:	خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ! وقتِ قدح نوشی	بہ عشقِ ساقیِ کوثرؔ بہارِ بادہ پیمائی	ص ۹۲
وقتِ قہقہہ:	ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ	کرمکِ شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے	ص ۸۲
وقتِ کعبہ جوئی ہا:	بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی	کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانۂ چیںؔ کا	ص ۲۸

وقتِ گریہ:	زِبس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے	اسدؔ کھائے ہوئے سُرمے نے آنکھوں میں بصارت کی	ص۹۷
وقتِ گزشتن:	جوں بوئے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مشتِ زر	لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں	ص۶۱
وقتِ مناجات:	سر، پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی	رُو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے	ص۲۲۰
وقتِ مے:	بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست	بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے	ص۴۵۳
وقتِ مے پرستی:	ہم سے کھل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن	ورنہ ہم چھیڑیں گے، رکھ کر عذرِ مستی، ایک دن	ص۱۷۹
وقتِ نزع:	غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے	نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر	ص۴۱
وقتِ وداعِ بہار:	چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگِ گل پہ آب	اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے	ص۲۱۷
وقتوں:	اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انھیں کچھ نہ کہو	جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں	ص۱۸۷
وقتے:	اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خمستاں واکرے	تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے	ص۱۰۱
وقفِ[1] احباب:	صرفِ اعدا اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ	وقفِ احباب گل و سُنبلِ فردوسِ بریں	ص۱۳۵
وقفِ بسترِ سنجاب:	نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں	پہلوے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا	ص۱۳۵
وقفِ درد:	پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ!	دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے	ص۷۵
وقفِ سودائے نگاہِ تیز:	دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے	یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے	ص۸۵
وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل:	حاصلِ دل بستگی ہے عُمرِ کوتہ اور بس	وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل تارِ نفس	ص۴۵
وقفِ کشمکش:	تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے	ص۲۱۲
وقفِ نشتر زار:	در خیالِ آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست	صد رگِ جاں جادہ آسا وقفِ نشتر زار ہے	ص۸۳
وکٹوریا[2]:	وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو	شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزّت اُس سے وام	ص۲۸۳
وکیل[3]:	جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ!	پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا	ص۱۴۹
وکیلِ حضرتِ اللہ:	اے اسدؔ! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف	صاحبِ دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے	ص۴۵۶

۱۔ وقف : سات بار [مرتّب]۔
۲۔ وکٹوریا : ایک بار۔
۳۔ وکیل : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔

ولاے[1] ساقیِ کوثر: مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! بے ولاے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے ص۱۱۳

ولایت[2] عہد: دیکھیے: والیِ ولایت عہد۔

ولولے[3]: مارا زمانے نے اسداللہ خاں تمھیں وہ ولولے کہاں؟ وہ جوانی کدھر گئی؟ ص۲۳۳

ولی[4]: (۱) امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی علیؑ ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے ص۷۵

(۲) دیکھیو! غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھلا ص۱۴۰

(۳) یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ! تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا ص۱۹۰

ولی عہدی[5]: ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! ص۲۹۷

وہم[6]: (۱) یاس: تمثالِ بہار آئینۂ استغنا وہم: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں ص۷

(۲) زِ بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا چُرایا زخم ہاے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ص۱۷

(۳) میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں ص۱۸۹

(۴) جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور جُز وہم نہیں، ہستیِ اشیا مرے آگے ص۲۴۸

دیکھیے......: (۵) پرستاریِ وہم۔ (۶) گردِ وہم۔ (۷) یک وہم۔

وہمِ ترازاں: اے وہم ترازانِ مجازی و حقیقی عشاق، فریبِ حق و باطل سے جدا ہیں ص۲۹۹

وہمِ تماشا: دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے اے مدّعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے ص۱۰۵

وہمِ توانائی: کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی پر افشاندہ در کُنجِ قفس، تعویذِ بازو ہے ص۹۸

وہمِ توکّل: آئینۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ شش جہت اسباب ہے وہمِ توکّل ہنوز ص۴۴

وہمِ زر: فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا ص۲۳

وہمِ صدسرگردن: حُسن و رعنائی میں وہمِ صدسروگردن ہے فرق سرو کے قامت پہ گُل یک دامنِ کوتاہ ہے ص۹۲

وہمِ ضعیف: دیکھیے: ایک وہمِ ضعیف۔

وہمِ طربِ ہستی: وہمِ طربِ ہستی ایجادِ سیہ مستی تسکیں دہِ صد محفل یک ساغرِ خالی ہے ص۱۱۵

۱۔ ولا : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ولایت : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ ولولے : ایک بار۔
۴۔ ولی : تین بار۔
۵۔ ولی عہدی : ایک بار۔
۶۔ وہم : اکیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: سترہ بار]۔

وہمِ غفلت: وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے ص۱۱۰

وہمِ غیر: اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں ص۱۸۹

وہمِ مدعا: دیکھیے: عجز آبادِ وہمِ مدعا۔

وہمِ ناز: غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا ص۱۴۸

وہمِ وجود: دیکھیے: بیاباں نوردِ وہمِ وجود۔

وہم وخیال: دیکھیے: نظر گاہِ اہلِ وہم وخیال۔

ویراں[1]: (۱) بس کہ ہے مے خانہ ویراں جوں بیابانِ خراب عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب ص۳۱

(۲) رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آشفتگاں ص۶۶

(۳) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا ص۱۵۸

(۴) یوں ہی گر روتا رہا غالبؔ، تو اے اہلِ جہاں! دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہوگئیں ص۱۹۲

(۵) غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے ص۲۱۱

(۶) دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۷) دیکھیے: خراجِ دہِ ویراں۔ (۸) خیالِ خانہ ویراں۔

ویراں تر: آرزوے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا کیا کروں، گر سایۂ دیوار سیلابی کرے ص۱۰۰

ویراں ساز: دیکھیے: عشقِ خانہ ویراں ساز۔

ویراں سازیِ حیرت: دیکھیے: خانہ ویراں سازیِ حیرت۔

ویراں کار: دیکھیے: حُسنِ ویراں کار۔

ویرانہ[2]: (۱) بس کہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا ص۲۵

(۲) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کردیا غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا ص۲۵

(۳) ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم ص۵۴

۱۔ ویراں : بارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چھے بار]۔ ۲۔ ویرانہ : پانچ بار۔

(۴) دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے ص۸۲

(۵) ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ! رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے ص۱۰۵

ویرانی[1]: (۱) بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر گردِ صحراے حرم تا کوچۂ زُنّار ہے ص۸۳

(۲) نگہِ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی؟ چہ ویرانی؟ کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص۸۴

(۳)، (۴) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا ص۱۵۲

(۵) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا ص۱۵۷

(۶) دیکھیے: افسوسِ ویرانی۔ (۷) جوشِ ویرانی۔ (۸)، (۹)، (۱۰) خانہ ویرانی [تین بار]۔

(۱۱) غبارِ راہِ ویرانی۔ (۱۲) قطعِ لباسِ خانہ ویرانی۔ (۱۳) خانہ ویرانیِ اُمید۔ (۱۴) من جملۂ اسبابِ ویرانی۔

ویرانیِ دل ہا: بسانِ جوہرِ آئینہ، از ویرانیِ دل ہا غبارِ کوچہ ہاے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا ص۲۳

ویرانیے[2]: ویرانیے جُز آمد و رفتِ نفس نہیں ہے کوچہ ہاے نَے میں غبارِ صدا بلند ص۳۸

۱۔ ویرانی : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: نو بار]۔ ۲۔ ویرانیے : ایک بار۔

ہ

ہات[1] [بہ قافیۂ بات]: خستگی کا ہو بھلا، جس کے سبب سے سرِ دست ‏ نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے ‏ ص۱۲۸

ہاتفِ[2] غیب: ہاتفِ غیب سُن کے یہ، چیخا ‏ میری تاریخ، اُن کا تاریخا ‏ ص۲۹۳

ہاتھ[3]: (۱) وحشتِ فرصتِ یک جَیب کشش نے کھویا ‏ صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار ‏ ص۶

(۲) پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مَے میں ہوا ‏ ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز ‏ ص۴۵

(۳) مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے ‏ اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں ‏ ص۵۶

(۴)، (۵) ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسّف ہی سہی ‏ شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں! ‏ ص۶۶

(۶) اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی ‏ کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو ‏ ص۶۸

(۷)، (۸) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ ‏ کرمکِ شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے ‏ ص۸۲

(۹) نہ ہووے کیونکے اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا ‏ لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے ‏ ص۹۹

(۱۰) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدّعی میرا ‏ ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے ‏ ص۱۰۲

(۱۱) ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں! ‏ یہ دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے ‏ ص۱۲۸

(۱۲) کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام ‏ اِس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں ‏ ص۱۳۶

(۱۳) دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز ‏ اپنی صورت کا اک بلوریں جام ‏ ص۱۳۶

۱۔ ہات : ایک بار۔

۲۔ ہاتف : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ ہاتھ : چھتیس بار۔
ہاتھوں : پانچ بار۔

(۱۴) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ — کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا؟ — ص ۱۳۰

(۱۵) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا — ص ۱۴۸

(۱۶) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا — ص ۱۶۰

(۱۷) آتا ہے میرے قتل کو، پر جوشِ رشک سے — مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۱۸) واحسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ — ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۱۹) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش — صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں! — ص ۱۸۴

(۲۰) اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا! — لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں — ص ۱۸۴

(۲۱) رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں — ص ۱۸۹

(۲۱)، (۲۳) جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا — سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں — ص ۱۹۲

(۲۴) حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی! — دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی — ص ۲۰۳

(۲۵) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا — دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے! — ص ۲۰۴

(۲۶) بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل — جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی — ص ۲۱۵

(۲۷) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آبگینہ تُندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے — ص ۲۲۱

(۲۸) لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں — ہرچند اِس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے — ص ۲۲۶

(۲۹) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ — مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے — ص ۲۳۸

(۳۰) اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا — ہاتھ آویں تو اُنھیں ہاتھ لگائے نہ بنے — ص ۲۳۶

(۳۱) تمھیں نہیں ہے سرِ رشتۂ وفا کا خیال — ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے، مگر ہے کیا؟ کہیے — ص ۲۴۷

(۳۲) گو ہاتھ کو جُنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے — ص ۲۴۹

(۳۳) جو ہاتھ کہ ظلم سے اُٹھایا ہوگا — کیوں کر مانوں کہ اُس میں تلوار نہیں — ص ۲۵۴

(۳۴) جم رُتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم — تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام — ص ۲۸۲

(۳۵) ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدّعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک — ص ۵۰

(۳۶) اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پانْو پھول گئے — کہا جو اُس نے: ذرا میرے پانْو داب تو دے — ص ۲۲۳

ہاتھوں: (۱) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں، مثلِ سازِ نادرست — کھنچتا ہے آج نالے خارج از آہنگِ دل — ص ۵۳

(۲) پانْو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں — میرے ہاتھوں کو جدا باندھتے ہیں — ص ۵۸

(۳) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو — ص ۱۹۸

(۴) جز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو — جیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے — ص ۲۱۶

(۵) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا — ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں — ص ۲۹۸

ہار[ا]: کھلے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے — بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار، گرہ — ص ۲۷۹

ہالہ[۲]: خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہو گیا — ہالہ، دودِ شعلۂ جوالۂ مہ ہو گیا — ص ۴۲۵

ہالہ پیرا: دیکھیے: ماہ تابِ ہالہ پیرا۔

ہالہ صفت: وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا — ماہ پر ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا — ص ۴۲۵

ہالۂ دیگر: حلقۂ گیسو کھلا دورِ خطِ رُخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہو گیا — ص ۴۲۵

ہالۂ مہ: (۱) دیکھیے: ہالہ[۱]۔

(۲) دیکھیے: گردِ ہالۂ مہ [تحت: ہالۂ دیگر]۔

ہائے[۳]: (۱) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہائے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا — ص ۱۰۰

(۲) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو — ہائے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے — ص ۲۰۸

ہائے ہائے: (۱) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ — میری، دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے — ص ۷۵

(۲) غالبِ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں — روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں — ص ۱۹۳

[بہ طورِ ردیف چار بار، ص ۱۲۳]:

(۳) کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے!

(۴) وہ سبزہ زار ہائے مُطرّا کہ ہے غضب! — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہائے ہائے!

ا۔ ہار : ایک بار۔

۲۔ ہالہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

۳۔ ہائے : دو بار۔

ہائے ہائے : اُنتیس بار۔

(۵) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر! — طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے!

(۶) وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ واہ! — وہ بادہ ہائے نابِ گوارا کہ ہائے ہائے!

[تیرہ بار بہ طورِ ردیف، ص ۲۰۴]:

(۷)، (۸) درد سے میرے، ہے تجھ کو بے قراری، ہائے ہائے! — کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری؟ ہائے ہائے!

(۹) تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ — تو نے پھر کیوں کی تھی میری غم گساری؟ ہائے ہائے!

(۱۰) کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟ — دشمنی اپنی تھی میری غم گساری، ہائے ہائے!

(۱۱) عُمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا! — عُمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری، ہائے ہائے!

(۱۲) زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی — یعنی تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہائے ہائے!

(۱۳) گل فشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہوگیا؟ — خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہائے ہائے!

(۱۴) شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں — ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہائے ہائے!

(۱۵) خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی — اُٹھ گئی دُنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہائے ہائے!

(۱۶) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا — دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے!

(۱۷) کس طرح کاٹے کوئی شب ہائے تارِ برشکال — ہے نظر خو کردۂ اختر شماری، ہائے ہائے!

(۱۸) گوشِ مہجورِ پیام و چشمِ محرومِ جمال — ایک دل، تس پر یہ نااُمّید واری، ہائے ہائے!

(۱۹) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ — رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے!

ہتکھنڈے[۱]: خستگی کا تم سے کیا شکوہ، کہ یہ — ہتکھنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے — ص ۲۵۰

ہجر[۲]: (۱) غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اُس کے ہجر میں — بے تکلّف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست — ص ۱۶۴

(۲) یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں — کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں — ص ۱۸۷

(۳) ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں — معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے — ص ۲۱۱

(۴) گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے — تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے — ص ۲۲۲

۱۔ ہتکھنڈے : ایک بار۔

۲۔ ہجر : تیرہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: نو بار]۔

دیکھیے ــــــ: (۵) بیکسی ہاے شبِ ہجر۔ (۶) تب وتابِ ہجر۔ (۷) شامِ ہجر۔ (۸) شب وروزِ ہجر۔ (۹) شب ہاے ہجر۔ (۱۰) شب ہاے ہجرِ یار۔ (۱۱) غمِ ہجر۔

ہجرِ یار: کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ! — کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے — ص۲۴۳

ہجرِ یارانِ وطن: طاقتِ رنجِ سفر بھی نہیں پاتے اتنی — ہجرِ یارانِ وطن کا بھی الم ہے ہم کو — ص۷۰

ہجراں[1]: (۱) اِس طرح کے وصال سے یارب! — کیا مٹے دل سے داغِ ہجراں کا — ص۲۶۰

دیکھیے ــــــ: (۲) تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں۔ (۳) تلخیِ غمِ ہجراں۔ (۴) شبِ ہجراں۔ (۵) شب ہاے ہجراں۔ (۶) شکوۂ ہجراں۔

ہجری[2]: دیکھیے: سالِ ہجری۔

ہجومِ[3] اشک: وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال — یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا — ص۱۴۵

ہجومِ برق: بہارِ گل، دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخ وزمیں یک قطرۂ خوں ہے — ص۱۱۱

ہجومِ بلا: وفورِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے — سلامت ملامت، ملامت سلامت — ص۳۳

ہجومِ تمنا: (۱) اسدؔ! شکوہ کفر و دُعا ناسپاسی — ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم — ص۵۵

(۲) دیکھیے: کیفیتِ ہجومِ تمنا۔

ہجومِ خاروخس: بجاے غنچہ وگل، ہے ہجومِ خاروخس یھاں تک — کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا — ص۲۸

ہجومِ خانہ بردوشاں: پریشانی اسدؔ! درپردہ ہے سامانِ جمعیت — کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بردوشاں — ص۲۲۹

ہجومِ خَمِ دوشِ مزدور: فلک العرش: ہجومِ خمِ دوشِ مزدور — رشتۂ فیضِ ازل: سازِ طنابِ معمار — ص۱۳۲

ہجومِ دردِ غریبی: سر پر ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے — وہ ایک مُشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے — ص۲۱۸

ہجومِ دوجہاں کیفیت: خانۂ تنگ: ہجومِ دو جہاں کیفیت — جامِ جمشید ہے یھاں قالبِ خشتِ دیوار — ص۲

ہجومِ ریزشِ خوں: ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا — حنائے پنجۂ صیاد، مرغِ رشتہ برپا ہے — ص۸۴

ہجومِ سادہ لوحی: ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں — ص۶۴

---

[1] ہجراں: چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔ [2] ہجری: ایک بار [مرکّب]۔ [3] ہجوم: چوبیس بار [مرکّب]۔

ہجومِ سرشک:	دیکھیے: آں سوے ہجومِ سرشک۔		
ہجومِ ضبطِ فغاں:	ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش	بہ زنگ بستۂ زہراب دادہ پیکاں ہے	ص۱۰۲
ہجومِ عجز:	بوسۂ پا، انتخابِ بدگمانی ہاے حُسن	یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز	ص۴۴
ہجومِ غم:	ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے	کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے	ص۲۰۸
ہجومِ فکر:	ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے	کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز	ص۴۳
ہجومِ گریہ:	ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا سرمایۂ طوفاں!	برانگشتِ حسابِ اشک ناخن نعلِ واژوں ہے	ص۱۱۱
	ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے	کہ گر پڑے نہ مرے پانو پر در و دیوار	ص۱۶۷
ہجومِ لذّتِ غلتانیِ تپش:	حیرت ہجومِ لذّتِ غلتانیِ تپش	سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ	ص۷۰
ہجومِ مژدۂ دیدار:	ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشا ہا	گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں	ص۵۸
ہجومِ نااُمیدی:	بس ہجومِ نااُمیدی! خاک میں مل جائے گی	یہ جو اک لذّت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے	ص۲۳۱
ہجومِ نالہ:	ہجومِ نالہ حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے	خموشی، ریشۂ صد نیستاں سے خَس بہ دنداں ہے	ص۲۱۰
ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت:	وھاں ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت تھا اسدؔ!	ناخنِ غم یھاں سرِ تارِ نَفَس مضراب تھا	ص۱۵
ہدف[۱]:	تیر کو تیرے تیرِ غیر: ہدف	تیغ کو تیری تیغِ خصم: نیام	ص۱۳۸
ہدفِ ناوکِ بیداد:	کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بیداد کہ ہم	آپ اُٹھا لاتے ہیں، گر تیر خطا ہوتا ہے	ص۲۴۰
ہُدہُد[۲]:	(۱) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد	پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہُدہُد کے شانے میں	ص۵۸
	(۲) دیکھیے: خونِ ہُدہُد۔ (۳) فرقِ ہُدہُد۔		
ہدیہ[۳]:	جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ	مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا	ص۱۴۲
ہذیانِ[۴] تحریر:	دیکھیے: خامۂ ہذیاں تحریر۔		
ہر[۵] ادا:	دیکھیے: مخمورِ ہرادا۔		

۱۔ ہدف : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ ہُدہُد : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
۳۔ ہدیہ : ایک بار۔
۴۔ ہذیاں : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ ہر : ایک سوباون بار۔

ہر استخواں: نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ — بہ رنگِ نے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد — ص ۳۷

ہر اشک: اسدؔ! ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیرِ افزودن — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اُمیدِ رستن ہا — ص ۲۳

ہر اشکِ چشم: ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا — ص ۲۷

ہر انگشت: میں اُلفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں — لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت — ص ۳۲

(۲) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی، تو پھر اُس کی — جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت — ص ۳۲

ہر بات: (۱) بلائے جاں ہے غالبؔ! اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا — ص ۱۵۸

(۲) دیکھیے، لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ — اُس کی ہر بات پہ ہم "نامِ خُدا" کہتے ہیں — ص ۱۸۸

ہر بُتِ پیغارہ جو: دیکھیے: دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو۔

ہر بُتِ خرشید طلعت: بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق — ہر بُتِ خرشید طلعت آفتابِ بام ہے — ص ۱۰۱

ہر برس: تم سلامت رہو ہزار برس — ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار! — ص ۱۲۷

ہر برگ: دیکھیے: جُنبشِ ہر برگ۔

ہر برگِ گل: کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا؟ — ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا — ص ۱۷

ہر برگِ تجلیِ طور: بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پُرنور ہے — پُشتِ دستِ عجز یہاں ہر برگِ تجلیِ طور ہے — ص ۹۳

ہر بُلہوس: ہر بُلہوس نے حُسن پرستی شعار کی — اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی — ص ۲۲۳

ہر بُنِ مو: (۱) ضبطِ جنوں سے ہر بنِ مو ہے ترانہ خیز — یک نالہ بیٹھیے تو نیستاں اُٹھائیے — ص ۷۴

(۲) ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں — کرے ہے ہر بُنِ مو کام چشمِ بینا کا — ص ۱۳۷

(۳) ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا — ص ۱۹۲

ہر بیاباں: ذرہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو پردازِ عرض — ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے — ص ۹۵

ہر بیگانہ: گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ، جا — بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے — ص ۱۱۴

ہر پارہ سنگ: اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں — ہر پارہ سنگ لختِ دلِ کوہِ طور تھا — ص ۱۸

ہر پارۂ ابر: حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر — سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کُہسار — ص ۲

ہر پارۂ دل: یک تارِ نفَس میں، جوں طنابِ صبّاغ — ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج — ص۱۱۸

ہر پلک: ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص۷۶

ہر پیادہ: بس کہ بخشی ہے فوج کو عزّت — فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں — ص۲۸۱

ہر پیکرِ تصویر: نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ — کاغذی ہے، پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا — ص۱۳۲

ہر تار: تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں! — جب اک نفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے — ص۲۳۴

ہر تارِ بستر: (۱) بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلّف بارِ بستر ہے — معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — ص۸۵

(۲) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے — ص۲۱۲

ہر تارِ زلف: حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بہ سوے دل — ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں — ص۱۷۸

ہر تپش: ریگِ روان و ہر تپش درسِ تسلّیِ شعاع — آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوںبہا سمجھ — ص۷۲

ہر تمنّا: دیکھیے: گدازِ ہر تمنّا۔

ہر جا: (۱) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا — ص۱۲

(۲) ہے سر نوشت میں رقمِ وا شکستگی — ہوں جوں خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل — ص۵۱

ہر جُزوِ آشیاں: ہے بوے گل غریبِ تسلّیِ گہِ وطن — ہر جُزوِ آشیاں پرِ پرواز ہے مجھے — ص۹۷

ہر چشمِ آہو: دیکھیے: پیمانۂ ہر چشمِ آہو۔

ہر حلقۂ زنجیر: گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا — ص۳۰

ہر خار: (۱) دیکھیے: بُنِ ہر خار۔ (۲) سرِ ہر خار۔ (۳) نوکِ ہر خار۔ (۴) رگِ ہر خار۔

ہر خاک بہ گردوں شدہ: دیکھیے: کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ۔

ہر خاکِ گلشن: دیکھیے: کفِ ہر خاکِ گلشن۔

ہر خلوت و جلوت: نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے — ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی — ص۹۲

ہر داغِ تازہ: ~~ہر داغِ تازہ~~ یک دلِ داغ انتظار ہے — عرضِ فضاے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ — ص۷۰

ہر داغِ دل: دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل، اک تخم ہے سروِ چراغاں کا — ص۱۵۶

ہر دانہ: موسمِ گل میں مَے گل گوں حلالِ مے کشاں — عقدِ وصلِ دُختِ رز انگور کا ہر دانہ تھا — ص ۲۵

ہر دانۂ اشک: دنداں کا خیال چشمِ تر! کر — ہر دانۂ اشک کو گُہر کر — ص ۴۴۸

ہر دانۂ صیاد: ہے ترحم آفریں آرائشِ بیداد یہاں — اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیاد یہاں — ص ۵۷

ہر در: دیکھیے: شایستۂ ہر در۔

ہر درد: پیدا ہوئی ہے، کہتے ہیں، ہر درد کی دوا — یوں ہو تو چارۂ غمِ اُلفت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۴

ہر دردمندے: دیکھیے: دلِ ہر دردمندے۔

ہر در و دیوار: ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مَے جلوہ — کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار — ص ۱۶۷

ہر در و دیوارِ غم کدہ: ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ — جس کی بہار یہ ہو، پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ — ص ۲۰۱

ہر دشت: دیکھیے: جادۂ ہر دشت۔

ہر ذرّہ: (۱) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرّہ آہ کا — یارب! نَفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ — ص ۱۹

(۲) ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دو چارِ صحرا — ص ۲۶

(۳) طاؤسِ خاک، حُسنِ نظر باز ہے مجھے — ہر ذرّہ، چشمکِ نگہِ ناز ہے مجھے — ص ۹۷

(۴) وہ تشنۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو — ہر ذرّہ بہ کیفیتِ دیگر نظر آوے — ص ۱۱۴

(۵) موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال — ہر ذرّہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا — ص ۱۵۴

(۶) بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر — ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے — ص ۲۱۷

دیکھیے ــــــ: (۷) بدمستیِ ہر ذرّہ۔ (۸) جامِ ہر ذرّہ۔ (۹) سرِ ہر ذرّہ۔ (۱۰) نعل در آتشِ ہر ذرّہ۔ (۱۱) نقشِ ہر ذرّہ۔

ہر ذرّہ خاک: ہر ذرّہ خاک عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو — ص ۶۹

ہر ذرّۂ خاک: ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرّۂ خاک — شوقِ دیدار بلا آئنہ سامان نکلا — ص ۱۳

ہر ذرّۂ نیرنگ سواد: جلوہ تمثال ہے ہر ذرّۂ نیرنگ سواد — بزمِ آئینۂ تصویر نما مُشتِ غبار — ص ۴

ہر رات: پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ — ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے — ص ۳۰۴

ہر رشتہ:	حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار	ہر رشتہ چاکِ جَیب کا تارِ نظر ہے آج	ص۳۴
ہر رنگ:	ہر رنگ میں جلا اسدؔ فتنہ انتظار	پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور تھا	ص۱۸
	(۲) عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر	مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب	ص۳۲
	(۳) بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے	گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ	ص۱۷
	(۴) شوق، ہر رنگ رقیبِ سرو ساماں نکلا	قیس تصویر کے پردے میں بھی عُریاں نکلا	ص۱۴۴
	(۵) بخشے ہے جلوۂ گُل ذوقِ تماشا، غالبؔ!	چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا	ص۱۵۶
	(۶) غمِ ہستی کا اسدؔ! کس سے ہو جُز مرگ علاج	شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک	ص۱۷۵
	(۷) ہے رنگِ لالہ و گُل و نسریں جُدا جُدا	ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے	ص۲۲۰
ہر رنگ جنوں:	دیکھیے: وصلِ ہر رنگ جنوں۔		
ہر رنگِ سوز	ہر رنگِ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے	بالِ سمندر آئینۂ ناز ہے مجھے	ص۹۶
ہر رنگ گردش	ہر رنگ گردش آئنہ ایجادِ درد ہے	اشکِ سحاب جُز بہ وداعِ خزاں نہیں	ص۵۷
ہر زخمِ نمایاں:	ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا	موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا	ص۲۱
ہر سبزۂ نَوخاستہ:	سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار	ہر سبزۂ نوخاستہ یھاں بالِ پری ہے	ص۴۵۲
ہر سرِ انگشت:	کثرتِ انشائے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ!	ہر سرِ انگشت نوکِ خامۂ فرسودہ ہے	ص۱۰۳
ہر سرِ راہ:	یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش	کہ دشت وکوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ	ص۲۷۷
ہر سرِ مو:	دیکھیے: زبانِ ہر سرِ مو۔		
ہر سلحشور:	بس کہ فعّالِ ما یُرید ہے آج	ہر سلحشور انگلستاں کا	ص۲۶۰
ہر سنگ:	دیکھیے: رگِ ہر سنگ۔		
ہر سنگ وخشت:	ہر سنگ وخشت ہے صدفِ گوہرِ شکست	نقصاں نہیں، جنوں سے جو سودا کرے کوئی	ص۲۱۵
ہر سینکڑے:	ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں	ایسی گرہیں ہزار ہوں بلکہ سوا	ص۲۵۴
ہر شب:	(۱) صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں	توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نَفَس ہر شب مجھے	ص۸۶

	(۲) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی	ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی	ص ۹۱
	(۳) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم	ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مے جس قدر ملے	ص ۲۳۶
ہر شمع:	(۱) دیکھیے: رشتۂ ہر شمع۔		
	(۲) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں	ہر شمع شہادت کو ہے یہاں سر بسر انگشت	ص ۳۲
	(۳) زبس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے	کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں	ص ۶۴
ہر شکستِ قیمتِ دل:	خود فروشی ہائے ہستی بس کہ جائے خندہ ہے	ہر شکستِ قیمتِ دل میں صدائے خندہ ہے	ص ۸۷
ہر صبح:	(۱) جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کے، گردوں ہر صبح	خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں	ص ۸
	(۲) جنبشِ ہر برگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج	حبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج	۳۵
ہر صریرِ خامہ:	بت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہائے دہر	ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا	ص ۲۱
ہر طرف:	(۱) دیکھیے: ہر سو[۱]۔		
	(۲) سطحِ گردوں پر پڑا تھا رات کو	موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا	ص ۱۳۹
	(۳) آزادیٔ نسیم مبارک! کہ ہر طرف	ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گل	ص ۱۷۶
	(۴) ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف	اُڑتے ہوئے، الجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانو	ص ۱۹۶
ہر عالم:	نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے	لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے	ص ۸۰
ہر عضو:	ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل	جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل	ص ۵۱
ہر غنچہ:	اسدؔ! بارگہِ شوکتِ گل ہے	دل فرشِ رہِ ناز ہے، بیدلؔ اگر آوے	ص ۱۱۳
ہر فعل:	جس کا ہر فعل صورتِ اعجاز، ص ۱۳۷۔		
ہر فغاں:	آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ	تارِ نفَس: کمندِ شکارِ اثر ہے آج	ص ۱۶۵
ہر قبا:	چوں کہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے	بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے	ص ۱۱۳
ہر قدم:	(۱) سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی	ہر قدم سایے کو میں اپنے شبستاں سمجھا	ص ۱۴۷
	(۲) ہر قدم دوریٔ منزل ہے نمایاں مجھ سے	میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے	ص ۲۱۱

ہر قطرہ خوں:	ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو	سیہ، ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں	ص۱۸۱
	(۲) ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں	نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں	ص۱۸۰
ہر قطرہ عرق:	بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام	رُخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا	ص۱۴۷
ہر قطرۂ اشک:	رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک	ہر قطرۂ اشک دیدۂ پُرنم تھا	ص۲۵۲
ہر قطرۂ شربت:	شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے	ہر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ہے	ص۳۵۳
ہر قول:	جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز	جس کا ہر قول: معنیِ الہام	ص۱۳۷
ہر کاغذِ آتش زدہ:	دیکھیے: دامِ کاغذِ آتش زدہ۔		
ہر کام:	بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا	ص۱۵۰
ہر کفِ خاک:	ہر کفِ خاک جگر تشنۂ صد رنگ ظہور	غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار	ص۳
	(۲) ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام	ہر کفِ خاک ہے وھاں گردۂ تصویرِ زمیں	ص۱۳۴
ہر گام:	ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم	کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا	ص۱۹
	(۲) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام	جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں	ص۲۹۸
	(۳) دیکھیے: نقشِ ہر گام۔		
ہر گردباد:	ہر گردباد حلقۂ فتراکِ بے خودی	مجنونِ دشتِ عشق تحیّر شکار تر	ص۴۱
ہر گردبادِ دشت:	سُرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو	نہاں ہر گردبادِ دشت میں جامِ سفالی ہے	ص۷۹
ہر گل:	دیکھیے: آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل۔		
ہر گوشۂ بساط:	ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اُچھل رہے	ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا	ص۱۵۵
	یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط	دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے	ص۲۳۰
ہر لباس:	ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی	میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا	ص۱۴۳
ہر لحظہ:	بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے	ص۲۳۹
ہر مذہب:	دیکھیے: وارستۂ ہر مذہب۔		

ہر مسلماں: شہرِ دہلی کا ذرّہ ذرّہ خاک — تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا ص۲۶۰

ہر مقام: تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے — تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں ص۱۹۱

ہر مُو: کیجے بیاں سُرورِ تبِ غم کہاں تلک — ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے ص۲۰۵

(۲) ہر مو بدن پہ شہ پرِ پرواز ہے مجھے — بیتابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف ص۳۹

(۳) دیکھیے: سرِ ہرمو۔

ہر موج: (۱) ہے فروغِ ماہ سے ہر موج یک تصویرِ چاک — سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم ص۵۴

(۲) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید — ہے جو آبی پیرہن ہر موج رودِ نیل کی ص۹۱

(۳) دیکھیے: دامِ ہرموج۔

ہر موجِ غبار: آفرینش کو ہے وھاں سے طلبِ مستیِ ناز — عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار ص۱۳۳

ہر موجِ گردِ راہ: ہو کر شہیدِ عشق میں، پائے ہزار جسم — ہر موجِ گردِ راہ مرے سر کو دوش ہے ص۳۲۰

ہر موجِ محیطِ تنزیہ: تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تنزیہ — کھینچے خمیازے میں تیرے لبِ ساغر کا خمار ص۶

ہر مہینے: (۱) بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض — اور رہتی ہے سود کی تکرار ص۱۲۶

(۲) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال — آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے ص۲۴۱

ہر ناخنِ بُریدہ: رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ — اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ ابرو تھا ص۲۲

ہر نظر: ہر نظر میں داغِ مَے خالِ لبِ پیمانہ تھا ص۲۵

ہر نَفَس: (۱) گردِ رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر — ہر نفس راہ میں ٹوٹے نفسِ لیل و نہار ص۵ [گھوڑے کے لیے]

(۲) شاخِ گل جُنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس — طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج ص۳۵

(۳) یک نَفَس ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں — حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے ص۱۱۴

(۴) بالیدگی نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ! — در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند ص۳۹

ہر نگہ: (۱) نظّارے نے بھی کام کیا وھاں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی ص۲۳۳

(۲) دیکھیے جَیبِ ہرنگہ۔

ہر ورق: بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار	یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے	ص۷۶
ہراک[1] دل: مرا شمول ہراک دل کے پیچ و تاب میں ہے	میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا	ص۱۷
ہراک تیز رَو: چلتا ہوں تھوڑی دور ہراک تیز رَو کے ساتھ	پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو مَیں	ص۱۹۰
ہراک سال: گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ رُوزِ شمار	ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ	ص۲۷۸
ہراک فرد: کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے	ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ	ص۷۱
ہراک ناچیز: بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ! تو پھر	کیوں نہ دلّی میں ہراک ناچیز نوابی کرے	ص۱۰۱
ہرایک[2]: لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک	میری حدِّ وسع سے باہر کھلا	ص۱۳۹
ہرایک اشارہ: پرسشِ طرزِ دلبری کیجیے کیا کہ بن کہے	اُس کے ہرایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں	ص۱۷۸
ہرایک بات: ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے؟	تمھیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے!	ص۲۴۱
ہرایک چینِ پیشانی: یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی	کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی	ص۹۶
ہرایک داغِ جگر: بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم	ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو	ص۶۷
ہرایک ذرّہ: دیکھ اے اسدؔ بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا	ہر ایک ذرّہ غیرتِ صد آفتاب ہے	ص۳۵۲
ہرایک ذرّۂ خاک: نظارہ سوز ہے یہاں تک ہرایک ذرّۂ خاک	کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
ہرایک ذرّۂ عاشق: ہر ایک ذرّۂ عاشق ہے آفتاب پرست	گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز	ص۱۷۲
ہرایک شے: ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے	پر تجھ سی کوئی شے نہیں ہے	ص۲۲۸
ہرایک قطرہ: ہرایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک، وہ کہے	امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس	ص۲۶۴
ہرایک گل و لالہ: دوڑے ہے پھر ہرایک گل و لالہ پر خیال	صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے	ص۲۲۶
ہربار[3]: یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد	ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے	ص۲۵۳
ہردم[4]: (۱) وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہردم مجھ کو	آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا	ص۱۵۰
(۲) اے شاہِ جہاں گیرِ جہاں بخشِ جہاں دار!	ہے غیب سے ہردم تجھے صد گونہ بشارت	ص۱۲۷

۱۔ ہراک : پانچ بار۔
۲۔ ہرایک : گیارہ بار۔
۳۔ ہربار : ایک بار۔
۴۔ ہردم : پانچ بار۔

	(۳) وھاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر	یھاں نالے کو اور اُلٹا دعواے رسائی ہے	ص۲۰۱
	(۴) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جایئے	دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے	ص۲۲۱
	(۵) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے	نفس کرتا ہے رگ ہاے مژہ پر کام نشتر کا	ص۳۴۴
ہردوسو[۱]:	چشم بر چشم پڑنے ہے بہ تماشا مجنوں	ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار	ص۲
ہرروز[۲]:	لوگوں کو ہے خرشیدِ جہاں تاب کا دھوکا	ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اور	ص۱۷۰
ہرروزہ:	دیکھیے: قربِ ہرروزہ۔		
ہرسو[۳]:	(۱) شمع ہوں لیکن بہ پادر رفتہ خارِ جستجو	مدعا گم کردہ ہرسو، ہر طرف جلتا ہوں میں	ص۹۳
	(۲) اُگا ہے گھر میں ہرسو سبزہ، ویرانی تماشا کر	مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا	ص۱۵۷
	(۳) چار موج اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہرسو	موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ بہار	ص۱۹۳
ہریک[۴]:	(۱) جوں چشم، باز ماندہ ہے ہریک بہ سوے دل	رکھتا ہے داغِ تازہ کا یھاں انتظار داغ	ص۵۱
	(۲) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے	کہ یھاں ہریک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے	ص۹۸
	(۳) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں	ہریک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں؟	ص۱۹۰
	(۴) یارانِ نبی سے رکھ تولّا، یاللہ	ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، یاللہ!	
	(۵) دیکھیے: لطفِ عشقِ ہریک۔		
ہریک اختر:	ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی	ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب	ص۳۱
ہریک بات:	(۱) ہوئی مدت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے	وہ ہریک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا!	ص۱۶۰
	(۲) جُز غم و رنج و الم، گھاتا ہے ہریک بات میں		ص۲۹۰
ہریک پارۂ دل:	بہار ہے یھاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر	کہ چشمِ تر میں ہریک پارۂ دل، پاے درِ گل ہے	ص۷۷
ہریک تارِ بستر:	کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ!	کہ بیتابی سے ہریک تارِ بستر خارِ بستر ہے	ص۲۱۳

۱۔ ہردوسو : ایک بار۔
۲۔ ہرروز : ایک بار۔ ہرروزہ: ایک بار [مرکب]۔
۳۔ ہرسو : تین بار۔
۴۔ ہریک : بیس بار۔

ہر یک حلقہ:	یاد کرو وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا	انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا	ص۱۳۵
ہر یک حلقۂ گرداب:	شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا	شعلۂ جوّالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا	ص۱۳۵
ہر یک خار:	حسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز	عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز	ص۴۴
ہر یک عضوِتن:	ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن	جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں	ص۶۳
ہر یک قطرۂ خوں:	بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہائے مژگاں کا	کہ ہر یک قطرۂ خوں، دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا	ص۱۵۶
ہر یک گردباد:	بس کہ وہ پا کوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد	ہے غلافِ دفچۂ خرشید ہر یک گردباد	ص۳۸
ہر یک گردبادِ گلستاں:	زِبس طوفانِ آب و گل ہے، غافل! کیا تعجب ہے	کہ ہر یک گردبادِ گلستاں گرداب ہو جاوے	ص۱۰۵
ہر یک مکاں:	ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ	مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے	ص۲۰۵
ہر یک موئے زلف:	بس کہ ہر یک موئے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع	پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم	ص۵۴
ہر یک نَفَس:	یک نَفَس ہر یک نَفَس جاتا ہے قسطِ عمر میں	حیف ہے اُن کو! جو سمجھیں زندگانی مفت ہے	ص۱۱۴
ہرزہ[1]:	ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم	لغو ہے آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں	ص۱۳۴
	(۲) نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود	ہنوز تیرے تصوّر میں ہے نشیب و فراز	ص۱۷۱
ہرزہ درا:	(۱) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند	حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا	ص۲۸
	(۲) ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟	نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے	ص۱۰۹
ہرزہ دوی:	اے ہرزہ دوی! منتِ تمکینِ جنوں کھینچ	تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے	ص۱۱۴
ہرزہ سرا:	کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ!	یکقلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں	ص۱۳۴
ہرزہ عنواں:	نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں	عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں	ص۶۲
ہرزہ گرد:	عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم	روئے شش جہت آفاق، پشتِ چشمِ رنداں ہے	ص۸۹
ہزار[2]:	(۱) نہ بخشی فرصتِ یک شبنمستاں جلوۂ خور نے	تصوّر نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا	ص۲۶

۱۔ ہرزہ : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
۲۔ ہزار : چونتیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تیس بار]۔
ہزاراں ہزار : ایک بار۔
ہزاروں : چار بار۔

	(۲) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ	دیتا ہے اُور، جوں گل و شبنم، بہار داغ	ص۴۸
	(۳) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں	ایسی گرہ ہیں ہزار ہوں بلکہ سوا	ص۲۵۳
	(۴) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہوجاویں	دراز اِس کی ہو عُمر اِس قدر، سخن کوتاہ	ص۲۷۸

دیکھیے ــــــ: (۵) سو ہزار گرہ۔ (۶) سامانِ صد ہزار نمک داں۔ (۷) صد ہزار نواے جگر خراش۔ (۸) کئی ہزار برس۔

ہزار آرزو:	سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا	یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں	ص۶۲
ہزار آشفتگی:	بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے	ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہوجاوے	ص۱۰۵
ہزار آفت	ہزار آفت و یک جانِ بے نواے اسدؔ	خدا کے واسطے، اے شاہِ بیکساں فریاد!	ص۳۷
ہزار آنکھ:	رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک	ہر قطرۂ اشک دیدۂ پُرنم تھا	ص۲۵۲
ہزار آئینہ:	بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی	ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر	ص۱۶۸
ہزار اُمیدواری:	بہ ہزار اُمیدواری رہی ایک اشک باری	نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی	ص۱۰
ہزار اندیشہ:	دیکھیے: عبادتِ ہزار اندیشہ۔		
ہزار بار:	(۱) دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں	روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں؟	ص۱۹۲
	(۲) جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار	اے کاش! جانتا نہ ترے رہگزر کو میں	ص۱۹۰
	(۳) کہ بحثِ علم میں اطفالِ ابجدی اُس کے	ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام	ص۲۶۳
ہزار برس:	(۱) تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار!	ص۱۲۷
	(۲) فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں	کئی ہزار برس، بلکہ بے شمار برس	ص۲۶۳
	(۳) امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس، ۲۶۴۔		
ہزار تیغ بہ زہراب دادہ:	بہ رنگِ سبزہ، عزیزانِ بد زباں یکدست	ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں	ص۶۰
ہزار جا:	موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد	مصراعِ نالۂ نَے، سکتہ ہزار جا ہے	ص۹۳
ہزار جستجو:	دیکھیے: سامانِ ہزار جستجو۔		

ہزار جسم: ہوکر شہید عشق میں، پائے ہزار جسم — ہر موجِ گردِ راہ مرے سر کو دوش ہے — ص۳۲۰

ہزار حیف: نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف! — رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت، ہزار حیف!

ہزار داغ: بے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں — دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ — ص۴۸

ہزار دانے: ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ — ص۲۷۹

ہزار دل: (۱) ہوا ہے گریۂ بیباک، ضبط سے تسبیح — ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں — ص۶۴

(۲) بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں — ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں — ص۶۴

ہزار شکر: ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے — فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی — ص۲۶۲

ہزار عکس: دیکھیے: عرضِ جوہرِ خط وخالِ ہزار عکس۔

ہزار قافلۂ آرزو: ہزار قافلۂ آرزو بیاباں مرگ — ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود رائی — ص۱۱۰

ہزار گرہ: دیکھیے: ہزار دانے۔

ہزاراں ہزار: اور پھر ہندسہ تھا بارہ کا — با ہزاراں ہزار زیبائی — ص۲۶۲

ہزاروں: (۱) پر افشاں ہوگئے شعلے ہزاروں — رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے — ص۹۱

(۲) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے — بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے — ص۳۴۹

(۳) اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے — رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے — ص۳۰۴

(۴) ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو — سیہ ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں — ص۱۸۱

ہزبر[1]: ہزبر پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا — کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ — ص۲۷۷

ہستی[2]: (۱) ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی — پرِ طاؤس سے دل پائے بہ زنجیر آیا — ص۲۷

(۲) دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ — دل و دستِ اربابِ ہمّت سلامت — ص۳۳

(۳) آہنگ عدم نالہ بہ کہسار گرد ہے — ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ — ص۳۶

(۴) حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی — ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ — ص۳۶

۱۔ ہزبر۲ : ایک بار۔

۲۔ ہستی : اکسٹھ بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: چوالیس بار]۔

(۵) تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار — ہستی عدم ہے، آئینہ گر روبرو نہ ہو — ص۶۸

(۶) ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے — یک عُمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھائیے — ص۷۴

(۷) وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی — ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی — ص۸۷

(۸) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے — کہ یہاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے — ص۹۸

(۹) فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۱۰) عدم وحشت سراغ و ہستی آئیں بندِ رنگینی — دماغِ دو جہاں پرسُنبل و گل یک شبیخوں ہے — ص۱۱۱

(۱۱) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا — کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے — ص۲۰۳

(۱۲) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ! — عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے — ص۲۰۵

(۱۳) مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے — جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے — ص۲۲۰

(۱۴) اپنی ہستی ہی سے ہو، جو کچھ ہو — آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی — ص۲۲۰

(۱۵) ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے — یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے — ص۲۲۶

(۱۶) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ — آخر تو کیا ہے؟ اے نہیں ہے! — ص۲۲۹

(۱۷)، (۱۸) عزّت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بِنا — عزّت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام — ص۲۸۲

(۱۹) شکر سمجھو اِسے یا کوئی شکایت سمجھو — اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

دیکھیے ـــــــ: (۲۰) بزمِ ہستی۔ (۲۱) بہارِ فرصتِ ہستی۔ (۲۲) جامۂ ہستی۔ (۲۳) جنونِ وحشتِ ہستی۔ (۲۴) خرقۂ ہستی۔ (۲۵) خطِ پرکارِ ہستی۔ (۲۶) خونِ دو عالم ہستی۔ (۲۷) خود فروشی ہائے ہستی۔ (۲۸) داغِ حسرتِ ہستی۔ (۲۹) رازِ ہستی۔ (۳۰) رونقِ ہستی۔ (۳۱)، (۳۲) سازِ ہستی [دوبار]۔ (۳۳) سپند آہنگیِ ہستی۔ (۳۴) سرمنزلِ ہستی۔ (۳۵) سرنوشتِ کلفتِ ہستی۔ (۳۶) شرحِ ہنگامۂ ہستی۔ (۳۷) عالمِ ہستی۔ (۳۸) عشرت کوشیِ ہستی۔ (۳۹) غفلتِ ہستی۔ (۴۰) غشِ ہستی۔ (۴۱) فالِ ہستی۔ (۴۲) فرصتِ ہستی۔ (۴۳) فوتِ فرصتِ ہستی۔ (۴۴) فرصت آرامِ غمِ ہستی۔ (۴۵) فریبِ ہستی۔ (۴۶) قامتِ ہستی۔ (۴۷) قطعِ سفرِ ہستی۔ (۴۸) قیدِ ہستی۔ (۴۹) کارگاہِ ہستی۔ (۵۰) کاشانۂ ہستی۔ (۵۱) کشاکش ہائے ہستی۔ (۵۲) کلفت کشیِ ہستی۔ (۵۳)، (۵۴) موجِ ہستی [دوبار]۔ (۵۵) ناگزیرِ اُلفتِ ہستی۔ (۵۶) وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی۔ (۵۷) وہمِ طربِ ہستی۔

ہستیِ اَشیا:	جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور	جُز وہم، نہیں ہستیِ اشیا مرے آگے	ص۲۴۸
ہستیِ شبنم:	دیکھیے: سیلِ بِنائے ہستیِ شبنم۔		
ہستیِ مطلق:	دیکھیے: شاہدِ ہستیِ مطلق۔		
ہستیّ وعدم:	دیکھیے: نغمۂ زیر و بم ہستیّ و عدم۔		
ہشت[1] بہشت:	رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر	کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم	ص۲۶۵
ہشت وچار:	دیکھیے: عاشقِ ہشت وچار۔		
ہُشیار[2]:	دیکھا اسدؔ کو خلوت و جلوت میں بارہا	دیوانہ گر نہیں ہے تو ہُشیار بھی نہیں	ص۱۸۳
ہُشیارتر:	سادہ و پُرکار تر، غافل و ہُشیار تر	مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سُنبل ہنوز	ص۴۳
ہُشیاری:	دیکھیے: بےخودیؔ و ہشیاری۔		
ہفت[3] اختر:	دیکھیے: مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر۔		
ہفت اقلیم:	دیکھیے: صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم۔		
ہفت چرخ:	دیکھیے: صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم۔		
ہفت دریا:	دیکھیے: آبِ ہفت دریا۔		
ہفتاد[4] ودوملت:	دیکھیے: دلِ وارستۂ ہفتاد ودو ملّت بیزار۔		
ہفتہ[5]:	دیکھیے: سہ ہفتہ۔		
ہلاک[6]:	(۱) مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے	موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے	ص۲۱۶
	(۲) بہ ضربِ تیشہ وہ اِس واسطے ہلاک ہوا	کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ	ص۳۰۳
ہلاکِ حسرتِ پابوس:	مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا	کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا!	ص۱۵۳
ہلاکِ بےخبری:	ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم	جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد	ص۳۷
ہلاکِ فریبِ وفائے گل:	ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل	بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل	ص۱۷۶

۱۔ ہشت : دوبار [مرکّب]۔
۲۔ ہُشیار : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
ہُشیاری : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ ہفت : تین بار [مرکّب]۔
۴۔ ہفتاد : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ ہفتہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ ہلاک : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

ہلاکِ نامہ بر: دیکھیے: وردِ ہلاکِ نامہ بر۔

ہلال[1] (۱) اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو — ہلال، ناخنکِ دیدہ ہائے اختر ہو — ص۶۷

(۲) ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہائے دل چاہے — ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر — ص۳۰

(۳) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال — آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے — ص۲۴۱

دیکھیے ______: (۴) آئینۂ طاقِ ہلال۔ (۵) اندازِ ہلال۔ (۶) پہلوے ہلال۔ (۷) گلِ شاخِ ہلالِ عید۔

ہلالِ مہِ محرم: بہارِ تعزیت آبادِ عشق ماتم ہے — کہ تیغِ یار ہلالِ مہِ محرم ہے — ص۱۰۲

ہلاہلِ[2] حسرت: دیکھیے: خونابۂ ہلاہلِ حسرت۔

ہَل مِن مزید[3]: دیکھیے: مطربِ ترانۂ ہل مِن مزید۔

ہم[4] دیکھیے: (۲) داغِ ربطِ ہم۔ (۳) ذوقِ گرفتاریِ ہم۔ (۴) رزقِ ہم۔

ہم آغوشی[5]: (۱) غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو — جس کا خیال، ہے گلِ جیبِ قباے گل — ص۱۷۶

(۲) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت — ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے — ص۲۰۹

(۳) دیکھیے: ہنگامِ ہم آغوشی۔

ہم پیشہ[6]: ہم پیشہ وہم مشرب و ہم راز ہے میرا — غالبؔ کو بُرا کیوں کہو، اچھا، مرے آگے — ص۲۴۹

ہم چشم[7]: نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم — نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ — ص۲۷۷

ہم چشمیِ ساغر: دیکھیے: حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر۔

ہمدگر[8] [باہمدگر]: ہوگئے باہمدگر جوشِ پریشانی سے جمع — گردشِ جامِ تمنا، دَورِ گردوں ہے مجھے — ص۱۰۰

(۲) باہمدگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب — نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے — ص۲۲۵

(۳) خود پرستی سے رہے باہمدگر ناآشنا — بے کسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا — ص۱۹

۱۔ ہلال : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔

۲۔ ہلاہل : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ ہم من مزید: ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ ہم : تین بار [مرکّب]۔

۵۔ ہم آغوشی : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

۶۔ ہم پیشہ : ایک بار [مرکّب]۔

۷۔ ہم چشم : ایک بار [مرکّب]۔ ہم چشمی : ایک بار [مرکّب]۔

۸۔ ہمدگر سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۴) جوہرِ آئینہ جز رمزِ سرِ مژگاں نہیں — آشنا کی ہمدگر سمجھے ہے ایما آشنا — ص۱۹

دیکھیے ـــــــ: (۵) آئینہ دارِ ہمدگر۔ (۶) دلِ ہمدگر۔ (۷) سینہ ہائے ہمدگر۔

ہمدم[۱]: (۱) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! — گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو — ص۲۰۰

(۲) نہ کرتا کاش نالہ، مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! — کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی — ص۲۰۲

(۳) وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! — اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے — ص۲۲۰

(۴) وہ داد و دیدِ گراں مایہ شرط ہے ہمدم! — وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے — ص۳۱۲

(۵) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم — ہَے ہَے! نہ کہو بُرا، کسے بُرا کہتے ہیں؟ — ص۳۱۳

ہمدمی: نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے — نہ دی ہوتی خدایا! آرزوئے دوست، دشمن کو — ص۱۹۸

ہمدوشی[۲]: دیکھیے: تصور ہائے ہمدوشی۔

ہمدیگر[۳]: (۱) دیکھیے: شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر۔

(۲) دیکھیے: باطنِ ہمدیگر۔

ہمراز[۴]: دیکھیے: ہم پیشہ۔

ہمرنگِ[۵] تسلی: بیتابیِ یادِ دوست ہمرنگِ تسلی ہے — غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے — ص۱۱۴

ہمرہاں[۶]: دیکھیے: ستمِ ہمرہاں۔

ہمزباں[۷]: ہمزباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے — مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے — ص۸۷

(۲) تا کرے نہ غمازی، کرلیا ہے دشمن کو — دوست کی شکایت میں ہم نے ہمزباں اپنا — ص۱۵۹

(۳) پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی — روح القدس اگرچہ مرا ہمزباں نہیں — ص۱۸۸

(۴) رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو — ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہمزباں کوئی نہ ہو — ص۱۹۵

(۵) ہم سخن اور ہمزباں حضرتِ قاسمؔ و طپاںؔ — ایک طپشؔ کا جانشیں، دردؔ کا یادگار ایک — ص۲۹۶

۱ـ ہمدم : پانچ بار۔
ہمدمی : ایک بار۔
۲ـ ہمدوشی : ایک بار [مرکّب]۔
۳ـ ہمدیگر : دوبار [مرکّب]۔
۴ـ ہمراز : ایک بار [مرکّب]۔
۵ـ ہمرنگ : ایک بار [مرکّب]۔
۶ـ ہمرہاں : ایک بار [مرکّب]۔
۷ـ ہمزباں : پانچ بار۔

ہمسایہ[1]: (۱) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے — کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو — ص ۱۹۵

(۲) وہ آرہا مرے ہمسایے میں تو سایے سے — ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار — ص ۱۹۷

(۳) دیکھیے: آتشِ ہمسایہ۔ (۴) یک سرودِ خانہ ہمسایہ۔

ہمسایۂ خدا: مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے — یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے — ص ۳۱۲

ہم سخن[2]: (۱) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا بھی کسی میں ہو کمال، اچھا ہے — ص ۲۳۹

(۲) یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے — وگرنہ خوفِ بد آموزیِ عدو کیا ہے — ص ۲۴۱

(۳) دیکھیے: تحتِ ہمزباں [نمبر ۴]۔ [ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہمزباں کوئی نہ ہو]۔

(۴) دیکھیے: تحتِ ہمزباں [نمبر ۵]۔ [ہم سخن اور ہمزباں حضرتِ قاسم وطپاں]۔

ہمسرِ شاہ[3]: نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم — نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ — ص ۲۷۷

ہمسری: دود میرا، سُنبلستاں سے کرے ہے ہمسری — بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا — ص ۲۰

ہمسفر[4]: قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہمسفر، غالبؔ! — وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے — ص ۲۲۵

(۲) لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں — جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہمسفر ملے — ص ۲۳۷

ہم سنگِ کفِ خاک[5]: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا — تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا — ص ۴۴۵

ہم طرحی[6]: دیکھیے: (۱) بے قرارِ داغِ ہم طرحی۔ (۲) رشکِ ہم طرحی۔

ہم فتنہ[7]: دیکھیے: سرِ ہم فتنہ۔

ہم کلامی[8]: دیکھیے: دعوائے ہم کلامی۔

ہم مشرب[9]: دیکھیے: تحت ''ہم پیشہ'' [ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا]۔

ہمنامیِ[10] چشمِ خوباں: دیکھیے: نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں۔

۱۔ ہمسایہ : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔
۲۔ ہم سخن : چار بار۔
۳۔ ہمسر : ایک بار [مرکّب]۔ ہمسری : ایک بار۔
۴۔ ہمسفر : دوبار۔
۵۔ ہم سنگ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ ہم طرحی : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ ہم فتنہ : ایک بار [مرکّب]۔
۸۔ ہم کلامی : ایک بار [مرکّب]۔
۹۔ ہم مشرب : ایک بار [مرکّب]۔
۱۰۔ ہمنامی : ایک بار [مرکّب]۔

ہمنشیں[1]: (۱) وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے — صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے — ص ۱۱۶

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

(۳) ہمنشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست — وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے — ص ۲۱۳

(۴) ہمنشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدیں خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا — ص ۲۸۸

ہمنشینیِ[1] رقیباں: ہمنشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک — لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری — ص ۹۳

ہم نفسِ[2] یک دیگر: وصلِ آئینہ رُخاں ہم نفسِ یک دیگر — ہیں دعا ہائے سحر گاہ سے خواہاں گل و صبح — ص ۳۷

ہم نفسوں: کی ہم نفسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر — اچھے رہے آپ اُس سے، مگر مجھ کو ڈبو آئے — ص ۲۳۸

ہُما[3]: سایہ اُس کا، ہُما کا سایہ ہے — خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے — ص ۱۳۱

دیکھیے ـــــ: (۲) بالِ ہُما۔ (۳) داغِ سایۂ بالِ ہُما۔ (۴) وبالِ سایۂ بالِ ہُما۔ (۵) یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما۔

ہمایوں[4]: (۱) دیکھیے: باغِ ہمایونِ تقدس آثار۔

ہمّت[5]: جوابِ سنگ دلی ہائے دشمناں، ہمّت — زِ دستِ شیشۂ دل ہائے دوستاں فریاد! — ص ۳۷

دیکھیے ـــــ: (۲) اندازۂ ہمّت۔ (۳) اہلِ ہمّت۔ (۴) توسنِ ہمّت۔ (۵) دل و دستِ اربابِ ہمّت۔ (۶) عجزِ ہمّت۔ (۷) تنگِ ہمّت۔ (۸) ہنگامۂ زبونیِ ہمّت۔

ہمّتِ باطل: دیکھیے: ننگِ ہمّتِ باطل۔

ہمّتِ دشوار پسند: تھی نو آموزِ فنا ہمّتِ دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا — ص ۱۴۴

ہمّتِ صد عارف: دیکھیے: رفعتِ ہمّتِ صد عارف۔

ہمّتِ عالی: نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم — لے لیا مجھ سے مری ہمّتِ عالی نے مجھے — ص ۲۲۲

ہمّتِ مردانہ: دیکھیے: وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ۔

ہمّتِ نشوونما: ہمّتِ نشوونما میں یہ بلندی ہے کہ سرو — پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار — ص ۳

۱۔ ہمنشیں : چار بار۔
ہمنشینی : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ہم نفس : ایک بار [مرکّب]۔ ہم نفسوں : ایک بار۔
۳۔ ہُما : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
۴۔ ہمایوں : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ ہمّت : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

ہموار[1]: زُنّار باندھ، سُبحۂ صد دانہ توڑ ڈال — رہ رَو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر — ص ۱۲۹

ہمہ[2]: (۱) کوہ و صحرا ہمہ، معموریِ شوقِ بلبل — راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار — ص ۳۳۲

(۲،۳) نقشِ معنی ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت — سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں — ص ۳۳۴

(۴) گرچہ ہے کس کس بُرائی سے، ولے باایں ہمہ — ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے — ص ۲۳۱

ہمہ اسرار: حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی — ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ — ص ۲۶

ہمہ اُفتادگی: داد از دستِ جفائے صدمۂ ضربِ المثل — گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجایئے — ص ۸۸

ہمہ افسردن: دیدن: ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر زِ گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے — ص ۱۱۳

ہمہ بالیدن: دیکھیے: ہمہ افسردن۔

ہمہ بدگمانی: ہمہ ناامیدی، ہمہ بدگمانی — میں دل ہوں فریبِ وفا خوردگاں کا — ص ۱۳۸

ہمہ ناامیدی: دیکھیے: ہمہ بدگمانی۔

ہمہ بیتابِ تردّد شکنی: کوشش، ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے — صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے — ص ۱۱۰

ہمہ بے مدّعائی: از دلِ ہر درد مندے جوشِ بیتابی زدن — اے ہمہ بے مدّعائی یک دُعا ہوجایئے — ص ۴۵۲

ہمہ تنگی: پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پر افشانی! — ص ۱۰۹

ہمہ حیرت: میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار — مردمِ چشمِ تقاضا نقطۂ پرکارِ باغ — ص ۴۸

ہمہ خوابِ گراں: غفلتِ افسردگی تُہمتِ تمکیں نہ ہو — اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے — ص ۹۹

ہمہ دست: آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو — اے حُسن! مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے! — ص ۱۱۱

ہمہ زانو: دیکھیے: ہمہ دست۔

ہمہ ذوقِ قصہ خوانی: بہ فراقِ رفتہ یاراں، خط و حرف مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی — ص ۹

ہمہ نادانی: بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا — چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے — ص ۸۳

ہمہ نقصاں: الفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروں — زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا — ص ۴۳۶

۱۔ ہموار : ایک بار۔ ۲۔ ہمہ : اکیس بار [مرتب]۔

ہمہ یک نفس تپش: ہمہ یک نفس تپش سے تب وتابِ ہجر مت پوچھ — کہ ستم کشِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی — ص۱۰

ہمیشہ[1]: (۱) نہیں ہے بازگشتِ سیل غیر از جانبِ دریا — ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ درجو تھا — ص۲۲

(۲) ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی — سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی — ص۷۶

(۳) اسدؔ! ہمیشہ پَیِ کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی — ص۱۰۰

(۴) خانہ زاد اور مرید اور مدّاح — تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار — ص۱۲۶

(۵) نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی — ہمیشہ روتے ہیں ہم، دیکھ کر در و دیوار — ص۱۶۷

(۶) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟ — مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اَور — ص۱۷۰

(۷) یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات — عارف ہمیشہ مستِ مَیِ ذات چاہیے — ص۲۲۰

(۸) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں غالبؔ! — ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے — ص۲۲۸

(۹) نام مکلوڈؔ جن کا ہے مشہور — یہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور — ص۲۷۶

ہمیشہ بہار: دیکھیے: گلشنِ ہمیشہ بہار۔

ہنجار[2]: میری تنخواہ جو مقرّر ہے — اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار — ص۱۲۶

ہندؔ[3]: (۱) ہے اصلِ تخمِ ہند سے، اور اِس زمین سے — پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور — ص۲۶۳

(۲) ہندؔ میں اہلِ تسنّن کی ہیں دو سلطنتیں — ص۲۶۵

(۳) ہندؔ میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے — ص۳۵۳

(۴) دیکھیے: بیضۂ طوطیِ ہندؔ۔

ہندؔ و سندؔ: دیکھیے: اقلیمِ ہندؔ و سندؔ۔

ہندسہ[4]: (۱) اور پھر ہندسہ تھا بارہ کا — با ہزاراں ہزار زیبائی — ص۲۶۲

(۲) ہند سے پہلے سات سات کے دو — دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی — ص۲۶۲

۱۔ ہمیشہ : دس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ ہنجار : ایک بار۔
۳۔ ہندؔ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
۴۔ ہندسہ : دو بار۔

ہندوستان[۱]:	ہندوستاں سایۂ گل، پاے تخت تھا	جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نہ پوچھ	ص ۷۰
	(۲) ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے	جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور	ص ۲۶۳
	(۳) دیکھیے: فرماں رواے کشورِ ہندوستان۔		
ہُنر[۲]:	ہُنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں	کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی	ص ۷۶
	(۲) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟	بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں اپنا	ص ۱۵۹
	دیکھیے ____: (۳) بہاے متاعِ ہُنر۔ (۴) عرضِ ہُنر۔ (۵) فضائلِ علم و ہُنر۔ (۶) متاعِ ہُنر۔		
ہُنرمندی:	عیب کا دریافت کرنا، ہے ہُنرمندی اسدؔ!	نقص پر اپنے ہوا جو مطّلع، کامل ہوا	ص ۲۹
ہنسی[۳]:	(۱) دے وہ جس قدر ذلّت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے	بارے، آشنا نکلا اُن کا پاسباں، اپنا	ص ۱۵۹
	(۲) آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی	اب کسی بات پر نہیں آتی	ص ۲۳۷
ہنگام[۴] انتظارِ قدومِ بتاں:	ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسدؔ!	ہے بر سرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک	ص ۵۰
ہنگامِ بےخودی:	سر، پاے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی	رو سوے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے	ص ۲۲۰
ہنگامِ تصوّر:	ہنگامِ تصوّر دریوزہ گرِ بوسہ	یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے	ص ۸۰
	(۲) بہ ہنگامِ تصوّر ہوں ساغرِ زانو سے پیتا ہوں	مَے کیفیتِ خمیازہ ہاے صبحِ آغوشاں	ص ۳۳۹
ہنگامِ سماع:	شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیّر در دہن	شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع	ص ۴۷
ہنگامِ شب:	صافیِ رخ سے ترے ہنگامِ شب	عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال	ص ۵۱
ہنگامِ قتل:	آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل	یھاں پرِ پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر ہے	ص ۹۵
ہنگامِ کمال:	حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچھا ہے	اُس سے میرا مہِ خورشید جمال اچھا ہے	ص ۲۳۹
ہنگامِ وداع:	دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع	گوہرِ شب تاب، اشکِ دیدۂ خورشید ہے	ص ۱۰۳
ہنگامِ ہم آغوشی:	اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ آغوشی	زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پُرسیدنی جانے	ص ۱۱۵

۱۔ ہندوستان : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ ہُنر : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔
ہنرمندی : ایک بار۔
۳۔ ہنسی : دو بار۔
۴۔ ہنگام : دس بار [مرکّب]۔

ہنگامہ[1]: (۱) بازی خورِ فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق — ہنگامہ، گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا — ص۱۲

(۲) گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے — رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے — ص۱۲۸

(۳) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق — نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی — ص۲۰۹

(۴) جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود — پھر یہ ہنگامہ اے خدا! کیا ہے؟ — ص۲۳۸

(۵) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا — حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام — ص۲۸۲

(۶) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک — رکھو نہ شمع پر اے اہلِ انجمن! تکیہ — ص۳۰۳

(۷) دیکھیے: باوجودِ یک جہاں ہنگامہ۔

ہنگامہ آرا: اپنی، رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی — یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے — ص۲۲۳

ہنگامۂ زبونیِ ہمّت: ہنگامۂ زبونیِ ہمّت ہے انفعال — حاصل نہ کیجیے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

ہنگامۂ محفل: دیکھیے: برہم زنِ ہنگامۂ محفل۔

ہنگامۂ ہستی: دیکھیے: شرحِ ہنگامۂ ہستی۔

ہنگامۂ یارب: یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب، مجھے — سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے — ص۲۱۴

ہَوا[2]: [۱] ہَوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی — کہ تھا آئینۂ خور پر تصوّر زنگ بستن کا — ص۲۷

(۲) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جنبشِ نشاط — کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہَوا نہ مانگ — ص۵۰

(۳) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے — گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہَوا سمجھ — ص۷۳

(۴) ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا — باوَر آیا ہمیں پانی کا ہَوا ہوجانا — ص۱۵۶

(۵) پوچھ مت وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن — سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہَوا موجِ شراب — ص۱۶۳

(۶) مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح؟ — دیکھ کے میری بے خودی، چلنے لگی ہَوا کہ یوں — ص۱۷۸

(۷) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں — ہم بھی مضموں کی ہَوا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

---

[1] ہنگامہ : بارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چھے بار]۔

[2] ہَوا [۱،۲] : چھیالیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: اُنتیس بار]۔

ہواخواہ : ایک بار۔ ہواخواہی : ایک بار۔

ہوادارو‌ں : ایک بار۔

(۸) آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے! ہم بھی ایک اپنی ہَوا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۹) مگر غبار ہوئے پر ہَوا اُڑا لے جائے وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں ص۱۸۳

(۱۰) اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا آگ مطلوب ہے ہم کو، جو ہَوا کہتے ہیں ص۱۸۸

(۱۱) نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ کہ زخمِ روزنِ در سے ہَوا نکلتی ہے ص۲۱۸

(۱۲) اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوئے یار میں بارے، اب اے ہَوا! ہوسِ بال و پر گئی ص۲۳۳

(۱۳) سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں؟ ابر کیا چیز ہے؟ ہَوا کیا ہے؟ ص۲۳۸

(۱۴) ہے ہَوا میں شراب کی تاثیر بادہ نوشی ہے باد پیمائی ص۲۵۱

(۱۵) بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم، ولے کیوں کر نہ کھائیے کہ ہَوا ہے بہار کی ص۲۵۱

(۱۶) انھیں کی سالگرہ کے لیے بناتا ہے ہَوا میں بوند کو ابرِ تگرگ بار، گرہ ص۲۷۹

(۱۷) اُس شعلے نے گلگلوں کو جو گلشن میں کیا گرم پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہَوا گرم ص۳۴۸

دیکھیے: (۱۸) پردۂ ہَوا۔ (۱۹) پیمانۂ ہَوا۔ (۲۰) خوبیِ ہَوا۔ (۲۱) سوارِ ہَوا۔ (۲۲) طوفانِ ہَوا۔ (۲۳، ۲۴) فیضِ ہَوا [دوبار]۔ (۲۵) لُطفِ ہَوا۔ (۲۶) یک بام و صد ہَوا۔ [مزید دیکھیے: آب و ہَوا]۔

ہَواخواہ: کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! ص۱۹۱

ہواخواہی: نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہَوا خواہی اُسے یوسف کی بوئے پیرہن کی آزمائش ہے ص۲۴۴

ہواداروں: پھر وہ سوئے چمن آتا ہے خدا خیر کرے! رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہواداروں کا ص۲۸

ہوائے بام: ہے نَفَس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال ص۵۲

ہوائے پرفشانی: ہوائے پرفشانی برقِ خرمن ہائے خاطر ہے بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش ص۴۷

ہوائے تند: بجز پروازِ شوقِ ناز، کیا باقی رہا ہوگا! قیامت اک، ہوائے تند ہے خاکِ شہیداں پر ص۱۶۷

ہوائے جلوۂ ناز: ہر ایک ذرّۂ عاشق ہے آفتاب پرست گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز ص۱۷۲

ہوائے چمن: بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز ص۴۲

ہوائے چمنِ جلوہ: بہ ہوائے چمنِ جلوہ ہے طاؤس پرست باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زُنّار ص۳

ہوائے چمنِ نشوونما: دیکھیے: فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما۔

ہوائے خرامِ ناز: دل، ہوائے خرامِ ناز سے پھر — محشرستانِ بے قراری ہے — ص ۲۲۴

ہوائے دل: دیکھیے: تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل۔

ہوائے دلبراں: میں کہا: اے دل! ہوائے دلبراں — بس کہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں — ص ۲۶۶

ہوائے دیدار: شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز — ذوق میں جلوے کے تیرے بہ ہوائے دیدار — ص ۱۳۳

ہوائے سرِ رہگزار: دیکھیے: جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار۔

ہوائے سیرِ گُل: ہوائے سیرِ گُل آئینۂ بے مہریِ قاتل — کہ اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل پسند آیا — ص ۱۴۳

ہوائے صبح: ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے — دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا — ص ۱۶

ہوائے صیقل: دیکھیے: اعجازِ ہوائے صیقل۔

ہوائے کامرانی: اگر آرزو ہے راحت تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی — ص ۱۰

ہوائے کِشتِ وفا: دل سے ہوائے کِشتِ وفا مٹ گئی کہ وھاں — حاصل، سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا — ص ۱۵۳

ہوائے گفتار: پُشتِ لبِ تُہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی — سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار — ص ۳

ہوائے گُل: (۱) دیکھیے: دلِ بے ہوائے گُل۔ (۲) حلقۂ دامِ ہوائے گُل۔

ہوائے گلشن: دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا — ص ۲۶

ہوائے یک نگہِ گرم: جاں، در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ — پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا — ص ۱۴۹

ہوس[1]: (۱) شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر — نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی — ص ۱۰

(۲) بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند؟ — مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا — ص ۲۱

(۳) ہے ہوس محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِّ مست — نشۂ مَے کے تصور میں نگہبانی عبث — ص ۳۳

(۴) شوقِ عناں گُسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے — جادۂ سیرِ دو جہاں یک مژہ خوابِ پا سمجھ — ص ۷۲

(۵) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ — جوں پرِ طاؤس یکسر داغ مشک اندودہ ہے — ص ۱۰۳

۱۔ ہوس : چوّن بار [مفرد: نو بار، مرکب: پینتالیس بار]۔ ہوس ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۶) ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں — وہ بے دماغ، جس کو ہوس بھی تپاک ہے — ص ۱۱۰

(۷) گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس — کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہوجانا — ص ۱۵۶

(۸) ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! — نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا! — ص ۱۵۷

(۹) فروغِ شعلۂ خس یک نفَس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا! — ص ۱۵۷

(۱۰) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس — زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

دیکھیے ______: (۱۱) آفتِ جولانِ ہوس۔ (۱۲) ادیبِ یاوگی ہائے ہوس۔ (۱۳) امتحانِ ہوس۔ (۱۴)، (۱۵) اہلِ ہوس [دوبار]۔ (۱۶) باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس۔ (۱۷) بالائے ہوس۔ (۱۸) بندِ ہوس۔ (۱۹) پائے ہوس۔ (۲۰) پیچ وتابِ ہوس۔ (۲۱) تسکینِ ہوس۔ (۲۲) تکلیفِ ہوس۔ (۲۳) جولانِ ہوس۔ (۲۴) چراغانِ ہوس۔ (۲۵) خرمن سوزِ اسبابِ ہوس۔ (۲۶)، (۲۷) دامِ ہوس [دوبار]۔ (۲۸) دستِ ہوس۔ (۲۹) سینۂ اہلِ ہوس۔ (۳۰) شغلِ ہوس۔ (۳۱) صحرائے ہوس۔ (۳۲) فرسودنِ پائے ہوس۔ (۳۳) کنارِ ہوس۔ (۳۴) گرفتارِ ہوس۔ (۳۵) میدانِ ہوس۔ (۳۶) یک جہاں قماشِ ہوس۔

ہوسِ آرمیدگی: روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی — جوں گوہر اشک کو ہے فراشِ چکیدگی — ص ۳۵۴

ہوسِ بال وپر: اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوے یار میں — بارے، اب اے ہَوا! ہوسِ بال و پر گئی — ص ۲۳۳

ہوس پیشہ: غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! — ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا اَور سہی — ص ۳۱۱

ہوسِ خانماں: جس جا کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں — دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں — ص ۵۷

ہوسِ زر: غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر — کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے — ص ۲۳۴

ہوسِ سیرِ لالہ زار: بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار — یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے — ص ۷۶

ہوسِ سیر وتماشا: لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی — ہوسِ سیر و تماشا، سُو وہ کم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

ہوسِ شعلہ: شعلے سے نہ ہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی — جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے — ص ۲۱۸

ہوسِ صدقدح شراب: ہے تاک میں سَلَم ہوسِ صد قدح شراب — تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو — ص ۶۹

ہوسِ غزل سرائی: مجھے انبساطِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی — ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی — ص ۱۰

هوسِ فروختن ہا: هوسِ فروختن ہا تب و تابِ سوختن ہا — سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی — ص۱۰

ہوس گستاخ مطلب: جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب، ہے، مگر عاشق — نفس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے — ص۱۱۵

ہوس گستاخیِ آئینہ: ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی — بہ جَیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل رُبائی کا — ص۱۶

ہوسِ گُل: ہوسِ گُل کا تصوّر میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے — ص۲۲۲

(۲) دیکھیے: عرضِ فسونِ ہوسِ گل۔

ہوسِ نائے ونوش: اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل! — زنہار! اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے — ص۲۳۰

ہوسِ وعدہ: اے تسلّی! ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے — ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے — ص۸۳

ہوس ہائے جہاں: چوں کہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے — ص۱۱۴

ہوسِ یار: گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف — یھاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں — ص۱۸۴

ہوش[1]: ہوش اے ہرزہ دِرا! تہمتِ بیدردی چند؟ — نالہ در گردِ تمنّائے اثر پنہاں ہے — ص۱۱۰

(۲) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گُل دیکھ اسدؔ! — پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب — ص۱۹۳

(۳) مجھ سے کہا جو یار نے: جاتے ہیں ہوش کس طرح؟ — دیکھ کے میری بےخودی، چلنے لگی ہَوا کہ یوں — ص۱۷۸

(۴) عمر بھر ہوش نہ یک جا ہوئے میرے، کہ اسدؔ — میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا — ص۴۴۶

دیکھیے ــــــــ: (۵) اجازتِ تسلیمِ ہوش۔ (۶) رہزنِ تمکین و ہوش۔ (۷) وداعِ ہوش۔

ہوشیار[2]: خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار — مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا جو ہوتا ہوشیار — ص۲۹۰

ہوشیاری: حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعوٰی ہوشیاری کا — ص۱۳۸

ہَولِ[3] دل: وھاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یھاں میں ہوں شرمسار — یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو — ص۱۹۵

ہولی[4]: سو اِس اکیس دن میں ہولی کی — جا بجا مجلسیں ہوئیں رنگیں — ص۲۸۰

ہیچ[5]: [سات بار بہ طورِ ردیف، ص۳۶]:

۱۔ ہوش : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔
۲۔ ہوشیار : ایک بار۔
ہوشیاری : ایک بار۔
۳۔ ہَول : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ہولی : ایک بار۔
۵۔ ہیچ : سات بار۔

(۱)، (۲) قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ — رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا ہیچ

(۳) حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی — ہستی نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ

(۴) تمثال گداز آئنہ، ہے عبرتِ بینش — نظارہ تحیّر، چمنستانِ بقا ہیچ

(۵) گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن — فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ

(۶) آہنگ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے — ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ

(۷) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا! — سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ

ہیچ کسی[۱]: دیکھیے: بساطِ ہیچ کسی۔

ہیچ مدانی[۲]: دہن اُس کا جو نہ معلوم ہوا — کھل گئی ہیچ مدانی میری — ص۲۳۱

ہیولیٰ[۳]: (۱) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی — ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا — ص۱۵۶

(۲) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں — ص۱۸۵

ہیولاے دوعالم: ہوں ہیولاے دو عالم صورتِ تقریر اسدؔ! — فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے — ص۸۶

ہیولاے مداد: بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سواد آتش — کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولاے مداد آتش — ص۴۷

ہَے ہَے[۳]: (۱) مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہَے ہَے! — خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس — ص۱۷۳

(۲) مرگیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی، ہَے ہَے! — بیٹھنا اُس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس — ص۱۷۳

(۳) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہَے ہَے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں! — ص۱۷۸

(۴) بیکسی ہاے شبِ ہجر کی وحشت، ہَے ہَے! — سایہ، خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے — ص۲۱۱

(۵) ہَے ہَے! خدا نخواستہ وہ اور دشمنی! — اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے! — ص۲۰۵

(۶) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم — ہَے ہَے! نہ کہو بُرا، کسے بُرا کہتے ہیں! — ص۳۱۳

ہیہات[۴]: دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو — ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو — ص۱۹۶

۱۔ ہیچ کسی : ایک بار [مرکّب]۔ — ہیولیٰ : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

۲۔ ہیچ مدانی : ایک بار۔ — ۳۔ ہَے ہَے : چھے بار۔ — ۴۔ ہیہات : ایک بار۔

ی

یاالٰہی : دیکھیے: الٰہی۔

یاد[1] :

(۱) دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟ — کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا — ص۳۰

(۲) بس کہ وہ پاکو بیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دفچۂ خرشید ہر یک گرد باد — ص۳۸

(۳) کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں — بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ یاد آتش — ص۴۷

(۴) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریادِ گل — ص۵۲

(۵) گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے، کُلفتِ ماسوا سمجھ — ص۷۲

(۶) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر — اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے — ص۹۰

(۷) یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا — انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا — ص۱۳۵

(۸) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ! — جفا میں اِس کی، ہے انداز کارفرما کا — ص۱۳۸

(۹) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد — ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا — ص۱۵۸

[دس بار بہ طورِ جزوِ ردیف ص ۱۵۲]

(۱۰) پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا — دل، جگر تشنۂ فریاد آیا

(۱۱) دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز — پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا

(۱۲) سادگی ہائے تمنا، یعنی — پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا

(۱۳) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! — نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا

۱۔ یاد : ستاون بار [مفرد: پینتالیس بار، مرکب: بارہ بار]۔

(۱۴) زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی | کیوں ترا راہ گزر یاد آیا

(۱۵) آہ! وہ جرأتِ فریاد کہاں | دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا

(۱۶) پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال | دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا

(۱۷) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! | دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

(۱۸) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی! | گھر ترا خلد میں گر یاد آیا

(۱۹) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ ! | سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

(۲۰) ہوئی مدت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے | وہ ہر یک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا؟ ص ۱۶۰

(۲۱) مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا | کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر ص ۱۶۷

(۲۲) سر پھوڑنا وہ غالبِؔ شوریدہ حال کا | یاد آگیا مجھے، تری دیوار دیکھ کر ص ۱۶۹

(۲۳) یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں | زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک ص ۱۷۵

(۲۴) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! | یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا گنہ نمک ص ۱۷۵

(۲۵) آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد | مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ ص ۱۷۶

(۲۶) کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی؟ | آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں ص ۱۷۸

(۲۷) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! | دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں ص ۱۸۶

(۲۸) کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ! | تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں ص ۱۸۶

(۲۹) یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں | لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہوگئیں ص ۱۹۱

(۳۰) کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں تو کہتے ہیں | کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں ص ۱۹۲

(۳۱) وھاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب | یاد تھیں جتنی دُعائیں، صرف درباں ہوگئیں ص ۱۹۲

(۳۲) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ! | یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں ص ۱۹۲

(۳۳) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی | فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی ص ۲۰۲

(۳۴) یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب مجھے | سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے ص ۲۱۴

(۳۵) عارضِ گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسدؔ! | جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے ص ۲۱۴

(۳۶) کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے | جفائیں کر کے اپنی یاد، شرما جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۴

(۳۷) زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ!	ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے	ص۲۳۴
(۳۸) کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں	میری آواز گر نہیں آتی	ص۲۳۷
(۳۹) تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے	کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام	ص۲۶۳
(۴۰) کس کو کہتے ہیں غزل، ارشاد ہو	ہاں غزل پڑھیے، سبق گر یاد ہو	[قادرنامہ]
(۴۱) وہ چُراوے باغ میں میوہ جسے	پھاند جانا یاد ہو دیوار کا	[قادرنامہ]
(۴۲) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا	جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام	ص۲۸۲
(۴۳) ناگہاں یاد آگئی ہے مجھ کو یارب! کب کی بات	کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات	ص۲۹۱
(۴۴) یاد آیا جو وہ کہنا کہ: نہیں، واہ! غلط	کی تصور نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط	ص۲۹۴
(۴۵) گو یاد مجھ کو کرتے ہیں خوباں	لیکن بسانِ دردِ کشیدہ	ص۴۵۰
یادِ ایّامے: بے دلی ہائے اسدؔ افسردگی آہنگ تر	یادِ ایّامے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا	ص۱۵
یادِ بُتِ رنگیں: کرتا ہے بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس	رنگِ زِ نظر رفتہ حنائے کفِ افسوس	ص۴۶
یادِ حُسنِ سبز: دیکھیے: پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز۔		
یادِ دوست: دیکھیے: بیتابیِ یادِ دوست۔		
یادِ روزے: یادِ روزے کہ نفس سلسلۂ یارب تھا	نالۂ دل، بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا	ص۲۴
(۲) اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے	یادِ روزے کہ نَفَس در گرہِ یارب تھا	ص۴۴۴
یادِ روئے یار: شب کہ تھی کیفیتِ محفل بہ یادِ روئے یار	ہر نظر میں داغِ مے خالِ لبِ پیمانہ تھا	ص۲۵
یادِ زلفِ مشکیں: ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ	رُوزِ روشن، شامِ آں سوئے خیال	ص۵۱
یادِ قامت: بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم	ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو	ص۶۷
یادِ گرمیِ صحبت: بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے	چھپاؤں کیونکے غالبؔ سوزشیں داغِ نمایاں کی	ص۷۷
یادِ مژگاں: یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سودائے خیال	چاہیے وقتِ تپش یکدست صد پہلو مجھے	ص۷۸
یادِ یار: دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں	آگ اِس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا	ص۱۵۱
یادگار[۱]: (۱) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر	اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے	ص۹۰

۱۔ یادگار : چاربار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔ — یادگاری ہا : ایک بار۔

(۲) ایک طپشؔ کا جانشیں دردؔ کا یادگار ایک — ص۲۹۶

یادگارِ صحرا: اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا! ص۲۶

یادگارِ نالہ: نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بباد — یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا ص۱۴۷

یادگاری ہا: تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی ص۲۵۲

یار[1]: (۱) پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل، مگر — کس کو دماغِ منّتِ گفت و شنود تھا ص۱۲

(۲) بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہیں — یار تیرا جامِ مَے، خمیازہ میرا آشنا ص۱۹

(۳) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجائے زخم، گل برگوشۂ دستار ہو پیدا ص۳۱

(۴) بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست — ہے کلاہِ نازِ گل برطاقِ دیوارِ چمن ص۵۹

(۵) یوں بعدِ ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے ص۸۰

(۶) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! — یہاں جُز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے ص۸۲

(۷) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ — کرمکِ شب تاب آسا مہ پَرافشانی کرے ص۸۲

(۸) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شُفقتے — نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے ص۱۱۳

(۹) ہم پکاریں اور کھلے، یوں کون جائے — یار کا دروازہ پاویں گر کھلا ص۱۴۰

(۱۰) جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا — تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا ص۱۴۴

(۱۱) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالبؔ! — یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! ص۱۶۵

(۱۲) وا حسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ — ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر ص۱۶۹

(۱۳) مجھ سے کہا جو یار نے: جاتے ہیں ہوش کس طرح؟ — دیکھ کے میری بے خودی چلنے لگی ہَوا کہ یوں ص۱۷۸

(۱۴) دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی — حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں ص۱۸۴

(۱۵) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ — گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ص۲۲۱

(۱۶) اپنی، رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی — یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے ص۲۲۳

(۱۷) مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوشِ قدح سے بزمِ چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

---

[1] یار : سو بار [مفرد: بیس بار، مرکّب: اسّی بار]۔
یاراں : چودہ بار [مرکّب]۔
یارو : ایک بار۔
یاروں : چار بار۔
یاری : ایک بار [مرکّب]۔

(۱۸) کیا بیاں کرکے مرا روئیں گے یار؟ مگر آشفتہ بیانی میری ص۲۳۱

(۱۹) پر یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں غالبؔ! منہ بند ہوگیا ہے گویا ص۲۵۳

(۲۰) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا [قادرنامہ]

دیکھیے ــــــ: (۲۱) آزردگیِ یار۔ (۲۲) آستانِ یار۔ (۲۳) آہنگِ شوقِ یار۔ (۲۴) ادہمِ مشکینِ یار۔ (۲۵) افسانۂ زلفِ یار۔ (۲۶) بالینِ یار۔ (۲۷) بلاگردانِ بے پرواخرامی ہاے یار۔ (۲۸) بندِ قباے یار۔ (۲۹) بندِ نقابِ یار۔ (۳۰) پرتوِ نقشِ خیالِ یار۔ (۳۱) تابِ رُخِ یار۔ (۳۲) تصورِ یار۔ (۳۳) تیغِ نگاہِ یار۔ (۳۴)، (۳۵)، (۳۶)، (۳۷) تیغِ یار [چار بار]۔ (۳۸) جرعہ نوشی ہاے یار۔ (۳۹) جوششِ سوداے زلفِ یار (۴۰) چشمِ یار۔ (۴۱) چشمِ مستِ یار۔ (۴۲) حسرت کشِ یار۔ (۴۳) حیرتِ خطِ رُخِ یار۔ (۴۴) خوے یار۔ (۴۵) خیالِ عارضِ یار۔ (۴۶) دامانِ خیالِ یار۔ (۴۷) درِ یار۔ (۴۸) دونوں یار۔ (۴۹) دہنِ یار۔ (۵۰) راہِ کوے یار۔ (۵۱) رخسارِ یار۔ (۵۲) رنجشِ یارِ مہرباں۔ (۵۳) روے یار۔ (۵۴) زخمِ تیغِ یار۔ (۵۵)--(۵۸) زلفِ یار [چار بار]۔ (۵۹) سایۂ دیوارِ یار۔ (۶۰) سرشکِ چشمِ یار۔ (۶۱) سرِ کوے یار۔ (۶۲) سرمۂ چشمِ رکابِ یار۔ (۶۳) یادِ روے یار۔ (۶۴) شامِ فراقِ یار۔ (۶۵) شامِ وصالِ یار۔ (۶۶) شانہ کشِ زلفِ یار۔ (۶۷) شب ہاے ہجرِ یار۔ (۶۸) شکن آموزِ یارِ خمِ طرۂ یار۔ (۶۹) شمشیرِ صافِ یار۔ (۷۰) شہیدِ جُنبشِ ابروے یار۔ (۷۱) صرفِ بہارِ حُسنِ یار۔ (۷۲) صرفِ جنگ جوئی ہاے یار۔ (۷۳) عذارِ یار۔ (۷۴) عکسِ خیالِ قدِ یار۔ (۷۵) غیرِ یار۔ (۷۶) فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار۔ (۷۷) قدِ یار۔ (۷۸) کفِ تغافلِ ابروے یار۔ (۷۹) کوچۂ یار۔ (۸۰)، (۸۱) کوے یار [دوبار]۔ (۸۲) گردِ راہِ یار۔ (۸۳) گرہِ یار۔ (۸۴) محبِ چار یار۔ (۸۵) محوِ شوخیِ ابروے یار۔ (۸۶)، (۸۷) مژۂ یار [دوبار]۔ (۸۸) مسرتِ پیغامِ یار۔ (۸۹) موجِ خرامِ یار۔ (۹۰)، (۹۱) نقابِ یار [دوبار]۔ (۹۲) نقشِ روے یار۔ (۹۳) نویدِ مقدمِ یار۔ (۹۴) وداعِ یار۔ (۹۵) ودیعتِ مژگانِ یار۔ (۹۶) وصالِ یار۔ (۹۷) ہجرِ یار۔ (۹۸) ہوسِ یار۔ (۹۹) یادِ یار۔

یارِ غار: بیچ میں اِن کے نہ آنا زینہار! یہ نہیں ہیں گے کسو کے یارِ غار ص۲۶۶

یاراں : دیکھیے ــــــ: (۱) دردِ سرِ یاراں۔ (۲) سنجیدنِ یاراں۔ (۳) شکوۂ یاراں۔ (۴) عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں۔ (۵) غفلت آرامیِ یاراں۔ (۶) فراقِ رفتہ یاراں۔

یارانِ رفتہ: دیکھیے: جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ۔

یارانِ رسول:	یارانِ رسول یعنی اصحابِ کبار	ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار	ص۳۱۳
یارانِ غمگیں:	عیادت سے زِبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا	نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا	ص۲۸
یارانِ نبی:	یارانِ نبی سے رکھ تولاً باللہ!	ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا باللہ!	ص۳۱۳
	(۲) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟	الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟	ص۳۱۳
یارانِ نکتہ داں:	ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا	صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے	ص۲۳۶
یارانِ وطن:	دیکھیے: (۱) ہجرِ یارانِ وطن۔ (۲) بے مہریِ یارانِ وطن۔		
یارانِ یک دل:	دیکھیے: دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل۔		
یارو:	یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا!	بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ	ص۴۵۱
یاروں:	(۱) لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی	ہوئی قطرہ فشانی ہاے مے، بارانِ سنگ آخر	ص۴۰
	(۲) دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر	ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر	ص۴۱
	(۳) زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں	بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے	ص۱۱۵
	(۴) دلِ حسرت زدہ تھا مائدۂ لذتِ درد	کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا	ص۱۴۴
یاری:	دیکھیے: راہ و رسمِ یاری۔		
یارب :	دیکھیے: رب۔		
یاس[۱] :	(۱) یاس تمثالِ بہار آئینۂ استغنا	وہم، آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں	ص۷
	(۲) چشمِ اُمید سے گرتے ہیں دو عالم جوں اشک	یاس، پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں	ص۸
	(۳) خاکبازیِ اُمید: کارخانۂ طفلی	یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا	ص۱۳
	(۴) یاس: آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے	نااُمیدی: ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ	ص۷۲
	(۵) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت	دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی	ص۷۵
	(۶) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے	وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہوا ہے	ص۹۳
	(۷) بزم و داعِ نظر، یاس طرب نامہ بر	فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے	ص۹۹
	(۸) سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے	تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے	ص۲۰۲

۱۔ یاس : سولہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

دیکھیے:(۹) بزمِ یاس۔(۱۰) تارِ اشکِ یاس۔(۱۱) جنونِ یاس والم۔(۱۲) شکنجِ یاس۔(۱۳) مرحلۂ یاس۔

یاسِ تمنا: اسدؔ! یاسِ تمنا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی — گدازِ ہر تمنا، آبیارِ صد تمنا ہے ص۸۵

یاس خیز: ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز — یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی ص۲۱۵

یاس و اُمید: یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا — عجزِ ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا ص۱۳۵

یاسمیں[۱]: دیکھیے: تختۂ گل ہائے یاسمیں۔

یاقوت[۲]: دیکھیے: (۱) رگِ یاقوت۔(۲) شوخیِ رگِ یاقوت۔

(۳) گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو — خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں اخگر ہوا ص۲۱

یاوَگی[۳]: دیکھیے: پردہ دارِ یاوگی۔

یاوَگی ہائے ہوس: دیکھیے: ادیبِ یاوگی ہائے ہوس۔

یتیم[۴]: دیکھیے: صورتِ مژگانِ یتیم۔

یزداں[۵] پرست: دیکھیے: غالبِ یزداں پرست۔

یزید[۶]: یزیدا کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ — بُرا نہ مانیے، گر ہم بُرا کہیں اُس کو ص۲۸۵

یعقوب[۷]: (۱) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغ بر افگندہ و گل ہا بے خار ص۳

(۲) بہرِ جاں پروردنِ یعقوب، بالِ خاک سے — وام لیتی ہے پر پرواز، پیراہن کی بو ص۶۹

(۳) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید — ہے جو آبی پیرہن ہر موج رودِ نیل کی ص۹۱

(۴) نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی — سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر ص۱۶۷

(۵) قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر — لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں ص۱۹۱

یعنی[۸]: (۱) پُشتِ لب تُہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی — سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار ص۳

(۲) گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز — یعنی دُعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ ص۵۰

(۳) میرا نیاز و عجز ہے مُفتِ بتاں اسدؔ! — یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں ص۶۱

۱۔ یاسمیں : ایک بار[مرکّب]۔
۲۔ یاقوت : تین بار[مرکّب]۔
۳۔ یاوَگی : دو بار[مرکّب]۔
۴۔ یتیم : ایک بار[مرکّب]۔
۵۔ یزداں : ایک بار[مرکّب]۔
۶۔ یزید : ایک بار۔
۷۔ یعقوب : پانچ بار[مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔
۸۔ یعنی : بتیس بار۔

(۴) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ! — یعنی ہیں ماندہ ازاں سو و ازیں سو راندہ — ص۷۱

(۵) بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار — یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے — ص۷۶

(۶) خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر — پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے — ص۹۱

(۷) مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں، باطل سمجھ — وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی — ص۹۱

(۸) اے غنچۂ تمنا، یعنی کفِ نگاریں! — دل دے تو ہم بتادیں مٹھی میں تیری کیا ہے — ص۹۵

(۹) ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی — یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے — ص۹۵

(۱۰) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع — مہ زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے — ص۹۶

(۱۱) یعنی دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر — خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے — ص۱۰۵

(۱۲) ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا، لیکن — ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۱۳) نقدِ انجم تا بکے از کیسہ بیروں ریختن — یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے — ص۱۱۴

[تین بار بہ طورِ جزوِ ردیفِ رباعی ص۱۱۷]:

(۱۴) سامانِ ہزار جستجو، یعنی دل — ساغر کشِ خونِ آرزو، یعنی دل

(۱۵) پُشت و رُخِ آئینہ ہے دین و دنیا — منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل

(۱۶) جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر — یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار — ص۱۳۳

(۱۷) حالِ دل نہیں معلوم لیکن اِس قدر، یعنی — ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارہا پایا — ص۱۴۳

(۱۸) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا — یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا — ص۱۵۱

(۱۹) سادگی ہائے تمنا، یعنی — پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا — ص۱۵۲

(۲۰) میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں — یعنی، سبقِ شوق مکرر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

(۲۱) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد — ص۱۶۶

(۲۲) گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ — یعنی، بغیرِ یک دلِ بے مدعا نہ مانگ — ص۱۷۶

(۲۳) دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں — یعنی، ہمارے جَیب میں اک تار بھی نہیں — ص۱۸۳

(۲۴) لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی — ہوسِ سیر و تماشا، سُو وہ کم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۲۵) وھاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یھاں میں ہوں بے قرار — یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو — ص۱۹۵

	(۲۶) ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق	یعنی، ہنوز منّتِ طفلاں اُٹھایئے	ص۲۰۱
	(۲۷) زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی	یعنی، تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہائے ہائے!	ص۲۰۴
	(۲۸) کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو	یعنی، اِس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے	ص۲۱۳
	(۲۹) یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات	عارف ہمیشہ مستِ مَیِ ذات چاہیے	ص۲۲۰
	(۳۰) یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد	ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے	ص۲۵۳
	(۳۱) دستورِ فنِ شعر یہی ہے قدیم سے	یعنی، دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام	ص۲۸۳
	(۳۲) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار	ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار	ص۳۱۳
یقین[1]:	(۱) موجِ خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر	کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم، چہ یقیں	ص۷
	(۲) یقیں ہے آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو	دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے	ص۹۸
	(۳) شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخِ طلب	ہے ترے حوصلۂ فضل پر از بس کہ یقیں	ص۱۳۵
	(۴) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی	یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اُس میں دم کیا ہے	ص۲۵۱
	(۵) صبح دم باغ میں آجائے، جسے ہو نہ یقیں	سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم	ص۲۶۵
	(۶) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے	یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ	ص۲۷۸
	(۷) آپ کی مدح اور میرا مُنہ	گر کہوں بھی تو کس کو آئے یقیں	ص۲۸۱

دیکھیے ———: (۸) آئینۂ پیدا ِ تمثالِ یقیں۔ (۹) اثباتِ یقیں۔ (۱۰) اہلِ یقیں۔ (۱۱) زنگارِ رُخِ آئینۂ حُسنِ یقیں۔ (۱۲) سرابِ یقیں۔ (۱۳) سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں۔ (۱۴) ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں۔ (۱۵) فتوائے یقیں۔ (۱۶) کعبۂ اربابِ یقیں۔ (۱۷) کعبۂ ایجادِ یقیں۔

یقینِ اجابت:	گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ	یعنی، بغیرِ یک دلِ بے مدّعا نہ مانگ	ص۱۷۶
یک[2] آسماں:	قربانِ اوجِ ریزیِ چشمِ حیا پرست	یک آسماں ہے مرتبۂ پشتِ پا بلند	ص۳۸
یک آغوشِ وداع:	بازماندن ہائے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع	عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث	ص۳۲
یک آہِ نارسا:	موئے دماغِ وحشت سررشتۂ فنا ہے	شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے	ص۹۴
یک آئینہ چراغاں:	دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے	خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا؟	ص۱۴

۱۔ یقین : اٹھارہ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

۲۔ یک : دوسوتیس بار، (مرکّب)۔

یک آئینہ دارِ شکستن: سراپا یک آئینہ دارِ شکستن — ارادہ ہوں یک عالم افسردگاں کا — ص ۱۸

یک افغاں: دیکھیے: حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔

یک الف بیش — یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز — چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا — ص ۱۴۷

یک انداز: دیکھیے: پامردِ یک انداز۔

یک انشا: فکرِ سخن: یک انشا زندانیِ خموشی — دودِ چراغ: گویا زنجیرِ بے صدا ہے — ص ۹۳

یک اوجِ حصار: سبزۂ نُہ چمن و یک خطِ پُشتِ لبِ بام — رفعتِ ہمّتِ صد عارف و یک اوجِ حصار — ص ۱۳۳

یک بار: یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے — اے جوشِ عشق! بادۂ مرد آزما مجھے — ص ۷۶

(۲) آم کو دیکھتا اگر یک بار — پھینک دیتا طلاے دست افشار — ص ۱۳۱

(۳) ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا — یک بار لگادو خُمِ مے میرے لبوں سے — ص ۲۰۱

(۴) فرداودی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی — ص ۲۳۳

یک بالِ بلبل: ہے پرافشانِ تپیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس — ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے — ص ۴۵۴

یک بام وصد ہوا: گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہَوا ہے — ص ۹۴

یک بُت خانہ: دیکھیے: ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ۔

یک بختِ اوج — یک بختِ اوج نذرِ سبکباریِ اسدؔ — سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہُما نہ مانگ — ص ۵۱

یک برخاستن: ساتھ جُنبش کے بہ یک برخاستن طے ہوگیا — تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا — ص ۲۵

یک برقِ تجلی: رشکِ نظارہ تھی یک برقِ تجلی کہ ہنوز — تشنۂ خونِ دو عالم ہوں بہ عرضِ تکرار — ص ۶

یک برگِ تاک: کلفت، طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر — زنگار خوردہ آئنہ، یک برگِ تاک ہے — ص ۱۱۰

یک برگِ بے نوائی — یک برگ بے نوائی صد دعوتِ نیستاں — طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے — ص ۹۵

یک بزمِ ماتم: دیکھیے: حلقۂ یک بزمِ ماتم۔

یک بیاباں بیضۂ قمری: — بجاے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو — ص ۶۷

یک بیاباں تپشِ بالِ شرر — یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے صحرا — مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار — ص ۵

یک بیاباں جلوۂ گل: دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں دیکھنا — یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے — ص ۲۲۷

یک بیاباں حسرتِ تعمیر: ذرہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض
ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے ص۹۵

یک بیاباں دلِ بیتاب: گرد باد، آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں
یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے ص۱۰۷

یک بیاباں سایۂ بالِ ہما: وسعتِ مشربِ نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ!
یک بیاباں سایۂ بالِ ہما ہوجایئے ص۸۸

یک بیاباں ماندگی: نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا
حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا ص۱۳۶

یک بیضۂ طاؤس: گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ، دل
ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل ص۵۳

یک پرتوِ شوق: دیکھیے: آئینۂ یک پرتوِ شوق۔

یک پردہ نازک تر: (۱) اے بہ ضبطِ حال خونا کردگاں! جوشِ جنوں
نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

(۲) کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ یک پردہ نازک تر
دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو ص۶۸

یک پرزدن تپش: اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی
یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام ص۵۵

یک پرِ کاہ: وھاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ
وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار ص۱۳۳

یک پنبۂ مینا: بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے
عیش کر غافل، حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ ص۷۲

یک پیرہن: دیکھیے: زینتِ یک پیرہن۔

یک تارِ نفس: یک تارِ نفس میں جوں طنابِ صباغ
ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج ص۱۱۸

یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ: پرواز، یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے
گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں نہ پوچھ ص۷۰

یک تپش آموختن: دیکھیے: سرابِ یک تپش آموختن۔

یک تپیدن: دیکھیے: بالِ یک تپیدن۔

یک تصویرِ چاک: ہے فروغِ ماہ سے ہر موج یک تصویرِ چاک
سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم ص۵۴

یک تماشا: دیکھیے: مشتاقِ یک تماشا۔

یک تمثالِ شیریں: دیکھیے: نقاشِ یک تمثالِ شیریں۔

یک جامہ دار: دیکھیے: جنونِ حسرتِ یک جامہ دار۔

یک جانِ بے نوائے اسدؔ: ہزار آفت و یک جانِ بے نوائے اسدؔ
خدا کے واسطے، اے شاہِ بیکساں فریاد! ص۳۷

یک جانب: یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے — دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف ص ۴۹

یک جلوۂ معنی: دیکھیے: حسرت کشِ یک جلوۂ معنی۔

یک جُنبشِ لب: (۱) سرگراں مجھ سے سبک رَو کے، نہ، رہنے سے رہو — کہ بہ یک جُنبشِ لب مثلِ صدا جاتا ہوں ص ۲۹۸

(۲) دیکھیے: صدمۂ یک جُنبشِ لب۔

یک جُنبشِ نشاط: برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط — کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہَوا نہ مانگ ص ۵۰

یک جنوں: دیکھیے: وسعتِ جولانِ یک جنوں۔

یک جہاں: یک جہاں بسملِ اندازِ پر افشانی ہے — دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار ص ۵

رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! — دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں ص ۶۶

یک جہاں اُمید: دیکھیے: خوںبہاے یک جہاں اُمید۔

یک جہاں چینِ جبیں: تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن — مبادا اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو ص ۶۸

یک جہاں زانو تامّل: ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامّل در قفاے خندہ ہے ص ۲۱۵

یک جہاں سودا: دیکھیے: کمیں گاہِ یک جہاں سودا۔

یک جہاں قماشِ ہوس: تو یک جہاں قماشِ ہوس جمع کر، کہ میں — حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود تھا ص ۱۲

یک جہاں گل: یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ — غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس ص ۴۶

یک جہاں ہنگامہ: باوجودِ یک جہاں ہنگامہ، پیدائی نہیں — ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم ص ۱۷۷

یک جَیب کشش: دیکھیے: وحشتِ فرصتِ یک جیب کشش۔

یک چشمِ حیرت: دیکھیے: فرصتِ یک چشمِ حیرت۔

یک چمن جلوۂ یوسف: یک چمن جلوۂ یوسف بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغ برافگندہ و گل ہا بے خار ص ۳

یک حلقہ: اسدؔ! ہر اشک، ہے یک حلقہ بر زنجیرِ افزودن — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اُمیدِ رستن ہا ص ۲۳

یک حلقۂ زنجیر: ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا ص ۲۷

یک حلقۂ گردابِ طوفاں: تمام اجزاے عالم صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے — طلسمِ شش جہت یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے ص ۸۱

یک خطِ پشتِ لبِ بام: سبزۂ نُہ چمن و یک خطِ پشتِ لبِ بام — رفعتِ ہمتِ صد عارف و یک اوجِ حصار ص۳۳۳

یک خطِ مسطر: دیکھیے: کجیِ یک خطِ مسطر۔

یک خلق: (۱) دیکھیے: طلسمِ منتِ یک خلق۔

(۲) دیکھیے: مشکل آساں کنِ یک خلق۔

یک خمِ تسلیم: ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ ! — ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے ص۱۰۲

یک خُمستاں: اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خُمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے ص۱۰۱

یک خندہ: ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی خوش نما، لیکن — ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے ص۱۰۷

یک خواب: دیکھیے: مجموعۂ یک خواب۔

یک خوابِ پریشاں: (۱) دیکھیے: سازِ یک خوابِ پریشاں۔

(۲) دیکھیے: سامانِ یک خوابِ پریشاں۔

یک خوابِ خوش: لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، ولے — غالبؔ! یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں ص۱۷۷

یک خیال: دیکھیے: سادگیِ یک خیال۔

یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ: بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید — یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ ص۳۶

یک داغِ مشک اندودہ: دیکھیے: حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ۔

یک دامنِ کوتاہ: حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق — سرو کے قامت پہ گل یک دامنِ کوتاہ ہے ص۹۲

یک دانۂ انگور: پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مَے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز ص۴۵

یک درازیِ عمرِ خمار: دیکھی وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر — خمیازہ، یک درازیِ عمرِ خمار تھا ص۱۷

یک در بر روے رحمت بستہ: یک درِ بر روے رحمت بستہ دورِ شش جہت — نا اُمیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے ص۱۰۱

یک درد: دیکھیے: قربانِ سازِ یک درد۔

یک درد و صد دوا: نے حسرتِ تسلّی، نہ ذوقِ بے قراری — یک درد و صد دوا ہے، یک دست و صد دعا ہے ص۹۳

یک درسِ آگاہی: دیکھیے: گردن کشِ یک درسِ آگاہی۔

یک دستِ ردِ امتناعِ جلوہ:	حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ!	آئنہ یک دستِ ردِ امتناعِ جلوہ ہے	ص ۸۷
یک دستِ سوال:	نور سے تیرے، ہے اُس کی روشنی	ورنہ تھا خرشید یک دستِ سوال	ص ۵۱
یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں:	نفَس حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں	مگر یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں پایا	ص ۲۲
یک دست و صد دُعا:	دیکھیے: یک درد و صد دوا۔		
یک دستہ شرار:	مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسایشِ درد	بخیۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار	ص ۶
یک دشت:	دیکھیے: پرِ یک دشت۔		
یک دعا:	اے ہمہ بے مدّعائی! یک دعا ہو جایئے، ص ۴۵۲		
یک دل:	دیکھیے: دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل۔		
یک دلِ بے مدّعا:	گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ	یعنی بغیرِ یک دلِ بے مدّعا نہ مانگ	ص ۱۷۶
یک دلِ پاک:	ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک	تمثالِ شوقِ بیباک ہر جا دوچارِ صحرا	ص ۲۶
یک دلِ داغِ انتظار:	ہر داغِ تازہ، یک دلِ داغِ انتظار ہے	عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ	ص ۷۰
یک دلِ سرد:	دیکھیے: روے یک دلِ سرد۔		
یک دلِ صدا:	فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سر تاپا	عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا	ص ۱۳
یک دلِ صد چاک:	دیکھیے: نقشِ یک دلِ صد چاک۔		
یک دو چیں دامانِ صحرا:	قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفس	یک دو چیں دامانِ صحرا پردۂ محمل ہوا	ص ۲۹
یک دیدۂ حیراں:	دیکھیے: آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں۔		
یک دیوانِ بے شیرازہ:	نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد	یادگارِ نالہ، یک دیوانِ بے شیرازہ تھا	ص ۱۴۷
یک ذرّہ:	دیکھیے: سازِ یک ذرّہ۔		
یک ذرّۂ زمیں	یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا	یہاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا	ص ۱۴۹
یک رگِ خواب:	ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق	یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو	ص ۶۹
یک رنگ:	بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم	لالے کے داغ سے جوں نقطہ و خط، سنبل زار	ص ۳

یک رہِ خوابیدۂ شوق: قبلہ و ابروے بُت: یک رہِ خوابیدۂ شوق — کعبہ و بُت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں ص۷

یک ریشہ دویدن: دیکھیے: سررشتۂ یک ریشہ دویدن۔

یک زبان یک دل: ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا — ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا ص۱۱۷

یک زخم: دیکھیے: ذوقِ یک زخم۔

یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ: شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا — صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

یک ساز: دیکھیے: پردۂ یک ساز۔

یک ساغرِ خالی: وہمِ طربِ ہستی، ایجادِ سیہ مستی — تسکیں دہِ صد محفل یک ساغرِ خالی ہے ص۱۱۵

یک ساغرِ غفلت: دیکھیے: دُردِ یک ساغرِ غفلت۔

یک سبحۂ اسرارِ نیاز: دیکھیے: گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز۔

یک سجدہ وارِ تمکیں: اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وارِ تمکیں — میں بھی ہوں شمعِ کشتہ، گرداغ خوںبہا ہے ص۹۴

یک سخنِ بے صدا: اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل — ہنوز یک سخنِ بے صدا نکلتی ہے ص۹۰

یک سرودِ خانۂ ہمسایہ: شورشِ باطن سے یہاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرودِ خانۂ ہمسایہ ہے ص۱۰۳

یک سطرِ غبار: سونپے ہے فیضِ ہوا، صورتِ مژگانِ یتیم — سرنوشتِ دوجہاں ابر بہ یک سطرِ غبار ص۱۳۲

یک سو: طراوتِ سحر ایجادیِ اثر یک سو — بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے ص۱۱۲

یک شبگیر: دیکھیے: رزقِ یک شبگیر۔

یک شبستاں: دیکھیے: فرصتِ یک شبستاں۔

یک شبیخوں: عدم، وحشت سراغ و ہستی، آئینہ بندِ رنگینی — دماغِ دوجہاں پر سُنبل و گل یک شبیخوں ہے ص۱۱۱

یک شبِ آشفتہ نازِ سُنبلستانی: دودِ شمعِ کشتۂ گل، بزم سامانی عبث — یک شبِ آشفتہ نازِ سُنبلستانی عبث ص۳۳

یک شرر: کو یک شرر کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ — بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز ص۴۲

یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ: فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے ص۱۰۹

یک شعلۂ ایما: دیکھیے: آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما۔

یک شکستِ رنگِ گل: ہے بہارِ تیز رَو گلگونِ نکہت پر سوار — یک شکستِ رنگِ گُل صد جُنبشِ مہمیز ہے — ص۸۵

یک شہرآرزو: دیکھیے: ماتمِ یک شہرآرزو۔

یک شیرازۂ وحشت: دیکھیے: ربطِ یک شیرازۂ وحشت۔

یک صُبحِ جدائی: وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا غالبؔ! — صد جلوۂ آئینہ یک صبحِ جدائی ہے — ص۸۰

یک صدا: (۱) تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو ص۶۹

(۲) دیکھیے: تکلیفِ یک صدا۔

یک طرف: (۳،۲) اے نواسازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں — یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں — ص۶۳

(۴) جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر — یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار — ص۱۳۳

(۵) گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف — یہاں دل میں، ضعف سے، ہوسِ یار بھی نہیں — ص۱۸۴

[سات بار بہ طورِ ردیف ص۴۹]:

(۶)، (۷) عیسیٰ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف — درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف

(۸) سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن — خوابِ گرانِ خسروِ پرویز یک طرف

(۹)، (۱۰) خرمن بہ باد دادۂ دعویٰ ہیں، ہو سو ہو — ہم یک طرف ہیں، برقِ شرر بیز یک طرف

(۱۱) مفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہاے ناز — کاوش فروشیِ مژۂ تیز یک طرف

(۱۲) ہر مو بدن پہ شہ پرِ پرواز ہے مجھے — بیتابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف

(۱۳) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے — دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف

یک عالم: (۱) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج — ص۳۵

(۲) دیکھیے: سرمایۂ یک عالم۔ (۳) مستعدِ قتلِ یک عالم۔

یک عالم افسردگاں: سراپا یک آئینہ دارِ شکستن — ارادہ ہوں یک عالم افسردگاں کا — ص۱۸

یک عالم چراغاں: دیکھیے: سامانِ یک عالم چراغاں۔

یک عالم گریباں چاکیِ گل: ہوائے صبح، یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے — دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا — ص۱۶

یک عالم گلستاں: اسدؔ! بندِ قبائے یار، ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو، تو دکھلادوں کہ یک عالم گلستاں ہے — ص۸۱

یک عربدہ میداں: یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا — عجزِ ہمّت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا — ص۱۳۵

یک عرصہ جولاں: سراسر تاختن کو شش جہت یک عرصہ جولاں تھا — ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا — ص۱۸

یک عرق آئنہ: حیف اے ننگِ تمنّا! کہ پَیِ عرضِ حیا — یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا — ص۱۴

یک عقدۂ تارِ نفس: دیکھیے وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔

یک عمر: (۱) آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس — چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز — ص۴۳

(۲) ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے — یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھائیے — ص۷۴

(۳) زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا — یک عمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے — ص۱۰۴

(۴) ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ — اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے — ص۳۵۵

یک عمر خودداری: جنوں افسردہ وجاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر — گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی — ص۹۲

یک عمر ورع: دیکھیے: بعدِ یک عمر ورع۔

یک غربالِ حسرت بیز: اِن ستم کیشوں کے کھائے ہیں زِبس تیرِ نگاہ — پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے — ص۸۵

یک غنچہ: (۱) تنگیِ حوصلہ گردابِ دو عالم آداب — دید یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار — ص۶

(۲) کیفیّتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں — یک غنچے سے صد خُمِ مَیِ گل رنگ نکالوں — ص۶۰

یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ: طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں — یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ نکالوں — ص۶۰

یک فضائے خندہ: دیکھیے: بقدرِ یک فضائے خندہ۔

یک قافلۂ آبلہ منزل: دیکھیے: بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل۔

یک قدِ آدم: ترے سروِ قامت سے یک قدِ آدم — قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

یک قدحِ بادہ: مے کدے میں ہو اگر آرزوے گل چینی — بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار — ص۱۳۲

یک قدم: (۱) آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم — اے عمرِ گزشتہ! یک قدم استقبال! — ص۲۵۲

(۲) دیکھیے: بساطِ دستگہِ یک قدم۔

(۴) اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا — ص ۲۶

یک قدمِ وحشت: یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا — جادہ، اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا — ص ۱۴۶

یک قطرہ خوں: بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی — سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی — ص ۲۰۲

یک قطرۂ خون: یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر — یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ — ص ۱۱۸

(۲) بہارِ گل، دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخ وزیں، یک قطرۂ خوں ہے — ص ۱۱۱

(۳) دیکھیے: صورتِ یک قطرۂ خوں۔

یک قیامت خاور: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر — ص ۴۰

یک کف: دیکھیے: تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل۔

یک کفِ افسوسِ تماشائی: فرصت: آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے — روز و شب: یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے — ص ۱۰۴

یک کفِ خاک: خراجِ دیہِ ویراں: یک کفِ خاک — بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے — ص ۹۱

یک کفِ خس: اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں — طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے — ص ۲۱۸

یک کفِ سیلاب: دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا — آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا — ص ۱۵

یک گامِ بے خودی: یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا — آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے فشارِ صحرا — ص ۲۶

یک گلستاں: دیکھیے: رنگِ یک گلستاں۔

یک گلستاں برگ ریزِ تاک: عیش گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر — دَورِ ساغر: یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے — ص ۱۰۷

یک گلستاں دل: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں — کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو — ص ۶۷

یک گوشۂ دامن: بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن، گر آبِ ہفت دریا ہو — ص ۱۹۴

یک گوشۂ دلِ خالی: بہ رنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی — کبھی پری مری خلوت میں آ نکلتی ہے — ص ۹۰

یک لبِ افسوس: حاصلِ اُلفت نہ دیکھا جُز شکستِ آرزو — دل بہ دل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا — ص ۱۵۳

یک محملِ خوابِ سنگیں: قبلہ وابروئے بُت: یک رہِ خوابیدۂ شوق — کعبہ و بُت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں — ص ۷

یک مرتبہ: کہتے تو ہو تم سب کہ بُتِ غالیہ مو آئے — یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وُہ آئے! — ص ۲۳۸

یک مژگانِ خوباں: نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے — بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے — ص ۱۱۵

یک مژہ برہم زدن: یک مژہ بر ہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے — یہاں سراغِ عافیت جُز دیدۂ بسمل نہ پوچھ — ص ۷۲

یک مژہ برہم زدنی: کوشش، ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے — صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے — ص ۱۱۰

یک مژہ خوابِ پا: شوقِ عناں گسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے — جادۂ سیرِ دو جہاں، یک مژہ خوابِ پا سمجھ — ص ۷۲

یک مژۂ خوابناک: مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے — ص ۲۱۶

یک مُشتِ خاک: جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ! — صحرا ہماری آنکھ میں یک مُشتِ خاک ہے — ص ۲۱۶

یک مُشتِ خوں: یک مُشتِ خوں ہے پرتوِ خور سے تمام دشت — دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ — ص ۳۶

یک موجِ خیال: دیکھیے: سیلابِ یک موجِ خیال۔

یک نالہ: ضبطِ جنوں سے ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز — یک نالہ بیٹھیے تو نیستاں اُٹھایئے — ص ۷۴

یک نالۂ شوق: شورِ رُسوائِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق — لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا — ص ۱۳

یک نالۂ ناقوس: بُت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہائے دہر — ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا — ص ۲۱

یک نشوونما: یک نشو و نما جا نہیں جولانِ ہوس کو — ہر چند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں — ص ۶۰

یک نشہ: دیکھیے: موجِ خمیازۂ یک نشہ۔

یک نظر بیش: یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل! — گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک — ص ۱۷۵

یک نَفَس: یک نَفَس ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں — حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے — ص ۱۱۴

(۲) فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا — ص ۱۵۷

(۳) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نَفَس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم — ص ۱۷۷

(۴) دیکھیے: بقدرِ یک نفس۔ (۵) رنگِ یک نفس۔

یک نَفَسِ آرمیدہ: بے دل نہ نازِ وحشتِ جَیبِ دریدہ کھینچ — جوں بوئے غنچہ یک نفسِ آرمیدہ کھینچ — ص ۳۶

یک نَفَس تپش: دیکھیے: ہمہ یک نفس تپش۔

یک نگاہ: شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشم برپا دوختہ غمّاز ہے — ص ۸۲

(۲) دیکھیے: کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ۔

یک نگاہِ آشنا: لطفِ عشقِ ہر یک، اندازِ دگر دکھلائے گا — بے تکلف یک نگاہِ آشنا ہوجائیے — ص۸۸

یک نگاہِ پاک: گدازِ سعیِ بینش، شُست وشوے نقشِ خودکامی — سراپا شبنم آئیں یک نگاہِ پاک باقی ہے — ص۱۰۷

یک نگاہِ صاف: یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے — ہے رگِ یاقوت، عکسِ خطِّ جامِ آفتاب — ص۳۱

یک نگاہِ گرم: یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سرتاپا گداز — بہرِ از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث — ص۳۴

یک نگہِ قہرآشنا: دیکھیے: سراغ یک نگہِ قہرآشنا۔

یک نگہِ گرم: دیکھیے: ہوائے یک نگہِ گرم۔

یک نیستاں عالم: بے نوائی تر صدائے نغمۂ شہرت اسدؔ! — بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا — ص۱۷

یک نیستاں قلمروِ اعجاز: ہے خامہ، فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ! — یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے — ص۹۷

یک ورق گردانده: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ — ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده — ص۷۱

یک وہم: یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر — یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ — ص۱۱۸

یکتا[۱]: (۱) جان دینے میں اُس کو یکتا جان — پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان — ص۱۳۰

(۲) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں اپنا — ص۱۵۹

(۳) اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا — جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا — ص۱۶۰

(۴) یارانِ نبی سے رکھ تولاّ، یاللہ! — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، یاللہ! — ص۳۱۳

یکتائی[۲]: سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا — روبرو کوئی بُتِ آئنہ سیما نہ ہوا — ص۱۹۲

یکتائیِ معشوق: دیکھیے: جلوۂ یکتائیِ معشوق۔

یکجا[۳]: عمر بھر ہوش نہ یکجا ہوئے میرے کہ اسدؔ! — میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا — ص۴۴۶

یکدست[۴]: (۱) جاتا ہوں جدھر، سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت — یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے، مگر انگشت — ص۳۲

(۲) بہ رنگِ سبزہ، عزیزانِ بدزباں یکدست — ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں — ص۶۰

(۳) یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سودائے خیال — چاہیے وقتِ تپش یکدست صد پہلو مجھے — ص۷۸

۱۔ یکتا : چار بار۔

۲۔ یکتائی : دوبار [مرتب: ایک بار]۔

۳۔ یکجا : ایک بار۔

۴۔ یکدست : تین بار۔

یکدلی[1]: دیکھیے: فسونِ یکدلی۔

یک دیگر[2]: دیکھیے: ہم نفسِ یک دیگر۔

یکسر[3]: (۱) سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں — شرار آسا زِ سنگِ سرمہ یکسر تار جَستن ہا — ص ۲۲
(۲) آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر — بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح — ص ۳۷
(۳) کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت — سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا ہے — ص ۸۳
(۴) دیوانگی ہے، تجھ کو درسِ خرام دینا — موجِ بہار، یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے — ص ۹۴
(۵) نقشِ سُمِ سمند سے یکسر — بن گیا دشت، دامنِ گلچیں — ص ۲۸۱
(۶) ٹوٹا ہے، افسوس! موے خمِ زلف — ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ — ص ۴۵۰

یکشنبہ[4]: آج یکشنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ — یا فقط رستا ہمیں بتلاؤ گے — ص ۳۱۲

یکقلم[5]: (۱) ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن — پاسبانیِّ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث — ص ۳۴
(۲) خطِ لختِ دل یکقلم دیکھتے ہیں — مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں — ص ۵۶
(۳) بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے — یکقلم شاخِ گلِ نرگس عصاے کور ہے — ص ۹۳
(۴) گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ رد سطرِ تبسم یکقلم انشا کرے — ص ۱۰۱
(۵) کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ! — یکقلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں — ص ۱۳۴
(۶) یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت — نقشِ پا میں ہے تپِ گرمیِ رفتار ہنوز — ص ۱۷۲
(۷) اے ترا غمزہ: یکقلم انگیز — اے ترا ظلم: سر بسر انداز — ص ۱۷۲
(۸) خطِّ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد — یکقلم منظور ہے، جو کچھ پریشانی کرے — ص ۲۱۱
(۹) گڑگانویں کی ہے جتنی رعیّت، وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی — ص ۲۶۳
(۱۰) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم — نمبر رہا نہ نذر نہ خلعت کا انتظام — ص ۲۸۲
(۱۱) ہوئے یہ رہرواں دل خستہ شرمِ نارسائی سے — کہ دستِ آرزو سے یکقلم پاے طلب کاٹے — ص ۴۵۵

۱۔ یکدلی : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ یکدیگر : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ یکسر : چھے بار۔
۴۔ یکشنبہ : ایک بار۔
۵۔ یکقلم : گیارہ بار۔

یگانہ[1]: اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا | جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا | ص ۱۶۰

یلدا[2]: دیکھیے: شبِ یلدا۔

یوسف[3]: (۱) دیکھیے: یعقوب[۱]۔ (۲) دیکھیے: یعقوب[۴]۔ (۳) دیکھیے: یعقوب[۵]۔

(۴) بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ! | دَے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا | ص ۲۱

(۵) ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے | دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا | ص ۱۵۷

(۶) یوسف اُس کو کہوں اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی | گر بگڑ بیٹھے تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا | ص ۱۵۸

(۷) نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہَوا خواہی | اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے | ص ۲۴۴

(۸) تُو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب اِدبار آتا ہے | تو یوسف سا حسیں بکنے سرِ بازار آتا ہے | ص ۳۱۰

یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ: جو چاہیے، نہیں وہ مری قدر و منزلت | میں یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ ہوں | ص ۲۹۹

یوسفِ ثانی: دیکھیے: یوسف[میرزا]۔

یوسفِ گل: وقت ہے، گر بلبلِ مسکیں زُلیخائی کرے | یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن | ص ۵۹

یوسف[4] [میرزا]: دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی | میرزا یوسف ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے | ص ۲۳۲

یوسفستاں[5]: تکلّف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر، ورنہ | پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے | ص ۸۱

۱۔ یگانہ : ایک بار۔
۲۔ یلدا : ایک بار[مرکّب]۔
۳۔ یوسف : گیارہ بار(مفرد: پانچ بار۔ مرکّب: چھے بار)۔
۴۔ یوسف (میرزا) : ایک بار۔
۵۔ یوسفستاں : ایک بار[مرکّب]۔

مَیں عندلیبِ گلشنِ نا آفریدہ ہُوں

